کے ٹو کہانی

سفرنامہ

UrduPhoto.com
© OneUrdu.com

مستنصر حسین تارڑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

UrduPhoto.com

کے ٹو کہانی

سفرنامہ

UrduPhoto.com

مستنصر حسین تارڑ

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

910.4 Tarar, Mustansar Hussain
K2 Kahani/ Mustansar Hussain
Tarar.- Lahore : Sang-e-Meel
Publications, 2004.
429pp.
1. Urdu Literature - Travelogue.
I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگِ میل پبلی کیشنز/مصنف سے باقاعدہ
تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا اگر اس قسم کی
کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے

2004
نیاز احمد نے
[illegible]
سے شائع کی۔

UrduPhoto.com

ISBN 969-35-0523-9

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore, Pakistan. Phone 7667970

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز لاہور

امی جی - ابا جی

آپ کے جانے کے بعد'
[illegible]
مجھے کوئی بے وجہ دعائیں نہیں دیتا۔

UrduPhoto.com

کے ٹو کہانی

(۱) پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا۔ ۹

(۲) اور یہ خواب اور کس کس نے دیکھا۔ ۱۴

(۳) طیاروں سے دریاؤں سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے۔ ۲۴

(۴) تو چلیں کے ٹو؟ ۳۲

(۵) گرم چشمے۔ سیمیں اور منصوبہ بندی۔ ۳۸

(۶) منظروں میں گم ہونے کے لئے دریائے سندھ میں ڈبکیاں۔ ۶۲

(۷) پورٹر بکرا کھائے گا ۷۰

(۸) سفر کی شام اور اداسی کی تہوں میں سے کیا نکلتا ہے۔ ۷۷

(۹) میں دنیا کی تنہا ترین جگہ سے خوشی لینے جا رہا ہوں۔ ۸۴

(۱۰) ہوا میں ریت کے ذرے ویرانی اور بوگی ۹۷

(۱۱) [illegible]

(۱۲) —— تھنگل سے ایک رک سیک واپس جاتا ہے۔ [illegible]

(۱۳) پہلا پڑاؤ اور —— بسم اللہ خاں صاحب —— ۱۳۰

(۱۴) وحشی برالڈو کا پانی پیو اور جوان ہو جاؤ۔ ۱۳۸

(۱۵) شمال کا آخری گاؤں —— اشکے بھی اسکولے —— ۱۴۴

(۱۶) قراقرم کے دل میں ایک ناقابل یقین میدان —— ۱۵۲

(۱۷) کوردفون میں بستی بے شمار ندیاں اور جنگل اور دنیا کا ٹھنڈا ترین مرغ بیافو۔ ۱۶۲

(۱۸) ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو اور بڑا سفید پتھر —— ۱۸۳

(۱۹) مورے سیاں جی اتریں گے پار۔ ۱۹۰

(۲۰) نیلی جھاڑیوں والے میدان میں دنیا کی خوبصورت ترین لڑکی سے ملاقات۔ ۲

(۲۱) سکم ڈونگ نی سوک —— یعنی میرا سوچا ہوا کانٹا میں ایک رات۔ ۲۰۰

(۲۲) بلند چٹان سے چمٹے ہم اور نیچے برالڈو میں ڈسترو راپ —— ۲۱۷

(۲۳) چشمے۔ درخت اور بو لیکن پائیو ضرور جائیو —— ۲۲۵

(۲۴) مجراان پائیو —— ۲۳۴

(۲۵) جہاں سے برالڈو نکلتا ہے —— ۲۳۶

(۲۶) بالتورو ہے تورو۔ ۲۵۴

(۲۷) ٹرانگو ٹاورز سے —— لی گو —— ۲۶۱

(۲۸) کھوبر سے گلیشیر پر جلتا آس کا دیا اور بابل کے مینار —— ۲۶۸

(۲۹) بالتورو کے ملبے میں گمشدہ لوگ —— ۲۸۳

(۳۰) کنکورڈیا کا دروازہ اور زرد خیمے اور ہریاول —— ۲۹۳

(۳۱) اردوکس کے تھیٹر میں چٹانوں کا کھیل —— ۲۹۹

(۳۲) اردوکس کی لمبی نکتی گھاس کو ہم چھوڑتے ہیں ۳۰۶

(۳۳) اس سرزمین میں جہاں پہاڑوں کے دیوتاؤں کے تخت بچھے ہیں اور
مشابرم کی چوٹی پر ان کے رتھ اترتے ہیں تو
[illegible] ۳۱۷

(۳۴) کورے کورے —— اور برفیلی شام۔ ۳۲۵

(۳۵) منفی چودہ درجے سینٹی گریڈ کی رات
اور آج کی رات بچیں گے تو سحر دیکھیں گے —— ۳۳۵

(۳۶) منجمد جھیلیں اور برفانی شگافوں کا عجب گھر —— ۳۴۴

(۳۷) کے ٹو مائی لو۔ ۳۵۰

(۳۸) گوری ہو گوری —— اور کنکورڈیا کے سمندر میں میری کشتی —— ۳۵۹

(۳۹) کنکورڈیا میں شام —— ۳۶۸

(۴۰) شاہ گوری پر شاندار سورج طلوع ہو رہا ہے —— ۳۸۲

(۴۱) کے ٹو بیس کیمپ کی جانب ایک مختصر سفر —— ۳۹۸

(۴۲) سنوز آف شاہ گوری ۴۰۵

(۴۳) میں شاہ گوری کی چوٹی پر پہنچتا ہوں اور رنگوں کے نقشوں میں
اڑتا بیلی کاپٹر —— ۴۱۶

UrduPhoto.com

"پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا"

پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا----

اور میں نے دیکھا کہ ایک آئینہ ہے جس میں میرا چہرہ مجھے دیکھتا ہے---- مجھے دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تو کون ہے---- میں تجھے پہچانتا نہیں' تو کس دنیا کا باسی ہے---- کدھر سے آیا ہے اور آنکھوں میں یہ سرخی کیوں ہے اور تیری بے ترتیب داڑھی کی سفیدی ہے اور برفوں ایسی ہے تو یہ کہاں سے آئی ہے---- اور تو مجھے [illegible] کہ ایک آوارہ گرد شہر کی بھیڑ میں چلتا ہوا' چاہے وہ تھری پیس سوٹ میں چلے' پہچانا جاتا ہے اور وحشی آنکھوں سے پہچانا جاتا ہے جن میں ان جنگلوں کی وحشت باقی رہ جاتی ہے جہاں اس کے آباؤ اجداد بستے تھے اور پھر وہ تہذیب یافتہ ہوئے اور بستیوں میں جا بسے---- لیکن کوئی ایک ہوتا ہے جس کی آنکھوں میں ان جنگلوں کی وحشت باقی رہ جاتی ہے اور اسی لئے ایک آوارہ گرد پہچانا جاتا ہے چاہے وہ شہر کی بھیڑ میں تھری پیس سوٹ میں ملبوس چلے---- اور اس آئینے میں' اس تصویر میں میں دیکھتا ہوں کہ میری آنکھوں میں بھی وہی وحشت ہے---- اور یہ تصویر تب اتری تھی جب میں شاہ گوری کو مل کر بستی میں واپس آیا تھا---- تھکا ماندہ' موسموں کا مارا ہوا بستی میں واپس آیا تھا۔

ہاں میں شہر میں آ چکا ہوں اور اب میری آنکھیں اس وحشت سے خالی ہو چکی ہیں۔

اور جب میں نے پچھلی شب شاہ گوری کو خواب میں دیکھا تو وہ تنہا نہ تھی

UrduPhoto.com

---- اس کے آس پاس چوغولیزا ---- بھی تھی ---- ہاں مونالیزا کی مسکراہٹ سے کہیں زیادہ حسن والی چوغولیزا ---- اور براڈ پیک - حترے پیک - گشا برم اور مشابرم بھی وہاں تھیں۔ اور میرے کانوں میں دریائے برالڈو کا شور نیچے گہرائی سے اوپر آتا تھا اور میرے تھکے پاؤں میں خوف بھرتا تھا۔

اور مشابرم کی مڑی ہوئی چونچ نما چوٹی پر تازہ برف کا دھندلا سفوف اڑتا تھا جیسے اس پر مسلسل دیوتاؤں کے رتھ اتر رہے ہوں اور اس کے دامن میں برفانی صورتوں، شکلوں اور مجسموں کی ایک فینٹسی تھی اور میں اس میں سے ایک بے یقین حیرت کے ساتھ گذرتا تھا ---- عجیب شکلیں تھیں، برف کے سفید ڈھیر جو مجسموں میں بدل چکے تھے ---- ہنری مور کا سوچ میں گم انسان۔ ایک دس میٹر اونچا ہاتھ جو آسمانوں کی جانب اشارہ کرتا تھا ---- ایک [illegible] ریچھ ---- سر جھکائے چادروں [illegible] عورتیں اور یہ سب کچھ برف کا اور سفید [illegible] اور ناقابل یقین۔

اور پچھلی شب میں نے اسکولے کو بھی خواب میں دیکھا ----

[illegible] ہے کوئی انسانی آبادی نہیں ہے ---- اور اس کے آخری [illegible] کے بعد [illegible] اور جہان شروع ہو جاتا ہے اور اس جہان کے اندر صرف وہ جاتے ہیں جن کے دماغوں میں فتور ہوتا ہے [illegible] آنکھوں میں وحشت ہوتی ہے ---- اور میں نے اسکولے کے گرد پھیلے ہوئے ان کھیتوں [illegible] کے گلابی پھولوں کی فصل در فصل دور تک چلی جاتی ہے اور اگر رکتی ہے تو وہاں پر رکتی ہے جہاں برالڈو کی کھائی نیچے گرتی چلی جاتی ہے ---- اور یہیں کہیں تھنگل کے مقام پر ایک ایسے ہی کھیت کے گلابی تختے کے ساتھ ہریاول میں میرا نیلا اور زرد خیمہ اپنی لمبی اڑان کے لئے تیار پرندے کی طرح انتظار میں تھا۔

اور کیا وہ بھی خواب میں تھا کہ حشوپی کے سیبوں کے باغوں سے آگے واسو روڈ پر دریا کے چوڑے پاٹ کے ساتھ ایک لنگڑی اور تھرتھراتی جلد والے پر تمکنت گھوڑے پر سوار وہ ہماری جیپوں کی طرف آرہا تھا اور میں نے ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا۔

"آپ کون ہیں؟"

"میں محمد علی ڈاکیہ ہوں صاحب ----" گھڑ سوار نے اپنے جانور کو تھپکتے ہوئے کہا تھا ---- "ادھر دریا کے کنارے گلیشیئر کے دہانے پر آباد بستی ہے وہاں ڈاک دینے کو جا رہا ہوں ---- آخری دو کلومیٹر گھوڑے کو ایک چٹان کے ساتھ باندھ کر پیدل جاؤں گا ----"

"میرے نام کا کوئی خط ہے؟"

"آپ کا نام کیا ہے صاحب ----"

میں نے نام بتایا تو اس نے ڈاک کے تھیلے کا ایک ایک خط آگے پیچھے کر کے دیکھا اور پھر سر ہلا کر بولا "نہیں صاحب آپ کے نام کا کوئی خط نہیں ----"

ہاں' وہاں میرے نام کا کوئی خط ہو بھی کیسے سکتا تھا ---- یہ صرف اس کی سادگی تھی جو لفافوں اور کارڈوں پر میرا نام تلاش کرتی تھی۔

لیکن ---- اگر وہ ایک خط اٹھا کر کہتا کہ صاحب آپ کے نام ایک خط ...دیا ہو

UrduPhoto.com

وہ خط کس کا ہوتا ---- کیا یہ تصور کر لینا صریحاً حماقت ہے کہ وہاں وادیٔ شگر سے پرے ... لے جاتے ہوئے ایک گھڑ سوار ڈاکیے کے تھیلے میں میرے نام کا بھی ایک خط ہو سکتا ہے ---- اگر یہ حماقت ہے تو بھی یہ تصور کر لیجئے کہ آپ کو کن کن ... وہ راستوں پر لے جائے گا ---- تو وہ خط کس کا ہو سکتا ہے ---- وہ کون ہے جو جانتا ہے کہ میں مستنصر حسین تارڑ وادیٔ شگر سے پرے حشوپی کے بیبیوں کے ... اس سے اوپر دریا کنارے گلیشیئر کے دہانے پر آباد کسی بستی میں نہیں رہتا اور اس کے باوجود مجھے اس پتے پر خط لکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے ---- یا جانتی ہے کہ میں ایک خاص دن ایک خاص وقت میں وہاں سے گزروں گا اور ڈاکیے سے پوچھوں گا کہ کیا میرے نام کا کوئی خط ہے ---- ویسے آپ مجھ سے پوچھیں تو میں یہ کہوں گا کہ ہاں یہ ممکن ہے ---- کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو پہلی بار کسی ان دیکھی وادی میں جا نکلتے ہیں تو وہاں سامنے سے جو ڈاکیہ آ رہا ہوتا ہے اس کے پاس ان کے نام ایک خط ہوتا ہے ---- ہاں یہ ممکن ہے ---- مجھے آج ---- یہ سطریں لکھتے

ہوئے بھی یقین ہے کہ دریاء برالڈو کے کنارے اس گھڑ سوار ڈاکئے نے لفافوں اور کارڈوں کو اچھی طرح نہیں دیکھا تھا ورنہ اسے میرے نام کا ایک خط مل جاتا ---- شائد میں اس خط کی تلاش میں ہی گھر سے نکلتا ہوں ---- اور جس روز مجھے وہ خط مل گیا میری آوارہ گردی کا اختتام ہو جائے گا کیونکہ اس خط پر اجل کی کوئی نامہ بری ہو گی ----

اور پچھلی شب دریائے برالڈو کا شور مجھ سے باتیں کرتا تھا ---- وہ کہیں ایک پر ہیبت گہرائی میں چنگھاڑتا تھا اور میں بلندی پر گرد آلود پگڈنڈی پر بار بار اپنے آپ کو سنبھالتا تھا کہ میں ابھی برالڈو میں دفن نہیں ہونا چاہتا تھا ---- اور ہاں پچھلی شب پھر میرے بدن کو اس سرد موت کی قربت سرد ہوا نے چھوا جو بالتورو گلیشئر کی ایک گہری دراڑ سے بے آواز باہر آ رہی تھی جس کے نیچے کئی سو میٹر اندر جہاں صرف برف تھی اور لاکھوں برسوں سے تھی وہاں کوئی دریا تاریکی میں بہتا تھا اور وہاں سے وہ ہوا اوپر آتی تھی اور میں اس دراز کو پھلانگتے ہوئے اس کی سو... کیا تھا ----

اور وہاں "جھولا" کو عبور کرنے کے بعد جو خشک میدان ہے اسے پار کرتے ہوئے ایک خاتون ٹریکر نے مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ ---- اور میں نے اسے ... ہوئے کہا تھا کہ مجھے کسی نے بتایا تھا کہ اگر تم اسکولے سے آگے جو جہان ہے وہاں جاؤ تو وہاں جو خشک میدان ہے اس کے درمیان جو راستہ ہے اس پر ایک خوبصورت خاتون تمہیں ملے گی ---- میں تو صرف تمہیں ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں ---- تمہاری تصویر کھینچوں گا اور چلا جاؤں گا ---- میں نے اس کی تصویر کھینچی اور آگے بڑھ گیا ---- اور جب میں میدان کے خاتمے پر پہنچا اور میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ وہیں کھڑی تھی ایک ناقابل یقین حالت میں ---- یا شائد اس نے میری بات کا یقین کر لیا تھا اور اسے آج تک کسی نے خوبصورت نہیں کہا تھا ---- بس اسی لئے وہ میری بات پر یقین کرنا چاہتی تھی ---- اور کیا اس خواب میں بالتورو کی سیاہ برفوں پر رکی ہوئی دھند کے خوف کے سائے میں پائیو کی ڈھلوان 'خیمہ بستی میں درختوں تلے' پائیو پیک کی سفیدی میں سے گرتے چشمے کے کنارے '

UrduPhoto.com

رات کو، مشعل کی روشنی میں ناچتی ہوئی ہسپانوی کو ویا لڑکی کی جنسی نا آسودگی کی مسکراہٹ شامل تھی؟

اور کیا یہ بھی پچھلی شب ہی تھی جب میں نے بالتورو پر ایسی چھوٹی منجمد جھیلیں دیکھی تھیں جن کے پانیوں میں لہریں تک جم چکی تھیں ---- اور میں چاہتا تو ان پر چل سکتا تھا ----

اور وہ "گورے" میں اترتی ہوئی برفیلی شام کا اندھیرا تھا جب اس نے دستانہ اتار کر اپنا ہاتھ آگے کر دیا "شائد ہم کبھی دوبارہ ملیں ---- " اور اس کا ہاتھ گرم تھا اور جب وہ چلنے لگی تو میں نے کہا، رکو ---- کیا تم جانتی ہو کہ تم ابھی ابھی ایک ایسے یکتا تجربے میں سے گزری ہو جو دوبارہ کبھی نہ ہو گا ---- یہاں ہمارے آس پاس اس وقت کوئی نہیں سوائے اس برفیلی شام میں چھپتی ہوئی لینڈ سکیپ کے ---- اور یہاں کون ہے جو ہمیں دیکھتا ہے ---- سوائے مشابرم کے، گشابرم کے ---- سناگ ٹاور کے ---- دنیا کی بلند ترین چوٹیوں کے جائے میں ایک مکمل [illegible] ہیں جائے گا ---- یاد رکھنا ---- اور کچھ عرصہ بعد اسلام آباد ایئرپورٹ پر ایک فون کو اٹھا دینے والی خوبصورت انگریز خاتون میرے پاس آتی ہے ---- کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ ----

"نہیں ---- "

"میں وہ ہوں جس سے تم نے بالتورو گلیشیئر پر ایک سرد شام میں ہاتھ ملایا تھا ---- "

میں نے اسے دیکھا ---- نہیں، تم وہ نہیں ہو ---- وہ وہیں ہے شاہ گوری کے آس پاس اور وہ منجمد ہو چکی ہے کہیں میرے اندر ---- اور میں بھی وہ نہیں میری آنکھوں میں تو وحشت تھی ----

پچھلی شب میں نے ----

اور کیا ایک خواب اتنا طویل ہو سکتا ہے ----

اور یہ خواب اور کس کس نے دیکھا ہو گا ----

پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا۔

”اور یہ خواب کس کس نے دیکھا“

مون سون کے مہینوں کا حبس لاہور سیشن کورٹس کے چھپروں تلے دم روکے ہوئے تھا اور ایک لرزتے ہوئے لکڑی کے بوسیدہ بنچ پر شاہد عزیز ایڈووکیٹ عینک اتار کر پسینہ پونچھتا تھا اور احتیاط کرتا تھا کہ اس کے کم ہوتے ہوئے بالوں کی سیٹنگ خراب نہ ہو جائے ---- اس نے اپنی ٹائی ڈھیلی کر کے ایک سانس لیا۔ اس کے سیاہ کوٹ نے اسے دم بخت کر رکھا تھا لیکن وہ اسے کیسے اتار سکتا تھا ---- ایک وکیل کی شان ہی یہی ہے کہ وہ جون جولائی کے مہینوں میں ایک سیاہ کوٹ میں پیک ہو [illegible] داخل ہو کر کورنش بجا لائے ----

ابھی ساڑھے سات بجے تھے۔ عدالتوں کے کھلنے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔

شاہد کی داہنی جیب میں ان مقدموں کی فہرست تھی جو اس نے آج بھگتانے تھے ---- اور وہ حساب لگا رہا تھا کہ کون سا کیس کتنے بجے سنا جائے گا اور فلاں جج آج کیسے موڈ میں ہو گا۔ کیا یور آنر نے رات کو پکوڑے چھولے تو نہیں کھائے تھے اور اگر کھائے تھے تو آج صبح ان کا پیٹ خراب ہو گا اور وہ بار بار ”ایکسکیوز می“ کہہ کر اپنی مسند قرنشست سے اٹھ کر جائیں گے ---- اور فلاں یور آنر کو اگر ایک فقرے میں کم از کم تین بار ”یور آنر“ کہہ کر مخاطب نہ کیا جائے تو وہ خفا ہو جاتے ہیں ---- ایک اور یور آنر کو اس کی شکل پسند نہیں تھی ---- اور وہ اسے دیکھتے ہی ایک طویل جمائی لیتے تھے ---- شاہد عزیز حساب لگا رہا تھا اور ساڑھے سات بج گئے۔

سیشن کورٹس کے احاطے میں ایستادہ بے شمار چھپروں پر کسی افریقی بستی کا

UrduPhoto.com

گمان ہوتا تھا ---- اور ان چھپروں تلے کالے کوٹ تھے۔ ٹائپ رائٹر تھے۔ ٹوٹے ہوئے بنچ اور تاؤٹ اور غشی تھے ---- اور حبس تھا ----

"آپ آرگومنٹ شروع کریں ــــ" جج صاحب نے اشارہ کیا ----

شاہد نے ایک مرتبہ پھر عینک اتار کر پسینہ پونچھا اور ماتھے سے شروع کر کے گردن کے پچھلے حصے تک پونچھا' بالوں کو نزاکت سے چھوا اور ایک طویل سانس لے کر آرگومنٹس کا آغاز کر دیا ---

عدالت کا پنکھا ہمیشہ سلوموشن میں کیوں چلتا ہے --- مہاتما بدھ کے تین وہیل آف لاء تو پتھر کے ہوتے ہیں وہ حرکت میں آ ہی نہیں سکتے ---- لیکن عدالت کا پنکھا ہمیشہ سلوموشن میں چلتا ہے تو کیوں چلتا ہے۔

"---- یور آنر سائل کا جو موقف ہے وہ حق پر مبنی ہے۔ اگر اس مقدمے میں ریلیف نہ دیا گیا تو انصاف پر سے اس کا اعتماد اٹھ جائے گا لہٰذا انصاف کا بول بالا کرنے کے لئے ــــ اور عدالتوں پر عوام اور میرے سائل کا اعتماد بحال رکھنے کے لئے [illegible] اسے انصاف میسر ہو ----"

UrduPhoto.com

یور آنر سائل کا جو موقف ہے وہ حق پر مبنی ہے ---- یہ فقرہ وہ کتنی بار یور آنروں کے سامنے دہرا چکا تھا ---- ہزاروں بار ---- انصاف میں بھی کتنی یکسانیت تھی ---- اور وہ اس یکسانیت کو توڑ کر کہنا چاہتا تھا کہ یور آنر سائل کا جو موقف ہے وہ حق پر مبنی ہے اور یہ وہ والا سائل نہیں جسے میرا منشی گھیر گھار کر لاتا ہے بلکہ یہ سائل آپ کے سامنے سیاہ کوٹ میں کھڑا ہے ---- یہ سائل انصاف اور زندگی کی یکسانیت سے تنگ آ چکا ہے ---- یہ سائل چاہتا ہے کہ اپنا خیمہ اور رگ سیک نکالے اور ادھر شمال کی جانب چلا جائے جہاں برفیں پگھل رہی ہیں ----

دیوسائی میدان کے کٹورے پھول کھلنے کو ہیں اور بھورے ہمالیائی ریچھ اس میدان سے پرے ہو کر بلندیوں کی طرف جا رہے ہیں ---- وادئ روپل میں اس لمحے کچھ ایسے پھول کھل چکے ہیں جن کے رنگ ابھی ابھی خالق نے بنائے ہیں اور جنہیں آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا ----

ظاہر ہے اس نے یہ سب کچھ یور آنر سے نہیں کہا۔۔۔۔ اگر کہہ دیتا تو یور آنر کا ہارٹ فیل ہو جاتا لیکن اس سے قبل وہ اس کا مقدمہ خارج کرتے اور پھر اطمینان سے راہئ ملک عدم ہو جاتے۔۔۔۔

وہ ہر برس اپنے کولیگ اور دوست فرزند علی کے ساتھ مل کر انصاف کی یکسانیت سے فرار ہو جاتا اور عدالت کے سلوموشن پنکھے سے دور ہو کر سیاہ کوٹ کی بجائے سرخ ہائیکنگ جیکٹ پہن لیتا۔۔۔۔ لیکن ابھی عدالتیں بند ہونے میں ایک ماہ باقی تھا۔۔۔

ابھی ایک ماہ۔۔۔۔ یور آنر سائل کا جو موقف ہے وہ حق پر مبنی ہے۔ اور اس ایک ماہ کے بعد [illegible] اس مرتبہ کہاں جانا ہے؟۔۔۔۔ ہاں یور آنر یہ تو سوچا ہی نہیں کہ اس مرتبہ کہاں جانا ہے۔۔۔۔ حالانکہ [illegible] موقف حق پر مبنی ہے۔

[illegible] مضبوط کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔ لیکن وہاں ہلکی سی لرزش تھی۔۔۔۔ یہ خفیف سی لرزش اسے موروثی [illegible] ملی تھی۔۔۔۔ اس نے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو سٹیئرنگ سے الگ کر کے دیکھا۔۔۔۔ [illegible] ساکت رہیں اور پھر ایک خزاں رسیدہ پتے کی طرح کپکپانے لگیں۔۔۔۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔۔۔۔

ہاں اس کی انگلیوں میں۔۔۔۔ دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں ایک خفیف سی لرزش تھی لیکن اتنی نہیں کہ کوئی شخص متوجہ ہو جائے۔۔۔۔ تو آج یہ لرزش زیادہ کیوں ہے۔۔۔۔؟

ہاں یہی تو علامت تھی اس بیماری کی جو اسے لاحق تھی۔۔۔۔ موسم گرما کے انہی دنوں میں وہ اس لاعلاج بیماری کی زد میں آ جاتا تھا۔۔۔۔ اس کی انگلیوں کی کپکپاہٹ میں اضافہ ہو جاتا تھا اور وہ جان جاتا تھا کہ اب اسے کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔۔۔۔ لرزش کی طرح یہ بیماری موروثی نہیں تھی بلکہ اس کے خاندان بھر میں وہ واحد شخص تھا جو اس کا شکار ہو چکا تھا۔۔۔۔ اور یہ بیماری تھی آوارہ گردی کی۔۔۔۔

UrduPhoto.com

وہ ایک متمول کاروباری خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اس طبقے میں فیکٹری' کاروبار اور روپے پیسے کے لین دین سے پرے کوئی اور دنیا نہ تھی اور عامر نے دریافت کر لیا تھا کہ اس سے پرے ایک دنیا ہے ---- اور وہ ہر برس رک سیک اور خیمہ اٹھا کر اس دنیا میں اتر جاتا تھا--- جونہی وہ دن قریب آتے' جن دنوں میں برفیں پگھلتی ہیں اور ندیاں رواں ہوتی ہیں تو اس کی انگلیوں کی لرزش میں اضافہ ہو جاتا ----

اس نے ایکسلریٹر کو اپنے پاؤں کے نیچے سے کچلنے کے انداز میں ایسے دبایا جیسے اس ٹیوٹا ہائس کی رفتار تیز تر ہوتی جائے گی اور اس کا رخ شمال کی طرف ہو گا 'گلگت' سکردو' استور ---- کہیں بھی اور پھر وہ اپنا رک سیک نکال کر کاندھے پر لادے گا اور اس وادی میں اتر جائے گا جس میں ایک ایسی آبشار ہے جس کے آس پاس جنگلی پودے اگے ہوئے ہیں اور اس آبشار کے آگے ایک تالاب ہے ---- ایک ایسا تالاب جس میں آج تک کوئی انسان نہیں اترا --- اور وہ تالاب صرف عا[illegible] جائے اس کی فیکٹری کے صدر دروازے کے عین سامنے جا رکی۔

فیکٹری کے اندر چکن فیڈ کی بو تھی ---- خشک مچھلی۔ سوکھا ہوا خون اور ہڈیوں کا آمیزہ ---- جسے چوزے بے حد رغبت کے ساتھ کھاتے ہیں اور پھر بہت جلد موٹے ہو کر بہت جلد خود بھی کھائے جاتے ہیں۔

آج اسے چکن فیڈ کی بو ناگوار لگ رہی تھی۔

تو اس بیماری کا کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے جس کی ایک واضح علامت آج اس کی انگلیوں میں لرز رہی تھی ----

اس برس کہاں جانا ہے؟ --- چکن فیڈ کی بو سے فرار ہو کر کہاں جانا ہے؟ --- عامر کا وجیہہ چہرہ سوچ میں گم تھا۔

راولپنڈی کی مال روڈ پر واقع سٹیٹ لائف کی عمارت کی تیسری منزل پر نعمان مرزا نے میز پر بکھری فائلوں اور پالیسی ہولڈرز کی حسابات سے سر اٹھایا اور

UrduPhoto.com

ایک باریک سگار سلگا کر ایک گہرا کش لیا۔ تمباکو کی نشہ آور مہک اس کے مختصر بدن کے ارد گرد پھیل گئی۔ وہ بے حد اپ سیٹ تھا اور زندگی سے ایسے بیزار تھا جیسے کسی نوجوان کی پہلی دوست لڑکی اسے ملنے کا وعدہ کر کے وقت مقررہ پر نہیں پہنچتی اور اس بجھے بجھے انتظار میں اس کے بال بکھر جاتے ہیں اور کھڑے کھڑے اس کی ٹانگیں سوکھ جاتی ہیں ---- اور پھر بارش شروع ہو جاتی ہے اور اس کے پاس برساتی نہیں ہوتی ---- نعمان مرزا کی زندگی سے بیزاری بھی اسی قسم کی تھی ---- اسے ایک ہسپانوی پارٹی کی جانب سے مالو ہنگ چوٹی پر جانے والی مہم کا ممبر بننے کی آفر دی گئی تھی لیکن مینجر انٹرنل آڈٹ ڈیپارٹمنٹ سٹیٹ لائف جناب بٹ صاحب نے اسے چھٹی دینے سے انکار کر دیا تھا ---- وہ پنا کام دیانت داری اور محنت سے کرتا تھا اور اس کے باوجود اس کی رخصت کی درخواست پر "ناٹ گرانٹڈ" کے منحوس الفاظ لکھ دیئے گئے تھے ---- اس نے ایک اور کش لگایا اور سوچا کہ ---- بس یہی سوچا کہ اگلے ماہ تو چھٹی مل جائے گی لیکن اگلے ماہ وہ کہاں جائے [illegible] کر رکھے تھے۔ پہاڑوں کے اندر جانے کے لئے اس کا ساز و سامان مکمل تھا ---- اور اس کے اندر آوارہ گردوں کی بے چینی کروٹیں لیتی تھی ---- اس نے اپنے کوہ پیمائی کے بوٹوں کی جانب دیکھا جو وہ ہر وقت پہنے رہتا تھا اور اس کے لوگ اس پر ہنستے تھے ---- مرزا صاحب جنگ چھڑ گئی ہے؟ ---- لیکن وہ چپ رہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ ان جہانوں کی خبر نہیں رکھتے جو اس کی دسترس میں تھے ---- یہ اپنے کھونٹوں پر بندھے لوگ تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ مالک نے چند منظر صرف آوارہ گردوں کے لئے تخلیق کئے ہیں ---- کچھ دنیائیں صرف خانہ بدوشوں کے لئے بنائی ہیں ---- کچھ ہوائیں صرف ان جسموں کو چھونے کے لئے بنائی ہیں جن کے دماغ میں آوارگی کا فتور ہوتا ہے ---- روزانہ ایک ہی بستر سے اٹھنے والے نہیں جانتے کہ کسی اجنبی وادی میں شب بسری کے بعد جب آوارہ گرد اپنے خیمے سے باہر آتا ہے تو اس کے سامنے ایک ایسا منظر آتا ہے جو وہ زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھتا ہے ---- اور یہ وہی منظر ہوتا ہے جو مالک نے صرف اس کے لئے ---- صرف ایک لمحے

UrduPhoto.com

کے لئے تخلیق کیا ہوتا ہے---- اس نے سگار کی جلن اپنی انگلیوں کے قریب محسوس کی اور چونک گیا---- اسے ابھی اپنا آؤٹ لائن مکمل کرنا تھا---- لیکن اس برس وہ کہاں جائے گا؟---- پتہ نہیں شاہد بھائی جان کا کیا پروگرام ہے----

مرزا کے سگار کی مہک اس کے مختصر بدن میں رچ رہی تھی----

اور جب اس کائنات کا آغاز ہوا تو یہاں خاموشی تھی اور یہ خاموشی پانیوں پہ تیرتی تھی اور تب میرے رب نے کہا کہ روشن ہو جا اور ہر طرف روشنی ہو گئی کہ جو کچھ ہوتا ہے میرے رب کے حکم سے ہوتا ہے۔ ہر شے اس کے حکم کی منتظر ہوتی ہے اور ایک پتہ---- پوری کائنات میں سے ایک پتہ نہیں ہلتا اس کی مرضی کے بغیر---- اسی کا حکم چلتا ہے۔ زمینوں اور آسمانوں میں اور کسی کی مجال ہے کہ وہ شکایت کرے کہ ایسا کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہیں ہوا---- وہ کون ہے جو شکایت کر سکتا ہے کہ تو نے یہ کیا کیا---- اور ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا کہ---- اور اس کے ہاتھ میں [illegible] ان کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ سانڈنی سوار انہیں دیکھنے آتے ہیں اور عظیم الشان قصر کے کنگرے گرتے ہیں اور آسمانوں پر روشنی پھیل جاتی ہے---- لیکن جب وہ پیدا ہوا تو ایسی کوئی نشانی ظاہر نہ ہوئی حالانکہ وہ بھی معصوم تھا اور جس نے روز قیامت دلبروں کے ہمراہ اٹھایا جانا تھا اور اس کے باوجود کوئی نشانی ظاہر نہ ہوئی سوائے خاموشی کے---- اس کے پیدا ہونے پر ہر طرف خاموشی تھی----

مبارک سلامت کا شور بلند نہ ہوا----

جو ودھائیاں لینے آئے تھے وہ چپکے سے لوٹ گئے۔

جو کنگن ڈالنے آئے تھے انہوں نے سر جھکا لئے----

اور جو منتظر تھا اپنے پہلے بچے کا، زمین اس کے پاس آ کر رکی نہیں بلکہ خاموشی سے چلی گئیں۔

وہ ان سب کی طرف دیکھتا رہا کہ اسے خبر ملے---- اس کے معصوم چہرے پر اس کے پہلے جانے کا انتظار تھا۔

UrduPhoto.com

اور جو اس کے دروازے پر شرنیہہ کی شاخیں سجانے آئے تھے انہوں نے سر جھکائے اور لاگ لئے بغیر جانے لگے تب اس نے سب کو روکا ---- مجھے مالک نے ایک بیٹا دیا ہے ---- میرا پہلوٹھی کا بیٹا ہے ---- مجھے ودھائیاں دو ---- اس کی ننھی منی کلائیوں میں کنگن ڈالو ---- شرنیہہ کی شاخیں میرے دروازے پر سجا دو تاکہ لوگ جان جائیں کہ ڈاکٹر عمر کے ہاں ---- اس گھر کے اندر ایک خوبصورت بچہ ہمکتا ہے ---- رونا بند کر دو ---- یہ روز حشر اللہ کے رسولوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا کہ یہ معصوم ہے اور ہم سب اس کی طفیل بخشے جائیں گے ---- دیکھو تو سہی یہ ہو بہو مجھ جیسا ہے ---- گورا چٹا اور دیکھو ابھی سے مسکراتا ہے ---- بیٹا ہے ---- میرا بڑا بیٹا ہے ---- کیا ہوا جو یہ نارمل نہیں ہے

لاہور ریلوے سٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر چار کے میلے فرش پر ایک سرخ اور نیلے رنگ کا رک سیک بمشکل اپنا توازن قائم رکھے ہوئے تھا۔ اس رک سیک کے اندر ایک [illegible] اشیاء تھیں۔ ان میں ایک ڈائری تھی۔ ایک کیمرہ تھا اور ایک برساتی تھی ---- لیکن اس مرتبہ یہ رک سیک میرا نہ تھا میرے بڑے بیٹے سلجوق کا تھا جو ان راستوں پر جانے کے لئے گھر سے نکلا تھا جن پر برسوں پیشتر اس کے والد کے قدموں کے نشان چھوڑے تھے ---- سلجوق پہلی بار اتنے طویل سفر پر جا رہا تھا اور میرے دل میں وہی خدشات تھے جو میرے والدین کے چہروں پر لکھے ہوتے تھے جب میں گھر سے نکلتا تھا۔

اور اب میں نے جانا کہ جب جوان بیٹے ان جانے دیسوں کو جاتے ہیں تو دل کا کیا حال ہوتا ہے ---- جدائی کیا چیز ہوتی ہے اور اب میں نے جانا کہ بیٹے کو آپ جتنا مرضی دیکھتے رہیں ---- اتنا نہیں دیکھ سکتے جتنا دیکھنا چاہتے ہیں۔

وہ اپنے سفری ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا اور ان سب میں سے دراز قد تھا ---- قریب ہی سمیر اپنی کمر پر ہاتھ رکھے اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔

کوئٹہ ایکسپریس پلیٹ فارم کے اندر آئی تو گویا میرے بدن کو روندتی ہوئی

آئی اور کھڑی ہو گئی ---- اور جب اس نے پلیٹ فارم پر حرکت کی تو اس کے ساتھ میرے خدشات اور بیٹے کے لئے اداسی نے حرکت کی ---- کوئٹہ ---- زاہدان ---- مشہد ---- تہران ---- انقرہ ---- استنبول ---- ازمیر اور پھر سلجوق ---- نام کا ایک شہر بھی ہے ---- تو سلجوق ---- "سلجوق" جا رہا تھا۔

"میں واپس آؤں گا تو پھر ہم دونوں کنکورڈیا کے ٹریک پر اکٹھے چلیں گے ---- ٹھیک ہے ابو ----" اس نے مجھ سے گلے ملتے ہوئے کہا تھا ----

"ہاں ---- ہم دونوں ---- ایک باپ بیٹا مہم بنا کر کے ٹو کے بیس کیمپ تک جائیں گے ---- خدا حافظ ----"

گاڑی چلی گئی تو پیچھے رہ گئے سنسان سنسان کرتے کان ---- اور بھاں بھاں کرتا سٹیشن ---- اور میں اور میرے۔

میں نے اپنے بدن دیکھا ---- اس میں زوال کے آثار تھے۔ اگر ایک عمارت [illegible] کی چولیں [illegible] ہو جاتی ہے اور یہ تو گوشت پوست کا جسم تھا ---- اس میں اب وہ جان نہ تھی۔ یہ اب کسی نسوانی گرم جوشی سے بیتاب ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا ---- اس نے میری بے اعتدالیاں سہی تھیں ---- نصف صدی پرانا تھا اور زوال پذیر تھا ---- میرے دانتوں کو ایک ایسی بیماری لاحق ہو گئی تھی کہ یہ سب رخصت ہونے والے تھے ---- میرے بال یتیم کے آنسوؤں کی طرح بے اختیار گرتے تھے ---- ٹیلیویژن کی سکرین پر میرا چہرہ پربہار تھا' روشنیوں اور میک اپ کی وجہ سے۔ لیکن اندر سے یہ چنار کا خزاں رسیدہ پتہ تھا جو سرد ہواؤں کے سامنے لرزتا تھا ----

بس میرے لئے یہ آخری موقع تھا ----

اب ---- یا کبھی نہیں۔

یہ برس گذر گیا تو دیر ہو جائے گی۔

میں نے میمونہ سے تذکرہ کیا ---- دیکھ لیں ---- کیا اتنا دشوار سفر آپ کا بدن سہار لے گا ---- کیا آپ ایسے گلیشیرز پر چل سکیں گے جن پر تجربہ کار کوہ پیا

بھی قدم رکھنے سے گھبراتے ہیں ---- اور پھر بلندی بہت ہے ---- وہاں اکثر حادثے ہوتے رہتے ہیں ---- میں نے آپ کو کبھی منع نہیں کیا لیکن ---- اس بار سوچ لیں۔

میں کیا سوچ لوں ---- اس سے پیشتر کہ میرے بدن کی عمارت اتنی بوسیدہ ہو جائے کہ اس کا پلستر اکھڑنے لگے اور اس کی اینٹیں کھسکنے لگیں اور بنیادوں میں لرزہ آ جائے میں دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے ٹو کے دامن میں پھیلے ہوئے برف زار کنکورڈیا تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اس ٹریک پر سفر کرنا چاہتا تھا جسے دنیا کا سب سے خوبصورت اور مشکل ٹریک کہا جاتا تھا ---- اور پھر یہ ٹریک میرے اپنے پاکستان میں ہو اور میں نہ جاؤں' یہ کیا بات ہوئی اور دنیا بھر کے سیاح اور ٹریکر پاکستان آئیں اور وہاں جائیں اور میں پاکستانی ہو کر بھی وہاں نہ جاؤں تو یہ کیا بات ہوئی ---- میں نے وہاں جانے کے بارے میں دیر سے سوچا ---- یہ برس گزر گیا تو پھر میں کبھی نہ جا سکوں گا ---- میں اپنے عمر رسیدہ والد کو دیکھتا تھا جن کی ٹانگیں جواب دے چکی تھیں اور وہ چل پھر نہیں سکتے تھے اور خود کو بھی نہ سنبھال سکتے تھے ---- [illegible] سے پیشتر ابھی تو میں چل سکتا ہوں ---- اور اگر میں چل سکتا ہوں تو میں کنکورڈیا جاؤں گا ---- کم از کم اس کی جانب سفر ضرور اختیار کروں گا ---- نہ پہنچ سکا تب بھی کہہ تو سکوں گا کہ میں نے کنکورڈیا کے لئے سفر اختیار کیا تھا۔

میرے والد نے بجھی بجھی آنکھوں سے مجھے دیکھا اور ان آنکھوں میں پہچان کم ہو چکی تھی ---- ضرور جانا ہے؟

ہاں ابا جی ضرور جانا ہے۔

والدہ نے فوراً کچھ پڑھنا شروع کر دیا ---- اللہ نگہبان ---- اللہ وارث میرے پترا ---- مستنصر کی کرناں ایں جا کے؟

امی جی ---- بس میں جاناں ایں ----

امی پڑھتی چلی گئیں ---- پتہ نہیں کیا کیا ---- اور میرے بدن پر پھونکیں مارتی رہیں ---- لیکن ---- سلجوق نوں نال لے کے نہ جائیں ---- دونویں پیو پتر نہ جاؤ ----

امی درست کہتی تھیں ---- میں نے سلجوق کو ساتھ لے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

اکبر کے لاڈلے بیٹے شیخو کے نام پر آباد شیخوپورہ کے اختتام پر ماڈل سکول کی پر شکوہ اور ستھری عمارت کے درمیان میں واقع وسیع لان میں ایستادہ ایک شامیانے کے نیچے مہمان خصوصی کی نشست پر براجمان جو مہمان تھا وہ میں تھا اور میرے سامنے سکول کے بچے مختلف کھیل اور ٹیبلو وغیرہ پیش کر رہے تھے لیکن میرا دھیان ادھر تھا' سڑک کے پار جو نہر کھیتوں کے اندر جا رہی تھی میں تو اس کے گرد آلود کناروں پر سفر کرتا تھا اور پہنچتا تھا اس شاندار تالاب کے پانیوں کے قریب جو ہرن مینار کہلاتا ہے اور جہانگیر کے پسندیدہ ہرن کی یاد میں تعمیر کیا گیا ---- ہرن مینار کی عمارتوں کو دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ کھیتوں کے درمیان میں' کیکر اور ببول کے جھنڈوں میں اتنی وسیع اور پرجلال یادگار ہو گی ---- اسے دنیا میں وہ شہرت نصیب نہیں ہوئی [illegible] حسن شالیمار باغ سے کم تو نہیں ---

ماڈل سکول کے سالانہ دن کی تقریبات کا اختتام ہوا تو میں ہرن مینار سے واپس آیا ---- اور واپس آیا تو میرے گرد سینکڑوں بچے اور ان کے جھجکتے ہوئے والدین تھے ---- اور ایک گٹھے ہوئے بدن والا نوجوان تھا جو ایک اٹکتے ہوئے لہجے میں مجھ سے بات کرتا تھا ---- تارڑ صاحب ---- "نانگا پربت" میں جہاں آپ گئے وہاں میں بھی گیا ہوں ---- میں ہر برس کوہ نوردی کے لئے نکلتا ہوں ---- آپ کو پڑھتا ہوں اور پھر نکل جاتا ہوں ---- اس برس کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

---- اس برس؟ ---- بڑے زبردست ٹریک پر ---- شاندار ترین پہاڑوں کے پاس ----

آپ کنکورڈیا جا رہے ہیں ---- اس نے فوراً کہا اور پھر جھجکتا ہوا بولا ---- کیا آپ مجھے ساتھ لے جا سکتے ہیں؟ ---- یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے ---- کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ----

کیوں نہیں ---- جتنے زیادہ ہوں گے اتنی ہی مسرت زیادہ ہو گی ---- میں نے ایک انگریزی محاورے کا ترجمہ کیا ----

کون سے مہینے میں چلیں گے؟

اگست کے وسط میں ----

یہ تو موسم کا آخر ہو گا ---- وہاں سردی شروع ہو جائے گی ----

گلگت کے جی ایم بیگ جن کا فوکر طیارہ دیوسائی اور نانگا پربت کے آس پاس لاپتہ ہو گیا تھا ان کے بیٹے اکرام بیگ کا یہ مشورہ ہے کہ بس یہی وہ دن ہیں جب کنکورڈیا اور کے ٹو کے آس پاس موسم نسبتاً صاف ہوتا ہے ---- بیشتر ٹریکنگ ٹیمیں واپس آ رہی ہوتی ہیں اور وہاں سکون ہوتا ہے ---- اکرام بیگ میرے ساتھ ہوں گے ---- گائیڈ اور دوست کے طور پر ----

میں دیکھ رہا تھا کہ نوجوان کا چہرہ ہولے ہولے دمکنے لگا تھا ---- اس کے ایک [illegible] میں لرزش تھی اور [illegible] رنگ کچھ ہوتے ہوئے زیادہ دمکنے لگا تھا ---- تو پھر آپ [illegible] ساتھ لے چلیں گے [illegible]

جولائی کے آخر میں مجھ سے رابطہ کیجئے گا ----

اور جولائی کے آخر میں ایک فون آیا ---- میں نے ٹریک سے خصوصی ٹریکنگ شوز بھی منگوائے ہیں ---- کب چلنا ہے ----

یہ عامر تھا ----

ایک روز گھر کے پتے پر ایک پکچر پوسٹ کارڈ آیا۔ اس پر کے ٹو کی تصویر تھی۔ لکھا تھا 'سنا ہے آپ ان گرمیوں میں اس جگہ جا رہے ہیں؟

میں نے اسی کارڈ کے ایک کونے میں "ہاں میں کنکورڈیا جا رہا ہوں۔ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو رابطہ کیجئے" لکھا اور پوسٹ کر دیا۔

دو روز بعد ایک فون آیا ---- تارڑ صاحب میں شاہد عزیز ایڈووکیٹ بول رہا ہوں ----

میرے لئے کیا حکم ہے ---- کب جانا ہے ---- اور میرے دوست میاں

UrduPhoto.com

فرزند علی بھی خواہش مند ہیں ـــــ

نعمان مرزا نے اپنے جثے کی طرح دبلے پتلے اور مختصر سگار کا ابھی ایک ہی کش لگایا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی ـــــ فون لاہور سے تھا ـــــ فون اس کے بہنوئی شاہد عزیز کا تھا ـــــ "کیا واقعی بھائی جان؟ ـــــ آپ کنکورڈیا جا رہے ہیں تارڑ صاحب کے ساتھ ـــــ شاہد بھائی جان پلیز میرے لئے بھی کچھ کریں ـــ اگر میری جگہ بن سکے تو ـــ پلیز بھائی جان ـــ تارڑ صاحب سے بات کریں ـــــ"

سراسر بے خیالی میں بغیر کسی منصوبہ بندی کے ـ خود بخود ـــــ آپو آپ ـــــ ایک ٹیم بنتی چلی جا رہی تھی۔ ایسے لوگوں کا ایک گروپ تشکیل پا رہا تھا جو میری تحریروں کو پسند کرتے تھے اور اس سے زیادہ بلندیوں کو پسند کرتے تھے ـــــ اور سب لوگ مجھ سے کہتے تھے کہ کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ لے چلیں گے؟ ـــ [illegible] آتا اور زیادہ ہمت والے تھے اور اس کے باوجود کہتے تھے کہ کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ لے چلیں گے ـــــ اور میں دل ہی دل میں خوش تھا کہ تنہا جانے میں جو وحشت تھی وہ کم ہو رہی ہے' اکیلے جانے میں جو خطرات تھے وہ معدوم ہو رہے ہیں ـــــ اگر میں راستے میں بیمار پڑ جاتا ہوں یا کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو کم از کم "میری ٹیم اپنے لیڈر" کو اٹھا کر واپس تو لے آئے گی ـــــ ان کا خیال تھا کہ میں ان کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں جب کہ حقیقت یہ تھی کہ میں ان کے ساتھ جا رہا تھا ـــــ ان کے سہارے جا رہا تھا ـــــ

UrduPhoto.com

ایک روز عامر آیا تو اس کے ہمراہ ایک بلند قامت ہمہ وقت مسکراتا ہوا شخص تھا ـــــ یہ خالد ندیم تھا۔ بینکر تھا۔ مری سے زیادہ بلند کسی مقام پر نہیں گیا تھا اور یہ بھی خواہش مند تھا ـــ

شاہد عزیز نے پھر فون کیا کہ ـــــ سرجی دراصل میری بیگم کا بھائی ہے اور ایڈونچر فاؤنڈیشن کے کئی کورس کر چکا ہے ـــــ پلیز اسے بھی ساتھ لے چلیں' اور

سرجی جورو کا بھائی ایک طرف اور پورا کنکورڈیا ایک طرف ——

اسی دوران عامر باغی ہو گیا —— تارڑ صاحب میں جب بھی فون کرتا ہوں یا آپ کے ہاں آتا ہوں تو آپ کہتے ہیں کہ لوجی عامر صاحب ہماری ٹیم میں ایک اور ممبر کا اضافہ ہو گیا ہے ---- میں کچھ پرائیویٹ قسم کا شخص ہوں میں ہر کسی کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا ---- اب یہ شاہد اور مرزا اور فرزند علی وغیرہ پتہ نہیں کیا چیزیں ہیں کس قسم کی اشیاء ہیں —— پہاڑوں کے سفر میں سب کچھ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ میں ان حضرات کے سامنے اپنے آپ کو نہیں کھول سکتا —— میری ایک شرط ہے۔

جی —— میں سن رہا ہوں ---- میری ٹیم میچ شروع ہونے سے پہلے ہی واک آؤٹ کر رہی تھی ——

میں —— ان لوگوں سے ملوں گا۔ اگر تو ---- یعنی ---- میں انہیں مل کر فیصلہ کروں گا کہ میں ان کے ساتھ سفر کر سکتا ہوں یا نہیں ——

UrduPhoto.com

[illegible]

ایک اور مسئلہ ہے ——

آج میں مسئلے سننے کے موڈ میں ہوں —— فرمایئے۔

سکردو چھوڑنے کے بعد ہم تقریباً بیس روز تک پہاڑی ویرانوں میں ہوں گے ---- وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے ---- موسم کی شدت ہم پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔ بلندی کی وجہ سے ہم سب پاگل ہو سکتے ہیں ---- اس لئے ایک ڈاکٹر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

میں اتفاق کرتا ہوں —— لیکن ڈاکٹر کہاں سے آئے گا بلکہ اتنا بے وقوف ڈاکٹر کہاں سے حاصل ہو گا جو لاہور شہر میں اپنی پریکٹس چھوڑ کر ہمارے ساتھ گلیشیرز پر لوٹتا پھرے ----

ہاں یہ واقعی مسئلہ ہے ——

آج میں مسئلے سننے کے موڈ میں ہوں ----

ایک حل ہے ---- ہم اخبار میں اشتہار دیتے ہیں ---- کہ ایک عدد اچھا سا

ڈاکٹر درکار ہے جو ہمارے ساتھ کنکورڈیا تک پیدل چلے اور اپنا خرچہ خود برداشت کرے اور جب ہم بیمار ہوں تو مفت ہمارا علاج کرے ....

چنانچہ ایک انگریزی روزنامے میں اسی عبارت کا ایک اشتہار دے دیا گیا .... رابطے کے لئے عامر کا فون نمبر تھا۔

اس دوران میں صبح کی نشریات کی میزبانی کے لئے اسلام آباد چلا گیا۔

وہاں —— عامر کا فون آیا۔

اشتہار کا ری ایکشن بڑا عجیب و غریب ہوا ہے تارڑ صاحب —— جتنے ڈاکٹر حضرات نے رابطہ کیا ہے ان میں سے کچھ یہ پوچھتے ہیں کہ آپ ساتھ چلنے کے کتنے پیسے دیں گے حالانکہ اشتہار میں درج ہے کہ اپنے خرچے پر چلنا ہو گا اور بیشتر یہ پوچھتے ہیں کہ کیا ٹیم کے ساتھ میمیں بھی ہوں گی؟

میمیں کس قسم کی میمیں؟

میمیں ہی جو گوری گوری ہوتی ہیں وہ والی

میمیں [illegible] نہیں [illegible] لیکن ہماری ٹیم کا [illegible] اور ڈاکٹروں کا اور میموں کا کیا تعلق؟

پتہ نہیں تارڑ صاحب —— لیکن اکثر ڈاکٹروں نے یہی پوچھا ہے ....

مجھے نہیں معلوم تھا کہ ڈاکٹر اتنے [illegible] ہوتے ہیں .... بہرحال میں نے عامر سے کہا کہ ایک اور اشتہار دے جس میں یہ واضح طور پر درج ہو کہ ڈاکٹر واقعیز ہو اور یہ کہ ٹیم کے ساتھ بڑے بڑھیا قسم کے مرد حضرات جا رہے ہیں میم ایک بھی نہیں ——

لیکن دوسرے اشتہار کی نوبت نہ آئی ——

نیو گارڈن ٹاؤن لاہور کے "ڈائلسس سروسز" میں کلنک کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عمر خان نے ایک گہرا سانس لیا' اور پچھلے تین ہفتوں کے بارے میں سوچا ....

اس کا بیٹا تین ہفتوں کا ہو چکا تھا۔

عمر خان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان تین ہفتوں سے پیشتر اس کی زندگی

کا کیا مقصد تھا —— وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر جیتا تھا۔ بس یہی زندگی کا مقصد تھا۔

ابھی تک خاموشی تھی۔ پورے خاندان میں۔ دوستوں میں —— وہ اس کے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے جھجکتے تھے۔ اس نے چند ٹیسٹ کروا کے ان کی رپورٹیں امریکہ روانہ کی تھیں ---- شائد اس کا بیٹا قدرے بہتر ہو سکے ---- شائد —— لیکن وہ جانتا تھا خود ڈاکٹر تھا اس لئے جانتا تھا کہ ہم امید کے کچے دھاگے کو کبھی نہیں توڑتے —— توڑ دیں تو زندہ کیسے رہیں ——

طبی تحقیق کے مطابق انیس سو بچوں میں سے ایک بچہ ایسا ہو سکتا ہے ---- اور یہ اس کے نصیب تھے کہ اس کا بچہ ایسا ہو گیا۔ دو ہفتے پیشتر الٹرا ساؤنڈ ٹیسٹ ہوا تو اس کو مبارکبادیں ملیں —— بیٹا ہے ماشاء اللہ اور صحت مند ہے —— اور اب اسے کوئی بھی مبارکباد نہیں دیتا تھا ---- ابھی تک خاموشی تھی ---- ایک بہت ہی چپ سناٹے نے اسے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ---- ایک شدید قسم کا ڈیپریشن جو اس کا سانس روکتا تھا —— کیا کرے ---- کدھر جائے ---- وہ صرف ایک [illegible] تھا ---- اس کے تحقیقی مضامین ملک کے مختلف اخبارات میں چھپتے رہتے تھے ——

اس کے متفکر چہرے پر پھاتوں ایسی سرخی اور سفیدی تھی ----

سامنے میز پر الٹا پڑا اخبار تھا جس کا ایک ورق ہوا کے زور سے میز کی سطح سے اوپر اٹھتا تھا ---- اس نے اخبار اٹھا لیا —— وہی ٹریش —— وہی گاربج —— کچھ بھی نہیں تھا —— البتہ اشتہارات کے صفحے قدرے دلچسپ تھے —— تبدیلی نام —— جائداد فروخت —— سیامی بلیاں برائے فروخت —— قلمی دوستی کیجئے —— ایکٹر بننے کے شوقین رابطہ کریں —— پرانی کاریں —— ٹریکنگ ٹرپ ٹو کنکورڈیا ---- ڈاکٹر وانٹڈ ---- ڈاکٹر عمر خان نے گردن نیچی کر کے اشتہار کو بے حد غور سے پڑھا —— دوبارہ پڑھا اور پھر درج شدہ نمبر پر فون کرنے لگا۔

فون کے دوسری جانب عامر تھا اور وہ بے حد خوش تھا —— اور فکر مند

UrduPhoto.com

بھی۔

سر اس اشتہار کے نتیجے میں ایک ڈاکٹر صاحب دستیاب ہو گئے ہیں ---- لیکن کچھ میٹر قسم کے ڈاکٹر ہیں ——

کچھ گھومے ہوئے ہیں؟

کچھ نہیں —— بہت گھومے ہوئے ہیں ——

میرا مطلب دماغی طور پر نہیں بلکہ ویسے ---- یعنی کچھ ٹریکنگ کا تجربہ بھی ہے کہ نہیں ---- ان کے ساتھ پہلے تھوڑی سی گفتگو کر لیں پھر ساتھ لے جانے کی ہامی بھریں گے ——

میں نے عرض کیا ناں کہ کچھ میٹر قسم کے ڈاکٹر ہیں —— کہتے ہیں کہ پہلے میں ٹیم ممبرز وغیرہ کا انٹرویو لوں گا پھر فیصلہ کروں گا کہ آپ لوگ اس قابل ہیں کہ نہیں ——

یعنی وہ ہمارا انٹرویو لیں گے ——

جی ——

تم نے بتا دیا؟

میں کچھ جانتا ہی نہیں تو کیا بتاتا —— آپ کچھ پیتے ہیں تارڑ صاحب؟

کیوں؟

ڈاکٹر صاحب پوچھ رہے تھے —— یہ بھی پوچھ رہے تھے کہ ٹیم میں سے کوئی سگریٹ پیتا ہے یا نہیں —— اور کیا کسی کو مکی کی روٹی اور ساگ پسند ہے ——

مکی کی روٹی اور ساگ کا کنکورڈیا کے سفر سے کیا تعلق ہے؟

پتہ نہیں —— میں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ ڈاکٹر صاحب ---- گھومے ہوئے ہیں ---- آپ لاہور آنے پر اطلاع بھیجئے گا تاکہ ڈاکٹر صاحب آپ کا انٹرویو کر لیں کہ آپ اسے قابل ہیں کہ نہیں ——

میں نے فون بند کر دیا اور اس وقت شائد میرے نتھنوں میں سے بھاپ نکل رہی تھی —— میں قدرے غصے میں تھا —— میرا انٹرویو —— بل شٹ!

UrduPhoto.com

ڈاکٹر عمر خان شکل سے بالکل گھومے ہوئے نہیں لگ رہے تھے بلکہ بے حد کیوٹ لگ رہے تھے۔ وہ کچھ شرمائے ہوئے سے تھے اور ان کا سفید پٹھانی چہرہ شفق کی سرخی لئے ہوئے تھا۔ میں واپس لاہور میں تھا۔ اپنے ڈرائنگ روم میں تھا اور میرے سامنے ڈاکٹر صاحب فاسٹنگ بدھا کے ایک مجسمے کے پہلو میں بیٹھے اپنے بجھے ہوئے پائپ کو سلگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ میرا انٹرویو لینے آئے تھے ---- لیکن بہت دیر سے خاموش بیٹھے تھے ---- بالآخر میں نے گفتگو کا آغاز کیا ----

ڈاکٹر صاحب آپ کو ٹریکنگ یا کوہ نوردی وغیرہ میں کچھ دلچسپی ہے؟

آپ کے پاس ماچس ہو گی —— یہ پائپ پھر بجھ گیا ہے ----

میں نے ماچس پیش کی۔ انہوں نے تمباکو پر جلتی ہوئی دیا سلائی رکھ کر سانس اندر کھینچی ---- اور پھر کہنے لگے —— ہاں ---- میں نے تقریباً سارا ناروورن ایریا موٹر سائیکل پر گھوما ہوا ہے ---- امریکہ میں تھا تو راکی ماؤنٹینز میں سفر کرتا تھا۔

گویا آپ گھومے ہوئے ہیں؟ ——

[illegible] —— میں گھوما ہوا ہوں —— لیکن آپ یہ بتائیں کہ پاکستانی قومیتوں کے کلچر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ہیں؟ —— میں چونک گیا —— میری رائے بہت اچھی ہے پاکستانی قومیتوں کے کلچر کے بارے میں —— لیکن اس کا کے ٹو کی مہم کے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے؟

اتنے لمبے اور دشوار سفر کے لئے ساتھیوں کا ہم خیال ہونا اور زرا دانشور ہونا بہت ضروری ہے ورنہ ہم میں اور مارکو پولو شیپ میں کیا فرق رہ جائے ---- کیوں عامر صاحب؟

عامر جو بہت دیر سے کسی سوچ میں گم تھا ایک دم چونک گیا —— جی ہاں بہت کم رہ گئی ہیں ---- شمالی علاقہ جات میں مارکو پولو شیپ کے شکار پر پابندی لگا دینی چاہئے ——

ڈاکٹر صاحب نے عامر کو دیکھا پھر پائپ کا ایک لمبا کش لگانے کی کوشش میں کھانسنے لگے اور پھر مجھ سے مخاطب ہوئے —— آپ مائنڈ نہ کیجئے گا لیکن میں ایک

سوال ضرور پوچھوں گا اس سے پیشتر کہ میں آپ کے ہمراہ کنکورڈیا جانے کا فیصلہ کروں —

بسم اللہ کیجئے —

کیا آپ نے کبھی خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے؟

جی؟ — میں دنیا کے ہر سوال کے لئے تیار تھا لیکن خودکشی کے لئے تیار نہیں تھا — جی بس اتفاق نہیں ہوا۔

ڈاکٹر صاحب از حد مایوس ہوئے — یعنی .... کمال ہے .... اچھا کبھی خودکشی کے بارے میں سوچا بھی نہیں؟

ہاں — سوچا تو ہے۔

سنجیدگی سے؟

ہاں — سنجیدگی سے —

ڈاکٹر صاحب کھل گئے — پھر ٹھیک ہے میں آپ کے ساتھ کے ٹو کی مہم پہ چلوں گا —

UrduPhoto.com

میں نے عامر کی جانب دیکھا اور وہ پہلے سے ہی منہ کھولے میری طرف دیکھ رہا تھا — یعنی اس قسم کے ڈاکٹر کے ساتھ پہاڑوں کے اندر جانا محفوظ ہو گا۔

واہ جی لطف آ گیا آپ کے ساتھ گفتگو کر کے — ڈاکٹر عمر بہت عمدہ موڈ میں تھے — پہلے آپ کی تحریریں پڑھی تھیں اور اب یہ جان کر کہ آپ خودکشی کے بارے میں سوچتے ہیں بہت لطف آیا — اور ہاں کیا آپ کے ٹو سے واپسی پر کوئی کتاب وغیرہ بھی لکھیں گے؟

جی ہاں — ارادہ تو ہے۔

اور کیا اس کتاب میں ٹیم ممبرز کا تذکرہ بھی ہو گا؟

جی ہاں — آپ لوگ ہی تو مرکزی کردار ہوں گے .... اس میں یہ بھی تحریر ہو گا کہ ڈاکٹر عمر خان نے پہلی ملاقات پر مجھ سے پوچھا تھا کہ میں نے کبھی خودکشی کی کوشش کی ہے —

میں آپ کے ساتھ نہیں جا رہا — ڈاکٹر عمر اٹھ کھڑے ہوئے — آپ

تو بہت خطرناک شخص ہیں۔ میں پتہ نہیں کیا کیا کہہ جاؤں اور آپ پتہ نہیں کیا کیا لکھ جائیں....

عامر نے فوراً صورت حال پر قابو پانے کی کوشش کی —— ڈاکٹر صاحب تارڑ صاحب کتابوں میں جن ساتھیوں کا تذکرہ کرتے ہیں بے حد احتیاط اور پیار سے کرتے ہیں....

اچھا یہ بتائیں —— ڈاکٹر صاحب نے مجھے تشویشناک چہرے سے دیکھا —— یہ بتائیں کہ جو لوگ آپ کے ساتھ کبھی پہاڑوں کے سفر کو گئے اور آپ نے ان کے بارے میں لکھا تو ان کے ساتھ ابھی تک آپ کے تعلقات خوشگوار ہیں؟

تقریباً ——

تقریباً —— کیا مراد ہے؟

بس یوں سمجھئے کہ لوگ ناراض ہی رہتے ہیں بلکہ ایک پروفیسر صاحب نے تو بیان دے دیا تھا کہ میں کبھی تارڑ صاحب کے ساتھ پہاڑوں میں گیا ہی نہیں ——

یہ [illegible] تارڑ [illegible]

ٹھیک ہے —— ڈاکٹر صاحب کہنے لگے —— میں صرف اس صورت میں جاؤں گا اگر آپ وعدہ کریں کہ واپسی پر کتاب نہیں لکھیں گے

مجھے یہ شرط منظور ہے لیکن میں بھی اس صورت میں آپ کو ساتھ لے جاؤں گا اگر آپ واپسی پر ڈاکٹری چھوڑ دیں ——

میں ڈاکٹری کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ ڈاکٹر صاحب باقاعدہ لال ہو گئے۔

اور میں لکھنا کیسے چھوڑ سکتا ہوں ——

لکھنا چھوڑنا اور بات ہے اور طب جیسا مقدس پیشہ چھوڑ دینا بالکل اور بات ہے.... ہم لوگ دکھی انسانیت کی خدمت کرتے ہیں۔

ہاں پہلے انسانیت کو اوٹ پٹانگ دوائیاں دے کر دکھی کرتے ہیں پھر اس کی خدمت کرنے لگتے ہیں ——

سراسر غیر متوقع طور پر ڈاکٹر صاحب نے برا نہیں منایا بلکہ ایک زور کا قہقہہ لگایا' تارڑ صاحب —— ڈاکٹروں کے بارے میں بالکل درست کہا آپ نے۔

UrduPhoto.com

عامر نے دیکھا کہ صورت حال کشیدگی سے کھسک کر قدرے کشادگی کی طرف جا رہی ہے تو فوراً کہنے لگا —— دیکھیں جی اگر آپ کو کتاب میں اپنا کردار پسند نہ آئے تو تارڑ صاحب آپ کا نام بدل دیں گے —— ڈاکٹر عمر کی بجائے ڈاکٹر اللہ دتہ رکھ دیں گے —— کیوں تارڑ صاحب؟

بالکل —— یہ تو میں کر سکتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب نے کچھ توقف کیا اور پھر کہنے لگے —— مجھے نام ڈاکٹر اللہ دتہ پسند نہیں .... کیا اس کی بجائے ڈاکٹر پیراں دتہ ہو سکتا ہے۔

اب پتہ نہیں ڈاکٹر صاحب سنجیدہ تھے یا ہماری ٹانگ کھینچ رہے تھے بہر حال اب یہ فیصلہ ہو گیا کہ وہ اگست میں کنکورڈیا جانے والی "تارڑ کے نو کہانی" مہم کے آفیشل ڈاکٹر ہوں گے۔ ڈاکٹر عمر خان ہوں گے یا ڈاکٹر پیراں دتہ ہوں گے اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔

UrduPhoto.com

"طیاروں سے دریاؤں سے باتیں کرنا اچھا لگتا ہے"

اسلام آباد سے گلگت جانے والی فوکر پرواز سے مجھے سخت نفرت تھی۔ ہر صبح چھ بجے میرے اوپر سے گزرنے والے اس طیارے سے مجھے چڑ تھی۔ پچھلے چھ برس سے میری عادت ہے کہ میں صبح کی نشریات کی میزبانی کے لئے گورنمنٹ ہاسٹل سے ٹیلی ویژن سٹیشن تک پیدل جاتا ہوں۔ سردیوں میں ابھی سب کچھ سرد اور تاریک [illegible] آس پاس گیدڑ بولتے جاتے ہیں۔ گرمیوں میں جب میں کوئی اسمبلی کی عمارت کے عین سامنے پہنچتا ہوں تو میرے کانوں میں ایک ہلکی گونج اترنے لگتی ہے جو اس طیارے کی ہوتی ہے جو اسلام آباد ایئرپورٹ سے ٹیک آف کر کے میرے اوپر آ چکا ہوتا ہے۔ میں اسے ہمیشہ حسرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوں۔ اس کے اندر جو مسافر ہوتے ہیں وہ سب کے سب میرے رقیب ہوتے ہیں اور میں ان سے شدید حسد کرتا ہوں کہ یہ ابھی کچھ دیر بعد گلگت کے ایئرپورٹ پر اتریں گے اور وہاں قراقرم کی سرد اور ستھری ہواؤں میں سانس لیں گے۔ اور وہاں سے راکاپوشی کا ویو پوائنٹ کتنی دور ہے ---- اور ہنزہ کتنی دور ہے ---- اور سندر کی جھیل اور فیری میڈوز اور ---- اور ---- اتنی دیر میں طیارہ مرگلہ پہاڑیوں کی پشت پر چلا جاتا ہے اور آسمان خالی ہو جاتا ہے۔ اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ میں صبح کی ٹھنڈک میں تیز تیز چلتا ہانپتا ہوا جا رہا ہوں اور میرے کانوں میں طیارے کی آواز آتی ہے' اوپر دیکھتا ہوں ---- اور پھر وہاں کھڑے ہو کر ---- سنسان سڑک کے عین درمیان میں

---- پارلیمنٹ ہاؤس کے عین سامنے اوپر دیکھتا ہوں اور اوپر گلگت جانے والا طیارہ ہے تو میں مٹھیاں بھینچ کر بازو لہراتا ہوں اور دل کی بھڑاس نکالنے لگتا ہوں ---- اوئے گلگت جا رہے ہو ---- اوئے شرم نہیں آتی ---- میری آواز بلند ہوتی جاتی ہے ---- اوئے عیش کر رہے ہو۔ ابھی گلگت ایئرپورٹ پر اتر کر اس ہوا میں سانس لو گے ---- اوئے فیئری میڈو جاؤ گے کمبختو ---- مجھے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہو شرم نہیں آتی ----

ایک روز میں اسی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر بلند آواز سے گلگت جانے والے طیارے سے "محو کلام" تھا اور جب میں ذرا زیادہ جوش میں آیا تو احساس ہوا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر کوئی صاحب بے حد حیرت سے منہ کھولے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہیں کہ اسے کیا ہو گیا ہے ---- یہ صاحب ایک ریٹائرڈ بیوروکریٹ تھے جو تقریباً روزانہ سیر کرتے ہوئے مل جاتے اور ان سے سلام دعا ہوتی تھی۔ جس روز انہوں نے مجھے جہاز سے "باتیں" کرتے سنا اس کے بعد وہ مجھ سے ذرا محفوظ فاصلے پر ہو کر گزرنے لگے اور میں سلام کرتا تو جلدی سے وعلیکم السلام کہہ کر تقریباً بھاگ نکلتے ---- انہیں کیا خبر تھی کہ میں گلگت جانے والے طیارے اور ان کے مسافروں سے جیلس نہیں تھا کیونکہ دو ہفتے بعد مجھے سکردو جانا تھا ---- میں شانت ہو چکا تھا ---- جہاز کی آواز سن کر مسکراتا اور اسے اپنے اوپر سے پرواز کر جانے دیتا ----

پورے دس روز بعد کے ٹو کہانی کی ٹیم کو گورنمنٹ ہاسٹل کے کمرہ نمبر ۱۰ میں جمع ہونا تھا۔

تیاریاں زوروں پر تھیں ----

مضبوط ٹریکنگ شوز۔ جاگرز کا ایک جوڑا۔ ٹھنڈی جرابیں۔ گرم جرابیں۔ عام جیکٹ نہیں ڈاؤن جیکٹ جس میں چھوٹے چھوٹے پر بھرے ہوتے ہیں۔ سن بلاک کریم' تاکہ بلندی پر الٹرا وائلٹ شعاعیں آپ کی جلد کو جلا نہ دیں۔ اونی مکمل زیر جامہ۔ تیز دھوپ میں چلنے کے لئے کھلی سوتی شلواریں اور ان کے ساتھ ٹی شرٹس ---- وغیرہ ---- اور وغیرہ۔ میرا نصف سامان تو کرنل مبشر حسین تارڑ کے سٹور سے برآمد ہو گیا جو ۱۹۸۶ء میں کے ٹو کی نارتھ ہلا مہم کے

ساتھ رابطہ افسر کے طور پر گیا تھا۔ یہ امریکی مہم انتہائی بدقسمت واقع ہوئی تھی اور ان کا لیڈر جان سموکی ابھی تک کے ٹو کی برفوں میں ہے اور ایک کوہ پیما کے ٹو کے دامن میں گلگی میموریل کی غاروں میں دفن ہے۔

ایک طویل فہرست ہمہ وقت میری جیب میں موجود رہتی اور میں ہمہ وقت بے حد تقدس سے اس کا مطالعہ کرتا رہتا۔ جو آئٹم دستیاب ہوتی اس کے گرد سرخ دائرہ لگاتے ہوئے جو خوشی ہوتی وہ بیان سے باہر ہے۔

میں اپنا سامان سمیٹ کر۔ امی سے لپٹ کر۔ ابا جی سے اجازت لے کر۔ بچوں کو چوم کر اور بیگم کو —— خیر ... تو بیگم سے رخصت ہو کر لاہور سے اسلام آباد آ چکا تھا اور صبح کی نشریات سے فارغ ہو کر مجھے یہیں سے اپنی ٹیم کے ہمراہ سکردو چلے جانا تھا ... اور سکردو میں اکرام بیگ کو میرا منتظر ہونا تھا —— لیکن ایک شام جب میں ہوسٹل میں واپس آیا تو اکرام بیگ وہاں منتظر تھا۔

تارڑ صاحب —— اکرام نے ماتھا کھجایا —— میں آپ کے ساتھ کنکورڈیا نہ جا سکوں گا۔

UrduPhoto.com

میں جو ابھی سے کسی بلندی پر فائز ہو چکا تھا لڑھکتا ہوا نیچے گرا —— لیکن کیوں؟

میں پچھلے کچھ عرصہ سے بیمار ہوں۔ اب کراچی جا رہا ہوں آغا خان ہسپتال میں۔ آپریشن کے لئے ... ٹیسٹ کے لئے اور ریسٹ کے لئے —— لیکن میں آپ کو ان اشیاء کی فہرست لکھا دیتا ہوں جو آپ یہاں سے خریدیں گے اور جو آپ سکردو سے خریدیں گے —— لکھئے ... پچاس میٹر نائلون کا رسہ ——

رسہ —— رسہ کیا کریں گے؟

جب آپ گلیشیر پر چلتے ہوئے کسی تاریک برفانی دراڑ کی گہرائی میں جا گریں گے تو آپ کے ساتھی آپ کو کیسے نکالیں گے؟

میں خوف سے منجمد ہو گیا —— فی الفور مہم کینسل کر دینے کا خیال آیا لیکن پھر سوچا کہ بے چارے ٹیم ممبران اپنے لیڈر کے بغیر کیا کریں گے —— اس لئے اجتناب کیا ——

جی تو رسہ —— پچاس میٹر۔

آپ جو پورٹرز ہائر کریں گے ہر ایک کے لئے تین میٹر پولی تھین زمین پر بچھانے کے لئے ....

پریشر ککر۔ مٹی کا تیل۔ کچن ٹینٹ کے لئے ترپال۔ ٹین کے دو کنستر۔ واٹنگ سٹکس .... وغیرہ —— اور وغیرہ ....

اکرام بیگ کے منظر سے نکلنے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ سکردو پہنچنے پر دیگر انتظامات کون کرے گا —— یعنی پورٹرز اور باورچی کا بندوبست .... سوکھے اور گیلے راشن کا حصول' سبزیاں' دالیں' ٹین' سوپ .... وغیرہ —— اور وغیرہ ——

مجھے شمالی علاقہ جات کے بارے میں کتابوں کی مصنفہ ازابیل شاہ کا خیال آیا —— ازابیل سے میری ملاقات صدپارہ جھیل کے کنارے ہوئی تھی —— وہ بزرگ کوہ پیما کلارے روش کے ہمراہ کنکورڈیا سے واپس آ رہی تھی اور اس کا گائیڈ محمد علی چنگیزی اس کے ہمراہ تھا —— میں نے اسلام آباد میں چنگیزی کے دفتر فون کیا —— وہ [illegible] میں نے سکردو فون کیا —— جناب وہ آگے نکلے ہیں پہاڑوں میں —— آپ کا پیغام پہنچا دیں گے۔ میں نے چند روز بعد دوبارہ فون کیا —— جناب چنگیزی صاحب کو آپ کا پیغام پہنچا دیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تارڑ صاحب اگلے ماہ بھی سکردو آ جائیں تو ہم انہیں کنکورڈیا تک پہنچا دیں گے —— سب انتظامات ہو جائیں گے۔

چنانچہ ایک مسئلہ حل ہو گیا ——

دوسرا مسئلہ رہائش کا تھا۔ پھر سکردو فون کیا —— اور کے ٹو موٹل فون کیا —— ادھر سے انعام صاحب بولے "تارڑ صاحب آپ آئیں تو سہی ——" موٹل کے منیجر شیر علی تو باقاعدہ دھاڑے —— جناب ہم آپ کو ایئرپورٹ پر لینے آئیں گے —— ہر قسم کا بندوبست ہو گا —— ہر قسم کا ——

دوسرا مسئلہ بھی حل ہو گیا ——

تیسرا مسئلہ سکردو فلائٹ کے لئے ٹکٹوں کا حصول تھا —— کنفرمڈ ٹکٹوں کا —— اور ایک دو نہیں سات ٹکٹوں کا۔

UrduPhoto.com

میرا تجربہ ہے کہ پی آئی اے کے شمالی علاقوں کے بکنگ آفس میں اور اس کے باہر ہمیشہ جنگ و جدل کے آثار ہوتے ہیں ---- کسی کو ٹکٹ نہیں ملتے۔ ٹکٹ ملتے ہیں تو کنفرمیشن نہیں ہوتی کیونکہ صرف ٹکٹ کا کوئی فائدہ نہیں جب تک آپ اسے ایک روز پیشتر کنفرم نہ کروائیں۔ اور اگر کنفرمیشن ہوتی ہے تو فلائٹ نہیں جاتی اور اگر فلائٹ جاتی ہے تو آپ اس پر نہیں جاتے کوئی اور چلا جاتا ہے —— ایئرلائن کا عملہ ہنگاموں کا عادی ہو چکا ہے۔ وہ بڑے اطمینان سے اور ٹھنڈک سے پرسکون رہتے ہیں۔ وہ پرسکون رہتے ہیں اور باہر کوئی فرسٹریٹیڈ مسافران شیشے توڑ دیتے ہیں —— معلوم ہوا کہ ستمبر کے آخر تک بکنگ ہو چکی ہے —— لیکن ہم نے تو ستمبر کے آخر میں نہیں جانا تھا ابھی پانچ روز بعد جانا تھا چنانچہ ہمیں ٹکٹ مل گئے —— اور یہ سب کچھ فیضی صاحب کے فیض سے ہوا —— ہم ٹکٹ حاصل کر کے باہر نکلے تو ہجوم مسافراں نے ہمیں سخت ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا اور میں قدرے شرمندہ ہوا کہ میں نے ایک بار پھر اپنی شہرت کا ناجائز فائدہ اٹھایا تھا —— بے حد کیٹیگری [illegible] ہیں اور ---- ہم نے اگر کے ٹو کی زیارت کے لئے تھوڑی سی شہرت استعمال کر لی تو کیا قیامت آگئی ——

UrduPhoto.com

تیسرا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔

اب وہ خوراک جو ہمیں مقامی طور پر خرید لینی تھی۔

عامر نے اپنے خصوصی تعلقات کو بروئے کار لا کر تقریباً چودہ مرغیوں کو ٹین بند کروا لیا تھا —— کچھ دالیں اور کچھ سبزیاں بھی ——

اسلام آباد کی کوہسار مارکیٹ کے ایک سٹور میں ہم خریداری کر رہے تھے —— جب میں نے سٹور کے اسماعیلی مالک پیار علی کو تین ٹن ٹونا فش کے نکالنے کو کہا تو وہ فوراً بولا —— آپ ایکسپیڈیشن پر جا رہے ہیں؟

جی ہاں —— کنکورڈیا

کنکورڈیا؟ —— وہ کچھ فکرمند ہو گیا ---- مشکل نہیں ہے؟

ہے ——

ڈینجرس نہیں ہے؟

ہے۔۔۔

تو پھر کیوں جاتا ہے بابا ——

بابا کو خود مالوم نہیں کہ کیوں جاتا ہے بابا —— تیں ٹن' ٹیونا فش —— ڈیڑھ سو پیکٹ نوڈلز —— دس ڈبے کارن فلیکس —— چیز۔۔۔۔ یعنی پنیر بابا۔۔۔ سوپ پیکٹس' انڈوں کا سفوف' چائے' کافی' کوکا' بسکٹس' واٹرز' ٹماٹر ساس' چینی ساس' اورنج جوس' مکسڈ فروٹ' جیلی' کارن بیف اور وغیرہ —— اور وغیرہ وغیرہ —— اور ٹن اوپنر نہیں بھولنا بابا —— بہت ضروری ہے —— اور خواتین وحضرات لاہور۔ اسلام آباد اور بالا آخر سکردو میں ہم نے سفر کے لئے بڑی تفصیل اور عرق ریزی کے ساتھ شاپنگ کی اور اس کے باوجود ایک بہت اہم اور اعلیٰ جمالیاتی ذوق کی حامل آئٹم بالکل بھول گئے —— یہ کون سی آئٹم تھی؟ اس کے لئے ہم تھوڑا سا سسپنس قائم رکھتے ہیں' آپ کو پہاڑوں میں ہماری ایک صبح کا انتظار کرنا ہوگا۔

UrduPhoto.com

ادھر روزانہ لاہور فون پر بات ہوتی اور میں گھر والوں کو تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرتا۔ فون اکثر سمیر اٹھاتا —— ابو پھر میرے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟

سمیر ایف ایس سی کا امتحان دینے کے بعد اب انگلیاں چٹخا رہا تھا اور بور ہوتا تھا جو وہ ہمہ وقت ہوتا تھا تو باتیں کرتے کرتے میرا اور اپنی امی کا دماغ چٹخا رہا تھا —— ابو سلجوق بھائی ترکی میں مزے کر رہا ہے آج ہی انقرہ سے اس کا فون آیا تھا۔ عینی خوش ہے کیونکہ کنیرڈ کالج میں جا رہی ہے۔ امی خوش ہے کہ طاہرہ خالہ کو ملنے جا رہی ہے —— لیکن میں کیا کروں ابو —— میں کس کو کھا جاؤں —— مجھے کنکورڈیا لے چلو ابو ——

تم آرام سے رزلٹ کا انتظار کرو اور میری غیر حاضری میں خاندان کا خیال رکھو ——

یعنی سارے خاندان کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر ڈال کر آپ کے تو جا رہے ہیں —— لیکن ابو میں کیا کروں —— کس کو کھا جاؤں؟

سکردو فلائٹ کے دن قریب ہوتے جا رہے تھے۔

کیمروں کے سامنے جانے سے پیشتر میک اپ ہوتا۔ اور میک اپ مین روتا کرتی جو سارا وقت آگ میں بھننے والے مکئی کے دانوں کی طرح کھلکھلاتی رہتی ---- اچھا تو اتنی دور جا رہے ہیں جہاں جیپیں بھی نہیں جاتیں؟ ——— اچھا تو برف بھی پڑتی ہے ——— اچھا تو بہت خطرناک ہے ——— اچھا تو دریا میں گر جاؤ تو مر جاؤ ——— اور برف کی دراڑ میں گر جاؤ تو جم جاؤ ——— پھر آپ جا کیوں رہے ہیں؟

یہ سوال ہر دوسرا شخص کرتا کہ اگر اتنی خجل خواری اور خوفناکی ہے تو پھر جا کیوں رہے ہو ---- ویسے عجیب بات تھی کہ اس سے پیشتر لوگ میرے بارے میں کبھی اتنی تشویش میں مبتلا نہیں ہوتے تھے۔ اس بار تو ہر شخص عجیب تدفینی سی نظروں سے دیکھتا تھا جیسے اسے یقین تھا کہ میں واپس نہیں آنے کا۔ دوست جذباتی ہو رہے تھے ---- خیر سے جاؤ اور خیر سے واپس آؤ ——— میں ہاتھ ملا کے رخصت کرتا تو وہ گلے لگ جاتے ---- کہیں یہ اشارہ تو نہیں؟ ——— کبھی نہ کبھی تو اجل سے ملاقات ہونا ہے ---- [illegible] اجل [illegible] رہی ہے اور اجل نے ایک خاص مقام پر لے جانا ہے ——— کیا پتہ۔

ایک دوپہر میں ہوسٹل کے کمرے میں سو رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی ——— کچھ دیر بجتی رہی کیونکہ میں اٹھنا نہیں چاہتا تھا ——— پھر بجتی گئی تو اٹھ کر بستر پر کھسکتا ہوا فون کے قریب گیا اور ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا ——— ہیلو۔

ابو میں سلجوق بول رہا ہوں ——— اتنی صاف اور کھنکتی ہوئی آواز اور میرے بیٹے کی آواز اور وہ پتہ نہیں کہاں سے بول رہا تھا۔

اوئے ---- سلجوق کہاں سے بول رہے ہو؟

انتالیہ سے ابو ———

انتالیہ؟ ---- یہ ---- یہ کہاں ہے ---- تم بول کہاں سے رہے ہو۔

سلجوق کے ہنسنے کی آواز آئی ---- ترکی میں ہے ابو۔ زبردست ساحلی مقام ہے ---- میں اس وقت سمندر کے کنارے لگے ایک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں۔

میری سیاحت کے زمانے بوسیدہ ہو چکے تھے ---- وقت بدل چکے تھے ---- ہم

UrduPhoto.com

خطوں پر انحصار کرتے تھے ---- پھر انہیں سینت سینت کر رکھتے تھے۔ اب فون آ جاتا ہے —— ابو میں انتالیہ سے بول رہا ہوں ---- وہ جلدی جلدی بول رہا تھا کیونکہ ٹپ ٹپ اس کے یونٹ ختم ہو رہے تھے۔ میں اسلام آباد میں گورنمنٹ ہاسٹل کے کمرہ نمبر ۱۰۱ میں تھا اور یہ کمرہ پورے ایک منٹ کے لئے ترکی کے خوبصورت سمندری شہر انتالیہ میں منتقل ہو گیا —— فون بند ہوا تو یکدم میں واپس اسلام آباد میں تھا —— وحشی شام کھڑکی سے اندر آ رہی تھی۔ میں نے ٹیبل لیمپ جلا دیا۔ میں پھر تنہا تھا —— سلجوق ہزاروں کلو میٹر کے فاصلے پر انتالیہ میں تھا —— یہ انتالیہ پتہ نہیں کہاں ہے، نقشہ دیکھنا چاہئے —— خط کا فائدہ ہے اسے دوبارہ پڑھا جا سکتا ہے —— فون کا فائدہ ہے کہ آواز سنائی دیتی ہے اور تسلی ہو جاتی ہے لیکن اسے دوبارہ نہیں سنا جا سکتا —— جب بند ہوتا ہے تو گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے —— اداسی کم ہونے کی بجائے اور زیادہ ہو جاتی ہے —— انتالیہ میں تجھے جانا تک نہیں تھا اور اب تیرے ساحلوں کی ریت پر میرے بیٹے کے قدموں کے نشان [illegible]

UrduPhoto.com

میں اب آسمان کی طرف زیادہ دیکھتا —— سکردو اور گلگت جانے والے ہمیشہ آسمان کی طرف زیادہ دیکھتے ہیں۔ ذرا سی دھند۔ بادل کا ایک شائبہ اور —— خواتین و حضرات براہ کرم متوجہ ہوں۔ موسم کی خرابی کے باعث گلگت / سکردو جانے والی پرواز منسوخ ہو گئی ہے —— اس سلسلے میں آپ کو جو زحمت ہوئی ہم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں ——

اور زحمت صرف اتنی ہوتی ہے کہ پون گھنٹے میں کافی کے ایک کپ سے اوپر آپ نانگا پربت پر نگاہیں ڈالتے ہوئے سکردو جو پہنچ جاتے ہیں تو زحمت صرف اتنی ہوتی ہے کہ شاہراہ ریشم کی بلندیوں پر ٹنگی ہوئی ایک ڈولتی ہوئی بس میں سوار اور ایک کلو میٹر نیچے بہتے ہوئے شیر دریا سندھ سے نظریں چراتے ہوئے، پسلیاں تڑاتے ہوئے اور اپنے جنم دن کو کوستے ہوئے آپ صرف دو تین دن میں سکردو پہنچ جاتے ہیں —— بس اتنی سی زحمت ہوتی ہے —— اسی لئے سکردو اور گلگت کے مسافر ہمیشہ آسمان کی طرف زیادہ دیکھتے ہیں۔

"تو چلیں کے ٹو؟"

اسلام آباد ایئرپورٹ کے ٹرمینل میں ابھی شب کی سیاہی موجود تھی —— باہر دن کی سفیدی کا ابھی شائبہ تھا۔ لوگ کم تھے۔ لوگوں کی موجودگی کی سرسراہٹ تھی جیسے دھیمی سرگوشیاں ہوں۔ لاؤنج کے فرش کو کچھ دیر پہلے ایک بیزار خاکروب ایک بیزار قسم کے لمبے برش سے صاف کر کے گیا تھا۔ اس فرش پر ایک دوسرے سے روٹھے ہوئے الگ الگ سات رک سیک پڑے تھے۔

مختلف رنگوں کے رک سیک جو موٹے بونوں کی طرح فرش پر براجمان تھے۔

ہر رک سیک میں [illegible] —— ان پر خیمے بندھے ہوئے تھے جنہوں نے دور بہت دور کی برفانی وادیوں میں لگنا تھا۔

ان کے اندر سلیپنگ بیگ تھے جنہوں نے موسموں سے بچانا تھا۔

اور ہر رک سیک میں مختلف موسم بھی تھے —— تیز دھوپ کے لئے ٹی شرٹس۔ شام کی خنکی کے لئے پورے بازو کے سویٹر۔ شدید سردی کے لئے جیکٹس اور مفلر.... اور برف کے لئے اونی انڈرویئر....

یہ رک سیک، یہ چھوٹی چھوٹی دنیائیں ان آوارہ گردوں کی تھیں جو اپنے آس پاس کی دنیا سے کبھی مطمئن نہیں ہوتے.... جو سر میں سودا رکھتے ہیں اسکولے سے پرے کے جہانوں کا.... جہاں صرف وہ جاتے ہیں جن کے دماغوں میں فتور ہوتا ہے —— ہر رک سیک اپنے مالک کی شخصیت کا آئینہ دار تھا ——

عامر کا رک سیک سب سے وزنی دکھائی دے رہا تھا۔ اسے ایک پروفیشنل کی پرفیکشن کے ساتھ پیک کیا گیا تھا.... عامر قدرے نروس تھا اور ایئرپورٹ پر خدا حافظ کہنے کے لئے آنے والے دو دوستوں کے ساتھ قدرے بلند آواز میں

UrduPhoto.com

باتیں کر رہا تھا۔

نعمان مرزا کا رک سیک اس کے چھریرے اور مناسب قد کی طرح بہت سمارٹ تھا اور وہ اس پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا اور ایک باریک سگار کے کش لگا رہا تھا ——— وہ بہت چوکنا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ کوئی اس کا رک سیک چھین کر لے جائے گا ——— وہ کشمیر کی آزادی کے بارے میں بننے والی کسی فلم میں فاقہ کش کشمیری مجاہد کا کردار بڑی آسانی سے کر سکتا تھا۔

خالد ضرورت سے زیادہ خوش ہو رہا تھا۔ شائد وہ بھی پہاڑوں میں اپنے پہلے سفر کے بارے میں کچھ فکرمند تھا ——— وہ دراز قد تھا اور ایک سفید ہیٹ اس پر ایک کاؤ بوائے کی طرح بجتا تھا۔ شاہد اور فرخ جڑے سرگوشیاں کر رہے تھے۔ ان کے رک سیک بھی ایک دوسرے کے سہارے کھڑے تھے۔

ڈاکٹر مبشر کا رک سیک ان سب سے الگ ذرا فاصلے پر تھا ---- ڈاکٹر بالکل خاموش تھا اور دزدیدہ نظروں سے سب کو باری باری دیکھتا تھا ——— کیا ان کوہ نوردوں کے ساتھ [illegible]

اور پھر میں تھا اور میرا رک سیک تھا جو میرا نہیں تھا کرنل مبشر کا تھا ---- یہ رک سیک ابھی دو تین روز پیشتر ترکی اور ایران کی سیر کر کے آیا تھا ---- سلجوق کی رفاقت میں ---- ہاں سلجوق واپس آ چکا تھا اور اس نے بہت کوشش کی کہ وہ اپنے طویل سفر سے واپس آتے ہی میرے ساتھ منسلک ہو جائے لیکن مجھے ابا کا مشورہ یاد تھا، دونوں باپ بیٹا اکٹھے نہ جانا ——— یہ نیلا اور سرخ رک سیک میں نے اس لئے بھی چنا تھا کہ یہ تجربہ کار تھا۔ مبشر کے ہمراہ کے ٹو کے بیس کیمپ تک بھی جا چکا تھا ——— اس کے لئے راستے کی سختیاں غیر متوقع نہ ہوں گی ——— اسے راستوں کا علم تھا ——— یہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جائے گا ——— میں نے اسے محبت اور عقیدت کے ساتھ پیک کیا تھا جیسے یاترا کرنے والے، زیارتوں کو جانے والے اپنے سامان پیک کرتے ہیں ---- اس میں ان بے چینیوں کا مداوا تھا جو سارا سال میرے بدن کو کھاتی تھیں ---- زندگی کی لایعنیت کا حل تھا ---- اس نے منہ زور دریاؤں اور ان دیکھی چوٹیوں کے دامن میں کھلنا تھا اور میرے لئے ایک گھر بنانا تھا اور مجھے

اس ریٹ ریس سے دور لے جانا تھا جو ہم ہیں' ہمارا معاشرہ ہے.....

تو وہاں سات مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے رک سیک موٹے بوتوں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے.....

روم کے تریوی فوارے کی نسبت سے ایک مشہور گیت تھا..... تھری کائنز ان اے فاؤنٹین..... فرینک سناٹرا نے گایا تھا —— شائد کچھ اس طرح تھا ——

"تین سکے ایک فوارے کے پانیوں میں پڑے ہیں ——

جو تین مختلف لوگوں نے پھینکے ہیں —— ان میں سے کون سا سکہ ہے جس پر فوارے کا کرم ہو گا.....

اور اس سکے کو پھینکنے والے کو خوشی ملے گی.....

تین سکے ایک فوارے کے پانیوں میں پڑے ہیں —— روم کے دل میں پڑے ہیں اے فوارے میرے سکے کا خیال رکھنا.....

میرے سکے کا خیال رکھنا۔"

UrduPhoto.com

[illegible] سات سکے تھے شاہ گوری سے میل کی خواہش کے فوارے میں پڑے تھے —— جو سات مختلف لوگوں نے پھینکے تھے ——

ان میں سے کون سے رک سیک کی خواہش پوری ہو گی ——

اور اسے اپنی کمر پر بوجھ کر کے چلنے والے کو خوشی ملے گی ——

سات سکے ایک فوارے کے پانیوں میں ——

اے فوارے میرے سکے کا خیال رکھنا ——

میرے رک سیک کا خیال رکھنا —— سیون کائنز ان اے فاؤنٹین۔

"خواتین و حضرات سکردو جانے والی فلائٹ نمبر ۱۶۲ پرواز کے لئے تیار ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ لاؤنج چھوڑنے سے پیشتر سگریٹ بجھا دیں اور "

"دو کے تو کہانی" کا آغاز دراصل اب ہوتا ہے۔

آسمان نیلے تھے' موسم صاف تھے اور ہمارا اڑن کھٹولا برف زاروں میں بے آواز پرواز کرتا تھا —— اڑن کھٹولے پہ اڑ جاؤں تیرے ہاتھ نہ آؤں ——

ہاں آں تیرے ہاتھ نہ آؤں ---- نیچے جو وادیاں گذرتی تھیں وہ ابھی نیم تاریکی میں تھیں۔ ان کی بلند ترین چوٹیوں پر جو جہاز کے پروں کے عین نیچے سرکتی تھی دھوپ ایک مشاق پیرا شوٹ کی طرح لینڈ کر رہی تھی۔ کہیں ہلکی دھند تھی جو کسی ایک چٹان کے گرد لپٹ کر اوپر اٹھ رہی تھی ---- ہمارے دیکھتے دیکھتے روشنی نیچے اتر کر کوہساروں۔ وادیوں اور گہری کھائیوں کو روشن کرنے لگی ---- شائد میں نے اس جھیل کو بھی دیکھا جس کا کوئی نام نہ تھا اور جہاں ہماری خواہش تھی کہ کوئی نہ پہنچے —— ایک جھیل ایسی ہونی چاہئے جہاں آج تک کوئی نہ گیا ہو —— یکدم یوں لگا جیسے جہاز نیچے ہو گیا ہے اور برف پوش پہاڑ اونچے نکل رہے ہیں —— نانگا پربت کی چٹیل اور برف سے لدی ہوئی ڈھلوانوں پر کہیں کہیں دھند تھی ---- کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے بادل تھے جو لپٹ رہے تھے —— یہ میرا پہاڑ تھا —— میں نے اسے ہزار روپ میں دیکھا تھا —— ایک روپ وہ بھی تھا جب میں اس کے دامن میں ایک کھائی میں لٹک رہا تھا اور میرے چہرے کا [illegible] تا تھا اور ایک [illegible] میرے [illegible] خوف [illegible] تھی —— اور نانگا پربت ---- اوپر میرے اوپر تھی اور اوپر سے ایک سیاہ دھند خوف کی نیچے آتی تھی —— اور میری جیب میں میرے بچوں کی تصویریں تھیں اور چند برس بعد یہی بچے میرے ساتھ تھے اور ہم نانگا پربت کے بیس کیمپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے —— گنالو گلیشیر کے پار۔ ایک وسیع میدان جو نانگا پربت کی چوٹی کے عین نیچے تھا اور جس میں صرف ہم تھے —— میں سلجوق، سمیر اور پورٹر شکور ---- اور چند جرمن کوہ پیماؤں کی قبریں ---- ہم رات گئے مشعلوں کی روشنی میں فیری میڈوز واپس آئے تھے ---- میں نے اور سمیر نے اس پہاڑ کو دوسری جانب سے بھی دیکھا تھا —— روپل کی جانب سے —— لاتھوبو بیس کیمپ سے —— تاپ میدان سے ——

نانگا پربت کب کی گذر چکی تھی لیکن میں ابھی وہیں تھا —— اور ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے ---- سب کچھ کب کا گذر چکا ہوتا ہے لیکن سیاح ابھی وہیں رہتا ہے —— جھیل جنیوا کے ساحل پر، جھیل تھن کے کنارے خیمے میں جھیل کے

UrduPhoto.com

پاس --- ثوریا میں ---- ایوب پارک کی جھیل کے قریب سرکنڈوں میں ——— غروب کرنوں میں ایک پہاڑی ندی پر بہتے مرجھائے ہوئے چنبیلی کے ہاروں کے ساتھ ساتھ ——— درہ شندور کی چڑھائی سے پہلے لنگر کی چھوٹی چھوٹی ندیوں میں نہاتے ہوئے ——— سیاح وہیں رہتا ہے۔

ابھی میں وہیں تھا کہ جہاز سکردو کے ریتلے ہوائی اڈے پر اتر گیا۔

کہتے ہیں - دیکھنا' یقین کرنا ہے ——— اسی طرح جہاز سے باہر آکر سکردو کی سرد اور کوری ہوا میں پہلا سانس لینا کیا ہے۔ یہ وہی بتا سکتے ہیں جنہوں نے یہ سانس لیا ہو جیسے گرمی کے جلائے ہوئے جسم پر ہولے سے باد نسیم ---- جیسے بے جان بدن پہ دم عیسیٰ ——— اور جیسے ---- [illegible] نہیں جا سکتا آپ خود یہ سانس لے کر دیکھئے ——— سکردو ایئرپورٹ وہ جگہ ہے جہاں بلتیوں کی پسند کی اور ناپسند کی ہر شے آسمان سے اترتی ہے۔ جہاز کا آسمانی رتھ یہاں ٹھہرتا ہے اور اس میں سے سیاح اور کوہ نورد برآمد ہوتے ہیں' زندگی کی آسائشوں کے کریٹ اور بکس نکلتے ہیں۔ [illegible] ہیں۔

جیپوں - ویگنوں - کوہ پیمائی کے سامان - تیز ہوا - اڑتی ریت - ٹھنڈک - مسافروں اور مسافروں کو لینے کے لئے آنے والوں کے ہجوم میں ---- عجیب لداخی چہرے - تبتی نقش - [illegible] کالے بھی اور بہت گورے بھی ---- نقش و نگار کی اس کاک ٹیل میں سے باریش محمد علی چنگیزی اپنی ریش کو سہلاتے ہوئے نکلے ——— ان کے برابر میں دراز قد گورے چٹے شیر علی مسکراتے ہوئے نکلے ——— دونوں خاص طور پر مجھے اور میری ٹیم کو ایئرپورٹ پر لینے آئے تھے ——— "چنگیزی صاحب ہمیں جلد از جلد کے ٹو کی جانب سفر کرنا ہے ——— "میں نے بغلگیری سے فارغ ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ہم یہیں سے کے ٹو کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں ——— "چنگیزی کہنے لگے۔

میاں فرزند علی نے یہ سنا تو ذرا ہراساں ہو گئے "میں نے کہا تارڑ صاحب ——— ابھی تو جناب عالی تھکاوٹ بہت ہے۔ یہاں سے سیدھے کے ٹو - اللہ معافی ---- ذرا سکردو نہ دیکھ لیں پہلے ——— "میاں صاحب اندرون ٹکسالی گیٹ کے

باشندے ہیں اور زبان اور جنل ہے۔

"نہیں جناب چونکہ تارڑ صاحب نے کہہ دیا ہے کہ انہیں جلد از جلد کے ٹو جانا ہے اس لئے ہم بندوبست کر کے آئے ہیں۔ یہاں سے ڈائرکٹ کے ٹو ———"

اب میں نے بھی چنگیزی کی منگول آنکھوں میں شرارت کی جھلک دیکھی ———

تب شاہد صاحب بڑی متانت سے آگے آئے "تارڑ صاحب آپ ہمارے لیڈر ہیں ——— لیکن میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہو گا اگر ہم یہیں سے کے ٹو کے لئے مارچ شروع کر دیں۔ ویسے آپ لیڈر ہیں جو آپ کی مرضی ———"

شیر علی جو اس دوران اپنے ہونٹ سکیڑ کر مسکراتے رہے تھے ہالی وڈ کے کسی کاؤ بوائے ہیرو کی طرح کولہوں پہ ہاتھ رکھے آگے آئے اور کہنے لگے "جناب کے ٹو سے مراد کے ٹو ہوٹل ہے جہاں آپ کے لئے رہائش کا بندوبست ہے ——— تو چلیں کے ٹو؟"

UrduPhoto.com

"گرم چشمے - میمیں اور منصوبہ بندی"

کیا واقعی وہ جھیل وہاں ہوگی یا میرا سفر رائیگاں ہے ———

میرے آس پاس تاریکی اتر چکی تھی اور صرف میرے نئے ہائیکنگ بوٹ رات "دیکھتے" تھے --- اور اگر نہیں دیکھتے تھے تو ٹھوکریں کھاتے تھے اور ہر ٹھوکر پر میں اپنے ہاتھ نابیناؤں کی طرح پھیلا دیتا کہ شائد سہارا ملے ——— اوپر سے جو تیز چلا آ رہا تھا اس کا پرشور پانی البتہ کچھ کچھ تاریکی کو کم کرکے اپنی سفیدی کا شائبہ دکھاتا تھا۔

[illegible] چڑھتا جاتا تھا ——— ہانپتا تھا اور رک جاتا تھا اور سانس درست کرکے پھر چلتا تھا۔ اندر [illegible] یہ مجھے شک ہو [illegible] میرا سفر رائیگاں ہوگا۔ وہاں جھیل نہیں ہے ———

یہ کیا راز ہے کہ جب آپ کسی بھی شہر یا منظر کی طرف سفر کرتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ وہ شہر، وہ منظر وہاں ہوگا لیکن ——— جب بھی کسی پہاڑوں میں گھری ہوئی جھیل کی جانب چلتے ہیں تو ہمیشہ شک سا ہوتا ہے کہ جھیل اب وہاں نہیں ہے ——— پچھلی بار تو تھی لیکن آج شائد --- میں تاریکی میں دھیرے دھیرے پاؤں اٹھاتا رہا--- بلندی کی وجہ سے میرا سانس پھول رہا تھا اور اسلام آباد میں پچھلے دو ہفتے میں نے جو لمبی سیریں کی تھیں اپنے تئیں اپنے بوسیدہ بدن کو پہاڑوں کے لئے قدرے تیار کیا تھا تو آج پہلے ہی دن پول کھل گیا تھا ——— میں بالکل ان فٹ تھا.... میں اگر آج جھیل تک نہیں پہنچتا تو شائد مجھے کے ٹو کا خیال ترک کرنا پڑے۔

اوپر سے دو تیز ہیڈ لائٹس کسی بلا کی تکتی آنکھوں کی طرح نیچے آ رہی تھیں۔ میں ایک چٹان سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور جیپ مجھے تقریباً چھوتی ہوئی گذر

گئی۔ اس کے ٹائروں کے نیچے سے پھونکی جانے والی گرد اور سرد ہوا نے مجھے لمحہ بھر کے لئے ساکت کر دیا اور پھر چلنا شروع کیا ہے تو جیسے سمت بھول گیا —— کہیں میں واپس تو نہیں جا رہا —— نہیں واپسی ہوتی تو اترائی ہوتی ——

میں آج تک کتنی جھیلوں کی جانب چلا ہوں —— سیف الملوک ۔ راما ۔ شندور ۔ حنا ۔ نانگا پربت ۔ فیئری میڈو ۔ پسو گلیشیئر —— لیکن میں کبھی رات کی تاریکی میں ان کی جانب نہیں گیا —— اسی لئے مجھے خدشہ تھا کہ جب میں وہاں پہنچوں گا تو صدپارہ وہاں نہیں ہو گی ——

آج صبح ایئرپورٹ سے کے ٹو موٹل پہنچنے کے بعد پوری ٹیم تتر بتر ہو گئی۔

ڈاکٹر عمر تقریباً اٹھارہ برس پیشتر سکردو آئے تھے اور کچھ عرصہ یہاں قیام کیا تھا۔ اس قیام کے دوران ان کی نقل و حرکت اور دیگر مشاغل کے بارے میں تاریخ دان دھند میں ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب سکردو آئے تھے یہاں قیام کیا تھا لیکن یہ ہرگز نہیں جانتا کہ وہ کیا کرنے آئے تھے اور کیا کرتے رہے تھے —— چنانچہ [illegible] جھینپی سی شرمندہ سی مسکراہٹ کے ساتھ "میں ابھی آتا ہوں" کہہ کر سکردو کی پرانی آبادی کی طرف چلے گئے —— وہاں کون تھا جو انہیں اٹھارہ برس بعد بھی یاد تھا۔

مرزا صاحب نے موٹل کے لان میں چند ان دیکھی قسم کی میموں کو ٹانگیں پھیلائے دھوپ سینکتے ملاحظہ کیا تو نہ صرف ان کی باچھیں کھل گئیں بلکہ جانے کیا کیا کھل گیا —— انہوں نے فوراً دوبارہ شیو کی۔ ایک سگار سلگایا اور نزدیک ترین میم کے ساتھ دھڑا دھڑ انگریزی بولنی شروع کر دی —— میم ہکا بکا رہ گئی اور سر ہلانے لگی کہ میں نہیں سمجھ سکی۔

"کمال کی میم ہے انگریزی نہیں سمجھتی ——" مرزا صاحب بولے۔

"میرا خیال ہے میم جرمن ہے ——" شاہد صاحب نے اطلاع دی اور شاہد صاحب کے ٹو موٹل میں داخل ہوتے ہیں وہاں مقیم نسوانی آبادی کا مکمل بائیوڈیٹا حاصل کر چکے تھے .... یہ نہیں کہ انہیں خواتین میں دلچسپی تھی بلکہ یونہی —— برسبیل تذکرہ!

UrduPhoto.com

بہر حال مرزا صاحب نے فوراً پینترا بدلا اور دوسری میم کی طرف راغب ہو گئے —— یہ میم صرف نام کی میم تھی ورنہ ہمارے میکنے اس سے زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں .... اس مقام پر شاہد صاحب نے مرزا صاحب کے لئے میم منیجر کا لقب تجویز کیا کہ آئندہ ٹیم کی جانب سے ہر قسم اور ہر سائز کی میم سے صرف مرزا صاحب رابطہ کریں گے۔

خالد صاحب ناشتے سے فارغ ہوتے ہی کمرے میں گئے اور ایک تولیہ کندھے پر ڈال کر برآمد ہو گئے .... میاں صاحب کی عینک جو ایک میم کے قریب سے گذرنے کی وجہ سے کھسک چکی تھی انہوں نے درست کی اور کہنے لگے "میں نے کہا بادشاہو —— یہ تولیہ موڈھے پر ڈال کر نہ چلو۔ ماشے لگتے ہو .... سمجھتے ہیں ناں آپ ——"

خالد صاحب نے بالکل مائنڈ نہیں کیا اور موٹل کے پیچھے ایک وسیع دریائی گذرگاہ کے مختلف حصوں میں لیٹے دریائے سندھ کی طرف اشارہ کر کے بولے "میں ز[illegible]

"آپ کہیں بھی نہیں جا رہے —— " عامر نے ذرا سختی سے کہا "میں بھابھی کو گارنٹی دے کر آپ کو لایا ہوں —— یہ دریائے سندھ ہے"

"تو کیا ہوا —— " خالد نے سینہ پھلایا "ہم اچھرہ کے پل پر سے لاہور کی نہر میں چھلانگیں لگایا کرتے تھے —— تیراک ہیں —— ویسے کوئی پرانا تارز ساتھ لے آتے تو دریائے سندھ میں تیرنے کا لطف آ جاتا ——"

بہر حال عامر نے خالد صاحب کو دریائے سندھ کی بجائے غسل خانہ میں بھیج دیا کہ جو کرنا ہے وہاں جا کر کرو —— یعنی تہذیب کے دائرے میں رہ کر ——

دوپہر کے کھانے پر پوری ٹیم موٹل کے نئے ڈائننگ روم میں جمع ہوئی —— شائد یہ صرف میرا نہیں دنیا بھر کے کوہ نوردوں کا خیال ہے کہ کے ٹو موٹل سے جو وسعت اور پھیلاؤ ہمارے سامنے آتا ہے، جو کائناتی سکون ہمیں اسے دیکھنے سے ملتا ہے جیسے اس علاقے میں صرف کے ٹو موٹل ہے اور اس کے نیچے قدموں میں گہرائی میں دریائے سندھ ہے —— اور کچھ نہیں —— جیسے آپ کسی بلند چوٹی

سے نیچے پھیلی ہوئی وسعتوں کا نظارہ کرتے ہیں —— ایسا نظارہ دنیا بھر میں اور کہیں نہیں ہوگا۔

اگر سکردو کی ہوا میں صرف گہرا سانس لینے کے لئے یہ سفر جائز ہو جاتا ہے تو کے ٹو موٹل سے صرف دریا۔ پہاڑ اور قلعہ دیکھنے کے لئے بھی یہاں تک کا سفر آپ کے پیسے پورے کر دیتا ہے۔ ہم نے لنچ کے لئے ڈائننگ روم کا وہ گوشہ پسند کیا جہاں سے شیشے کی کھڑکیوں سے پرے یہ منظر ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا تھا۔

کھانے کے بعد جو فراغت بھری غنودگی جسم و جان پر طاری ہوتی ہے ہم اس میں گم باہر موٹل کے لان میں آ گئے جہاں چھاؤں میں دھوپ کی خواہش ہوتی تھی اور دھوپ میں چھاؤں کا خیال چلا آتا تھا۔ یہ شمالی علاقوں کا مخصوص موسم تھا..... جہاں ایک سیب کے درخت کے پاس دھوپ چھاؤں میں ٹیم کے ممبران کے علاوہ چنگیزی، شریف اور ملک صاحب کے ٹو کہانی مہم کے حتمی انتظامات اور ——بندی کی گفتگو میں شریک ہوئے ——

[illegible] خیال ہے آپ لوگ ابھی دو تین روز سکردو میں قیام کریں تاکہ آپ کو ہمارے موسم کی عادت ہو جائے —— یکدم اودھر جانے سے آپ بیمار ہو سکتے ہیں۔ آپ نے جس کک کا انتخاب کیا ہے وہ ابھی ابھی اوپر سے آیا ہے ——"

"اوپر سے" —— میاں صاحب نے پوچھا ——

"جو شخص پہاڑوں میں جاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ اوپر گیا ہے —— آپ کے علاقے یعنی پنجاب سے اگر کوئی آئے تو ہم کہتے ہیں یہ نیچے سے آیا ہے —— تو یہ کک اپنے گھر شیلو گیا ہے کل آ جائے گا ——"

"اچھا تو یہ جو باورچی ہے تو یہ کچھ کڑاہی گوشت وغیرہ پکا لے گا" —— میاں صاحب پھر بولے۔

"ایک تو آپ نے اسے باورچی کہیں کہنا وہ مائنڈ کر جائے گا —— اس کا آفیشل نام کک آف وی ایکسپی ڈیشن ہے —— جناب پہاڑوں میں کڑاہی گوشت تو مشکل ہے اودھر تو زیادہ تر ٹین بند خوراک پر گذارہ ہوگا —— کک کے علاوہ باقی

UrduPhoto.com

انتظامات میرے ذمے ہیں البتہ پورٹرز کے بارے میں خیال رکھئے گا —"

"اچھا تو یہ جو پورٹرز ہیں انہیں اگر مزدوڑ کہیں تو یہ بھی مائنڈ کر جاتے ہیں" میاں صاحب ذرا موڈ میں آ گئے۔

"جی ہاں یہ بھی مائنڈ کریں گے" — چنگیزی مسکرائے — "ہاں تو پورٹرز کے بارے میں خیال یہ رکھنا ہے کہ آدھے یہاں سے سکردو سے لے جائیں گے اور باقی وادی شگر سے حاصل کریں گے — یہ یہاں کا قانون ہے — اگر تمام پورٹرز یہاں سے لے جائیں گے تو شگر والے راستہ روک لیں گے —"

"اسکولے تک کے لئے جیپوں کے بندوبست کا کیا ہو گا؟" — مرزا صاحب نے دریافت کیا —

"اسکولے تک تو ابھی جیپ نہیں جا رہی" — چنگیزی نے اطمینان سے کہا — "راستے میں آگے اوپر سے پتھر آ رہا ہے اور روڈ بلاک ہے —"

ہم سب یکدم فکر مند ہو گئے — اب کیا ہو گیا؟ — ہم دوسری جانب کیسے جا [illegible] ہیں لیکن کوئی نہ کوئی صورت بلکہ راستہ نکل ہی آتا ہے —

"آپ فکر نہ کریں۔ ہمارا خیال ہے کہ دو تین روز تک راستہ صاف ہو جائے گا۔ اگر نہ ہوا تو آپ کو روڈ بلاک سے اسکولے تک پیدل چلنا ہو گا —"

"نو پرابلم" — مرزا صاحب نے خوش ہو کر کہا — "ویسے یہاں سے اسکولے تک کتنا وقت لگے گا — اگر روڈ صاف ہو جائے تو۔"

"تقریباً آٹھ گھنٹے — آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ اسکولے تک سڑک ابھی دو سال پہلے بنی ہے — اس سے پیشتر آخری سٹاپ داسو تھا اور وہاں سے اسکولے تک دو تین روز کی بہت ہی خطرناک ہائک تھی — اکثر حادثات اسی راستہ پر ہوتے تھے —"

"اللہ کرم کرے گا جی —" شاہد صاحب نے سر ہلایا

"چنگیزی صاحب یہ جو اسکولے کے راستے میں مشہور زمانہ گرم چشمے ہیں — یہ کس مقام پر ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ جونہی کوئی غیر ملکی کوہ پیما ٹیم ان کے

UrduPhoto.com

قریب پہنچتی ہے تو یہ واہیات لوگ اور ان میں خواتین پیش پیش ہوتی ہیں اپنے تمام کپڑے اتار کر قدرتی حالت میں ان میں ڈبکیاں لگانے لگتے ہیں ——" یہ سوال عامر نے پوچھا تھا۔

"اچھا ——" ڈاکٹر عمر جو آنکھیں بند کر کے دھوپ کے مزے لے رہے تھے یکدم بیدار ہو گئے —— "ویری انٹرسٹنگ —— طبی نکتہ نگاہ سے نیوڈ میں نہانا صحت کے لئے مفید ہوتا ہے ——"

خالد صاحب کو بھی پسینہ آ گیا اور وہ ذرا شرما کر پوچھنے لگے —— "تو چنگیزی صاحب بالکل ننگے ہو جاتے ہیں یہ کافر کے بچے ——"

"جی جناب" —— چنگیزی مسکرائے اور موضوع بدلنے کی خاطر کہنے لگے —— "ویسے آپ لوگ ٹریک کے دوران ناشتہ کس قسم کا پسند کریں گے تاکہ ——"

"نہیں نہیں بس ذرا ایکسپیڈیشن کے راستے کے بارے میں فیصلہ ہو جائے —— ہاں تو چنگیزی صاحب جو گرم چشمے ہیں ان میں ہم بھی نہا سکتے ہیں۔ ہم تو نیکر پہن کر نہائیں گے اور اگر وہ خواتین بھی نہا رہی ہوں تو ہم ان کی طرف دیکھیں گے ہی نہیں" —— شاہد صاحب رک رک کر کہہ رہے تھے۔

"ہاں بالکل نہیں دیکھیں گے شاہد بھائی جان گناہ ہوتا ہے ——" مرزا صاحب نے اپنے باریک سگار کا کش لگایا اور وہ کھانسنے لگے۔

UrduPhoto.com

ویسے میں نے بھی مبشر سے ان گرم چشموں کی گرم حکایتیں سن رکھی تھیں کہ کس طرح ایک خاتون کو رپا جب اس گرم چشمے میں سے نہا کر نکلی تو کہنے لگی —— یہ میرے بدن پر اور بالوں میں کچھ کائی اور پتے وغیرہ چمٹ گئے ہیں انہیں اتار دیجئے ---- اور وہ منہ پھیر کر مبشر کے سامنے کھڑی ہو گئی اور مبشر بھی منہ پھیر کر یہ کائی اور پتے اتارتا رہا جو یقیناً بے حد گرم ہوں گے —— کم از کم مبشر نے مجھے تو یہی بتایا تھا کہ وہ منہ پھیر کر کھڑا تھا۔

"چنگیزی صاحب بہتر یہ ہو گا کہ ہم گرم چشموں کے قریب زیادہ دیر کے لئے نہ رکیں —— ورنہ پوری ٹیم کہیں گرم ہو کر فیوز نہ ہو جائے ——" ڈاکٹر عمر

مسکرائے جا رہے تھے۔

"ہم وہاں بالکل نہیں رکیں گے ــــ"

بہت سارے کیوں ــــ لیکن؟ ــــ کیوں جی؟

"اس لئے کہ یہ چشمے پیدل راستے کے قریب تھے۔ اب سڑک بنی ہے تو ایک طرف رہ گئے ہیں۔"

"ہمیں کون سی جلدی ہے چنگیزی صاحب ــــ" خالد صاحب نے فرمایا ــــ "اگر ان علاقوں کی روایت یہی ہے کہ کوہ نورد وغیرہ ان چشموں میں نہا کر آگے جائیں تو ــــ نہا لینا چاہئے ــــ"

"آپ کی مرضی ــــ لیکن آپ جب وہاں پہنچیں گے تو ان چشموں میں زیادہ سے زیادہ چند خارش زدہ مقامی بوڑھے نہا رہے ہوں گے ــــ اگلے بیس پچیس روز میں ادھر سے کسی غیر ملکی ٹیم کے گزرنے کا امکان نہیں ــــ"

یکدم چشموں سے نکلنے والی گرم بھاپ پر ٹھنڈی اوس پڑ گئی۔ ہم سب کا خیال تھا کہ ش[illegible] ہیں اور پانی سے اور ان کے بدنوں سے بھاپ اٹھتی رہتی ہے۔

"بہرحال اسکولے تک کے لئے آپ کو دو جیپیں درکار ہوں گی ــــ ایک سامان کے لئے اور ایک ٹیم کے لئے۔ جو پورٹر یہاں سے جائیں گے وہ اپنی جیپ کا کرایہ خود دیں گے ــــ جیپوں کا بندوبست میں کر دوں گا ــــ"

چند تکنیکی معاملات کو طے کرنے کے بعد ملک صاحب سے مشورہ کیا گیا۔

ملک صاحب سے جب بھی ملاقات ہوتی تو مجھے انگلستان میں مقیم لیبیا کا رہنے والا احمد ضرور یاد آ جاتا ــــ احمد کی شکل و صورت بہت پیدل تھی اور اس کا منہ ہر وقت کھلا رہتا تھا لیکن انگریز لڑکیوں میں وہ بے پناہ مقبول تھا اور ہم اس کی مقبولیت سے بے حد حسد کرتے تھے اور ہماری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر اس فضول سے لڑکے میں کیا خصوصیت ہے جو ہر لڑکی اس کا نام سن کر ایک سسکی سی لے کر "اوہ احمد ــــ" کہتی ہے ــــ

اس دوران ایک خاتون سے میں نے یہی سوال کیا کہ ــــ کیا ہے احمد میں؟

وہ کہنے لگی —— تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ایک سویٹ اور کڈلی سا ٹیڈی بیئر لگتا ہے' جی چاہتا ہے اسے آغوش میں لے کر خوب بھینچا جائے —— ملک صاحب کی تو شکل بھی اچھی تھی' آواز بھی رعب دار تھی اور مونچھیں بھی خوب دبیز تھیں لیکن ان میں بھی سویٹ اور کڈلی اور ٹیڈی بیئر والی خصوصیات موجود تھیں —— چونکہ میں اب دوڑ سے ریٹائر ہو چکا ہوں اس لئے ملک صاحب سے مجھے کوئی حسد نہیں ہے —— ان کی اپنی ایک ٹورسٹ ایجنسی ہے لیکن کاروبار میں دلچسپی کم لیتے ہیں اور پہاڑوں اور کوہ نوردوں میں دلچسپی زیادہ لیتے ہیں —— مجھے کبھی ایئرپورٹ پر کبھی اسلام آباد میں اور کبھی کسی دور کی وادی میں مل جاتے ہیں۔ مل کر بے حد راضی ہوتے ہیں اور پھر خوب انگریزی بولتے ہیں۔ کوہ نوردی کی کوشش کا سیر کہتے ہیں اور مشورے بے حد مفید دیتے ہیں —— کاغان گیا تو ملک صاحب نے فوراً ایک عدد فشنگ راڈ پیش کر دیا "تارڑ صاحب —— پلیز یہ لے جایئے —— ٹراؤٹ کو میرے فشنگ راڈ سے عشق ہے۔"

[illegible] سے بے حد عشق ہے ——"

UrduPhoto.com

"ویری کائنڈ آف یو —— "انہوں نے شرما کر کہا تھا۔

ملک صاحب نے باری باری تمام ٹیم ممبرز سے ان کی ایکیپمنٹ کے بارے میں پوچھا —— ان کے خیمے چیک کئے' سلیپنگ بیگز کی موٹائی پوچھی۔ بوٹ دیکھے اور پھر جس کے پاس جو کچھ نہیں تھا اس کی نشاندہی کی —— میرے پاس دستانے نہیں تھے ——

ان کی مونچھیں ان کے ہونٹ پر جیسے رقص کرنے لگیں "ادھر وہاں پر تارڑ صاحب —— ہر طرف گلاسیئرز ہوں گے اور کنکورڈیا تو یہ ایک بہت بڑا گلاسیئر ہے اور آپ دستانوں کے بغیر وہاں جا رہے ہیں۔ آپ کو فراسٹ بائٹ ہو جائے گا —— پہلے آپ کی انگلیاں سیاہ ہوں گی اور پھر ان کو کاٹنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو گا —— آپ کو گرم دستانے نہیں بلکہ مٹانز کی ضرورت ہے ——"

"وہ کیا ہوتے ہیں؟"

ملک صاحب لپک کر اپنے کمرے میں گئے اور سرخ دستانوں کا ایک جوڑا لے آئے۔

"یہ تو دستانے ہیں ———"

"نہیں یہ مٹائز ہیں ——— آپ لے جائیے۔ واپسی پر اگر یاد رہا تو دے جائیے ———"

شائد یہ مٹائز اس لئے تھے کہ دستانے پہن کر مٹھی بند کی جا سکتی ہے جب کہ انہیں پہننے کے بعد انگلیاں شکنجے میں کسی جاتی ہیں ——— ان کی افادیت کا احساس "بالتورو گلا سیئر" پر جا کر ہوا۔

سیب کے درخت کی ایک ٹہنی پھل کے بوجھ سے جھکی جاتی تھی ——— اور جب کبھی سندھ سے اٹھتی ہوئی سرد ہوا میں تیزی آتی تو وہ ہماری آنکھوں کے سامنے جھولنے لگتی ——— اور جب بھی سیبوں سے لدی شاخ میری آنکھوں کے آگے جھکتی میں حیرت میں مبتلا ہوتا ——— انہیں ابھی تک کسی نے توڑا کیوں نہیں تھا ——— اگر یہ سیب [illegible] اور ہوٹل کے لان میں ہوتے تو یقیناً اس کی جانب ہاتھ بڑھتے اور اسے خالی کر دیتے لیکن یہاں کے تو ہوٹل میں جو لوگ آتے تھے وہ قدرت کے پجاری آتے تھے ——— اس کے حسن کو دیکھنے والے۔ اسے شدید [illegible] چاہنے والے وہ اسے نوچ نہیں سکتے تھے پجاری جو تھے اور اسی لئے سیبوں سے بھری یہ ٹہنی محفوظ تھی، پہنچ میں تھی پھر بھی محفوظ تھی ———

شیر علی اپنی بھوری مونچھوں میں انگلیوں سے برش کر رہے تھے اور شائد اس ناقابل اشاعت شیر اور گدھے والے لطیفے کے بارے میں سوچ کر مسکرا رہے تھے جو ہم نے انہیں سکردو ایئرپورٹ پر سنایا تھا ——— "شیر صاحب ———" میں نے ان کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ کر کہا ——— "آپ بھی ذرا شیر بنیں اور گفتگو میں حصہ لیں"

"میں نے تو نارڈ صاحب آپ کو صرف یہ بتانا ہے کہ گلگت سے آپ کا خیمہ آ گیا ہے۔"

میاں صاحب نے یہ سن کر سر جھٹکا ——— "خود بخود آ گیا ہے یعنی کہ ———"

شیر علی نے میاں صاحب کی جانب ایک ناراض نگاہ کی —— "نہیں جی ویگن پر آیا ہے —— اکرام بیگ نے بھیجا ہے اور یہ وہی خیمہ ہے جو نارڈ صاحب کئی برس پیشتر پہلی بار فیری میڈو لے کر گئے تھے ——"

"فیری میڈو کے بعد کنکورڈیا کے گلا سیئر —— کی ٹینٹ ——" ملک صاحب نے بھی اپنی انگلیوں سے مونچھوں میں برش کیا ——

کچھ دیر خاموشی رہی —— سب لوگ ایک دوسرے کی جانب منہ کھولے دیکھتے رہے کہ اب کیا کرنا ہے۔

"سر میری ایک پرابلم بھی حل کر دیں ——" مرزا صاحب نے چھوٹے بچوں کی طرح ایک ہاتھ اٹھا کر کہا —— "آپ ٹیم لیڈر ہیں آپ پلیز ڈاکٹر صاحب کو منع کر دیں ——"

"کیا بات ہے؟"

"سر انہیں کہیں کہ میں جب بھی کسی میم کے ساتھ نہوا...... گفتگو کر رہا ہوتا ہوں تو [illegible] مسکرانے لگتے ہیں"

"کیوں؟ ——"

"یہ مسکراتے ہیں تو میرا کام خراب ہو جاتا ہے ——"

چنانچہ ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی گئی کہ جب کبھی نوجوان مرزا صاحب کو کسی غیر ملکی خاتون کے ساتھ محو گفتگو پائیں تو خاتون کی جانب دیکھ کر مسکرانے سے گریز کریں ——

"میرا خیال ہے بیشتر معاملات طے ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں سکردو میں چند روز قیام کر کے اپنے آپ کو اکلامائز کرنا ہے —— اپنے جسم کو عادت ڈالنی ہے اس آب و ہوا کی ——"

"سر عادت ڈالنی ہے تو پھر کوئی چھوٹا موٹا ٹریک کیا جائے ——" مرزا صاحب نے مشورہ دیا —— "شوز بھی ٹیسٹ ہو جائیں گے اور یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ کون کتنا فٹ ہے ——"

"یعنی کہ آج ہی ——" میاں صاحب کو مرزا صاحب کا مشورہ پسند نہ آیا۔

"ہاں سر —— کیا حرج ہے۔"

"کہاں جایا جائے؟"

"صد پارہ جھیل ——"

کیا واقعی جھیل صد پارہ وہاں ہو گی یا میرا سفر رائیگاں ہے۔

میرے آس پاس تاریکی اتر چکی تھی اور میرے ساتھی آگے جا چکے تھے۔ میری طرح ان کی عمر کا پیمانہ ابھی صدیوں تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ بہتر بدن رکھتے تھے اور ان کے اعضاء میں اعتدال تھا —— اس لئے وہ آگے جا چکے تھے۔ میں کیسا لیڈر تھا کہ میرے ممبر مجھ سے آگے جا چکے تھے اور میں ان سے کہیں پیچھے رہ گیا تھا۔ لیکن مجھے فکرمند ہونے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ پاکستان میں ایسا ہی ہوتا تھا اور میں اپنی قوم کی سنہری روایات پر عمل پیرا تھا —— قوم کہیں آگے نکل جاتی تھی اور لیڈر ہمیشہ پیچھے رہ جاتا تھا۔

[illegible]

UrduPhoto.com

میرا جسم مجھے خبر کر چکا تھا کہ تاریکی کے ساتھ ساتھ سردی بھی اتر چکی ہے اور صرف مسلسل چلنے کی وجہ سے یہ مجھ میں سرائت کرنے سے اجتناب کر رہی ہے۔ میں سہارا لینے کے لئے کسی پتھر پر ہاتھ رکھتا تو میری ہتھیلی کی گرمی فوراً زائل ہو کر گہری خنکی کو میرے بدن تک کا راستہ دے دیتی۔

شاید سڑک ہموار ہو گئی تھی جو میں کافی دیر سے رکے بغیر چل رہا تھا —— پھر ایک چڑھائی آئی اور جب میں پاؤں گھسیٹتا اوپر تک گیا تو میرے سامنے جھیل تھی —— یا وہاں جھیل کو ہونا چاہئے تھا —— صد پارہ کے پانی مجھے دکھائی نہیں دیئے —— صرف تاریکی کے مختلف سایوں میں سے ایک سایہ بہت بڑا اور گہرے اندھیرے والا تھا اور اس کے کنارے ایک دھیمی روشنی تھی ——

پھر آہستہ آہستہ راستہ اور اس کے پتھر آشنا لگنے لگے اور میرے قدم ڈرے بغیر اٹھنے لگے .... یہیں کہیں وہ دوکان تھی جہاں سے سلجوق اور سمیر نے ایک فشنگ راڈ کرائے پر حاصل کیا تھا اور ہم تینوں نے اس مقام پر جہاں متعدد نالے

صدپارہ میں گرتے ہیں اور اسے جھیل بناتے ہیں وہاں ہم تینوں نے مہربان دھوپ اور نیلے پانیوں والا ایک یادگار دن گزارا تھا —— ہم جب شام ڈھلے صدپارہ کے ہوٹل کی طرف آرہے تھے تو ہمارے پاس بہت ساری خوشیاں تھیں لیکن مچھلی ایک بھی نہیں تھی ——

پتھریلی سیڑھیاں نیچے جھیل تک جا رہی تھیں اور ان کے دائیں ہاتھ پر وہ ہوٹل تھا جہاں ہم کچھ روز ٹھہرے تھے اور ایک شب عینی کے تیز بخار نے ہمیں دہلا کر رکھ دیا تھا....

جھیل خاموش تھی —— لہروں کی کوئی آواز نہ تھی —— لیکن جہاں دھیمی روشنی تھی وہاں سے کچھ پرمسرت آوازیں پانی پر تیرتی آتی تھیں لیکن مجھ تک پہنچتے پہنچتے لفظ پانی میں تحلیل ہو جاتے اور میرے کانوں تک سرگوشیاں سی پہنچتیں۔

میں دروازہ کھول کر اندر گیا تو میری آنکھیں چندھیا گئیں [illegible] دودھیا روشنی والے ایک ٹیبل کے آس پاس میری ٹیم کے چہرے تھے جن میں بہت ساری روشنی جذب ہو [illegible]

لیڈر، لیڈر —— سب نے مجھے دیکھ کر نعرے لگائے۔ وہ مجھے دیکھ کر کچھ زیادہ ہی پرمسرت ہو رہے تھے.... تاریکی اترنے کے ساتھ ان کے دل میں بھی یہ خدشہ سر اٹھا رہا تھا کہ لیڈر ابھی تک نہیں پہنچا اور لیڈر رہ گیا ہے —— ہماری مہم کا کیا ہو گا —— میرا وہاں پہنچ جانا اس بات کی دلیل تھا کہ لیڈر رہ نہیں گیا اور اس میں ابھی پہاڑوں کی سختیاں جھیلنے کی ہمت ہے —— اور —— ہم کے ٹو جائیں گے۔

فوری طور پر آلو کے قتلے اور گرم چائے آرڈر کی گئی کیونکہ ہم صدپارہ کے کنارے پر واقع ریستوران میں بیٹھے تھے ——

مجھے سکردو سے صدپارہ جھیل تک پیدل پہنچ جانے پر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی خوشی اس بات پر ہوئی کہ میرے نئے ٹریکنگ بوٹوں نے مجھے آرام سے رکھا ... وہ جرابوں کی طرح میرے پاؤں میں فٹ ہوتے اور انہوں نے اکثر بوٹوں کی طرح مجھے کوئی آزار نہ دیا —— کہتے ہیں کہ ایک خوبصورت ٹریک اور ایک زندگی

UrduPhoto.com

سے بیزار کر دینے والے اذیت ناک ٹریک میں صرف آرام دہ ٹریکنگ شوز کا فرق ہوتا ہے ——

ہم اس جیپ کا انتظار کرنے لگے جو یقیناً اس وقت ہمیں لینے کے لئے کے ٹو موٹل کی ڈھلوان سے اتر رہی ہو گی اور تھوڑی دیر میں ہم یہاں کھڑکی کے شیشے سے بہت پرے اس تاریکی میں جو کہ چٹانیں ہیں دو روشنیاں دیکھیں گے —— ہم اس جیپ کا انتظار کرنے لگے۔

آلو کے قتلے ابھی تک نہیں آئے تھے۔ میں اٹھ کر باہر گیا اور اس دروازے کو دھکیل کر کھولا جہاں سے کچھ آوازیں اور آگ کی متحرک روشنی باہر آ رہی تھی۔ اندر الٹے ہوئے تیل کی دو کڑاہیوں پر دو چہرے جھکے ہوئے تھے۔ بہت ساری لکڑیاں بھڑ بھڑ کرتی جل رہی تھیں اور صرف ان کی روشنی تھی جو باورچی خانے میں تھی۔ گرم تیل کی سطح پر آلو کے قتلے بے چین ہو ہو کر پہلو بدل رہے تھے —— جل اٹھتا ہے پہلو تو بدلتا ہے ——

"ٹراؤٹ فش نہیں ہے؟" میں نے بلند آواز میں پوچھا۔

"نہیں صاحب —— شام کو ہی ختم ہو گیا تھا ——"

ان میں سے ایک چہرے نے مجھے پہچان لیا —— "صاحب پھر سکردو آیا ہے —— ٹھیک ہے صاحب —— سب لوگ کیدھر ہے —— صاحب آپ کا بیٹی جو ادھر جھیل پر رات کے وقت بیمار ہو گیا تھا وہ ٹھیک ہے ——"

یہ صدپارہ ہوٹل کا چوکیدار تھا جو اب آلو تلنے کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔

"آپ آرام کرو صاحب —— ہم چپس لاتا ہے"

ریستوران کے اندر جانے کی بجائے میں کنارے پر لگی ریلنگ کے ساتھ کھڑا ہو گیا —— کھڑکی کے شیشوں میں سے آنے والی گیس کی روشنی جھیل کے پانیوں پر اتر کر کچھ دور تک تاریکی کے پیچھے جاتی تھی۔ چٹانوں کے درے میں گھری ہوئی صدپارہ خاموش تھی اور اس کی سطح پر ایک اندھیرا تیرتا تھا جس میں وہ خدشات تھے جو میں اپنے ساتھ لئے پھرتا تھا اور ان کا ذکر نہ کرتا تھا۔ آج صبح

UrduPhoto.com

سویرے اسلام آباد ایئرپورٹ پر میں ایک "تہذیب یافتہ" شخص تھا اور اب صدپارہ کی رات میں وہ وحشی تھا جو جنگل کی پکار پر نکل کھڑا ہوتا ہے ——

میرا جنگل میری وحشت مجھے بلاتی تھی۔ میں نے اسکول سے پرے اپنے جنگل میں جاتا تھا --- لیکن اب میں وہ وحشی تھا جسے کسی حد تک سدھا لیا گیا تھا —— اسے "تہذیب" کے طور طریقے سکھانے کی کوشش کی گئی تھی —— اس کی آنکھوں میں جو جانوروں والی چمک تھی وہ ماند پڑتی جا رہی تھی —— مجھے جنگل سے زیادہ گھر اپنے پاس بلاتا تھا —— دراصل میں اپنے بچوں کو مس کر رہا تھا۔ ان کی شکلیں دیکھنا چاہتا تھا۔ ابھی جدائی کی پہلی رات تھی پھر بھی میں ان کے لئے ترس رہا تھا۔ چند برس پیشتر ہم سب یہاں اکٹھے تھے اور اب تاریکی میں چٹانوں کے درے میں گہری صدپارہ کی سطح پر ایک اندھیرا تیرتا تھا اور میں تنہا تھا —— وہ تینوں اور میمونہ اس وقت کیا کر رہے ہوں گے —— وہاں گھر میں رونق ہو گی زندگی ہو گی ——

UrduPhoto.com

تاریک پانیوں میں کبھی کبھار کوئی مچھلی اچھلتی تھی۔

پہاڑوں کے سیاہ حجم میں ابھی مکمل تاریکی تھی اور ابھی دو تیز لائٹیں حرکت کرتی نظر آنے لگیں —— جیپ ہمیں لینے کے لئے آرہی تھی۔

"منظروں میں گم ہونے کے لئے دریائے سندھ میں ڈبکیاں"

اور پچھلی شب صد پارہ جھیل سے واپسی پر میں نے اپنے ہائیکنگ بوٹوں کے تسمے کھولے --- یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کے اندر کیا ہے؟ —— میں جانتا تھا کہ ان کے اندر میرے پاؤں ہیں لیکن یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کی حالت کیا ہے —— اور جب میں تسمے کھول رہا تھا تو مجھے خیال آیا کہ ایک روز ایسا بھی ہوگا جب میں یہ تسمے کھولوں گا اور اس لمحے کھولوں گا جب میں کنکورڈیا سے واپس آؤں گا —— اور ان بھاری بوٹوں کی بجائے عام شوز پہن لوں گا ... امید تو یہی ہے کہ ایسا لمحہ آجائے گا —— اگر نہیں آتا تو میں ان بوٹوں سمیت کہاں ہوں گا —— ہر سیزن میں کچھ کوہ نورد وہیں رہ جاتے ہیں، کسی گلیشئر کی دراڑ کے اندر اتھاہ اندھیرے اور یخ بستگی میں، کسی گھاٹی میں، کسی منجمد جھیل کی تہہ میں —— کسی موت رفتار دریا کے پانیوں میں —— ان پر ایسا لمحہ نہیں آتا کہ وہ اپنے بوٹوں کے تسمے کھول سکیں —— ان کے تسمے ہمیشہ کے لئے بندھے رہتے ہیں .... میں خواہش کر سکتا تھا۔ دعا کر سکتا تھا کہ میرے ساتھ ایسا نہ ہو —— میں کے ٹو سے واپسی پر اپنے تسمے خود کھول سکوں ....

UrduPhoto.com

میں نے پہلے اونی جراب کو اتارا —— اس کے نیچے سوتی جراب تھی اور ان کے درمیان میں اور پاؤں پر ٹیلکم پاؤڈر کی سفیدی تھی اور جناب نوٹ کیجئے کہ اگر آپ بلندیوں پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ آپ کے پاؤں کے لئے آئیڈیل کمبی نیشن ہے —— پاؤں پر ٹیلکم پاؤڈر چھڑکے —— پھر سوتی جراب —— پھر پاؤڈر —— پھر اونی جراب اور پھر بوٹ —— اور بوٹوں کے اندر بھی پاؤڈر ——

میرے پاؤں بے حد کومل اور پرسکون لگ رہے تھے۔ ان میں تھکاوٹ نہیں تھی صرف سفر کی شکنیں تھیں ——— میں نے ان کو پیار سے دبایا۔ انگلیوں کو چھوا ---- یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میرے پاؤں پہاڑی سفر کو سہار گئے تھے اور اچھی شکل میں تھے ---- وہ ایسے لگتے تھے جیسے کسی تسلی بخش مطمئن اور تکمیل آرزو والی شب کے بعد کوئی گوری پہاڑی ندی میں سے نہا کر نکلتی ہے تو اس کا بدن ہوتا ہے ——— تھکا ہوا بھی اور آسودہ بھی ----

یہ پچھلی شب تھا———

اور آج صبح ———

اور آج صبح میں نے ٹیلی فون پر لاہور بات کی تھی ——— میں تین منٹ کے لئے لاہور چلا گیا تھا اور اپنے بچوں سے بات کر کے واپس سکردو آ گیا تھا اور اسی لئے میں خوش تھا اور کے ٹو موٹل کے برآمدے میں ایک بھدی سی آواز میں سیٹی بجاتا چہک رہا تھا ———

[illegible] برس کا ایک [illegible] کمرہ ——— اور ان میں ڈرائنگ پنوں کی مدد سے کس کئے ہوئے ان کوہ پیماؤں۔ کوہ [illegible] اور مہمات کے سوونیئرز تھے جو اس برس سکردو [illegible] تھے اور یہاں سے اپنی آرزوؤں کی بلندیوں کی جانب گئے تھے ---- پوسٹ کارڈ' تصویریں' پرچم۔ خطوط' سٹکر ---- آٹو گراف ---- اور ان میں سے کچھ واپس نہ آئے ---- یہ دنیا کی بلند ترین چوٹیوں پر کمندیں ڈالنے والے لوگوں کی WHO'S WHO تھی ---- یہاں میسنر بھی تھا اور وانڈا بھی تھی ---- اور نذیر صابر بھی تھا اور شیر خان اور اشرف امان بھی تھے ---- یہ تاریخ ۱۹۸۲ء سے شروع ہوتی تھی ---- میں ہر برس کے چوکھٹے کے آگے رکتا اور نام پڑھتا' تفصیل پڑھتا' تصویریں دیکھتا ——— اور یکدم ۱۹۹۰ء کے بورڈ کے قریب میں رکا تو ذرا سا دل بھی رکا ——— وہاں ایک چھوٹا سا کارڈ تھا جس پر مارکر سے "دیوسائی ڈیش" لکھا تھا۔ ایک کارٹون سا نقشہ تھا جس میں میمونہ اور عینی پہاڑ کے نیچے بیٹھی ہیں اور چار مسخرے سے دیوسائی کو جا رہے ہیں۔ ان کے نیچے نام درج تھے ——— مستنصر حسین تارڑ' سلجوق تارڑ' میر تارڑ

اور میجر جمیل عباسی ---- زندگی کیسے ماضی میں منتقل ہوتی جاتی ہے ——
میں ۹۳ء میں تھا اور ویوسائی کے کٹورہ نما بند گوبھی کے سائز کے پھولوں پر
جب ہم چلے تھے تو یہ ۹۰ء میں تھا ---- اور اب اس ڈیش کی یاد "نانگا
پربت" میں ہے اور یا پھر یہاں کے ٹورسٹ ہوٹل کے برآمدے میں ہے —— اس
چوکھٹے کے بعد ۹۱ء تھا —— پھر ۹۲ء آیا اور آخر میں ایک بڑے فریم
میں ۹۳ء کی مہمات کی تفصیل تھی ---- یہ چوکھٹا ابھی مکمل نہیں تھا ---- اور
یکدم ایک بار پھر میرا دل ذرا رکا کہ وہاں کسی نے "تارڑ کے ٹو کہانی" کا
سرخ اور نیلا سٹکر آویزاں کر دیا تھا اور اس کے برابر میں "کے ٹو ٹریکنگ
ایکسپی ڈیشن۔ اگست ۹۳ء" اور [illegible] ممبرز کے نام لکھے ہوئے تھے
—— [illegible] مکمل تھا صرف "رزلٹ" کے خانے کے سامنے جگہ خالی تھی
—— اس کا فیصلہ ابھی ہونا تھا کہ "رزلٹ" کے سامنے "ناکام" کا لفظ آتا
ہے "کامیاب" کا —— بعد میں کھلا کہ کارروائی مرزا صاحب کی ہے۔
[illegible] پر دھوپ
اتر [illegible] ہے اور اس دھوپ میں ڈہلیا کے پھولوں کے پاس' پلاسٹک کی ایک سفید
کرسی پر ایک [illegible] سا مختصر سا شخص بیٹھا ہے —— دیکھنے میں [illegible] عام سا پورٹر جو
شاید رزق کی خاطر [illegible] کی تلاش میں تھا۔ لیکن
حقیقت یہ تھی کہ اسے ایک دنیا جانتی تھی اور کوہ نورد اس کی تلاش میں رہتے تھے
—— یہ کریم تھا جو اپنے مختصر سراپے کی وجہ سے "شل کریم" کے نام سے جانا جاتا
تھا۔ میں دروازہ کھول کر باہر چلا گیا ——

"السلام وعلیکم کریم صاحب ——"

"وعلیکم السلام صاحب ---- ہاؤ آر یو سر ——"

"میں آج سے تین سال پیشتر آپ کے گاؤں ہوشے گیا تھا —— آپ سے
ملاقات نہ ہو سکی ——"

"ہاں صاحب —— میں اوپر گیا تھا۔ نیچے آیا تو لوگوں نے بتایا کہ کتابوں
والا تارڑ صاحب آیا تھا۔ اب کدھر جاتا ہے صاحب؟"

"کنکورڈیا ــــــ"

تو ادھر سے گنڈوگورو کے راستہ ہوشے میں اترآؤ صاحب ــــــ بہت بیوٹی فل ہے صاحب ــــــ"

"وہ بہت مشکل ٹریک ہے ــــــ اور ہم ذرا بوڑھے ہیں ــــــ"

"ادھر تو ستر ستر برس کا گورا جاتا ہے صاحب ــــــ"

"گورا جا سکتا ہے لٹل کریم ــــــ لیکن پاکستانی نہیں جا سکتا ــــــ گورا ساری عمر بدمزہ پھیکے ابلے ہوئے کھانے کھاتا ہے ــــــ اور کم کھاتا ہے اور جہاں بس چلے پیدل چلتا ہے اور آخری عمر تک فٹ رہتا ہے ــــــ پاکستانی زردے پلاؤ اور حلوے کھاتا ہے۔ کڑاہی گوشت نوش کرتا ہے اور پھر ٹانگیں پھیلا کر ریلیکس کرتا ہے اور آخری عمر میں ضعیف ہو جاتا ہے۔ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا ــــــ میرا بیہودہ بدن ملاحظہ کرو اس بھدے جسم کے ساتھ اگر میں کنکورڈیا تک پہنچ جاتا ہوں تو بڑی بات ہے ــــــ"

[illegible] دیکھا اور پھر مونچھوں تلے مسکرایا جیسے کہہ رہا ہو کہ ہاں تم درست کہتے ہو ــــــ

سیب کے درخت کی اوٹ سے ایک صاحب برآمد ہوئے ــــــ ترچھی کاؤ بوائے ہیٹ اور کندھے پر تولیہ ــــــ انہوں نے ادھر ادھر چوری چوری دیکھا اور پھر لان عبور کر کے اس ڈھلوان کی طرف جانے لگے جو دریائے سندھ کی طرف اترتی تھی۔

"خالد صاحب ــــــ"

وہ ٹھٹک گئے۔ مجھے دیکھا اور جھینپتے ہوئے میری جانب آ گئے۔

"کہاں کی تیاری ہے؟"

"تارڑ صاحب آپ لیڈر ہیں۔ آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا ــــــ میں ذرا دریائے سندھ میں سوئمنگ کرنے جا رہا ہوں ــــــ میں نہیں رہ سکتا پانی دیکھ کر۔"

"آپ کو میاں صاحب نے منع کیا تھا کہ اس سٹائل سے تولیہ مونڈھے پر

رکھ کر نہ چلا کریں —— لوگ پتہ نہیں کیا سمجھ بیٹھیں ——"

انہوں نے تولیہ کندھے سے کھینچ کر ہاتھ میں پکڑ لیا "اب ٹھیک ہے ——"

"ٹھیک تو ہے لیکن عامر کو اعتراض ہو گا —— اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنی بھابھی یعنی آپ کی بیگم کو گارنٹی دے کر آپ کو ساتھ لایا ہے ——"

"اس نے یہ گارنٹی دی تھی کہ مجھے بالکل صحیح حالت میں خیر خیریت سے واپس لاہور لائے گا۔ یہ گارنٹی تو نہیں دی کہ مجھے پورے بیس پچیس دن پانی کے پاس پھٹکنے کی اجازت نہیں ہو گی ——"

"آپ بے شک غسل خانے کے ٹب میں ڈبکیاں لگا لیں لیکن دریائے سندھ بہر حال شیر دریا ہے اور تیز ریلا ہے —— خطرناک ہے"

"ادھر آئیں ——" خالد صاحب میرا ہاتھ پکڑ کر ڈھلوان کے کنارے تک لے گئے "ذرا دیکھئے دریا کا مرکزی دھارا وہ ---- ریت اور پتھروں سے پرے ہے —— اور ادھر بائیں ہاتھ پر سندھ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے —— کیا آپ دیکھ رہے [illegible] ہیں —— اور پانی ان کی کمر تک آتا ہے"

میں نے ذرا غور سے پانی کے اس نیلگوں تالاب کو دیکھا جہاں تیز دھوپ میں چند بچے اس میں چھلانگیں لگا رہے تھے۔

"تارڑ صاحب میں نے خاصی دیر صورت حال کا مطالعہ کر کے نہانے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں بے فکر ہوں بیوقوف نہیں —— آپ کبھی دریائے سندھ میں نہائے ہیں؟"

"نہیں ——"

"کمال ہے —— دنیا بھر کی جھیلوں اور جوہڑوں میں ڈبکیاں لگاتے رہے ہیں اور اپنے سندھ کے پانیوں میں کبھی نہیں اترے —— آپ کی تو محب الوطنی مشکوک ہے ——"

تھوڑی دیر میں ہم دونوں اپنے اپنے تولئے سنبھالتے ڈھلوان سے نیچے اتر رہے تھے —— ایک راستہ تھا جس کی مٹی پر قدم زیادہ دیر تک نہیں جمتے تھے اور

UrduPhoto.com

پھسلتے تھے —— اور ہم قدم پھونک پھونک کر رکھتے تھے ——

نیچے ایک چشمے کے پاس دو عورتیں پانی بھر رہی تھیں اور ان سے کچھ فاصلے پر خوبانی کے ایک چھدرے سے درخت کی چھاؤں میں ٹانگیں پسارے عامر اور مرزا لیٹے ہوئے تھے اور درخت کے پتوں میں چھن کر آنے والی دھوپ سے بچاؤ کی خاطر آنکھیں میچے ہوئے تھے۔

"او مارے گئے تارڑ صاحب —" خالد صاحب نے میرا بازو پکڑ لیا "یہ عامر مجھے پھر روک لے گا اور نہانے نہیں دے گا ——"

"اگر آپ ان ہر دو حضرات کو قدرے غور سے ملاحظہ کریں تو آپ پر کھلے گا کہ ان کے سروں تلے تولیے ہیں اور یہ بھی اشنان کرنے کی نیت سے نیچے اترے ہیں ——"

"اگر اس نیت سے اترے ہیں تو یہاں چشمے کے قریب جہاں عورتیں پانی بھر رہی ہیں کیوں ٹھہر گئے ہیں ——"

"بس یونہی"

ہر دو حضرات جب ہماری موجودگی سے باخبر ہوئے تو ذرا کھسیانے سے ہو گئے ——

"موسم کتنا اچھا ہے تارڑ صاحب ——" مرزا صاحب نے جھک کر کہا۔

"ہم ذرا یہاں سے سکردو کی چٹان پر ایستادہ کھرفوچے کا قدیم قلعہ دیکھ رہے تھے —— "عامر کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہاں سے تو قلعہ نظر ہی نہیں آتا ——" خالد صاحب کچھ حیران ہوئے۔

"میں بھی بے حد حیران تھا کہ یہاں سے کھرفوچے کا قلعہ کیوں نظر نہیں آتا —— "عامر نے اپنا تولیہ اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا "ذرا اور نیچے چلتے ہیں"

نیچے پہنچ کر ہم نے اوپر دیکھا تو کے ٹو موٹل آسمان میں ٹنگا نظر آیا۔ نیچے تو آ گئے ہیں اب واپس اوپر کیسے پہنچیں گے ——

دریائے سندھ کی وسیع کئی کلو میٹر کے رقبے میں پھیلی ہوئی گندرگاہ میں ہم چاروں بے حیثیت ہو گئے اور شائد ہم سب گھروں سے نکلے ہی اس نیت سے تھے

UrduPhoto.com

کر بے حیثیت ہو جائیں۔ آبادیوں میں اور بستیوں میں اور ملازمتوں اور کاروباروں میں انسان کی ایک واضح حیثیت ہوتی ہے وہ ایک فرد ہوتا ہے ایک دنیا ہوتا ہے۔ وہ بہت سارے لوگوں پر انحصار کرتا ہے اور بہت سارے لوگ اس پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کا ایک نام ہوتا ہے اور وہ جانا جاتا ہے اور پہچانا جاتا ہے —— لیکن اس کے اندر فنا کی قربت اور اپنے خاک ہو جانے کا خیال ہمیشہ رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس کی بالآخر کوئی حیثیت نہیں۔ کوئی پہچان نہیں اور یہ سب کچھ عارضی ہے —— اور اسی لئے وہ جنگلوں اور ویرانوں میں جاتا ہے —— قراقرم اور ہمالیہ کی وسعتوں میں ایک ذرہ ہونا چاہتا ہے —— دراصل وہ قدرت کا ایک حصہ بن جانا چاہتا ہے —— وہ اس بات کا شعور رکھتا ہے کہ اس نے ان منظروں میں بالآخر گم ہونا ہے اور خاک اندر خاک ہونا ہے —— چنانچہ جب وہ قدرت کے قریب —— کسی وسیع منظر کے اندر —— شیر دریا کی وسیع گزرگاہ میں سانس لیتا ہے تو گویا اپنے رب کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے —— اور تب تک نہیں ہو [illegible] ہ وہ آبادیوں میں رہے —— ویرانوں میں اس کا کیا کام ——

اگر اس وقت کوئی سیاح سنگِ زرد چٹان پر قدیم قلعے کی دیوار کے نیچے جھانکتا تو وہ دریائے سندھ کو ایک ایسی وسعت میں لیٹے دیکھتا جس کی حدوں تک جاتے جاتے آنکھیں دھندلاتی تھیں —— اور دریا کے مرکزی دھارے کے ساتھ صحرا تھے اور ٹیلے تھے اور چھوٹے پتھروں کے میدان تھے اور کہیں کہیں دریا سے بچھڑے ہوئے پانی کی سبز جھیلیں تھیں —— اور ہم چاروں ایک ایسی ہی جھیل کی جانب چل رہے تھے —— لیکن وہاں بلندی سے اس سیاح کو سب کچھ نظر آتا لیکن ہم نظر نہ آتے کیونکہ ہم شیر دریا کی وسعت کے سامنے بے حیثیت ہو چکے تھے۔ ہم قدرت میں گم ہو چکے تھے ——

کیلاش کے مقدس پہاڑ کے سائے میں تبت کی جھیل مانسرور میں سے یہ دریا بہتا آ رہا ہے۔ لداخ میں اسے سنگھے کھبب کہتے ہیں —— سنگھے یعنی شیر —— کھبب یعنی منہ —— شیر کے منہ سے نکلنے والا دریا —— شیر دریا سندھ —— اور

UrduPhoto.com

جب ہم نے اس سے بچھڑے ہوئے پانیوں کے ایک تالاب میں قدم رکھا تو ان میں سورج کی حدت تھی لیکن ذرا گہرائی میں ان کی خنکی ناقابل برداشت تھی —— پہلے تھی تھوڑی دیر بعد ہماری اچھل کود سے یہ ٹھنڈک زائل ہو گئی اور ہم بڑے اطمینان سے اس میں ڈبکیاں لگانے لگے —— نیچے ریت میں سے کوئی چشمہ ابلتا تھا اور اس کی لہریں پانی میں سرسراتی دکھائی دیتی تھیں اور پھر گم ہو جاتی تھیں۔ اس لمحے کی ایک تصویر میرے پاس ہے —— ریت میں ایک سرسبز جھیل نما تالاب میں ہم مسکراتے ہیں اور پس منظر میں سکردو کی ہریاول کے اوپر برفپوش چوٹیاں ہیں —— اور ایک نیلا آسمان ہے —— یہ تصویر فردوس گمشتہ کی ہے —— ایک شنگریلا کی —— جنت کے سامنے تو انسان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی —— اسی لئے ہم بے حیثیت تھے اور خوش تھے۔

UrduPhoto.com

"پورٹر بکرا کھائے گا"

ایک صبح ناشتے کی میز پر تین فرائی انڈے نوش کرنے کے بعد میاں صاحب نے مجھ پر عینک کے پیچھے سے ایک خشمگیں نگاہ ڈالی اور کہنے لگے —— "کیوں جی تارڑ صاحب یہ کنکورڈیا جانے والا پروگرام کینسل ہو گیا ہے؟"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں —— "میں بھی تین انڈے نوش کرنے کے بعد چوتھے انڈے کا پروگرام بنا رہا تھا لیکن میاں صاحب نے یہ سوال کر کے میرا "تراہ" نکال دیا تھا۔

"آہا ... [illegible] نظر نہیں آ [illegible] ... وہ ہلانے لگے ٹیم کے ممبران کوئی ورزش یا ہائیکنگ وغیرہ کرنے کی بجائے کھانے پینے میں مشغول رہتے ہیں —— بے شک وزن کرا لیں ہر ایک کا —— صبح ناشتے پر انڈوں کو چھینٹ دیتے ہیں یعنی کہ ابھی ابھی میں نے بھی دو انڈے کھائے ہیں ——"

"کھائے تو آپ نے تین ہیں لیکن گن کون رہا ہے ——"

میاں صاحب نے ایک قہر آلود نظر مجھ پر ڈالی۔ بھسم کر دینے والی —— "اچھے ٹیم کے لیڈر ہیں ممبران کو کھاتا پیتا نہیں دیکھ سکتے۔ ان کے انڈے گنتے ہیں؟"

"سوری میاں صاحب ——"

میاں صاحب نے میری معذرت قبول کی اور پھر شروع ہو گئے —— "ڈاکٹر صاحب کو روزانہ وہ مولوی لینے آ جاتا ہے موٹر سائیکل والا۔ وہ اس کے ساتھ غائب ہو جاتے ہیں۔ پتہ نہیں کہاں جاتے ہیں اور کیوں جاتے ہیں اور کس کے پاس جاتے ہیں —— مرزا صاحب لان میں بیٹھی میموں کے گرد پھیرا دیتے رہتے ہیں

UrduPhoto.com

——خالد صاحب کندھے پر تولیہ ڈال کر کہیں نہ کہیں نہانے چلے جاتے ہیں —— شاہد صاحب گوروں کے ساتھ ایسی انگریزی بولتے رہتے ہیں جو ان کی سمجھ میں بھی نہیں آتی —— عامر سکردو بازار میں کوہ پیمائی کا سامان تلاش کرتا رہتا ہے ——"

"اور میں کیا کرتا رہتا ہوں؟"

"آپ ہوٹل میں آنے والے پاکستانی سیاحوں کے سامنے سے بار بار گزرتے رہتے ہیں تاکہ وہ آپ کو پہچان کر کہیں کہ آہا جی یہ ٹیلی ویژن والا تارڑ ہے ——"

مجھے اپنے بارے میں یہ ریمارک بالکل پسند نہ آیا —— حالانکہ وہ درست کہہ رہے تھے۔ ٹیم واقعی ضرورت سے زیادہ عیاشی کر رہی تھی اور یوں اطمینان سے چل پھر رہی تھی جیسے ہم کنکورڈیا کا ٹریک مکمل کر کے واپس آ چکے ہوں اور یقیناً ہم سب کا وزن بڑھ چکا تھا۔ ہر روز کہیں نہ کہیں کوئی دعوت طعام ہوتی جس میں شاید ہمیں اس لئے بہت کچھ کھلایا پلایا جاتا کہ ہماری شکلوں سے یہ شک لگتا تھا کہ ہم [illegible]

ایک دعوت پولیس سروس کے محمد علی صاحب کے گھر میں ہوئی جو سکردو جیل کے عین سامنے تھا۔ محمد علی صاحب نے بہت کوشش کی کہ ہم جیل کی سیر کے لئے آمادہ ہو جائیں لیکن ہم نے یہ رسک لینا مناسب نہ سمجھا —— اسی دعوت میں سکردو کے ڈپٹی کمشنر جوہر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو ہنزہ کے رہنے والے ہیں اور ایسے جوہر ہیں جو کھلتے رہتے ہیں۔ ایک شام اپنے نام اور شکل کی مناسبت سے چنگیزی صاحب نے ہمیں "یرت ایڈ پارک" میں مدعو کیا۔ سکردو کے درمیان میں ایک مختصر میدان میں منگول طرز کے خیمے یعنی یرت ایستادہ تھے اور ان میں وحشی منگولوں کی بجائے نیم وحشی سیاح قیام کرتے تھے۔ اسی دعوت میں پہاڑوں سے لوٹنے والی ایک مہم کے چند ارکان بھی شامل تھے جنہیں ہم نے چینی سمجھا —— ونٹر نے بتایا کہ کورین ہیں لیکن چنگیزی کا کہنا تھا وہ جاپانی ہیں —— وہ جو بھی تھے بہت گمشدہ تھے اور ابھی تک پہاڑوں میں ہی تھے —— بلندیوں سے لوٹنے والوں کی کیفیت یہی ہوتی ہے۔

UrduPhoto.com

اور ہاں منگولوں کے خصوصی خیمے "یرت" کے تذکرے سے یاد آیا ڈاکٹر دانی کی تحقیق کے مطابق "اردو" کا لفظ قزاقی زبان کے "یرت" سے ہی نکلا ہے اور اس کی معنی ہیں کیمپ یا خیمہ ——

"ٹیم کی باگیں کھینچنے کے لئے آپ کے پاس کیا مشورہ ہے؟" میں نے میاں صاحب سے پوچھا۔

"ایک تو آپ اس باورچی کو فوراً بلائیں جس نے شپلو سے آنا تھا ——"

"شپلو نہیں میاں صاحب خپلو —— اور پلیز آپ کک کو باورچی نہ کہیں"

"یعنی کہ جس طرح یہاں پورٹر کو مزدور نہیں کہا جا سکتا اس طرح کک کو باورچی بھی نہیں کہہ سکتے ——"

"نہیں کہہ سکتے ——"

"ٹھیک ہے میں احتیاط کروں گا —— فی الحال آپ چنگیزی صاحب کو فون کریں۔ ہم لوگ کے ٹو ہوٹل دیکھنے نہیں آئے کے ٹو پہاڑ دیکھنے آئے ہیں اور وہ ذرا [illegible]"

میں نے فوراً چنگیزی کو فون کیا۔

چنگیزی نے فوراً کک صاحب کو بھیج دیا جو ابھی ابھی کسی مہم سے واپس آیا تھا اور اس کا قومی لباس "لوٹا" تھا کیونکہ اس نے بلندیوں پر کسی ایسی ندی کا پانی پی لیا تھا جس میں سے کوئی ایسا گلیشیئر گذرا تھا جس کے مثانے کمزور تھے —— چنانچہ کک صاحب کا پیٹ خراب تھا اور وہ لوٹے کو ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔

ان کا نام غلام محمد تھا اور آتے ہی انہوں نے سینے پر ہاتھ باندھ کر ڈرامائی انداز میں کہا تھا "آپ کا غلام"

—— اس "غلام" نے ہم سے بہتر جاگرز پہن رکھے تھے۔ نیلی جین بھی درآمد شدہ تھی اور چارخانی شرٹ بھی امریکن دکھائی دیتی تھی —— اس نے سن گوگلز لگا رکھے تھے اور سر پر کاؤبوائے سٹائل میں ایک ترچھا ہیٹ پہنا ہوا تھا۔

میاں صاحب نے اپنے سراپے پر نگاہ ڈالی اور پھر کک صاحب کو دیکھا "یعنی کہ یہ .... کک ہے .... لگتا تو نہیں"

UrduPhoto.com

"کیا لگتا ہے؟"

"پلپلی صاحب —" پھر میاں صاحب میرے نزدیک ہو کر بولے "یہ باورچی نہیں ہو سکتا — آپ ذرا تسلی کر لیں —"

"ہاں بھئی غلام — آپ کک ہیں؟" میں نے پوچھا اور میرے سوال کے جواب میں غلام نے ایک عجیب سی آواز نکالی جو کسی زنانہ لکڑ بگڑ سے مشابہ تھی — آئندہ دنوں میں اس کی یہ آواز بہت کار آمد ثابت ہوتی کیونکہ جب بھی وہ اس طرح ہنستا تھا اور یہ اس کی ہنسی تھی تو سب لوگ چپ ہو جاتے تھے۔ کائنات میں خاموشی چھا جاتی تھی اور ہم لوگ اطمینان سے منظر سے لطف اندوز ہونے لگتے تھے۔

اس پہلی ملاقات کے بعد منظر بدلتا ہے اور دو گھنٹے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ پوری ٹیم جمع ہے — کک صاحب فرش پر آلتی پالتی مارے بیٹھے ہیں جو ہماری اس خوراک کی ایک تفصیلی فہرست بنا چکے ہیں جو ہم لاہور اور اسلام آباد سے لے کر آئے تھے۔

"پلپلی صاحب وہاٹ یو لانگ فار بریکفاسٹ —" غلام نے مسکرا کر پوچھا۔

"او جی پلپلی صاحب تو انگریزی بولتا ہے —" میاں صاحب بولے

"پلیز میاں صاحب آپ اسے معلوم نہ ہونے دیں کہ پلپلی صاحب کیا ہوتا ہے تو یہ واک آؤٹ کر جائے گا — آپ اسے کچھ اور کہہ لیں یہ نہ کہیں —"

"لو اسے کیسے معلوم ہو گا — یہ تو صرف لاہوریوں کو پتہ ہوتا ہے کہ پلپلی صاحب کیا ہوتا ہے"

"کیا ہوتا ہے؟" ڈاکٹر صاحب بھی مسکرائے۔

"بس یہی ہوتا ہے —" میاں صاحب نے غلام کی طرف اشارہ کیا۔

میں لیڈر کی حیثیت سے ذرا زور سے کھانسا "میاں صاحب —"

"سوری تارڑ صاحب — ہاں جی تو آپ پوچھ رہے تھے کہ بریکفاسٹ کے لئے ہم کیا پسند کرتے ہیں تو جناب پلپلی — میرا مطلب ہے کک صاحب مجھے تو حلوہ پوڑی بہت پسند ہے —"

UrduPhoto.com

"حلوہ پوڑی؟" غلام نے دانت نکالے اور پھر اس زنانہ لگڑ بگڑ آواز میں ہنسا ——

"میاں صاحب اگر آپ اب بھی سنجیدہ نہ ہوئے تو یہ پھر ہنسے گا ——" میں ذرا ناراض ہو گیا اور پھر غلام کی جانب ایک نہایت عمدہ مسکراہٹ پھینکتے ہوئے کہا "مجھے تو ناشتے کے لئے دو ٹوسٹ اور ایک فرائی انڈہ کافی رہے گا ——"

"فرائی انڈہ —— ؟" غلام نے پھر دانت نکالے اور ہنسنے لگا۔ "صاحب ادھر کے ٹو کے پاس انڈہ نہیں ملتا ——"

"نہیں ملتا ——" میں نے ذرا شرمندہ ہو کر کہا۔

"اور معلوم کہ کیوں نہیں ملتا؟" غلام نے ہنسی روک کر پوچھا۔

"کیوں نہیں ملتا؟"

"اس لئے کہ ادھر مرغی نہیں ملتا ——" اس بار غلام نے ایک عدد زنانہ لگڑ بگڑ کی آواز کی بجائے کم از کم تین زنانہ لگڑ بگڑوں کی آواز میں اپنی ہنسی کا آغاز کیا —— [illegible] اور جب تک سخت اقدام نہ کئے گئے صورت حال بہتر نہ ہو گی چنانچہ میں نے ذرا گرج کر "خاموش ——" کا نعرہ لگایا اور حیرت انگیز طور پر غلام کی ہنسی فوراً منجمد ہو گئی

"دیکھو غلام آپ بتاؤ کہ ہمیں کیا بریکفاسٹ مل سکتا ہے —— اور اب ہنسنا نہیں سمجھے؟"

"جی صاحب ——" غلام اٹھ کر کھڑا ہو گیا —— "صاحب کارن فلیکس دودھ کے ساتھ ملے گا —— پورج ملے گا —— کافی اور چائے ملے گا —— پراٹھا ملے گا —— جیم ملے گا —— لیکن آپ بتاؤ گے تو پھر اس حساب سے سامان خریدے گا —— دیکھو کے ٹو جائے گا اور آئے گا تو کتنا روز لگے گا؟ کم از کم سولہ سے اٹھارہ دن لگے گا تو مجھے اٹھارہ بریکفاسٹ کا حساب کرنا ہے۔ آٹھ ٹیم ممبر کے لئے ——"

"آٹھ؟ مرزا صاحب نے ہم سب کو گنا —— "آٹھواں کون ہے؟"

"میں —— غلام محمد ——" یہ کہنے کے بعد وہ پھر اس ہنسی کے موڈ میں تھا

UrduPhoto.com

لیکن میری چڑھی ہوئی تیوڑھی دیکھ کر رک گیا ——

سب لوگوں نے بریکفاسٹ کے لئے اپنی اپنی پسند بتائی اور غلام نے نوٹ بک پر یہ پسند درج کر لی۔ ناشتے کے بعد ڈنر کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی نوٹ کر لیا گیا ——

"اور لنچ نہیں کرنا راستے میں؟" شاہد صاحب نے تشویش بھرے لہجے میں دریافت کیا۔

"جب ٹیم چلتا ہے صاحب تو درمیان میں رک کر چولہا نہیں جلاتا —— لنچ نہیں کرتا سنیک کرتا ہے ہلکا پھلکا تاکہ چلنے میں آسانی ہو —— ہم کو تجربہ ہے"

اب غلام محمد نے پھر حساب کتاب کیا اور ہو سکے راشن کی ایک فہرست بنا کر ہمیں تھما دی ---- مختلف والیں۔ چنے۔ آٹا۔ بیسن۔ گھی ——تیل۔ ہر قسم کے مصالحے ——چینی۔ قہوہ۔ چائے۔ وغیرہ ---- اور دو غیرہ۔

میاں صاحب نے عینک اتار کر فہرست اپنی چندھیائی ہوئی آنکھوں کے قریب [illegible] ہے یہ کے ٹو کے پاس ---- اتنی زیادہ خوراک تو ہم اٹھارہ دن تو کیا اٹھارہ ہفتوں میں نہیں کھا سکتے "

UrduPhoto.com

"اس میں تین پورٹرز کا فوڈ بھی شامل ہے صاحب ——

"اچھا تو کھانا بھی ہمارے ذمے ——" مرزا صاحب ذرا چونکے ——

"پورٹرز کا تو اور بہت کچھ آپ کے ذمہ ہو گا صاحب —— لیکن ابھی نہیں بتائے گا آپ گھبرائے گا ——"

"ہم بالکل نہیں گھبرائے گا —— آپ بتاؤ ——"

"نہیں صاحب —— ابھی نہیں —— بس یہ بتائے گا کہ پورٹرز بکرا کھائے گا"

"ایک پورٹر ایک بکرا کھا جائے گا؟" مرزا صاحب نے پوچھا ——

"نہیں سب پورٹر ایک بکرا کھائے گا ——"

"ہم بھی کھائے گا ——" میاں صاحب نے سر ہلایا۔

"نہیں —— پورٹر کا بکرا صرف پورٹر کھائے گا —— آپ اپنا بکرا خریدو اور کھاؤ ——"

اس میٹنگ کے اختتام پر شاہد اور میاں صاحب خوراک کی فہرست تھامے بازار چلے گئے ---- ڈاکٹر صاحب اگرچہ دوائیوں کی ایک کٹ ساتھ لائے تھے لیکن انہوں نے اس دوران ہم سب کی جسمانی صحت کو جانچ لیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ وٹامنز کی چند بوتلیں مزید خرید لی جائیں۔ وہ بھی چلے گئے —— عامر کو ایک ڈرامائی گھری گونج والی آواز کے مالک عباس سے ایک خیمے اور واکنگ سٹکس کے بارے میں مذاکرات کرنے تھے اس لئے وہ بھی سکردو بازار چلا گیا۔ مرزا صاحب کے ذمے ان تمام خیموں کو ایک مرتبہ کھول کر ہوٹل کے لان میں ایستادہ کرنا تھا جو ہم ساتھ لے کر جا رہے تھے تاکہ کسی بھی چھوٹی موٹی کمی کو دور کیا جا سکے۔ بالتورو گلیشیر پر اگر آپ کے خیمے کی ایک طناب نہ برآمد ہو تو آپ کیا کریں گے؟ ——

خالد صاحب نے موقع غنیمت جانا اور تولیہ کندھے پر ڈالی کر نہانے چلے گئے —— غلام محمد [illegible] ہر دو چار منٹ بعد ہلکی سی اس کی لگڑ بگڑی ہنسی کی آواز آ جاتی۔ اور میں ایک اچھے لیڈر کی طرح اپنی قوم کو عمل کی راہ دکھانے کے بعد اب خود بیکار بیٹھا تھا کہ اسی میں ایک لیڈر کی عظمت پنہاں ہے۔

UrduPhoto.com

"سفر کی شام اور اداسی کی تہوں میں سے کیا نکلتا ہے"

سفر کی شام میں ہمیشہ اداسی ہوتی ہے۔

آوازیں مدھم ہو جاتی ہیں۔ کانوں میں ایک سائیں سائیں کرتی سمفنی چلتی رہتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ آپ پانی کے نیچے جا رہے ہیں —— آپ ہر شے سے الگ ہو رہے ہیں۔ وجود کی جھیل کی سطح پر صرف بلبلے اٹھ رہے ہیں اور آپ کہیں نیچے ہیں۔ خدشات، واہمے، وسوسے —— اور ان کے ساتھ ایک شک سے بھری خوشی بھی ——

[illegible] کے لئے۔

اگلی صبح جیپیں ہمیں لینے کے لئے آ رہی تھیں —— جیپیں ٹیم کے ممبران اور ان کے سامان کے لئے [illegible] کے لئے ——

اور پچھلی شب میں نے اسکولے کو بھی خواب میں دیکھا۔

اس سے پرے کوئی انسانی آبادی نہیں ہے اور اس کے آخری کھیت کے بعد ایک اور جہان شروع ہو جاتا ہے اور اس جہان کے اندر صرف وہ جاتے ہیں جن کے دماغوں میں فتور ہوتا ہے اور آنکھوں میں وحشت ہوتی ہے ——

سفر کی شام میں ہمیشہ اداسی ہوتی ہے ——

سب لوگ مصروف تھے اور آپس میں بات بہت کم کرتے تھے یا سب لوگ یہ ظاہر کر رہے تھے کہ وہ بہت مصروف ہیں۔

کوئی اپنے رک سیک کے سٹریپ بار بار کھول کر انہیں دوبارہ کس کر بند کرتا تھا۔

UrduPhoto.com

کوئی گھر خط لکھتا تھا ——

کسی کی نظریں لاؤنج میں رکھے ٹیلی ویژن کی سکرین پر جمی تھیں لیکن وہ اس پر حرکت کرنے والی مزاحیہ فلم پر ہنستا نہیں تھا چپ چاپ دیکھے چلا جاتا تھا۔

کسی کے بوٹوں کے تسمے ٹھیک طرح سے بند نہیں ہو رہے تھے —— انہیں ایک جھٹکے سے کھولنا اور پھر باندھنا —— پھر کھولنا۔

میں اٹھ کر باہر آ گیا ——

لان کے اندھیرے گوشوں میں غیر ملکی سیاحوں کی سرگوشیاں تھیں۔

"تارڑ صاحب" ایک ہاتھ میرے کندھے پر آیا اور میں چونک گیا ——

"شیر علی آپ؟"

"ہاں میں آپ کو تلاش کر رہا تھا —— میں سیاحوں کی خصلت سے واقف ہوں —— جس نے اگلی صبح سفر پر جانا ہوتا ہے وہ ہمیشہ اداسی کے ساتھ بندھا جاتا ہے —— آیئے اداسی کی ان تہوں کو کھولتے ہیں —— دیکھتے ہیں ان کے اندر سے کیا نکلتا ہے۔"

UrduPhoto.com

اور واقعی شیر علی کے کمرے میں موم بتی کی کنوارے بدن جیسی تھرتھراہٹ لئے ہوئے روشنی میں اداسی کی کچھ تہیں کھلیں —— اور ان کے اندر سے کیا نکلنا تھا؟ ان کے اندر سے بھی ہم ہی نکلے ..... منطق الطیر کے سی مرغ کی طرح جسے سچ کی تلاش تھی ..... جوناتھن لونگ سٹون سی گل کی طرح جسے اپنی تلاش تھی اور پکھیرو کی طرح جو حقیقت کو جاننا چاہتا تھا اور ان سب کو بالآخر کیا ملا؟ جب آخری پردہ اٹھا تو انہوں نے کیا دیکھا؟ سی مرغ کے سامنے سی مرغ تھا —— اور جوناتھن کے سامنے وہ خود ہی تھا اور پکھیرو نے دیکھا کہ جیسے ایک آئینہ سامنے ہے اور ابدی حقیقت وہ خود ہے —— اس کے سامنے بھی ایک پکھیرو تھا ——

تو ہم دونوں کے سامنے بھی —— ہم دونوں ہی تھے۔

مجھے حیرت ہوئی کہ سادہ پانی میں بھی اتنی تاثیر ہوتی ہے —— لیکن کیا وہ پانی سچ مچ سادہ تھا؟ ..... یا مجھے لگا کہ وہ سادہ تھا جب کہ اس میں اداسی کو پگھلانے والی حدت تھی ——

موم بتی کا دھاگہ پگھلی ہوئی موم میں بھڑکنے لگا اور پھر سیاہ پوش ہو گیا۔

میں شیر علی کا شکریہ ادا کر کے باہر آ گیا۔

ہوٹل کے ڈرائنگ روم میں بھی موم بتیاں جل رہی تھیں اور وہاں سے دبی دبی آوازیں .... مختلف زبانوں کی مجھ تک باہر آتی تھیں —— لان میں اب کوئی نہ تھا —— ہاں دریا کی ایک مسلسل گونج' اس کے بہاؤ کی مدھم آواز نیچے سے اوپر ہوٹل تک آ رہی تھی --- میں ابھی واپس اپنے کمرے میں نہیں جانا چاہتا تھا —— میں ابھی اپنے ساتھ رہنا چاہتا تھا .... ایک زمانے میں مجھے تھوڑی بہت تیراکی آتی تھی۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ تیراکی اور سائیکل چلانا کبھی نہیں بھولتے چاہے سو برس بعد پانی میں اتریں یا پیڈل چلائیں لیکن میں تیراکی بھول چکا ہوں یا پھر وزن اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ چلو بھر پانی ہو تو بھی ڈوب جاتا ہوں —— ان دنوں جب بھی کسی جھیل میں اترا یا سمندر میں گیا اور خاص طور پر رات کے وقت تو پانیوں پر دور نکلتے ہوئے ایک لطف بھی آتا اور جی چاہتا کہ ذرا اور آگے —— ذرا اس لمحے سے دور [illegible] جواب نہ دے جائے یا جو تھوڑا بہت ہاتھ پاؤں چلانا آتا ہے وہ نہ بھول جائے —— اور اس خدشے میں تیراکی کا تمام تر لطف تھا —— لیکن کبھی کبھار کسی بھی تیراک پر وہ لمحہ ضرور آ جاتا ہے جب وہ اپنی ہمت اور اپنی اہلیت سے دور آگے چلا جاتا ہے —— سمندر میں دور تک چلا جاتا ہے —— جیسے کہ دوسرے کنارے کی قربت کے لئے ذرا اپنی حد سے نکل جاتا ہے اور پھر —— واپس نہیں آ سکتا۔ مہماتی سفر بھی ایسے ہی ہوتے ہیں —— آپ ہمیشہ اپنے آپ کو امتحان میں ڈالتے ہیں' جان بوجھ کر خطرے کی حد کی قریب جاتے ہیں —— اپنے آپ کو قائل کر لیتے ہیں کہ اگر دوسرے لوگ وہاں تک جا سکتے ہیں تو آپ بھی جا سکتے ہیں —— اور یوں کبھی کبھار آپ اپنی ہمت اور اہلیت سے آگے نکل جاتے ہیں اور پھر —— واپس نہیں آ سکتے۔ اور اگر آتے ہیں تو خود نہیں آتے۔ دوسرے آپ کو لاتے ہیں —— کنکورڈیا کے بارے میں اگر میں ٹھنڈے دل سے سوچتا تو یہ سفر —— میرے زور بازو سے ذرا پرے تھا۔ مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں اس ازلی برفانی سمندر پہ

دور تک جاتا اور پھر —— یہ مجمد جھیل ایسی نہ تھی جس کا دوسرا کنارہ میں چھوتا اور واپس آ جاتا —— لیکن پھر بھی میں نے یہ سفر اختیار کیا —— کیوں؟---- اس لئے کہ میں بے بس تھا —— جس طرح لوگ اشتعال میں آ کر قتل کر دیتے ہیں۔ خود کشی کر لیتے ہیں۔ پال گوگین کی طرح ایک کامیاب زندگی اور خاندان چھوڑ کر صرف مصوری کرنے کے لئے کوڑے کے ڈرموں میں سے باسی ڈبل روٹی کے ٹکڑے نکال نکال کر کھاتے ہیں۔ یا ایسے لوگ جو طوائفوں کے عشق میں مبتلا ہو کر سب کچھ تیاگ دیتے ہیں اور ان کے کوٹھوں سے نیچے بیٹھے گاہکوں کو اترتے اور چڑھتے دیکھتے رہتے ہیں ---- یا پھر ورق کوٹنے والوں کی ردھم سنتے ہیں تو ان پر وجد طاری ہو جاتا ہے اور وہ کپڑے پھاڑ کر ویرانوں کی طرف نکل جاتے ہیں —— یہ سب لوگ بے بس ہوتے ہیں —— ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا —— شائد ان کے دماغ میں فتور ہوتا ہے اور شائد ان کے نہیں بقیہ تمام لوگوں کے دماغ میں فتور ہوتا ہے۔

UrduPhoto.com

[illegible] اترتی رنگ رنگ ڈھلوان پر اندھیرے میں اترا —— سڑک کے دوسری جانب ہنزہ ٹورسٹ ہوٹل کے برآمدے میں غیر ملکی سیاحوں سے بھری ہوئی دو ویگنیں ابھی ابھی داخل ہوئی تھیں اور ان میں سے تھکے ہوئے چہرے اور ٹوٹے ہوئے بدن برآمد ہو رہے تھے۔

سڑک کے دونوں جانب پاپلر کے درخت تیزی سے بڑھنے والے بیٹوں کی طرح دبلے پتلے اور سیدھے آسمان کو جاتے تھے۔ میں آہستہ آہستہ چلتا رہا —— مجھے کہیں جانا نہیں تھا۔ میں ذرا اپنے آپ کو تھکانا چاہتا تھا —— یہاں سے کچھ فاصلے پر بائیں ہاتھ پر وہ سڑک تھی جس پر ہم نے پہلے روز صدپارہ جھیل تک ہائیکنگ کی تھی' میں رک گیا۔ میں نے ابھی رات کا کھانا نہیں کھایا تھا اور یقیناً میرے ساتھی اس وقت موٹل کے ڈائننگ روم میں میرے منتظر ہوں گے۔ کرسی اور میز پر براجمان ہو کر کھانے والا آخری کھانا —— شائد لاسٹ سپر —— میں واپس ہونے لگا تو صدپارہ روڈ کے آغاز پر اندھیرے میں ملفوف چند درختوں

اپنی وادیوں اور ویرانوں کو لوٹنا ہے ——

کہیں دیوسائی کے خانہ بدوشوں کا بھی یہی حشر تو نہیں ہوا ——

میں نے درہ بابو سر کو جاتے ہوئے خانہ بدوشوں کے قافلے دیکھے ہیں جنہیں ہر برس اپنے مویشی چرانے کے لئے دوگنا تاوان دینا پڑتا ہے۔

میں نے منڈی بہاؤ الدین سے گجرات جانے والی سڑک پر تیزی واسوں کی گدھا گاڑیاں دیکھی ہیں جن پر پورے خاندان اپنی مکمل جائیداد کے ساتھ سفر کرتے تھے —— اور ان گاڑیوں کے نیچے ایک خوبصورت ریچھ نما کتا جو ایک مخصوص چال سے اپنا سر جھکائے چلتا رہتا ہے —— ان خانہ بدوشوں کو بھی مقامی لوگ اپنی زمینوں پر یا سرکاری زمینوں پر بھی خیمہ زن ہونے کی اجازت نہیں دیتے —— ہر برس ان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شہروں کے مضافات میں کچی بستیوں میں ہمیشہ کے لئے پڑاؤ ڈال دیتے ہیں —— دنیا کی ہر نسل بڑھ رہی ہے اور خانہ بدوش ختم ہو رہے ہیں ——

[illegible] —— '' میں لکھا ہے کہ ترک خانہ بدوشوں کا ایمان ہے کہ ہر برس ایک رات ایسی آتی ہے جب کسی ایک لمحے کے لئے پوری کائنات تھم جاتی ہے —— ہر شے رک جاتی ہے —— صرف ایک لمحے کے لئے —— دریا اور ندیاں تھم جاتے ہیں۔ درختوں پودوں اور فصلوں کا اگاؤ رک جاتا ہے —— جانوروں اور انسانوں کی عمریں بڑھتی نہیں اس ایک لمحے کے لئے رکی رہتی ہیں۔ ماہتاب روشن رہتا ہے لیکن اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا —— گویا پورا نظام کائنات اور نظام ہستی معطل ہو جاتا ہے —— وقت تھم جاتا ہے —— اور اس لمحے کو صرف خانہ بدوش پہچان سکتے ہیں —— اور اس وقت وہ جو بھی خواہش کریں پوری ہو جاتی ہے —— کنکورڈیا تک سفر کرتے ہوئے مجھے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی تھیں' اپنے احساس کوہ نوردی کو چوکنا رکھنا تھا تاکہ میں اس لمحے کے بھید کو پالوں —— اس کا تعین کر لوں کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس برس وہ رات مجھے کے ٹو کی جانب سفر کرتے ہوئے آئے گی جب ہر شے ایک معینہ وقت کے لئے رک جائے گی —— ہر شے تھم جائے گی —— اور پھر

اپنی وادیوں اور ویرانوں کو لوٹنا ہے ——

کہیں دیوسائی کے خانہ بدوشوں کا بھی یہی حشر تو نہیں ہوا ——

میں نے درہ بابوسر کو جاتے ہوئے خانہ بدوشوں کے قافلے دیکھے ہیں جنہیں ہر برس اپنے مویشی چرانے کے لئے دوگنا تاوان دینا پڑتا ہے۔

میں نے منڈی بہاؤ الدین سے گجرات جانے والی سڑک پر تیزی واسیوں کی گدھا گاڑیاں دیکھی ہیں جن پر پورے خاندان اپنی مکمل جائیداد کے ساتھ سفر کرتے تھے —— اور ان گاڑیوں کے نیچے ایک خوبصورت ریچھ نما کتا جو ایک مخصوص چال سے اپنا سر جھکائے چلتا رہتا ہے —— ان خانہ بدوشوں کو بھی مقامی لوگ اپنی زمینوں پر یا سرکاری زمینوں پر بھی خیمہ زن ہونے کی اجازت نہیں دیتے —— ہر برس ان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شہروں کے نواح میں کچی بستیوں میں ہمیشہ کے لئے پڑاؤ ڈال دیتے ہیں —— دنیا کی ہر نسل بڑھ رہی ہے اور خانہ بدوش کم ہو رہے ہیں ——

[illegible] —— "میں

لکھا ہے کہ ترک خانہ بدوشوں کا ایمان ہے کہ ہر برس ایک رات ایسی آتی ہے جب کسی ایک لمحے کے لئے پوری کائنات تھم جاتی ہے —— ہر شے رک جاتی ہے —— صرف ایک لمحے کے لئے —— دریا اور ندیاں ٹھہر جاتے ہیں۔ درختوں، پودوں اور فصلوں کا اگاؤ رک جاتا ہے —— جانوروں اور انسانوں کی عمریں بڑھتی نہیں اس ایک لمحے کے لئے رکی رہتی ہیں۔ ماہتاب روشن رہتا ہے لیکن اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا —— گویا پورا نظام کائنات اور نظام ہستی معطل ہو جاتا ہے —— وقت تھم جاتا ہے —— اور اس لمحے کو صرف خانہ بدوش پہچان سکتے ہیں —— اور اس وقت وہ جو بھی خواہش کریں پوری ہو جاتی ہے —— کنکورڈیا تک سفر کرتے ہوئے مجھے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی تھیں، اپنے احساس کوہ نوردی کو چوکنا رکھنا تھا تاکہ میں اس لمحے کے بھید کو پا لوں —— اس کا تعین کر لوں کیونکہ مجھے یقین تھا کہ اس برس وہ رات مجھے کے ٹو کی جانب سفر کرتے ہوئے آئے گی جب ہر شے ایک معینہ وقت کے لئے رک جائے گی —— ہر شے تھم جائے گی —— اور پھر

UrduPhoto.com

میں خواہش کروں گا۔ بس یہی خواہش کہ اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین پر خانہ بدوشوں کے خیموں کے لئے ہمیشہ جگہ باقی رہے —— اور ان میں میرا چھوٹا سا خیمہ بھی شامل ہے۔

UrduPhoto.com

"میں دنیا کی تنہا ترین جگہ سے خوشی لینے جا رہا ہوں"

"شاندار سورج طلوع ہو رہا ہے
شاندار سورج آہستہ آہستہ ابھر رہا ہے ——
ایک شاندار دن کا سورج
پانچ رنگوں میں ——
خدا کرے کچھ نہ بدلے
خدا کرے تیرا ساتھ
خدا کرے کچھ نہ بدلے
خدا کرے آج ہر طرف شگوفے کھلیں —— "

(ایک قدیم تبتی نظم)

UrduPhoto.com

میں دنیا کی تنہا ترین جگہ سے خوشی لینے جا رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور سویر کی بجھی بجھی دھوپ اندر آ رہی تھی اور پورٹر ہمارا سامان اٹھا اٹھا کر باہر لے جا رہے تھے۔

اگرچہ آج صرف جیپ کا سفر تھا لیکن اس کے باوجود ہر شخص اس طرح تیار ہو رہا تھا جیسے وہ آج کی رات کے ٹو کے دامن میں پہنچ کر ہی دم لے گا ——

میں اپنے بوٹوں کے تسمے باندھ رہا تھا ——

کسی بھی صبح میں کسی بھی ٹیم کی بلندیوں کی جانب روانگی ایک "منظر" ہوتا ہے —— باہر کے ٹو موٹل کے داخلے کے دروازے کے ساتھ ایک ایسا ہی منظر میری آنکھوں کے سامنے آ گیا —— جیسے کچھ لوگ ایک نئی بستی بسانے کے لئے جا رہے ہوں ——

وہاں دو درجن کے قریب پورٹر تھے جن کے چہرے اور عادات و خصائل سے ہم نے بہت منزلوں کے بعد واقف ہونا تھا ——— وہ ابھی ہمارے لئے صرف پورٹر تھے' ان کے نام بعد میں آنے تھے۔ جیسے ہم ابھی ان کے لئے صرف "ٹیم" تھے .... ہمارے ناموں اور کاموں سے ان کی واقفیت بعد میں ہونی تھی ——— ان میں وہ پورٹر بھی شامل تھا جو ہمارے ساتھ صرف اس لئے جا رہا تھا کہ واپسی پر مزدوری کی رقم سے ایک تیسری بیوی خرید سکے ——— اور وہ پورٹر بھی جس نے برفانی دراڑوں کو عبور کرنے میں میری مدد کی ———

صبح کی ہلکی ٹھنڈک میں دو جیپوں کے انجن گرم کئے جا رہے تھے ——— ان کا شور مسلسل تھا۔ پورٹرز کی جیپ الگ کھڑی تھی جیسے وہ اس مہم کا حصہ نہ ہو مجبوراً آگئی ہو۔ ایک جیپ پر ہمارا سامان لادا جا رہا تھا ——— پہلے نیلے رنگ کے پلاسٹک ڈرم آئے جن میں خورد و نوش کا سامان پیک کیا گیا تھا۔ یہ ڈرم۔ پورٹرز کے لئے ترپالیں سے جو لے۔ کراکری اور بے شمار سامان چنگیزی صاحب کے سٹور میں سے آیا تھا ——— [illegible] ——— پھر ان ڈرموں کے اوپر ہمارا ذاتی سامان آیا ——— غلام محمد کو شاید "لوٹا ریلیز" سے افاقہ تھا وہ اب بعد پھرتیلا ہو رہا تھا۔ جب اس نے ایک نیلے اور سرخ رک سیک کا سٹریپ پکڑ کر اسے جیپ پر لوڈ کیا در اصل یہی وہ لمحہ تھا جب کے ٹو کے سفر کا آغاز ہوا کیونکہ یہ رک سیک میرا تھا۔ اور اس کے آس پاس بقیہ ٹیم کا سامان تھا۔ رنگ برنگے رک سیک تھے ———

تو وہاں سات مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے رک سیک موٹے بوتوں کی طرح بیٹھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

تریوی فوارے میں پڑے تین سکوں کی طرح سات رک سیک جو شاہ گوری سے میل کی خواہش کے فوارے میں پڑے تھے ——— جو سات مختلف لوگوں کے تھے۔

ان میں سے کون سے رک سیک کی خواہش پوری ہو گی ———
سات سکے ایک فوارے کے پانیوں میں ———

UrduPhoto.com

اے فوارے میرے سکے کا خیال رکھنا ۔۔۔

میرے رک سیک کا خیال رکھنا ۔۔۔

میں روانگی کے اس منظر کو اپنے نئے وڈیو کیمرے میٹشل کے چینا سانگ پام کارڈر کے حساس لینز میں سے دیکھ رہا تھا ۔۔۔ یہ سپر وی ایچ ایس کیمرہ میں افورڈ تو نہیں کر سکتا تھا لیکن میں نے ایک اچھے مسلمان کی طرح فوراً ادھار کا بندوبست کر لیا کیونکہ کوئی بھی شخص زندگی میں کتنی بار کنکورڈیا جاتا ہے ۔۔۔ اور اگر وہ کنکورڈیا جاتا ہے اور ساکت اور متحرک تصویریں نہیں لیتا تو ۔۔۔ اس شخص کو آپ کیا کہیں گے؟ ۔۔۔۔ یہ الگ بات کہ میرے پاس صرف دو بیٹریاں تھیں اور سکردو پہنچ کر ایک تجربہ کار کیمرہ مین نے میرے کان میں سرگوشی کی کہ تارڑ صاحب یہ دو بیٹریاں انشاء اللہ اسکولے پہنچتے ہی بالکل ٹھنڈی ہو جائیں گی اور آپ خواہ مخواہ پورے سفر میں کیمرے کا بوجھ اٹھائے پھریں گے ۔۔۔ اسے یہیں چھوڑ جائیں ۔۔۔

UrduPhoto.com

بیٹریاں ڈاؤن ہو جائیں تو بجلی سے چارج ہوتی ہے لیکن ادھر اسکولے میں تو موم بتیاں بڑی مشکل سے ملتی ہیں ۔۔۔ بہرحال میں نے سوچا کہ روانگی کا منظر تو فلم بند کر لیا جائے اور وہ میں کر رہا تھا۔

جب بھی میں اپنے آپ کو منظر میں شامل کرنا چاہتا تو کیمرہ ڈاکٹر عمر کو تھما دیتا ۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ کمال کے فوٹوگرافر ہیں ۔۔۔ بس یہ ہے کہ وہ انسان کی مکمل آزادی کے علاوہ کیمرے کی مکمل آزادی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کی اتاری ہوئی وڈیو میں آپ چہروں سے یک لخت آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ پھر زمین پر گر پڑتے ہیں اور پھر پوری کائنات گھومنے لگتی ہے ۔۔۔ رقص میں ہے سارا جہاں ۔۔۔ یقیناً ڈاکٹر صاحب بہت گھومے ہوئے ہیں ۔۔۔

سامان جب لوڈ ہو چکا تو اسے رسوں سے باندھ دیا گیا۔ ۔۔۔ جیپوں کے انجن پوری طرح متحرک ہو کر گرم ہو چکے تھے اور اب ان میں ایک بے تاب غراہٹ تھی ۔۔۔۔ ڈرائیور ایکسلریٹر کو دبا کر اپنی بے چینی کا اظہار کر رہے تھے۔

ٹیم کے چار ممبر کرکٹ کے سفید فلالین سوٹس میں تھے ۔۔۔

ان کے علاوہ پیلے - سرخ اور نیلے رنگ کی تین پھچے دار ٹوپیاں تھیں جن کے نیچے شاہد - فراز اور عامر کے چہرے تھے ——

"اللہ آپ کا نگہبان ہو —— " چنگیزی کے چہرے پر میرے لئے مسکراہٹ اور فکر مندی تھی ——

"جی —— " میں چونک گیا —— اس لمحے یکدم میں سمجھ نہ سکا کہ چنگیزی کیا کہہ رہا ہے …… اور کیوں کہہ رہا ہے اور پھر مجھے احساس ہوا کہ اب تو روانگی کا وقت ہے —— میں نے اس کا پیشگی شکریہ ادا کیا اور جیپوں کی طرف دیکھا —— نیلی جیپ فل ہو چکی تھی البتہ سامان والی جیپ کی فرنٹ سیٹ ابھی خالی تھی ——

میں ابھی نشست پر بیٹھ رہا تھا کہ ڈرائیور نے کہا "حسن جو —— "

"کیا مطلب ؟"

"حسن جو —— " اس نے جیپ کو گیئر میں ڈالتے ہوئے کہا "میرا نام ہے صاحب —— چلیں ؟"

"——"

چنگیزی جیپ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا —— "اور ہاں تارڑ صاحب —— ابھی ابھی ادھر سے ایک جیپ آئی ہے - دو جگہوں پر روڈ بلاک ہے —— ہو سکتا ہے آپ کو کچھ فاصلہ پیدل طے کرنا پڑے —— ویسے یہ جیپ اسکولے تک نہیں جا سکے گی —— "

"لیکن کیوں —— " میں گھبرا گیا "ٹھہرو —— " میں نے ڈرائیور سے کہا اور جیپ کے رکتے پر باہر آ گیا "اسکولے تک نہیں جائیں گے تو کہاں تک جائیں گے —— "

"گھبرائیں نہیں —— " چنگیزی اطمینان سے کہنے لگا "اسکولے سے دو کلو میٹر ادھر روڈ بالکل تباہ ہو چکی ہے —— اس لئے جیپ ادھر تک جائے گی —— آپ یا تو ادھر کیمپ کر لیں اور یا پھر ادھر سے سامان اٹھوا کر اسکولے جا کر کیمپ کر لیں —— اگر اسکولے جائیں گے تو پورٹر آدھے دن کی مزدوری مانگیں گے —— بہتر ہے کہ جہاں سڑک ختم ہو وہاں کیمپ کر لیں —— جگہ کا نام ہے تھنگل ——

UrduPhoto.com

اوکے تارڑ صاحب؟"

"تقریباً تقریباً اوکے —— " میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیپ میں سوار ہو گیا —— "اوکے حسن جو؟"

"اوکے صاحب" حسن جو نے جیپ کو نیوٹرل سے اٹھا کر پہلے گیئر میں ڈال دیا ---- تینوں جیپیں باری باری کے ٹو موٹل کے صدر دروازے سے نکل کر نیچے اترنے لگیں —— نیچے اتریں تو سکردو شہر سے منہ موڑ کر خپلو جانے والے راستے پر ہو گئیں —— آبادی ختم ہو گئی —— ایک سیدھی سڑک چٹانوں کے درمیان —— بائیں ہاتھ پر شیر دریا سندھ جو قریب ہوا —— اور قریب ہوا —— اور پھر ہم اسے تھور گو پل سے پار کر کے اس سنگی صحرا میں آ گئے جہاں سے وادی شگر کو راستہ جاتا ہے۔

ریت پر دھوپ تھی ——

ایک شاندار دن کا سورج، نارنجی رنگوں میں ——

[illegible] ——

خدا کرے قسمت ساتھ دے۔

خدا کرے آج ہر طرف شگوفے کھلیں ——

UrduPhoto.com

اور اس سنگی صحرا کو اگر ایک خاص زاویے سے شوٹ کیا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے یہ کھلا مکان ہے —— لیکن اس کی ریت زیادہ دیر تک جیپ کے ٹائروں تلے نہیں رہتی۔ ہماری جیپوں کا درمیانی فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا اور اس میں حسن جو کی مہارت شامل تھی جو اپنی جیپ کو ریس کے گھوڑے کی طرح ایڑھ دیتا چلا جا رہا تھا۔

باہر ایک جلتی گیت کی آواز تھی جو اکثر انجن کی آواز میں دب جاتی —— یہ اس پورٹر کی تھی جو ہم سے پوچھے بغیر جیپ کے پچھلے حصے میں لدے سامان پر سوار ہو گیا تھا کہ وہ تھور گو پل تک تو دم سادھے بیٹھا رہا لیکن اس پار آتے ہی اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب ہم اسے نیچے نہیں اتاریں گے چنانچہ اس خوشی میں اب وہ اپنی گلوکاری کے کمال دکھا رہا تھا ——

جہاں ریت ختم ہوتی تھی وہاں سے راستہ چٹانوں کے اندر جاتا تھا اور چڑھائی شروع ہو جاتی تھی ——— میں مسلسل ان چٹانوں کو دیکھ رہا تھا جیسے انہوں نے مجھ پر سحر طاری کر دیا ہو۔ چند برس پیشتر ایک ڈھلتی دوپہر میں ان چٹانوں میں چھ شاندار بھورے اڑیال تھے اور اترتی دھوپ میں یوں ساکت کھڑے تھے جیسے وہ کسی قدیم دیومالائی یادگار کے لئے تراشے گئے ہوں ——— انہی پتھروں سے جو ان کے آس پاس تھے ——— جانور اپنے قدرتی ماحول میں کتنا شاندار اور اور بجلی لگتا ہے اس کا احساس مجھے پہلی مرتبہ ہوا ——— اور پھر ہم میں سے کسی کے کھانسنے کی آواز ان تک پہنچی انہوں نے فوراً ہماری جانب گردنیں گھمائیں اور پھر کچھ دیر کے لئے اس حیرت سے ہمیں دیکھا جس حیرت سے ہم انہیں دیکھتے تھے اور پھر انہوں نے چند قلانچیں بھریں اور ---- چٹانیں اور بھوری گھاس خالی ہو گئی ———

چٹانیں اور بھوری گھاس اب بھی خالی تھی اور میں انہیں تکتا چلا جا رہا تھا ——— حسن جو نے میری طرف دیکھا "کیا دیکھتا ہے صاحب؟؟"

[illegible]

"ان کو ہم شاپو بولتے ہیں ——— ادھر اب بھی ہے ——— پچھلے ہی شام کے قریب یہ دریائے شگر سے پانی پینے آتا ہے ———"

ہم پہاڑوں کے اندر چلے گئے۔ پھر راستہ ہموار ہو گیا اور ایک موڑ کے بعد شگر کی وادی سامنے آ گئی۔ دریا کا بے حد وسیع ریتلا پاٹ اور اس سے پرے بلند پہاڑ ——— اور ان کے نیچے شگر کا سبزہ، کھیت اور ہموار آبادیاں ———

"ہم شگر میں تھوڑی دیر کے لئے رکیں گے ———"

"ادھر کون ہے صاحب؟؟"

"ادھر ہمارا دوست ہے فدا حسین ———"

"وہ تو ادھر اسسٹنٹ کمشنر ہے صاحب ———"

"بالکل ہے ———"

شگر کے چھوٹے سے بازار میں ہماری تین جیپوں کی آمد سے ہلچل مچ گئی ——— حسن جو مسلسل ہارن بجا رہا تھا ——— مرغیاں پھڑپھڑاتی ہوئی ادھر ادھر پرواز

کرنے لگیں۔ ان کے سفید پر فضا میں جھول رہے تھے —— کچھ بابے جو اطمینان سے دھوپ میں بیٹھے تھے وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے —— چند بچے جیپوں کے ساتھ ریس لگانے لگے —— خانقاہ کے صحن میں کھڑے عظیم الشان چناروں کی ایک جھلک دکھائی دی۔

شگر کی خاص چیز زہر موہرا پتھر ہے جو ایک انتہائی بلند علاقے میں ملتا ہے —— بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ وہ جگہ کہاں ہے اور کس پہاڑ کے نیچے زہر موہرے کی پوری چٹان ہے۔ اور جو جانتے ہیں وہ کسی اور کو بتاتے نہیں —— روایت ہے کہ یہ پتھر زہر کو اپنے اندر جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسی لئے بادشاہوں کے برتن اس پتھر سے بنتے تھے تاکہ اگر بادشاہ سلامت کا لاڈلا بیٹا یا عزیز بھائی ان کی خوراک میں زہر ملا دے تو بادشاہ سلامت پھر بھی سلامت ہی رہیں اور اپنے لاڈلے بیٹے یا عزیز بھائی کا سر وغیرہ قلم کروا دیں۔ زہر موہرا کی بنی ہوئی انگوٹھیاں اور پیالیاں وغیرہ خاصے بھدے تھے اور مہنگے تھے —— اور یوں بھی ہم بادشاہ

UrduPhoto.com

فدا حسین صاحب کو جب ان کی عدالت سے باہر بلوایا گیا تو مجھے دیکھ کر وہ بے حد حیران ہوئے "آپ نے مجھے اپنی آمد کی اطلاع کیوں نہیں کی"

"میں اس مرتبہ اپنے خاندان کے ساتھ نہیں آیا —— ان کے ساتھ آیا ہوں ——" میں نے ٹیم ممبران کی طرف اشارہ کیا جو گمشدہ بھیڑوں کی طرح شگر کے بازاروں میں گھوم رہے تھے۔

"اچھا اچھا ——" انہوں نے مسکرا کر دھیمے لہجے میں کہا "اس مرتبہ ان شریف آدمیوں کو دھوکا دے کر ادھر لے آئے ہیں کہ چلو تمہیں شمال کی ایسی وادیاں دکھائیں جو آج تک کسی نے نہیں دیکھیں —— ایسا ہی ہے ناں تارڑ صاحب؟"

"نہیں فدا صاحب —— اس مرتبہ تو شاید یہ شریف آدمی مجھے دھوکہ دے کر ساتھ لے آئے ہیں —— ہم کنکورڈیا جا رہے ہیں ——"

"کنکورڈیا ——" فدا صاحب کی مسکراہٹ غائب ہو گئی —— "تو پھر آپ

کھانا کھا کر ضرور جائیں۔ کیا پتہ پھر ملاقات ہو نہ ہو —" فدا صاحب مجھے انتہائی رحم آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے "ویسے کیا کرنا ہے آپ نے کنکورڈیا جا کر — ذرا اسکولے تک ہو آئیں اور پھر واپس آ کر شگر میں قیام کریں —"

"دراصل اخباروں وغیرہ میں آ چکا ہے کہ تارڑ صاحب ایک مہم کو کنکورڈیا لے جا رہے ہیں — مجبوری ہے"

"آپ اپنے بچوں اور بیگم کو ہمراہ نہیں لائے؟"

"ان کا کنکورڈیا پہنچنا مشکل تھا —"

"مشکل تو آپ کو پہنچنا بھی ہے لیکن آپ انہیں ساتھ لے آتے اور میرے ہاں چھوڑ جاتے اور اگر واپسی ہوتی تو یہاں سے ---- ضرور واپسی ہو گی انشاء اللہ — دراصل یہ گورے وغیرہ تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن —"

فدا صاحب خاصے فکرمند تھے —

ہم نے ان کی عدالت میں بیٹھ کر ایک پرتکلف چائے پی — شگر کی آسمانی خوبانیاں [illegible] اور [illegible] ہو رہا تھا۔ غلام محمد اپنی باریک آواز میں پتہ نہیں کیا کہہ رہا تھا۔ ہمارے چند پورٹرز بالکل وحشی ہو چکے تھے اور لگتا تھا کہ کسی کو قتل کر دیں گے۔ تینوں جیپوں کو گھیرے میں لے لیا گیا تھا اور مقامی آبادی اور ہمارے ساتھ سکردو سے آئے ہوئے پورٹرز کے درمیان کوئی شدید رنجش والا تنازعہ بھڑک رہا تھا۔ تقریباً تیس چالیس حضرات بیک وقت بول رہے تھے اور کسی خاص شخص سے مخاطب نہیں تھے بلکہ بس بول رہے تھے — ایک تبتی قسم کا بابا خوبانی کے درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگائے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور بولے چلا جا رہا تھا —

کچھ صاحبان جیپ میں لدے ہوئے پورٹرز کو نیچے اتارنے کی کوشش میں مشغول تھے ---- اور ظاہر ہے وہ بدستور جیپ میں لدے رہنے کی کوشش میں مشغول تھے —

ہم نے فوراً فدا حسین صاحب سے مدد کی درخواست کی۔ آفٹر آل وہ اس وادی کے سب سے بڑے افسر تھے —

UrduPhoto.com

"آپ فکر نہ کریں — یہ یہاں کا روز مرہ کا معمول ہے —" وہ لاپروائی سے بولے ....

"لیکن جناب یہ تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے —" ڈاکٹر عمر کو ان کی لاپروائی پسند نہ آئی —

"دیکھیں ڈاکٹر صاحب —" فدا کہنے لگے "غلطی آپ کی ہے۔ آپ اپنے سارے پورٹرز سکردو سے لے کر کیوں آئے ہیں؟ اگر تمام ٹیمیں اپنے پورٹر سکردو سے بھرتی کرلیں تو اس وادی کے پورٹر تو بھوکے مرجائیں۔ ان کا بھی حق ہے۔ اور سکردو سے آنے والے پورٹر جانتے ہیں کہ آدھے پورٹر وادی "شگر سے بھرتی ہوں گے — یہ یہاں کا دستور ہے"

"تو پھر لڑائی کس بات پر ہو رہی ہے —"

"آپ کو کس نے کہا ہے کہ لڑائی ہو رہی ہے — وہ دیکھئے شخص یہاں کا نمبردار ہے وہ فیصلہ کرے گا کہ مقامی پورٹرز میں سے کون کون آپ کے ساتھ جائے [illegible] کے پیچھے جو پھلدار پودے ہیں انہیں دیکھئے —"

ہم نے ان کی عدالت کے پیچھے جو پھلدار پودے تھے وہ دیکھے اور جب واپس آئے تو تمام معاملات طے پاچکے تھے — آٹھ پورٹر سکردو کے اور آٹھ شگر کے چنے جاچکے تھے اور وہ اپنا سامان جیپ میں لوڈ کر رہے تھے۔ بقیہ لوگ بارات کے ساتھ جانے والوں کی طرح اطمینان سے گپ لگا رہے تھے —

شگر سے پرے جو کچھ تھا وہ میرے لئے اجنبی تھا۔

وہاں جو کچھ بھی تھا وہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا تھا —

جو درخت اور راستے تھے۔ جتنی ندیاں تھیں۔ جو گھر تھے اور گھروں میں سے اٹھنے والا دھواں تھا۔ یا شہتوت کی باڑھ نما چلمنوں میں نیم روپوش جو قدیم چہرے تھے — اور پتھر تھے چھوٹے اور بہت بڑے کوروفون جتنے دریائے برالڈو کے اوپر معلق ایک چٹان کی دراڑ میں جو بنفشی رنگ کا ایک پھول لگا تھا — تو ان سب نے مجھے بھی نہیں دیکھا تھا .... تو شگر سے آگے میں نے جو

UrduPhoto.com

کچھ دیکھا پہلی بار دیکھا اور اس لئے اب میرے دیکھنے میں فرق تھا۔ اور اب مجھ میں بھی فرق تھا کہ اب میں بولتا کم تھا اور دیکھتا زیادہ تھا ــــ

شگر پیچھے رہ گیا ــــ

میں نے ایک خشک پہاڑی راستے کے درمیان میں جا کر جیپ روک دی ــــ پھر بہت پیچھے دریا کے عین اوپر ایک موڑ پر مجھے اپنے ساتھیوں کی جیپ نظر آئی۔ اور پورٹروں کی جیپ ابھی شائد شگر کے نواح میں تھی۔

"چلو حسن جو ــــ"

اور حسن جو نے پھر جیپ سٹارٹ کر دی۔

خشک پہاڑوں سے پرے سرسبز کھیتوں کی ایک زنجیر دریا کے ساتھ ساتھ چلی گئی تھیں اور دریا کا پاٹ یہاں بھی بے حد وسیع تھا۔ میں نے ایک مکان دیکھا جو بالکل نیا بنا تھا لیکن اس کے برآمدے میں کسی ماہر بلتی کاریگر کی بنائی ہوئی لکڑی کی جالی تھی [illegible] فصلوں کے اوپر بھوری چڑیاں کوے اور چیل زا نظر آتے تھے اور پھر گندم کے دانوں کے لئے کھلیانوں میں غائب ہو جاتے تھے۔

UrduPhoto.com

یہاں دریا کا علم دریائے باشو تھا اور اس کے عین اوپر بادل ٹھہرے ہوئے تھے۔ دریا کے پار جو پہاڑی سلسلہ تھا اس میں جہاں جہاں درے تھے اور ان میں گلیشئر تھے اور ان کا پانی ندیوں کی صورت نیچے دریا میں آتا تھا تو وہاں ہریاول کے بڑے بڑے قالین خشک لینڈ سکیپ پر بچھے نظر آتے تھے۔ وہاں آبادیاں تھیں۔ دور سے ایک کھیت کے بلند کنارے کے قریب ایک درخت نظر آیا جو مکمل طور پر زرد تھا ــــ کیا یہ پیلے پھول ہیں؟ یا اس کے پتے زرد ہو چکے ہیں ــــ جب جیپ اس کے عین نیچے آئی تو وہ پھول نہیں تھے بلکہ زرد خوبانیاں تھیں جنہوں نے اس کے سبز پتوں کو پوری طرح ڈھک دیا تھا۔ شائد پورے موسم میں اس درخت کی شاخوں سے ایک خوبانی بھی نہیں توڑی گئی تھی اور اس لئے یہ اتنا بھرا ہوا تھا ــــ

"کھائے گا صاحب؟" حسن جو جیپ روک چکا تھا۔

"پہلے کھیت والے سے پوچھ لو ——"

حسن جو ہنسا —— "خوبانی سب کا ہے صاحب ——" اور پھر ڈھلوان کے کنارے پر بھاگتا ہوا چڑھ گیا اور شاخوں کو غور سے دیکھنے لگا کہ کہاں سے بسم اللہ کی جائے۔

بقیہ دونوں جیپیں بھی پہنچ گئیں۔

سکردو سے روانگی کے وقت پوری ٹیم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ راستے میں کہیں بھی درخت سے توڑ کر اچھی طرح دھوئے بغیر کوئی پھل نہیں کھایا جائے گا۔ خاص طور پر خوبانی اور شہتوت تو ادھر پیٹ کے اندر گئے اور ادھر آپ لوٹا لوٹا کرتے آپ ہی لوٹا ہوئے —— یعنی ڈانیا —— لیکن دیامیرے باشو کے اوپر جب بادل جھکے ہوں اور ہوا بھی ان کی نمی آپ کے بدن کو چھوتی ہو اور وہاں ایک زرد درخت ہو جیسے کسی جادو کی وادی کا آغاز ہو تو آپ بے بس ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھا جائے گا ——

UrduPhoto.com

[illegible] خیر [illegible] نے بچوں کی طرح جھولیاں بھر بھر کے خوبانیاں نیچے لانے لگے۔ ہمارا خیال تھا کہ درخت پر ایک بھی خوبانی نہیں بچے گی لیکن جب ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور کچھ دوری پر جا کر ہم نے مڑ کر دیکھا تو درخت ویسے کا ویسا تھا —— ایک زرد ڈھیر —— لگتا تھا کہ اس کی شاخوں سے ایک خوبانی بھی نہیں توڑی گئی —— بھرا ہوا ویسے کا ویسا ——

خوبانیوں کے بعد سیب آگئے —— بلکہ حشوپی کے سیبوں کے باغ —— میں نے ان کا بہت تذکرہ سنا تھا اور شنید تھی کہ حشوپی کے سیب گاڑھے رس والے ہوتے ہیں اور ان کی مہک سے کھانے والے کا بدن مہکتا ہے —— یقیناً کھانے والی کا بدن بھی مہکتا ہو گا —— لیکن یہ باغ کچھ زیادہ باغ نہیں تھے یعنی سیبوں کے باغ سے جو تصویر ذہن میں ابھرتی ہے یہ اس سے چھدرے اور مختلف تھے اور خالی خالی تھے —— کے ٹو موٹل میں جو سیبوں کا درخت تھا اس کی شاخیں پھل سے دوہری ہو رہی تھیں لیکن یہاں ابھی شاخیں منتظر تھیں ——

حشوپی سے پرے ایک پتھروں کے ملبے کا ایک بہت بڑا ڈھیر اوپر سے یعنی

وہاں سے جہاں برف پگھلتی ہے وہاں سے نیچے آ کر پھیل گیا تھا اور اس کے درمیان میں دو پرشور نالے بہتے ہوئے دریا کی جانب جا رہے تھے۔ یہاں ہم اور دریا اور سبز درختوں والی وادیاں ایک ہی سطح پر تھیں۔ ہماری جیپیں پتھروں پر اچھلتی پانی میں تقریباً تیرتی دونوں نالے عبور کر گئیں۔

اور جب ہم نالے عبور کر کے خشک راستے پر آتے ہیں تو سامنے سے وہ آ رہا تھا —— جی ہاں وہی —— حشوپی کے سیبوں کے باغوں سے آگے داسو جانے والی سڑک پر دریا کے چوڑے پاٹ کے ساتھ ایک ٹھگنی اور تھرتھراتی جلد والے پر تمکنت گھوڑے پر سوار وہ ہماری جیپوں کی طرف آ رہا تھا۔ اور میں نے ڈرائیور کو رکنے کے لئے کہا۔

"آپ کون ہیں؟"

"میں محمد علی ڈاکیہ ہوں صاحب ——" گھڑ سوار نے اپنے جانور کو تھپکتے ہوئے کہا تھا —— "ادھر دریا کے کنارے گلیشئر کے دہانے پر آباد بستی ہے وہاں ڈاک [illegible] کے ساتھ باندھ کر پیدل جاؤں گا۔"

"میرے نام کا کوئی خط ہے ——؟"

"آپ کا نام کیا ہے صاحب؟"

میں نے نام بتایا تو اس نے ڈاک کے تھیلے کا ایک ایک خط آگے پیچھے کر کے دیکھا اور پھر سر ہلا کر بولا "نہیں صاحب آپ کے نام کا کوئی خط نہیں ——"

"ہاں' وہاں میرے نام کا کوئی خط ہو بھی کیسے سکتا تھا —— یہ صرف اس کی سادگی تھی جو لفافوں اور کارڈوں پر میرا نام تلاش کرتی تھی ——

لیکن —— اگر وہ ایک خط اٹھا کر کہتا کہ صاحب آپ کے نام کا ایک خط ہے —— تو کیا ہوتا؟

ہاں تو کیا ہوتا ——

مجھے آج بھی شک ہے کہ وہ کوئی عام ڈاکیہ نہیں تھا —— کچھ اور تھا

UrduPhoto.com

اس کے بھورے اور سفید چتاخوں والے گھوڑے کی ٹانگیں گھٹنوں تک سفید تھیں اور وہ اس طرح اترا کر نزاکت سے چلتا تھا جیسے شیشے پر چل رہا ہو —

"میں چلتا ہوں صاحب — ابھی بہت دور جانا ہے۔" گھوڑا چلنے سے پیشتر ہنہنایا — اور وہ ہاتھ ہلا کر اپنے راستے پر چلا گیا۔

کیا وہ واقعی ڈاکیہ تھا؟

UrduPhoto.com

"ہوا میں ریت کے ذرے ویرانی اور بونگ لاء"

ہم جو پہلے اطمینان سے سفر کرتے چلے آئے تھے اب بے آرام ہونے لگے کیونکہ راستہ پچھلے ماہ کے سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ پتھر اور مٹی کا گارا جو اوپر سے آیا تھا لوہے کی طرح سختی سے جم چکا تھا اور اس کے کھڈوں اور اونچ نیچ میں جیپ چلتی تھی تو ہمارے جسموں میں کھڈے پڑتے تھے اور وہ اونچے نیچے ہوتے تھے —— یہ علاقہ "یو تو" کا تھا —— یہاں کھیت برباد ہو چکے تھے۔ راستے ملیا میٹ ہو چکے تھے اور درخت سوکھ چکے تھے —— کہیں کہیں مکان تھے جن میں [illegible] ور چشمے پتھر اور مٹی کی تہہ کے نیچے آ چکے تھے۔۔۔ ہر سو ویرانی تھی ——

"یہ پتھر نکالنے والوں کا گاؤں ہے صاحب ——" حسن نے ویرانے کی طرف اشارہ کیا ——

"گاؤں؟"

"ہاں صاحب —— اب تو پانی کے نیچے آ کر بہہ گیا اور اوپر کیچڑ جم گیا —— ادھر ظلم ہوا تھا اس لئے ایسا ہوا صاحب ——"

"کیسا ظلم؟"

"بس ادھر گاؤں کا ایک آدمی تھا —— اوپر پہاڑ میں سے قیمتی پتھر نکالتا تھا —— ادھر ایسے لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ کدھر پتھر ہے اور وہ کسی کو نہیں بتاتے —— رات کو جاتے ہیں اور کئی رات سفر کے بعد ادھر پہنچتے ہیں جہاں پتھر ہے تو وہ نکال کے لاتے ہیں اور ادھر پہنچتے ہیں ——" حسن جو کہیں اور نکل گیا۔

"تو گاؤں کے آدمی کو کیا ہوا؟"

UrduPhoto.com

"ہاں تو گاؤں کا آدمی تھا تو اسے ایک بہت بڑا پتھر ملا ـــــ پھر گلگت سے خریدار آیا اور اس نے دو لاکھ قیمت لگایا ـــــ اس نے بولا پچاس ہزار ابھی دیتا ہوں باقی رقم ادھر پتھر کے ساتھ گلگت آ جاؤ ادھر دیں گے ـــــ وہ آدمی اس کے ساتھ چلا گیا۔ اور وہاں انہوں نے اسے قتل کر دیا ـــــ اور جس روز اس کا لاش ادھر آیا ہے بس اس روز ادھر سیلاب آ گیا اور سارا گاؤں بہ گیا اور ادھر سے پانی آتا تھا ندی میں تو وہ بھی بند ہو گیا اور خوبانی کا سارا درخت سوکھ گیا ـــــ اور کھیت بھی سوکھ گیا ـــــ اب ادھر کے لوگ آگے چلے گئے ہیں ـــــ"

آگے گئے تو ایک خشک پہاڑ کی ڈھلوان پر چند نہایت خوبصورت اور نئے مکان دکھائی دیئے ـــــ جیسے کسی بھی شہر کے جدید علاقے میں ہوتے ہیں ـــــ

"یہ لوگ ادھر یونو سے آئے ہیں ـــــ اس گاؤں کا نام حیدر آباد ہے ـــــ پہلے اسے بونگ لاہ بولتے تھے ـــــ یہ سب پتھر نکالنے والوں کے مکان ہیں صاحب ـــــ بہت پیسہ ہے ان کے پاس ـــــ اور پتھر صرف ان کی زمینوں میں نکلتا ہے [illegible]

ہیں یہاں دوپہر کے کھانے کے لئے رکنا تھا ـــــ کچھ آرام کرنا تھا ـــــ

سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے پتھروں کے دو کمرے تھے۔ ان کے ساتھ "خوش آمدید پولیس سٹیشن تسر" کا بورڈ آویزاں تھا ـــــ اور اس کے آگے آمنے سامنے دو ہوٹل تھے ـــــ بالتورو ہوٹل اور مشابرم ہوٹل ـــــ یہاں کا ماحول ـــــ تیز اور سنسناتی ہوا۔ ہوا میں ریت کے ذرے اور ویرانی ـــــ یہ سب کچھ امریکن وائلڈ ویسٹ کے کسی صحرائی بگھی سٹاپ کی طرح تھا ـــــ ایک طویل راستہ جس پر کبھی کبھار چار گھوڑوں والی ایک بگھی دھول اڑاتی نظر آتی ہے ـــــ ویرانے میں ایک ہوٹل کی عمارت جس کا مالک سارا ہفتہ اس بگھی کا انتظار کرتا ہے اور اسے دیکھتے ہی اپنا کاؤنٹر پونچھنے لگتا ہے۔ تھکے ہوئے مسافر اترتے ہیں اور ویرانے میں بہار آ جاتی ہے ـــــ بونگ لاہ کا یہ جیپ سٹاپ بھی ایسا ہی تھا ـــــ دونوں ہوٹل ایک جیسے تھے اور ان کے مینو بھی ایک جیسے تھے یعنی دال اور گوبھی ـــــ ان میں سے ایک کے کارکنوں نے ہمیں ذرا ناراض نظروں سے دیکھا کیونکہ وہ

"ڈائننگ روم" میں چارپائیاں ڈالے استراحت فرما رہے تھے چنانچہ ہم نے انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب نہ جانا اور دوسرے ہوٹل میں چلے گئے ——

باہر گرد آلود ہوا تھی اور اندر دھواں تھا اور خوراک کی مہک تھی —— سیاہ اور قدرے غلیظ دیگچوں کے ڈھکن اٹھا کر ہمیں خوراک کی زیارت کروائی گئی —— کچھ ملغوبہ سا تھا —— ہم نے کھانے کا آرڈر دیا اور چونکہ روٹی بھی آرڈر کے بعد لگتی تھی اس لئے ہم بیکار بیٹھنے کی بجائے چائے پینے لگے —— ایک نہایت ہوشیار سا بلتی ہوٹل کے اندر آیا اور اس نے ہمارے سامنے پتھروں کے ٹکڑے رکھنے شروع کر دیئے —— "صاحب یہ پتھر بہت قیمتی ہے —— اسے لے جاؤ اور امیر ہو جاؤ ——"

چونکہ مجھے امیر ہو جانے میں بے حد دلچسپی تھی اس لئے میں نے اس پتھر کی قیمت پوچھی

"صرف تین ہزار ——" اس نے لاپروائی سے کہا

[illegible]

"تو پھر دو ہزار دے دو ——" اس نے اسی لاپروائی سے کہا "وہاں ادھر سکردو میں جا کر بیچ دو تو دس ہزار میں بکے گا ——"

"تم سکردو جا کر اسے دس ہزار میں کیوں نہیں بیچ دیتے ——"

"ٹائم نہیں ہے ——" اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا ——

"سکردو تو ادھر سے صرف چار پانچ گھنٹے میں پہنچ جاؤ گے —— اتنا بھی ٹائم نہیں ہے ——"

"نہیں ہے ——"

مجھ سے مایوس ہو کر اس نے بقیہ ٹیم کو اپنے قیمتی پتھر دکھائے —— اور ان کے نام بتائے —— یہ اس قسم کے پتھر تھے جو ہنزہ اور نگر میں چھوٹے بچے لئے پھرتے ہیں اور دس بیس روپے میں فروخت کر جاتے ہیں ---- اس جیپ سٹاپ پر غیر ملکی ٹیمیں بھی رکتی ہوں گی اور کوئی نہ کوئی گورا لوگ ان "ڈائمنڈز" کے لئے سو دو سو ڈالر خرچ کر دیتا ہو گا۔ جس "ماڈرن" "ڈائننگ روم میں ہم چائے پی

UrduPhoto.com

رہے تھے اس کے سامنے ایک کوٹھڑی تھی اور جو بھی اس کا دروازہ کھول کر اندر جاتا تھا پھر واپس نہیں آتا تھا —— چنانچہ میں نے ذرا اندر جھانکا —— اور اندر ایک نیم تاریک اور چپ ماحول میں کچھ فرش پر بھیڑوں کے بو والے نمدے بچھے ہوئے تھے۔ ایک کونے میں چند غلیظ تکئے تھے اور ہماری ٹیم کے بیشتر ممبران پاؤں پسارے ریلیکس کر رہے تھے ——

"کھانا ادھر لگانا —— ٹھیک ہے؟" میں نے اپنے کندھے پر سے جھانکتے ہوئے ویٹر سے کہا ——

"ادھر تو ادھر کا لوگ بیٹھتا ہے صاحب —— آپ کے لئے تو یہ کرسی ہے اور میز ہے ادھر بیٹھو ——"

"نہیں ہم ادھر فرش پر بیٹھے گا —— یہ اچھا ہے"

"اچھا تو نہیں ہے ——" اس نے مایوسی سے سر ہلایا "چلو ادھر کھاؤ ——"

روٹیاں گرم تھیں اور سالن ایسا تھا کہ جو کوئی بھی کھا رہے تھے [illegible] والے سمجھ ر[illegible] ہیں۔

کھانے کے بعد چائے اور پھر ذرا کمر سیدھی کرنے کے لئے نمدوں پر لیٹنا بلکہ لم لیٹنا آسودگی ہی آسودگی —— ٹیم بے حد ست ہو چکی تھی اور لیڈر صاحب باقاعدہ جمائیاں لے رہے تھے۔ باہر ہوا کی شوکتی [illegible] تھی اور اندر گھپ اندھیرے میں دھوئیں کی بو تھی اور ایک ٹھہراؤ تھا۔

ایک کونے میں مرزا صاحب ایک اپنے قد جتنے ہوشیار سے شخص کے سامنے مودب بیٹھے اس کی باتیں سن رہے تھے اور ایک وفادار مرید کی طرح بار بار سر ہلا رہے تھے۔

"تارڑ صاحب —— ذرا ادھر آیئے" مرزا صاحب نے مجھے طلب کیا۔

میں اٹھا تو نہیں البتہ اسی نیم دراز حالت میں کھسکتا ہوا ان کے قریب ہو گیا۔

"یہ میرے استاد ہیں ——" مرزا صاحب نے تعارف کروایا۔

"ہاں لگتے ہیں ——" میں نے کہا ——

"میرے انسٹرکٹر ہیں جی — مقصود صاحب — ماؤنٹین گائڈ ہیں — یہ بھی کنکورڈیا جا رہے ہیں ایک ٹیم کو واپس لانے کے لئے —"

میں بے حد متاثر ہوا — "یہ کنکورڈیا تک کتنے دن لگ جاتے ہیں آپ کے تجربے کے مطابق —"

"میرے تجربے کے مطابق —" انہوں نے سینہ پھلا کر کہا "میں تو یوں گیا اور یوں آیا۔"

"سر جی پہاڑوں پر تو مار کو پولو شیپ کی طرح چڑھ جاتے ہیں۔ زبردست" مرزا صاحب نے پھر سر ہلایا۔

"اور راستہ کیسا ہے؟" میں نے پوچھا۔

"مال روڈ ہے مال روڈ —" انہوں نے نہایت حقارت سے کہا —

دوسرے کونے میں اونگھتے ہوئے میاں صاحب ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے

"لاہور آگیا ہے؟"

"[illegible] لاہور نہیں [illegible] میاں صاحب کیا ہو گیا ہے [illegible] دیکھ رہے ہیں؟"

میاں صاحب نے آنکھیں ملیں اور پھر عینک پہن کر میری طرف دیکھا "شائد خواب ہی تھا — [illegible] آگئی ہے —"

"لیکن ازابیل شاہ نے تو لکھا ہے کہ راستہ خطرناک ہے اور کسی مقام پر تو ڈسٹھ ڈراپس ہیں یعنی اگر پاؤں ذرا سا آگے پیچھے ہوا تو نیچے — قصہ ختم"

"جھوٹ لکھا ہے — میں آتا جاتا رہتا ہوں۔ مال روڈ ہے —"

آئندہ دنوں میں جب کبھی ہم کسی پر خطر اور فنا کر دینے والی بلندی پر یہ سوچ رہے ہوتے تھے کہ آگے قدم بڑھائیں یا واپس چلے جائیں تو ہمیشہ ایک نعرہ لگتا "مال روڈ ہے" اور پھر ان صاحب کے بارے میں ٹیم اپنے پاکیزہ خیالات کا اظہار کرتی — گفتگو کا رخ کوہ پیمائی کی جانب مڑ گیا۔ مقصود صاحب دراصل اپنے علاوہ کسی کو کوہ پیما نہیں مانتے تھے۔ میسنر کے بارے میں انہوں نے فیصلہ دے دیا کہ فضول سا شخص ہے کہتا ہے کہ کے ٹو۔ ایورسٹ اور نانگا پربت پر گیا ہے لیکن کیا

ثبوت ہے ——— اور یوں بھی اکثر اکیلا جاتا ہے تو اس لئے جاتا ہے کہ واپس آ کر گپ لگا دے ..... البتہ میں ———

مرزا صاحب سر جھکائے جیسے درایں چہ شک است کا ورد کر رہے تھے۔ وہ اپنے انسٹرکٹر کے بارے میں بے حد حساس تھے اور سفر کے دوران اگر ہم سے ان کی شان میں کوئی گستاخی ہو جاتی تو وہ بھڑک اٹھتے ——— ویسے متصوو صاحب مناسب شخص تھے لیکن بونگ لاء کے اس نیم تاریک غنودگی شدہ ماحول میں تھوڑے سے بہک گئے تھے ———

"مائی لیڈر ———" میں نے دیکھا کہ شاہد صاحب سینے پر ہاتھ باندھے کسی الف لیلوی جن کی طرح کھڑے تھے ——— "میں نے ادائیگی کر دی ہے ——— اگر تو رات ادھر بسر کرنی ہے تو یہ خاکسار چپ رہے گا اور اگر اسکولے کے آس پاس پہنچنا ہے تو چپ نہیں رہے گا ———" شاہد صاحب کو ہم نے ڈپٹی لیڈر کے پر حکمت عہدے پر متمکن کر دیا تھا اور وہ اس ذمہ داری کو بڑی سنجیدگی سے لیتے تھے ——— نیم [illegible] کے [illegible] نے ایک مخصوص رقم ان کی خدمت میں پیش کر دی تھی جو وہ نہایت کنجوسی سے خرچ کر رہے تھے ——— ان موقعوں پر ان کا تکیہ کلام "چھڈو جی" ہو جاتا تھا۔ مثلاً آپ کھانا کھاتے ہوئے کہتے ہیں "ویٹر ایک چپاتی تو لے آؤ ———

شاہد صاحب جہاں ہوں گے چونکے ہوئے کہیں گے "چھڈو جی ———"

"نہیں شاہد صاحب میں ہمیشہ کھانے کے ساتھ ———"

"اوئے چھڈو جی ———"

"شاہد صاحب ———"

"چھڈو جی ———"

اور اگر آپ سالن کی ایک اور پلیٹ منگانے کے لئے کہیں گے تو پھر وہی جواب آئے گا

"چھڈو جی ———"

"لیکن میں یہ بقیہ آدھی روٹی کس کے ساتھ کھاؤں؟"

UrduPhoto.com

"سوکھی کھا لیں زیادہ مزہ آئے گا ——"

ہم اس نیم تاریک پناہ گاہ سے باہر آئے تو آنکھیں چندھیا گئیں —— ہم سب نے اس سڑک کو دیکھا جس پر ہماری جیپوں کے ٹائر چلنے تھے اور وہ سڑک پہاڑوں کی بلندیوں میں گم ہو رہی تھی اور اسے دیکھ کر ہم کچھ خوفزدہ ہوئے کہ یہ ہم کہاں جا رہے ہیں —— کیوں جا رہے ہیں۔ آگے خدشات ہیں —— نامعلوم کا خوف ہے —— ڈر ہیں —— لیکن یہ کیفیت بہت عارضی تھی' ہوا کی تندی نے اور دھوپ نے اور جیپوں کے انجنوں کی گڑگڑاہٹ نے ہمیں پھر سے سفر کے لئے تیار کر دیا۔

یونگ لاہ سے ہماری تین جیپیں باہر نکلیں تو وہاں پر خاموشی ہو گئی ہواؤں کا راج ہو گیا —— وہ بستی اجڑ گئی ——

غورو چو کے علاقے میں زمین تقریباً ہموار تھی —— اور یہاں دو دریاؤں کا ملاپ ہو [illegible] کا [illegible] پانی کی تاریخ میں سب سے زیادہ آیا ہے —— ایک ایسا دریا جس کا خوف ہر کسی کے اندر ہے —— وہ اس کا نام سنتا ہے تو اس کا چہرہ زرد ہوتا ہے —— یہ دریا بہت بڑا نہیں لیکن اس کی سرشت میں تندی اتنی ہے جھاگ اتنی ہے اور تیزی اس قدر ہے کہ یہ اپنی طرف مسلسل دیکھنے والے کو اپنی طرف بلا کھینچنے پر قادر ہے —— یہ دریائے برالدو ہے —— اور اب اس کا اور ہمارا ساتھ مسلسل تھا' بالتورو گلیشئر کے دہانے تک جس میں سے یہ ابلتا ہوا برآمد ہوتا ہے ——

ہم دریا کے دوسری جانب چلے گئے اور پھر داسو کے کھیت شروع ہو گئے۔

صرف تین برس پیشتر سڑک یہاں ختم ہو جاتی تھی ——

قراقرم کی بلند ترین چوٹیوں اور دروں اور جھیلوں اور گلیشئرز کو جانے والی تمام ٹیمیں یہاں رات بسر کرتی تھیں اور یہاں سے پیدل سفر کا آغاز کرتی تھیں۔ تقریباً ہر روز یہاں جشن کا سا سماں ہوتا تھا۔ گرمیوں میں سکردو کی جانب سے کوئی نہ کوئی ٹیم یہاں پہنچتی اور خیمہ زن ہو جاتی —— اس کی منزل سنولیک یعنی برفانی جھیل بھی ہو سکتی تھی اور بیافو ہسپر کا گلیشئر بھی —— کنکورڈیا کے آس پاس کی

جتنی چوٹیاں ہیں ان کے راستے داسو سے ہی شروع ہوتے تھے۔ داسو کے رہنے والے وہ خاص لوگ تھے جن کے قصبے سے مہمات کا آغاز ہوتا تھا ـــــ اور پھر یہیں جب واپس آتیں تو داسو میں ہی آرام کرتیں اور سکردو سے آنے والی جیپوں کا انتظار کرتیں ـــــ اکثر اوقات خیموں کا رنگ برنگا شہر داسو کے چند گھروں سے بھی بڑا ہو جاتا ہے ـــــ

لیکن یہ تین برس پہلے کی بات ہے جب سڑک یہاں ختم ہو جاتی تھی۔

اب سڑک اسکولے تک چلی گئی ہے ـــــ اس لئے یہاں کوئی نہیں رکتا۔ داسو میں سے گذر جانے والی جیپوں کی دھول تو درختوں اور کھیتوں پر ٹھہر جاتی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ٹھہرتا ـــــ ہم بھی نہیں ٹھہرے داسو کا مشہور پل عبور کیا اور رکے بغیر آگے چلے گئے۔

داسو سے آگے سڑک بلند ہونے لگتی ہے اور دریائے برالڈو کا شور مدھم پڑ جاتا ہے۔ یہیں سے مشہور برالڈو گورج یعنی دو نما تنگ چٹانوں کے بیچ میں سے گذر [illegible] سڑک نہیں تھی اور یہیں سے پیدل سفر کا آغاز ہو جاتا تھا تو اسکولے تک پہنچنے میں دو یا تین دن لگتے تھے اور یہ دو تین دن ہر کوہ پیما کی زندگی میں بدترین ہوتے تھے ـــــ کے ٹو تک جانے کی خواہش نئی نہیں تھی بہت پرانی تھی لیکن میں نے جب بھی کسی تجربہ کار ٹریکر سے اس خواہش کا اظہار کیا تو اس نے اک نظر مجھے دیکھا' میرے غیر متناسب بدن کو دیکھا اور پھر یہی کہا ـــــ کہ آپ برالڈو گورج عبور نہیں کر سکتے ـــــ وہاں بھربھری چٹانوں میں کوئی خاص راستہ نہیں ہے۔ آپ اگلے ٹریکر کے قدموں کے نشانوں پر پاؤں رکھتے چلے جاتے ہیں صرف آپ نیچے نہ دیکھئے کیونکہ یہاں اکثر مقامات پر دہشت ناک ڈراپس ہیں ـــــ راستہ ایسا ہے کہ اگر آپ پھسلتے ہیں تو پورٹر اس لمحے جب آپ ابھی برالڈو میں گرنے کے لئے لوھکتے جا رہے ہیں' دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ کرنل مبشر نے کے ٹو سے واپسی پر اسی برالڈو گورج میں ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والے کوہ پیما کو ایک بلند پتھر پر اس طرح بیٹھے دیکھا تھا کہ اس کا سارا بدن کانپ رہا تھا اور وہ برالڈو سے نظریں نہیں ہٹا رہا تھا اور

UrduPhoto.com

براللڈو شائد نیچے ایک کلو میٹر نیچے تھا —— صرف اس لئے کہ وہ ہمت ہار گیا تھا اسے شک تھا کہ اگر وہ کھڑا ہو گیا تو اس کی ٹانگیں اس کا ساتھ نہیں دیں گی اور وہ سیدھا نیچے جائے گا —— اس مقام پر مبشر کی واٹر بوتل خالی ہو گئی تھی اور اس کے پاس پانی نہ تھا اور پانی صرف نیچے براللڈو کے پاس تھا —— اس کے بدن میں پانی کی اتنی کمی ہو گئی تھی اور اس کی زبان اس طرح سوکھ گئی تھی کہ اسے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ وہ واسو تک نہیں پہنچ سکے گا —— جب تک کہ پانی حلق سے نہ اترے —— اور پانی نیچے براللڈو کے پاس تھا —— اس موقع پر اس کا گائڈ نورحیات کام آیا اور وہ جان جوکھوں میں ڈال کے کسی نہ کسی طرح نیچے گرتی چٹانوں پر پھسلتا دریا تک گیا اور پھر پانی کے ساتھ واپس آیا —— اس دوران مبشر پر ڈی ہائڈریشن کا خاصا اثر ہو چکا تھا اور اس کا سر چکرا رہا تھا اور وہ بمشکل اپنے آپ کو اس بلندی پر قائم رکھے ہوئے تھا —— میں نے جب گیلی برج سے اپنی کے ٹو خواہش کا اظہار کیا اس نے بھی اپنی مونچھوں کو سہلایا اور سر ہلاتے اور قدرے [illegible] —— مشکل ہے —— بہت مشکل ہے —— اور گیلی برج تو —— بہت ہی مشکل ہے۔

اور گیلی برج کیا ہے؟

واسو سے اسکولے کے پرخطر راستے میں ایک ایسا مقام آتا ہے جب براللڈو ایک تنگ درے میں پھنس جاتا ہے اور اس کے گرد چٹانیں بلند ہو جاتی ہیں۔ یہاں بہت نیچے چٹانوں کے اندر دریا کے سیاہ پانی ہیں کیونکہ وہاں تک روشنی مشکل سے پہنچتی ہے اور اوپر دونوں کناروں کی چٹانیں اتنی نزدیک ہیں کہ دریا کو عبور کرنے کے لئے صرف ایک عدد شہتیر کافی ہے۔ چنانچہ وہاں ایک شہتیر رکھا ہے اور آپ اس چند انچ چوڑے شہتیر پر اطمینان سے چلتے ہوئے دوسری جانب چلے جایئے —— صرف نیچے نہ دیکھئے کیونکہ نیچے تاریکی میں براللڈو شور مچا رہا ہے کہ آ جاؤ —— ان دنوں ہر سیزن میں اس مقام پر کوئی نہ کوئی پورٹر پھسل کر نیچے چلا جاتا تھا ——

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مقام پر کوئی مناسب قسم کا محفوظ پل

UrduPhoto.com

کیوں نہ بنا دیا گیا؟ صرف اس لئے کہ مہم جو حضرات کا کہنا تھا کہ اگر یہاں سے شہتیر یا گیلی ہٹا کر پل بنا دیا گیا تو کے ٹو ٹریک کا سارا "چارم" ختم ہو جائے گا —— اصل ایڈونچر اس قسم کے خطرناک پل کو پار کرنا ہے —— میں جب بھی کے ٹو جانے کے بارے میں سوچتا اسی رات خواب میں دیکھتا کہ میں اس شہتیر کے درمیان تک تو پہنچ گیا ہوں لیکن آگے نہیں جا سکتا اور میری ٹانگیں لرز رہی ہیں اور سر چکرا رہا ہے اور نیچے دریا قہقہے لگا رہا ہے۔ جی ہاں بالکل —— خواب میں مجھے برالدو کے قہقہوں کی آواز سنائی دیتی تھی کہ بچہ ذرا آ کر تو دیکھو۔

میں اتنا عرصہ اگر کے ٹو سے دور رہا تو اس کی ایک وجہ برالدو گورج کی خطرناکی بھی ہے۔

اور پھر وا[illegible] لے کر اسکولے تک روڈ بن گئی۔

بیچارہ برالدو گورج کوہ پیماؤں اور کوہ نوردوں کو ذرا ڈراتا رہا لیکن ان کی جیپیں آرام سے اسے ایک طرف چھوڑ کر اسکولے تک پہنچنے لگیں —— اکرام بیگ —— [illegible] —— صاحب مبارک ہو مشکل پارٹ ختم ہو گیا ہے آپ اسکولے تک اب جیپ پر جائیں گے —— برالدو گورج ختم —— میں اس وقت بے حد خوش ہوا تھا لیکن اب سوچتا ہوں کہ برالدو تو اب بھی مجھ پر قہقہے لگاتا ہو گا کہ ڈرپوک شخص میرا سامنا نہیں کر سکے چپکے سے جیپ پر بیٹھے چلے جا رہے ہو —— ذرا اتر کر میرے کنارے پر چل کر دکھاؤ۔ ذرا گیلی برج سے مجھے عبور کرو۔۔۔

ہماری جیپیں رک گئیں —— یہ وہ حصہ تھا جہاں چند روز پیشتر لینڈ سلائڈ ہوئی تھی اور دس روز تک ٹریفک رکی رہی تھی لیکن اب صورت حال بہتر تھی۔ صرف یہ کہ سڑک کا یہ حصہ بہت نازک ہو چکا تھا۔ اس پر سے جیپ کو دھیرے دھیرے چلانا تھا کہ کہیں کھسک کر نیچے نہ چلی جائے۔ جیپ بھی اور سڑک بھی ——

برالدو گورج پر شام اتر رہی تھی —— اور دریا کا شور حیرت ناک حد تک قہقہوں سے مشابہ تھا ——

اور اس اترتی شام میں ہم نے دیکھا کہ برالدو پر جھکے ہوئے پہاڑی راستے

UrduPhoto.com

پر دو بلتی پورٹرز بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ وہ ایک مخصوص رفتار سے ایک خاص ردھم سے چلے آ رہے تھے۔ حسن جو نے جیپ روک کر ان سے سوال جواب کیا اور انہوں نے بھاگنا موقوف کر کے سگرٹ سلگائے اور سڑک کے کنارے لیٹ گئے جیسے سفر یہیں ختم ہو گیا ہو۔

میں نے حسن جو کی طرف دیکھا۔ اس نے جیپ پھر سے سٹارٹ کر دی

"صاحب یہ دونوں سکردو جا رہے تھے جیپ لینے کے لئے۔ ادھر اسکولے میں ایک ٹیم اتری ہے تو انہوں نے ان کو بھیجا تھا کہ جاؤ سکردو سے جیپ لاؤ ——"

"تو یہ یونہی بھاگتے ہوئے سکردو پہنچ جاتے؟"

"آج تو نہیں —— کل پہنچتے —— کل شام یہ شگر پہنچ جاتے اور ادھر سے سکردو تک جیپ مل جاتا ہے ——"

"تو اب نہیں جائیں گے؟ ——"

"[illegible] گا صاحب [illegible] آپ کو اتارے گا اور اس ٹیم کو لے کر کل تک سکردو واپس آ جائے گا —— ہم خوش ہے صاحب ——"

حسن جو اینڈ کمپنی کو واپسی کی سواری مل گئی تھی اس پر خوش تو ہونا تھا۔ عام حالات میں وہ خالی واپس جاتے —— لیکن ایک سوال میرے ذہن میں بھی آیا "جب ہم کے ٹو سے واپس آئیں گے تو اسکولے میں سکردو کے لئے جیپ نہیں ملے گی؟"

"نہیں ملے گی"

"تو پھر؟"

"تو پھر آپ دو پورٹر کو سکردو بھیجو گے کہ جا کر جیپ لاؤ ——"

"اور اتنا عرصہ ہم اسکولے میں انتظار کریں گے؟"

"انتظار نہیں کرنا تو پھر پیدل داسو تک آ جانا ——"

"برالڈو کے اوپر اوپر اور گیلی برج کے راستے؟"

"ہاں ناں ——"

"ہم اسکولے میں جیپ کا انتظار کریں گے ——"

"اسکولے روڈ کو میں نے پہاڑی پیمانوں سے ایک اچھی روڈ پایا —— ہر پہاڑی سڑک پر خطرہ تو ہوتا ہے چاہے وہ شاہراہ ریشم ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی آپ اگر اس سے گریں گے تو نیچے جائیں گے —— یعنی خطرہ یہاں بھی موجود تھا —— لیکن مجموعی طور پر میں نے اسے کئی کوہستانی راستوں سے بہتر اور محفوظ محسوس کیا۔

شام میں ابھی دن کی سفیدی نمایاں تھی۔

UrduPhoto.com

"سنولیک ۔ گلابی رنگ کے کھیت اور تھنگل میں منگل"

شام میں ابھی دن کی سفیدی نمایاں تھی جب برالدو کا تنگ گورج وسیع ہونے لگا —— کچی سڑک بھی خاصی ہموار ہو رہی تھی جب ہم نے بلند چوٹیوں کے دروں میں برف کی سفیدی دیکھی اور اس سفیدی کے نیچے درختوں کا ایک جھنڈ دیکھا اور اِن کے پہلو میں کیا دیکھا —— ان کے پہلو میں ایک دل کو شکنجے میں ڈال دینے والا منظر تھا۔ ایک ایسا منظر جسے دیکھ کر انسان بے اختیار مسکرانے لگتا ہے کیونکہ وہ [illegible] ی میں پہلی بار اُترتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس منظر کو دیکھتی ہوں گی —— وہاں ڈھلوانوں پر بھی اور ہموار جگہوں پر بھی اور درختوں کے آس پاس بھی اور دریا پر جھکے ہوئے بھی گلابی رنگ کے کھیت تھے۔ یقیناً یہ پھول تھے لیکن پھولوں کے کھیت کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پھول پہاڑی ڈھلوانوں پر یا دیوسائی کے میدانوں پر دیکھنے کو مل سکتے ہیں لیکن باقاعدہ ان کے کھیت ۔۔ در ۔۔ کس طرح ممکن ہیں —— ہمارے سامنے جو منظر وسیع ہو رہا تھا اس میں برف کی سفیدی چٹانوں کی ویرانی اور درختوں کا سبزہ تھا لیکن بہت کم اور بہت زیادہ گلابی رنگ تھا جو اس لینڈ سکیپ کو مکمل طور پر آؤٹ آف بیلنس کر رہا تھا۔

"یہ اسکولے ہے؟" میں نے حسن جوسے پوچھا جو جیپ کو دوسرے گیئر میں لا رہا تھا۔

"نہیں —— تھنگل ہے"

"اسکولے ابھی دور ہے؟"

UrduPhoto.com

"ہاں ابھی دو تین کلو میٹر فاصلہ باقی ہے —— لیکن ہم ادھر ٹھہریں گے تھنگل میں ——"

"کیوں؟ اسکولے کیوں نہیں جائیں گے؟" اور جونہی میری زبان سے کیوں نہیں جائیں گے؟ —— ادا ہوا —— اسی لمحے مجھے یاد آگیا کہ آج صبح سکردو سے روانگی کے وقت چنگیزی نے خاص طور پر بتایا تھا کہ آج رات تھنگل میں قیام ہو گا کیونکہ آگے سڑک خراب ہے ——

"آگے سڑک خراب ہے مگر ——" حسن جو کا جواب بھی آگیا "آپ کل صبح ادھر سے ہی سٹارٹ لو گے ——"

جیپ رک گئی اور میں نے باہر آکر ایک تھکے ہوئے بلّے کی طرح اپنے بدن کو انگڑائیاں لے لے کر دوہرا کیا اور پھر ایک طویل جمائی لی —— یہ ایک بے حد طویل سفر تھا ——

نیچے راستے کے دائیں جانب گہرائی تھی اور نیچے ایک پھیلتی ہوئی گذرگاہ میں بہ [illegible] وں پر کسی فرانسیسی مہم کے سٹکر چسپاں تھے۔ ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا میدان تھا جس میں ادھر ادھر پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ میدان کے آس پاس درخت تھے اور ذرا سی اونچائی پر ایک گھر تھا اور گھر کے ساتھ ایک بہت بڑا گلابی میدان تھا —— یعنی گلابی پھولوں والا کھیت تھا۔ اس کھیت کے کنارے پر تین چار نہایت خوبصورت خیمے نصب تھے جن کے رنگ گلابی پس منظر کی وجہ سے ابھر کر سامنے آتے تھے —— چند غیر ملکی سیاح ان خیموں کے آس پاس تھے

یہ تھنگل کی کیمپنگ سائٹ تھی ——

اس دوران بقیہ دونوں جیپیں بھی پہنچ گئیں۔ دیکھتے دیکھتے وہ میدان آباد ہونے لگا ——

پورٹر سامان اتارنے لگے۔

غلام محمد نے فوری طور پر چائے کے لئے پانی رکھ دیا ——

میاں صاحب نے جیپ سے اتر کر سیدھی کی اور پھر شائد پہلی بار گلابی

UrduPhoto.com

کھیتوں کی طرف دیکھا —— "واہ جی واہ اسکولے کی ——"

"یہ اسکولے نہیں تھنگل ہے ——" مرزا صاحب نے تصحیح کی ——

"—— تو پھر واہ جی واہ تھنگل کی ——" میاں صاحب مسکرانے لگے ——

"مرزا صاحب یہ اسکولے ہو یا تھنگل —— واہ جی واہ ہے —— قربان جائیں جی سوہنے رب کے جس نے یہ —— واہ جی واہ بنایا۔"

عامر بالکل بچوں کی طرح ہنس رہا تھا —— "تارڑ صاحب یہ جگہ ٹھیک ہے آگے کیا کرنا ہے جا کر —— یہیں پر کھاتے پیتے ہیں اور موج کرتے ہیں" —— میں دیکھ رہا تھا کہ عامر پر اس منظر نے گہرا اثر کیا تھا —— میرا خیال ہے کہ ہماری پوری ٹیم میں سے عامر ایک ایسا شخص تھا جس پہ منظر نقش ہو جاتے تھے۔ وہ کسی بھی منظر میں جب داخل ہوتا تھا تو اس کے چہرے پر ایک ایسی خوشی پھوٹتی تھی جو میں بیان نہیں کر سکتا اور پھر وہ اس منظر کا ایک حصہ بن جاتا تھا جیسے وہ جنم میں اس ندی سے 'دریا سے' برفپوش چوٹی یا جھیل سے یا پھر اس گلابی کھیت سے اگا ہوا تھا ... گلابی ... کے کنارے پتھروں کے ایک بوسیدہ گھر کو انہی نظروں سے دیکھا کہ میں تم سے بچھڑ گیا تھا اور اب دوبارہ آگیا ہوں تم میں قیام کرنے کے لئے ——

"ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟" کسی نے پوچھا۔

"وہ نیچے دریا تک گئے ہیں ——" خالد نے بتایا "کہتے تھے میں برالدو میں نہانے جا رہا ہوں ——"

"تو آپ بھی ساتھ چلے جاتے؟" میں نے کہا۔

"میں ابھی اپنا تولیہ تلاش کر رہا تھا کہ وہ چلے گئے —— "خالد نے نہایت افسوس سے کہا۔

اس پر امن ماحول میں یکدم غلام محمد کی ہنسی گونجی —— "صاحب سوپ" ایک ٹرے میں تھنگل کی سرد ہوا میں اٹھتی چکن سوپ کی بھاپ تھی ——

ہر ایک کے منہ سے بے اختیار "واہ" نکلا ——

"ہم تو سمجھے تھے کہ آپ چائے بنا رہے ہیں" میں نے سوپ کا ایک گھونٹ

UrduPhoto.com

بھرا۔ منٹو صاحب نے کسی کردار کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے وسکی کا ایک گھونٹ بھرا تو وہ اس کے پورے بدن میں "انقلاب زندہ باد" لکھتی ہوئی چلی گئی —— یہاں پر تھنگل میں چکن سوپ نے وہی کام دکھایا تھا —— پورے بدن میں "اللہ میاں تیرا شکریہ" لکھتا چلا گیا ——

"چائے سوپ کے بعد ہو گی صاحب —— آپ بتائیں کہ خیمے کہاں لگانے ہیں؟؟"

ہر ایک نے اپنی اپنی پسند کی جگہ بتائی —— میں نے گلاب کھیتوں کے کنارے کی جانب اشارہ کیا ——

"ادھر تو وہ دوسری قسم ہے گوروں کی —— اور جدھر آپ اشارہ کرتے ہو وہاں ان کا ٹائلٹ ٹینٹ ہے ——"

"اچھا تو پھر ادھر درختوں کے پاس اونچی جگہ پر —— لیکن خیمے کا چہرہ ادھر کھیتوں کی جانب ہو ——"

[illegible] —— ہمارے پورٹرز کے علاوہ بھی کچھ اور لوگ تھے جو کہیں اوپر سے کسی برفانی گاؤں سے تھنگل کی کیمپنگ سائٹ کو آباد ہوتے دیکھ کر آ گئے تھے —— ان کے نزدیک یہی آؤٹنگ تھی —— یہی تفریح تھی ——

UrduPhoto.com

شام گہری ہوئی تو انہوں نے الاؤ روشن کر دیا ——

ابھی ہلکی روشنی تھی۔ ابھی ہمارے بدنوں میں تھکاوٹ تھی —— ابھی سردی آہستہ آہستہ ہماری شرٹس کو اور جینز کو ٹھنڈا کرتی تھی —— اور ابھی کھیتوں کے سارے پھول الگ الگ دکھائی دیتے تھے اور ابھی شام گہری ہونے سے وہ گلابی رنگ کا بہاؤ بن گئے —— اور درخت بے حد سبز تھے اور جیسے ٹھنڈک ان کے اندر تھی اور اب باہر ہمارے بدنوں تک آتی تھی ——

یوں بھی سانس لینے میں تھوڑی سی دشواری ہو رہی تھی —— ہم بلندی پر تھے —— کم از کم دس ہزار فٹ کی بلندی پر اور یہاں ہوا نکھری ہوئی اور بہت ہلکی تھی۔

ڈاکٹر صاحب اپنی برالڈو یاترا سے واپس آ چکے تھے "نہیں نہانے کا اتفاق نہیں ہوا —— یار برالڈو کا پانی تو بہت ٹھنڈا ہے ——"

مجھے اب تک اپنی ٹیم کے ممبروں کی مختلف عادتوں کا تھوڑا سا ادراک ہو چکا تھا —— ڈاکٹر صاحب ہرگز نہانے نہیں گئے تھے۔ وہ ہم سے الگ ہونے گئے تھے۔ تھنگل پہنچتے ہی وہ اس موڈ میں نہیں تھے کہ ہم سے ہم کلام ہو جاتے اور قہقہے لگانے لگتے —— سکردو سے یہاں تک کے سفر نے انکے اندر جو ایک چابی بھر دی تھی وہ تھوڑی دیر کے لئے تنہا رہ کر اسے کھولنا چاہتے تھے —— اور اسی لئے فوری طور پر نیچے دریا کے پاس چلے گئے تھے۔

عامر اور مرزا صاحب غیر ملکی ٹریکروں کے ساتھ محو گفتگو تھے —— خالد صاحب بھی آس پاس ہی تھے۔ مجھے بھی تجسس تھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کیا تجربے کر آئے ہیں —— پہاڑوں میں گھومتے ہوئے —— نا آشنا وادیوں میں —— سامنے سے آتے ہوئے کوہ نورد آپ کے لئے بے حد اہم ہوتے ہیں کیونکہ [illegible] —— موسم کیسا ہے —— راستہ کیسا ہے —— کتنی دور ہے —— کیمپنگ کے لئے پانی کہاں سے ملے گا —— چنانچہ میں بھی ان کے قریب ہو گیا ——

"آیئے ——" عامر نے مجھے دیکھ کر کہا اور پھر ان سے میرا تعارف کروایا —— "یہ لوگ سنو لیک سے واپس آئے ہیں ——"

"نو نو ——" ان میں سے ایک ایش گرے رنگ کے بالوں والی خاتون نے فوراً کہا "ہم سنو لیک تک نہیں پہنچ سکے۔ موسم بہت خراب تھا۔ مسلسل بارش اور کبھی کبھار برفباری —— ہم راستے میں سے ہی واپس آ گئے۔ لیکن اٹ واز ونڈر فل۔"

ایک بھورے گھنگریالے بالوں والا نوجوان تھا جو امریکہ میں فصلوں پر سپرے کرنے والا جہاز چلاتا تھا —— "ہاں —— میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہاں زبردست پہاڑ ہیں اور زبردست گلیشئر ہیں —— ناقابل یقین ——"

ایک اور نہایت ہنس مکھ اور بہت بوڑھی ساری خاتون تھیں جن کا نام "نے

تھا —— یہ بی بی انگلستان میں نائن تھی یعنی حجامتیں کرتی تھی اور گرمیوں میں کسی نہ کسی ایسے ملک میں نکل جاتی تھی جہاں بلند پہاڑ ہوں —— بہت بڑے بڑے۔

"مجھے بڑی بڑی چیزیں پسند ہیں ——" وہ کہہ رہی تھی

"ظاہر ہے ——" شاہد صاحب نے سر ہلایا "چھوٹی موٹی چیزوں سے اس کا کیا بنے گا ——"

"اوہو ——" ایش گرے خاتون نے یکدم کہا "آپ میں سے کون ہے جو ٹیلی ویژن پر آتا ہے ——"

ڈاکٹر صاحب نے منہ سے کچھ پھوٹے بغیر انگوٹھے سے میری طرف اشارہ کیا۔

"آئی سی ——" خاتون نے ایک مرتبہ پھر ہاتھ [illegible] کر دیا "بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر —— اور پلیز ہمارے ساتھ جو گائیڈ ہے اور [illegible] اس نے آپ کو پہچانا ہے .... پلیز ان سے مل لیجیے ——" یہ کہہ کر اس نے اپنے میس ٹینٹ [illegible] ایک [illegible] جوان شمالی شکل والا لڑکا اور ایک چھوٹے سے قد کا بری طرح ہنستا ہوا شخص باہر آگیا —— وہ دونوں [illegible] رہے تھے۔ میں نے ان کی جانب مسکرا کر دیکھا تو وہ تقریباً اڑتے ہوئے میرے پاس آ پہنچے ——

"میرا نام افضل ہے اور میں ان کا گائیڈ ہوں —— اور لاہور میں پڑھتا ہوں"

اور دوسرا ہنستا ہوا شخص "محمد علی جناب —— کک ہے —— صاحب آپ بہت اچھا ہے ——"

ایک بار لاتھو بو میں نانگا پربت کے بیس کیمپ میں اور ایک بار ہوشے میں مشابرم کے سائے میں —— مجھے دو مقامی لڑکوں نے پہچان لیا تھا کیونکہ وہ کراچی یا لاہور میں پڑھتے تھے اور —— مجھے سخت کوفت ہوئی تھی .... میں اگر وہی زندگی وہی شخصیت لے کر پہاڑوں میں چلا جاتا ہوں تو پھر وہاں جانے کا فائدہ —— میں تو چپکے سے بے نام ہو کر ان کے اندر گم ہوتا تھا —— لیکن یہاں اسکولے کے آس

پاس گلاب کھیتوں کے نواح میں ایک گہری شام میں مجھے اچھا لگا کہ ایسے خوش باش اور زندگی سے اہلتے ہوئے دو چہرے مجھے جانتے ہیں ——

"صاحب میں آپ کو کافی پلانا چاہتا ہوں اپنے ہاتھ کی —— پلیز صاحب .... میرا دل بہت خوش ہو گا ——" محمد علی اسی طرح ہنستا ہوا کہہ رہا تھا۔ غیر ملکی ٹریکر ان دونوں کی اس بیگانہ مسرت سے بے حد محظوظ ہو رہے تھے ——

"ٹھیک ہے میں کھانے کے بعد آپ کے ہاں کافی پینے کے لئے آ جاؤں گا۔"

"میں دیکھ سکتی ہوں کہ لوگ آپ سے محبت کرتے ہیں ——" ان کے رخصت ہونے پر فے کہنے لگی۔

"ہاں —— میں بے حد خوش قسمت ہوں ...... لیکن آپ یہ بتائیں کہ آپ نے ان گرمیوں میں سنولیک پر جانے کا ہی کیوں سوچا —— ؟"

پائنٹ کے پاس ایک عجیب سا جواب تھا —— کیونکہ وہ سنولیک ہے۔ [illegible] کا کہنا تھا کہ اس کا نام ایسا تھا کہ میں نے سوچا چلو ایک ایسی جھیل پر چلتے ہیں [illegible]

[illegible] پہنچ تو نہیں سکے —— "ایش گرے خاتون بولیں "لیکن ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہم سنولیک کے آس پاس ہیں کیونکہ —— اوہو ہو —— اس نے ایک جھرجھری سی لی "وہاں سردی بہت تھی ——"

"سنولیک کے آس پاس سردی تو ہو گی ——" پائنٹ ہنسنے لگا ——

ہم سب —— یعنی ٹارڈ اینڈ ٹیم —— جب سے تھلگل آئے تھے، منہ سے کچھ نہ کہتے تھے لیکن ہم سب یہ محسوس کر رہے تھے کہ یہاں سردی خاصی ہے —— اتنی ہے کہ بدن کو تھوڑا سا ستاتی ہے۔ تھوڑا سا دکھ دیتی ہے —— اور یہ ٹریکر کہہ رہے تھے کہ ادھر سردی بہت تھی ..

تو پھر ادھر تو بہت ہی زیادہ سردی ہو گی ——

ہم سب میں سے خالد صاحب تھلگل سے کیمپنگ کے ماحول سے اور خاص طور پر ہیئرڈریسر خاتون فے سے بہت لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"خالد صاحب آپ اس سے پیشتر زیادہ سے زیادہ کتنی بلندی پر گئے ہیں؟"

UrduPhoto.com

مرزا صاحب نے دریافت کیا۔

"بس جی جناح باغ کی جو درمیانی والی پہاڑی ہے اس پر بچپن میں چڑھنے کا اترنے کا تجربہ تھا — پتہ نہیں اس کی بلندی کتنی ہے —"

یہ ہم سب کے لئے خبر تھی کہ خالد صاحب پہلی مرتبہ اتنے بلند پہاڑوں کی جانب آئے تھے اور اس خبر نے ہمیں تھوڑا سا فکر مند کیا کیونکہ کنکورڈیا کے ٹریک سے اپنی کوہ نوردی کا آغاز کرنا براہ راست شیر کے منہ میں ہاتھ ڈال دینے کے مترادف تھا —

"آپ فکر نہ کریں تارڑ صاحب —" عامر نے خالد کو تھپکی دی "یہ ہم سب میں سے پہلے کے ٹو پہنچے گا۔"

اور اسی لمحے میرے کان کے عین قریب تمشک کی بھری مہک والی ہوا میں ایک ہلکی سی "ہی ہی" کی آواز آئی جس نے سب کو ہلا دیا۔ یہ غلام تھا اور اس کی ہنسی تھی۔

UrduPhoto.com

[illegible]

میدان کے ایک جانب جہاں پتھروں کی ایک دیوار تھی اس پر ایک نیلی ترپال کو اس طرح تانا گیا تھا کہ نیچے ایک شاندار "کچن" تیار ہو چکا تھا اور ہمیں پر ڈنر کا بندوبست تھا — ایک مرتبہ پھر سوپ، جس کو بھی "آلو" کھیر اور پھر قہوہ — اگلے چند روز کے لئے یہ نیلی ترپال کا منظر ہمیں بے حد مرغوب رہا — یہ ہماری پسندیدہ پناہ گاہ تھی — غلام تھوڑ بیوں کی طرح ایپرن باندھ کر اس کے نیچے گنگنا کرتا اور ہم پتھروں کے اوپر کبھی بیٹھتے کبھی پہلو بدلتے اس کی طرف بھوکی نظروں سے دیکھتے اور وہ ہمیں یقیناً شاندار خوراکیں کھلاتا — بلندی کے ساتھ ساتھ ہمارا زیادہ وقت اس نیلی ترپال کے نیچے گذرتا کیونکہ یہاں چولہا جلتا تھا اور بہت سارے لوگ سانس لیتے تھے اس لئے ادھر ذرا حدت ہوتی تھی — جب باہر درجہ حرارت منفی سے نیچے ہوتا تھا —

"صبح کا کیا پروگرام ہے؟" میں نے پوچھا۔

غلام نے سر کھجایا۔ "صبح پہلے تو تمام بوجھ کا وزن ہو گا۔ پھر ہر پورٹر کو

قانون کے مطابق جو بوجھ دینا ہے وہ دے گا —— پھر چلے گا اور رات کو روفون میں کرے گا ——

"کل کتنے پورٹر ہوں گے؟"

"انیس بیس ہو جائیں گے صاحب ——"

"ان کے ساتھ مزدوری کا بالکل آخری معاملہ ضرور کر لینا —— بعد میں خواہ مخواہ جھگڑا نہیں ہونا چاہئے —— اور ہاں چنگیزی نے بتایا تھا کہ جتنے پورٹر ساتھ لے کر جاؤ ان سے ان کے شناختی کارڈ ضرور حاصل کر لو —— ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے صاحب —— لیکن یہ لوگ یونیفارم اور بوٹ کا پیسہ بھی مانگتے تھے۔ میں نے بولا یہ کوئی گورے کی ٹیم تو نہیں ہے پاکستانی بھائیوں کی ٹیم ہے —— تو کیا کریں صاحب؟"

"مجھے کیا معلوم کہ کیا کریں —— چنگیزی نے مجھے بولا تھا غلام تمام بندوبست کر لے گا —— کھانے کا بھی اور پورٹر کا بھی —— تو تم بندوبست کرو"

"[illegible] یا —— [illegible]"

"کون سے بکرے کا؟"

"صاحب ادھر اسکولے سے بکرا ملتا ہے اور پھر پائیو پہنچ کر سب پورٹر کھاتا ہے۔ یہ ادھر کا رواج ہے صاحب ——"

"اچھا۔ اسکولے پہنچیں گے تو دیکھ لیں گے ——"

"یہ پائیو کدھر ہے غلام؟" ڈاکٹر صاحب نے قہوے کا آخری گھونٹ بھرا

"کیا نام ہے —— پائیو —— کیوں چوہدری صاحب ——"

تھکن کے بعد ڈاکٹر صاحب کے لئے میں چوہدری صاحب ہو گیا تھا اور وہ میرے لئے خان صاحب ہو گئے تھے

"بالکل ٹھیک خان صاحب —— کیا نام ہے پائیو —— لیکن اسکولے بھی تو کیسا پرکشش لفظ ہے ——"

"اب بتاؤں کہ پائیو کدھر ہے ڈاکٹر صاحب ——" غلام اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا" ادھر ہے بالتورو سے پہلے —— وہاں جا کر ریسٹ کرتا ہے۔ پورٹر لوگ

UrduPhoto.com

اپنی روٹی پکاتا ہے کیونکہ ادھر پہنچ کر ہم پورٹر میں ان کا راشن تقسیم کر دے گا۔ گھی - چینی - آٹا - چاول - دالیں سب کچھ ——— اور رات کو بکرا کھائے گا ———"

"ہم بھی کھائے گا ———" میاں صاحب نے چٹخارے لے کر پھر کہا۔

"نہیں کھائے گا صاحب ——— پورٹر کا بکرا صرف پورٹر کھائے گا ———"

"بڑا کمینہ پورٹر ہے بھئی صاحب لوگوں کو بکرا نہیں کھلاتا ———"

"صاحب لوگ اپنے لئے خود پرائیویٹ بکرا خریدے ——— اور کھائے ———"

سب لوگوں نے پرائیویٹ بکرا خریدنے پر اتفاق رائے کیا۔ لیکن کل اسکولے پہنچ کر ———

کھانے کے بعد میں حسب وعدہ گورا لوگوں کی خیمہ گاہ کی طرف چلا گیا ——— محمد علی نے میرے لئے میز سجا رکھی تھی ——— کافی کریم کے ساتھ۔ بسکٹ - چاکلیٹ اور پتہ نہیں کیا کیا ——— صاحب آپ کے لئے فش لاؤں۔ صاحب فروٹ کاک ٹیل کھائے۔ صاحب ———

[illegible] ان تھی ——— اور پہاڑوں کی سیدھی تھی۔ "ہم آج ہی واپس آئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دو تین دن پہلے ——— ہم یہاں آرام سے تھے ——— بیوٹی فل کیمپنگ سائٹ اور محمد علی بہت عمدہ کھانے۔ ہمارا خیال تھا کہ واپسی کے لئے جیپیں کم از کم تین روز بعد ملیں گی چنانچہ ہم آرام سے تھے ——— لیکن پھر تم آگئے اور کل صبح ہم تمہارے والی جیپوں پر سکردو چلے جائیں گے ——— ہمارا سفر تو ختم ہو گیا۔ اب یہی وسوسے ہیں کہ سکردو پہنچ کر اسلام آباد کی فلائٹ ملے گی یا نہیں ——— اور اسلام آباد سے امریکہ والی فلائٹ ——— اور ابھی سے گھر کے بارے میں فکر مندی ہے کہ پتہ نہیں لان کی گھاس کا کیا حال ہے ——— اگر اس دوران بارش ہوئی ہے تو پانی کمروں میں تو نہیں آگیا ——— اب فکر مندی شروع ہو گئی ہے ———"

میری درست کہتی تھی۔ ہم بھی جب لاہور سے نکلتے تھے اور راوی پار کرتے تھے تو سب کچھ پیچھے رہ جاتا تھا۔ تمام بل' تمام جھگڑے اور تمام فکر مندی لیکن ادھر اگر چترال سے یا درہ خنجراب سے گھر کی جانب سفر شروع ہوتا تو وہیں پر

UrduPhoto.com

گھر کی فکر مندی شروع ہو جاتی --- پتہ نہیں مالی نے پودوں کو پانی دیا ہے کہ نہیں
—— پتہ نہیں بارش ----

"یہی تمہارے بہترین لمحے ہیں —— " مونی نے کہنے لگی "کل سویرے تم نے سامان اٹھانا ہے اور پیدل سفر شروع کر دینا ہے —— تم وہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے لیکن تم اس کی جانب سفر کر رہے ہوتے ہو' یہی ٹریکنگ کی چارم ہے —— تمہاری یہ شام —— یا رات کمہ لو یاد رکھنے والی ہے کہ کل صبح تمہارے سفر کا آغاز ہو گا —— اور ہماری یہ شام —— دل پہ بہت بوجھ والی ہے، کیونکہ ہم کل صبح واپس گھر چلے جائیں گے ——"

"لیکن ہم یہ تو کہیں گے کہ ہم نے سنولیک کی تلاش میں قراقرم کی برفوں میں سفر کیا تھا۔"

"سنولیک تک نہ پہنچنے کی مایوسی ہے؟"

"نہیں —— " میری رفیقہ نے اپنے گھنے بالوں کو جھٹکا "بالکل نہیں ——
اگر ہم [illegible] ——
ایک دوسرے کا دل رکھنے کے لئے اس کی تعریف کرتے —— اور یہی ہوتا ہے' جن چہروں کے طرح خوبصورت ہوتے ہیں ان کی خوبصورتی ان میں بسنے نام لینے والے کے بدن میں ہوتی ہے —— تو ہم سنولیک نہیں دیکھ سکے —— یوں وہ اب بھی ہمارے اندر ویسے ہی موجود ہے جیسے کہ ہم چاہتے ہیں —— وہ اتنی ہی خوبصورت ہے جتنی ہمارے خیال میں ہے ——"

UrduPhoto.com

پورٹرز کا الاؤ تقریباً بجھ چکا تھا۔

انہیں ہماری طرح آرامدہ سلیپنگ بیگز اور خیموں کی ضرورت نہ تھی —— ان میں سے بیشتر پتھروں کی دیوار سے ٹیک لگائے سو رہے تھے۔ کیمپنگ گراؤنڈ سے اوپر پتھروں کی ایک چار دیواری سے کسی بلتی گیت کی مدھم آواز آ رہی تھی۔ دریائے برالدو کا ہلکا شور کانوں میں چلتی سانسیں سائیں خاموشی کی طرح مسلسل تھا —— اندھیرے میں گلابی کھیت نظر نہیں آتے تھے صرف چوٹیوں کی برف کی سفیدی دھند صاف ہونے پر دکھائی دے جاتی تھی —— یا پھر میرے نیلے خیمے

میں روشنی تھی —— شاید میرا منتظر تھا کہ میں آ کر اپنے سلیپنگ بیگ میں سیل ہو جاؤں اور وہ بھی اطمینان سے سوئے —— کل سفر پر نکلنا تھا۔

اپنے خیمے کے سامنے جا کر بیٹھ کر' اس کی زپ کھولنے سے پیشتر میں نے ایک نگاہ سامنے کی —— اور سامنے جو کچھ تھا اس نے مجھے پھر شک میں ڈال دیا —— کھیتوں کا گلاب رنگ اندھیرے میں نمایاں ہو رہا تھا —— تھوڑی دیر پہلے وہ دکھائی نہیں دے رہے تھے —— تاریک تھے لیکن اب وہ ایسے تھے جیسے ان پر تاریکی کی دھول بارش سے دھل گئی ہو —— اور میں نے کان لگا کر سنا —— براللڈو کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی —— جیسے ہوا تھم گئی ہو —— کہیں یہ وہ لمحہ تو نہیں جب ہر شے تھم جاتی ہے —— نہیں وہ سامنے گلابی کھیت نظر آتے تھے —— براللڈو اسی طرح پرشور تھا اور سرد ہوا خیمے کے پردے کو ادھیڑتی تھی ——

تو پھر یہ سب کچھ کس نے دیکھا تھا؟

شاید سنولیک کی طرح یہ سب کچھ میرے اندر موجود تھا —— نقش تھا —— [illegible] دریا۔ وقت یہ سب کچھ نہیں تھمتا —— دراصل یہ سب کچھ انسان کے اندر ہوتا ہے اور جب کوئی خاص موسم ہوتا ہے۔ کوئی خاص کیفیت ہوتی ہے تو پھر کھیتوں کا رنگ اندھیرے میں نمایاں ہو جاتا ہے —— تاریکی کی دھول بارش سے دھل جاتی ہے —— دریا تھم جاتا ہے اور ہوا رک جاتی ہے —— اور یقیناً اس لمحے جو خواہش کی جائے وہ پوری ہو جاتی ہے —— میں کیا خواہش کرتا —— میری خواہش تو پوری ہو چکی تھی —— اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر ابھی میرے خیمے کے لئے جگہ باقی تھی —— وہ تھنگل کے گلاب کھیتوں کے دامن میں چوٹیوں پر جمی برف کی سفیدی تلے میرا منتظر تھا —— وہ مجھے میری سنولیک کے پاس لے جائے گا۔

"تھنگل سے ایک رک سیک واپس جاتا ہے"

رات بہت غور کرنے سے ۔ کان لگا کر سننے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ جو مسلسل سرسراہٹ ہے تو یہ بارش ہے جو درختوں کے جھنڈ پر۔ گلابی کھیتوں پر اور میرے خیمے کے پردے پر گرتی چلی جاتی ہے —

سویر ہوئی تو روشنی ہوئی۔ کیمپ سائٹ کا جو گاؤں ہمارے دم قدم سے آباد ہوا تھا اس کی آوازیں آنے لگیں —

لیکن ابھی نیند آنکھوں میں تھی — وقت دیکھا تو صرف چھ بجے تھے —

میں نے سلیپنگ بیگ میں لیٹا اور پھر اونگھ گیا —

UrduPhoto.com

"تارڑ صاحب"

میں نے آنکھیں کھول دیں — خیمے پر کسی کا سایہ تھا — "کون ہے؟"

"عامر — ذرا باہر آیئے —" اس کی آواز میں تھرتھراہٹ تھی۔

پہلی صبح خیمے سے باہر آنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے۔ عادت نہیں ہوتی رینگ کر اور کبڑے ہو کر باہر نکلنے کی اور اگر آپ احتیاط نہ برتیں اور پوری طرح باہر نکلنے سے پیشتر ہی کمر سیدھی کر لیں تو آپ کے ساتھ خیمہ بھی چلا آتا ہے —

"ہاں جی عامر صاحب —" میں نے خیمے کے پردے میں سے سر نکالا اور پھر آہستہ آہستہ رینگتا باہر آگیا —

عامر گردن کھجا رہا تھا اور بار بار اپنے خیمے کی طرف دیکھ رہا تھا —

"جناب پہلی CASUALTY ہو گئی ہے۔ رات خالد صاحب کو شدید سفوکیشن ہوئی۔ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تو وہ ننگے پاؤں سویٹر وغیرہ کے بغیر باہر آ گئے اور رات بھر سردی میں بیٹھے رہے — صبح میں بیدار ہوا تو انہیں خیمے کے

اندر لے کر گیا ——— میرا خیال ہے بلندی کا اثر ہو گیا ہے"

بلند چوٹیوں اور پہاڑوں کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ انسان ان کے ابدی سکون میں مخل ہو.... وہ اپنے آپ کو بچا کر رکھتی ہیں ——— ان کا اپنا ایک ڈیفنس میکنزم ہوتا ہے ——— کبھی ایولانچ گرتے ہیں۔ کبھی چٹانیں کھسک کر نیچے آ جاتی ہیں۔ جہاں کچھ نہیں ہوتا وہاں دراڑیں پھیلنے لگتی ہیں اور پھر موسم ہوتا ہے ——— بلندی کا اپنا ایک مہلک اثر ہوتا ہے ——— اٹھارہ ہزار فٹ سے موت کا علاقہ یا ڈیتھ زون شروع ہو جاتا ہے ——— یکلخت پھیپھڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ دل رک سکتا ہے ——— دماغ میں گڑبڑ ہو سکتی ہے ——— کچھ بھی ہو سکتا ہے ——— لشکر خان، ایک ہائی پورٹر ایک غیر ملکی کوہ پیما کے ساتھ برف کی ایک نازک گیلری پر کے ٹو کی چوٹی کی جانب چڑھ رہا ہے۔ دونوں ایک رسے سے بندھے ہوئے ہیں۔ لشکر خان برف کی دیوار کو دونوں ہاتھوں سے تھامے سوچ رہا ہے کہ اوپر کیسے جاؤں اور ایک لمحے میں اس کا دل رکتا ہے اور وہ مر جاتا ہے ——— کوہ پیما اپنے [illegible] دوست کو [illegible] ——— وہ کیا کرے؟ وہ لشکر خان کو برف کی دیوار کے ساتھ کھڑا کرتا ہے۔ اسے رسے کے علاوہ ایک ترپال سے ڈھک کر ترپال کے کناروں کو برف میں کیلوں سے ٹھونک دیتا ہے ——— اس سانحے کو کئی برس گزر چکے ہیں۔ لشکر خان آج بھی وہیں ہے ——— اسے آخری مرتبہ ایک امریکی کوہ پیما نے دیکھا ——— ہزاروں میٹر بلندی پر برف کی دیوار کے ساتھ لگا لشکر خان ——— صرف اس کا چہرہ اب کچھ سیاہی مائل ہو رہا ہے۔

لیکن ہم تو اٹھارہ ہزار فٹ سے کہیں نیچے تقریباً دس گیارہ ہزار فٹ کی بلندی پر تھے ———

شمال کی بلندیاں ——— مری یا نتھیا گلی سے الگ ہیں ——— یہاں سات ہزار کی بلندی کے آس پاس گرم میدان ہوتے ہیں ——— وہاں اتنی بلندی کے آس پاس مزید بلندیاں ہوتی ہیں۔ قطبین کے علاوہ جہاں دنیا کے سب سے بڑے گلیشئر ہوں وہاں کا موسم بھی دنیا جہان سے الگ ہوتا ہے۔ ہم سب کے دلوں میں روز اول سے خوف تھا کہ دیکھیں بلندی کا اثر کب ہوتا ہے۔ مردی کا اثر کب ہوتا ہے

UrduPhoto.com

---- اور وہ ہو گیا تھا ---- ابھی پیدل سفر کا آغاز نہیں ہوا تھا اور ہم میں سے ایک کو بلندی نے آ لیا تھا ----

"خالد کی صحت کیسی ہے؟" میں نے عامر کو ایک طرف لے جاتے ہوئے پوچھا۔

"بظاہر تو ٹھیک ہے۔ لیکن کچھ بہکا ہوا سا لگتا ہے ---- ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کر لیں ----" ڈاکٹر صاحب اس وقت کچن ٹینٹ کے قریب پورٹرز کے جمگھٹے میں مریض دیکھ رہے تھے ---- اور جس مریض کو دیکھ رہے تھے اسے پہاڑی علاقوں کی خاص بیماری سے واسطہ تھا ---- اس کی گردن پر ایک بہت بڑا گلہڑ تھا جو آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے ---- اس مریض کو اپنے گلہڑ کے بڑے ہونے پر بہت فخر تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا کہ آس پاس کے پہاڑوں میں کسی شخص کی گردن پر اتنا بڑا گلہڑ نہیں ہے ----

"ذرا دیکھیں چوہدری صاحب ----" میں تصویر اتارنے کے لئے ان کے پاس گیا [illegible] تین چار روپے کی دوائی سے روکی جا سکتی تھی ----"

UrduPhoto.com

لاہور سے چلتے ہوئے ہم نے ٹیم کے مشترکہ فنڈ میں سے دواؤں کا ایسا سٹاک خریدا تھا جو شمالی علاقوں میں پائے جانے والے امراض کے لئے کار آمد ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ تھلگی سے آگے ہم جہاں بھی گئے صبح سویرے ڈاکٹر صاحب کا کلینک شروع ہو جاتا تھا۔

"خاں صاحب ----" میں نے مریض کی تصویر اتارنے کے بعد انہیں کندھے سے پکڑ کر ایک طرف لے جاتے ہوئے کہا "ذرا خالد کو چیک کر لیجئے ----"

"کیوں خیر تو ہے ناں؟ ----" اور میں جانتا ہوں کہ اس لمحے خاں صاحب جان گئے تھے کہ خالد کے ساتھ کیا مسئلہ ہے "آپ بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں ----"

انہوں نے بقیہ مریضوں کو تسلی دی اور پھر عامر کے ساتھ چلے گئے ----

رات کی ہلکی سی بارش نے ہوا میں ایک بہاریہ خنکی شامل کر دی تھی۔ کیمپنگ گراؤنڈ کے عین اوپر چوٹیوں کے گرد بادل تھے جو دروں میں جمی برف کے

ساتھ ساتھ نیچے آ رہے تھے۔

"ہائے —— " یہ فے تھی جو کھیت کے کنارے بارش میں دھلی ہوئی گلابی فصل پر کیمرے کو فوکس کر رہی تھی —— "ذرا رنگوں کو دیکھو ——"

فے کے ساتھی اپنا سامان پیک کر رہے تھے اور ان کے پورٹر خیموں کو لپیٹنے میں مصروف تھے —— کچھ فاصلے پر ہمارے والی تینوں جیپیں اور ان کے ڈرائیور اس سنولیک ٹیم کا انتظار کر رہے تھے۔

ہمارے کچن کے گرد بھی خوب رونق تھی۔ وہاں غلام کے پاس انسٹرکٹر مقصود بھی براجمان تھا۔ وہ شائد پچھلی شب یہاں پہنچا تھا۔

عامر اور خاں صاحب واپس آ رہے تھے

"جی تو کیا خبر ہے؟"

"خبر تو اچھی نہیں ہے چوہدری صاحب —— خالد پر یقیناً ہائٹ کا اثر ہوا ہے اسی لئے خیمے کے اندر سانس گھٹنے کی شکایت ہوئی۔ انہوں نے تین [illegible] گھٹنے لگے پاؤں [illegible] غور کریں رات کے وقت —— اور رات کے وقت یہاں چوہدری صاحب —— شدید سردی تھی۔ میں [illegible] پہن کر سویا تھا —— مجھے خدشہ ہے کہ ان کے پھیپھڑوں پر بھی اثر ہوا ہو گا اور نمونیا کا بھی امکان ہے ——"

"اور یہ خطرناک ہے؟" میں نے کہا

"بے حد —— مہلک ثابت ہو سکتا ہے"

"تو پھر کیا کرنا چاہئے ——"

"میرا مشورہ تو یہی ہے کہ —— انہیں واپس بھیج دیں ——"

"واپس؟"

"جب کسی شخص پر بلندی کا اثر ہوتا ہے تو اسے فوراً اس بلندی سے نیچے لے جانا چاہئے —— یہ اس کا قدرتی علاج ہے —— میرا خیال ہے کہ سکردو پہنچنے پر یہ بہتر ہو جائیں گے"

ایک عجیب سی بے بسی کا احساس ہوا۔ ابھی پیدل سفر کا آغاز نہیں ہوا اور

UrduPhoto.com

ٹیم کم ہونے لگی ہے۔ ہم دونوں' میں اور عامر اس خبر سے ذرا سہم گئے۔ ہم خالد جیسے نفس نکھ ساتھی کو واپس نہیں بھیجنا چاہتے تھے ——

"اور کوئی طریقہ نہیں؟"

"ہاں یہ ہے کہ آپ دو چار دن یہاں ٹھہریں —— اس میں بھی خطرہ ہے لیکن ٹھیک بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس صورت میں بھی انہیں آپ مزید بلندی پر کس طرح لے جائیں گے .... یہ اگر تھنگل کی ہائٹ برداشت نہیں کر رہے تو آگے کیا ہو گا —— مجھے یہ خدشہ ہے کہ ساری رات کھلی فضا میں بسر کرنے کی وجہ سے انہیں نمونیا ہو جائے گا"

"دیکھیں جی خان صاحب —— آپ فیصلہ کر لیں —— لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں —— ایک دو روز یہاں ریسٹ کروا کے ساتھ لے جائیں اور اگر آگے جا کر بھی بلندی کا مسئلہ ہو تو پھر انہیں واپس بھیج دیں ——"

[illegible] واپس کیسے بھیجیں گے؟ [illegible] تک [illegible] آتی ہے بلکہ [illegible] ہمارے پاس [illegible] ساتھ [illegible] دیں جو پندرہ [illegible] منٹ میں سکردو کے لئے روانہ ہونے والی ہے —— اگر [illegible] وغیرہ میں بیمار ہوتے [illegible] پھر انہیں سٹریچر پر واپس لانا پڑے گا —— اور پوری ٹیم کی واپسی ہو گی —— واپس بھیجنا ہے تو ابھی [illegible]"

"آپ ذرا خالد سے بات کریں تارڑ صاحب ——" عامر اپنے دوست کے لئے از حد پریشان تھا۔ "دیکھیں وہ کیا کہتا ہے ——"

سکردو لوٹنے والی جیپوں کے انجن گرم کرنے کے لئے سٹارٹ ہو چکے تھے اور پورٹر غیر ملکی ٹریکرز کا سامان ان پر لوڈ کر رہے تھے۔ فے' میری اور پامنٹ روانگی سے پیشتر گرم کافی کے چند گھونٹ حلق سے اتار رہے تھے۔ میں نے کچھ توقف کیا اور پھر ان کے پاس چلا گیا —— "فے .... ہمارے ایک ساتھی پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے —— اگر اسے نیچے بھیجنے کا فیصلہ ہوا تو کیا آپ لوگ اسے ساتھ لے جا سکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں —— " فے نے اپنے چوڑے کندھے سکیڑے "لیکن کیا وہ

UrduPhoto.com

زیادہ بیمار ہے؟" جیپ میں اتنی جگہ نہیں کہ وہ لیٹ سکے ——"

"نہیں وہ اتنا بیمار نہیں کہ اسے لٹانا پڑے —— میں ابھی چیک کرتا ہوں"

"اور ہاں ——" یہ پائلٹ کی آواز تھی جو عامر کے خیمے کی طرف جاتے ہوئے میرے کانوں میں آئی "جلدی سے فیصلہ کر لو۔ ہم روانہ ہونے والے ہیں"

اگرچہ یہاں تک سڑک آتی تھی لیکن یہاں تک روزانہ جیپ تو نہیں آتی تھی —— اگر خالد نے جانا تھا تو ابھی جانا تھا ——

وہ شکل سے ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔ ذرا ہنستا زیادہ تھا اور اس کے چہرے پر پریشانی زیادہ تھی ——

"جناب خالد صاحب —— کیا مسائل ہیں؟"

"کچھ نہیں جی —— رات کو ذرا گھبراہٹ ہوئی تو میں خیمے سے باہر نکل گیا"

"سویٹر کے بغیر؟"

"میں نے سوچا عامر ڈسٹرب ہوگا۔ کیونکہ سویٹر کسی رک سیک کے اندر تھا اور

UrduPhoto.com

"اور ننگے پاؤں؟"

"ہاں —— وہ میرے سلیپر بھی میٹرس کے نیچے تھے میں نے سوچا عامر سویا ہوا ہے .... اگر سلیپر تلاش کئے تو جاگ جائے گا ——"

"اور کتنی دیر باہر رہے؟"

"پتہ نہیں۔ پہلے ٹہلتا رہا۔ پھر کچن کی ترپال کے پیچھے سونے کی کوشش کی وہاں سردی بہت تھی۔ پھر ایک پتھر پر بیٹھا رہا۔ ایک مرتبہ خیمے میں واپس آیا لیکن وہاں ہوا بالکل نہیں تھی —— بہت ہی گھبرایا —— پھر باہر آگیا —— میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے .... ویسے کچھ ہوا ضرور تھا —— دن نکلنے کا انتظار کرتا رہا اور آخر کار ایک پتھر سے ٹیک لگا کر سو گیا ——"

"صرف شلوار قمیض میں —— ننگے پاؤں اور سویٹر وغیرہ کے بغیر ——"

"ہاں جی ——"

"خیال نہیں آیا کہ اس طرح کھلی فضا میں ادھر تھنگل جیسی بلند جگہ پر یوں

رات گذارنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے؟"

"نہیں تارڑ صاحب اس وقت تو خیال نہیں آیا —— ویسے خیمے میں اتنی سفوکیشن تھی۔ کہ میں —— اگر میرے بدن کوئی کپڑا نہ ہوتا تب بھی باہر آ کر ہی سوتا ——"

میں نے خالد کی جانب غور سے دیکھا —— اس کے چہرے پر تذبذب تھا۔ وہ جانتا نہیں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے یا اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے —— اور اسکے چہرے پر اپنی زندگی کے کھو جانے کا موہوم سا خدشہ بھی تھا —— وہ بہرحال تندرست نہیں تھا —— عامر اور ڈاکٹر صاحب بھی آ گئے —— ہم تینوں نے پوری صورت حال کی وضاحت کی اور آخری فیصلہ خالد پر چھوڑ دیا ——

[illegible] کا گروپ جیپوں میں سوار ہو چکا تھا اور وہ ادھر ہماری جانب دیکھ رہے تھے اور [illegible] کے دیکھنے میں بے تابی تھی —— ڈرائیور ہارن بجا رہے تھے —— خالد نے ہم تینوں کے چہروں کو باری باری دیکھا [illegible] لکھا ہوا [illegible] فیصلہ کرے [illegible] کی طرف [illegible] دی

"[illegible] واپس چلا جاتا ہوں ——" اس کا چہرہ بجھ گیا۔

"[illegible] ——" میں نے جیپوں کی طرف ہاتھ ہلایا "—— [illegible] رہے ہیں"

عامر نے خیمے کے [illegible] خالد کا [illegible] پیک کیا اور پھر ہم چاروں اس جیپ کی جانب تیز رفتار سے چلنے لگے جس کا نمبر BLN ۱۸۶۸ تھا اور اس کی پچھلی نشست پر سامان کے ساتھ چپک کی ہوئی موٹی تازی رفیق مسکرا مسکرا کر ہمیں دیکھ رہی تھی ——

"سکردو پہنچتے ہی فوراً ملٹری ہسپتال میں جا کر چیک اپ کروانا اور آج دوپہر وہ گولیاں ضرور کھا لینا جو میں نے دی ہیں ——" ڈاکٹر صاحب بولتے جا رہے تھے۔

"اور اگر رہائش یا ایئر ٹکٹ کا کوئی مسئلہ ہوا تو ڈی سی جوہر صاحب سے رابطہ قائم کرنا۔ یا پھر چنگیزی ہی کافی ہے —— کوئی پرابلم نہیں ہوگی —— اور اپنا خیال رکھنا ——"

UrduPhoto.com

"ریلیکس کرنا یار سکردو میں جا کر —— مزے سے کے ٹو موٹل میں ٹھہرنا —— کیا کرنا ہے کنکورڈیا جا کر —— وہاں بھی پتھر ہوں گے اور برف ہو گی —— اور کیا ہو گا ——"

ہم تینوں بولتے چلے جا رہے تھے ——

عامر نے خالد کا رک سیک نفے کے بڑھے ہوئے ہاتھوں میں دے دیا۔

"ہمارے دوست کا خیال رکھنا ——" میں نے نفے سے کہا۔

جب تک جیپ درختوں کے جھنڈ میں سے گذر کر سڑک پر نہیں اتر گئی خالد ہماری طرف دیکھتا رہا —— پتہ نہیں وہ کیا محسوس کر رہا تھا —— اور جو کچھ اس نے محسوس کیا وہ اس نے سکردو میں پہنچ کر ہمارے نام ایک خط میں لکھا جو واپسی پر ہمیں ملا ——

"جب آپ یہ خط پڑھ رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ تمام لوگ بخیریت کے ٹو کو سر کر کے واپس آ چکے ہوں گے —— [illegible] کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ آگے جاؤں یا سکردو واپس آ جاؤں کیونکہ جیپ بالکل تیار کھڑی تھی —— خود میں کافی ڈانواں ڈول تھا لیکن ڈاکٹر صاحب کا مشورہ تھا مکمل طور پر ٹھیک ہو گا اس لئے واپس آنا بہتر ہے۔ واپسی کے دوران اور یہاں سکردو پہنچ کر میرا کیا حال ہوا شائد میں خود بھی آپ لوگوں کو نہ سمجھا سکوں۔ جیپ میں بیٹھ کر میں بے حد اداس ہو گیا۔ آپ یہ پڑھ کر شائد ہنس پڑیں کہ سوچتے سوچتے میرے باقاعدہ آنسو نکل پڑے —— انتہائی ڈیپریشن میں وقت گذر رہا ہے۔ آپ سب بہت یاد آتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جو گولیاں دی تھیں وہ باقاعدگی سے استعمال کر رہا ہوں اور خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں ——"

ہم تینوں انتہائی دل گرفتہ اور بجھے ہوئے اپنے اپنے خیموں میں آ کر لیٹ گئے ——

یہ اچھا سٹارٹ نہیں تھا ——

UrduPhoto.com

یہ شگون برا تھا ——

اگر خالد جیسے تندرست شخص پر بلندی اثر کر جاتی ہے اور یہیں تھلنگ میں تو آگے جا کر ہمارے ساتھ کیا ہو گا ——

اب ہم میں سے کون ہے جو واپس آئے گا ——

اسلام آباد ایئرپورٹ کے فرش پر پڑے سات رک سیک جو سات بکے تھے جو شاہ گوری سے میل کی خواہش کے فوارے میں پڑے تھے ——

ان میں سے ایک رک سیک کی خواہش کا تو خاتمہ ہو گیا۔

وہ واپس چلا گیا۔ شاہ گوری سے اس کا میل نہیں ہو گا ——

اس کے بعد کس کا رک سیک ہو گا جو پیک کیا جائے گا اور واپس جائے گا۔

اور کہاں ہے؟

اور کب؟

بجھے ہوئے دل گرفتہ ہم تینوں اپنے خیموں میں تھے اور سوچتے تھے ——

اور ہم [illegible] کے اندر تک وار کرنے لگتی۔

"بریگیڈیئر صاحب ——"

کچن کی نیلی ترپال کے نیچے مرزا۔ میاں اور شاہد چائے پی رہے تھے ——

ہم نے انہیں خالد کی روانگی کی رپورٹ دی لیکن انہیں یہ اطلاع پورٹر دے چکے تھے اور وہ تینوں بھی اس کی یکدم کمی کو بے حد محسوس کر رہے تھے ——

UrduPhoto.com

"پہلا قدم —— بسم اللہ خاں صاحب"

ناشتے کے بعد میں نے کیمپنگ گراؤنڈ سے اوپر پہاڑی ڈھلوان پر پھیلے درختوں کی جانب متلاشی نگاہوں سے دیکھا —— کیا وہاں جایا جا سکتا ہے؟ کوہ پیمائی کے لئے نہیں بلکہ کسی ایسے پتھر کی تلاش میں یا جھاڑی کی جستجو میں جس کے پیچھے روپوش ہوا جا سکے اور جس کی قربت میں اگر پانی کا کوئی بندوبست ہو تو بات بن جائے —— ویسے میں نے آب پاشی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے تین چار ایسے نالے دیکھے تھے جو اوپر کسی گلیشئر سے آ رہے تھے —— پانی کی فراہمی کے باوجود اور [illegible] اس کے کنارے بیٹھ کر اسے حسب منشا استعمال میں لانا کبھی کبھی دشوار سا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کا واحد حل لوٹا تھا۔

"غلام ذرا میری بات سنو ——"

وہ کچن ٹینٹ سے نکل کر باہر آگیا —— جی صاحب!

"لوٹا لے کر آؤ ——" میں نے سرگوشی کی

"لوٹا؟" وہ قدرے پریشان ہوا۔ "کون سا لوٹا ——"

"بھئی کوئی سا بھی لوٹا ——"

"کیوں؟"

"کیوں کا کیا مطلب —— بس لوٹا لے کر آؤ ——"

"اچھا .... وہ والا لوٹا —— "غلام نے ایک لگڑی بگڑی ہی ہی کر کے درختوں میں سے چند پرندے اڑا دیئے "صاحب میرا خیال ہے کہ ہم لوٹا نہیں لائے ——"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم دنیا کی ہر چیز لائے ہوں اور لوٹے جیسی مفید آئٹم نہ لائے ہوں ——"

"نہیں لائے جناب —— میرے پاس سامان کی فہرست ہے —— نو لوٹا"

خواتین و حضرات آپ کو شاید یاد ہو کہ کے ٹو کہانی کے آغاز میں میں نے مہم کی تیاری کے حوالے سے لکھا تھا کہ لاہور۔ اسلام آباد اور بالآخر سکردو میں ہم نے مہم کے لئے بڑی تفصیل اور عرق ریزی سے شاپنگ کی اور اس کے باوجود ایک بہت اہم اور اعلیٰ جمالیاتی ذوق کی حامل آئٹم بالکل بھول گئے —— یہ کون سی آئٹم تھی؟ اس کے لئے ہم تھوڑا سا سسپنس قائم رکھتے ہیں۔ آپ کو پہاڑوں میں ہماری پہلی صبح کا انتظار کرنا ہو گا ——

خواتین و حضرات یہ پہاڑوں میں ہماری پہلی صبح تھی ——

اور آپ جان چکے ہوں گے کہ وہ کون سی آئٹم تھی ——

بہر حال آئندہ چند روز جو ہم سب نے گزارے تو لوٹے کے بغیر گزارے اور بڑی [illegible] میں گزرے۔

بیج میں کیمپنگ گراؤنڈ کے اوپر پہاڑی ڈھلوان پر چھپے درختوں میں سے نکل کر نیچے آیا تو فراغت ہی فراغت تھی اور برفانی پانی کے خاطر خواہ استعمال سے طبیعت بے حد ہشاش بشاش ہو رہی تھی۔

"آپ تیار ہو جائیں صاحب پھر تھیمہ پیچھے آئے گا۔ چیک کرے گا اور پھر سارے بوجھ کا وزن کر کے پورٹر میں تقسیم کرے گا ——" غلام کے ہاتھ میں ایک ترازو نما کانٹا تھا جس کی مدد سے ہمارا سامان تلنا تھا۔

میں خیمے کے اندر جا کر کپڑے بدلنے لگا۔ گرے جین اور اس کے ساتھ گرے ڈینم شرٹ' دوہری جرابوں کے ساتھ ہائیکنگ بوٹس۔ گلے میں فلسطینی رومال جو ہائیکنگ میں بہت کارآمد ثابت ہوتا ہے اور سر پر سفید ہیٹ —— پہلے میرا خیال تھا کہ میرا سارا سامان پورٹر ہی اٹھائے ---- اور میں صرف ایک عدد ہائیکنگ سٹک کے ساتھ پیدل چلوں لیکن ڈاکٹر صاحب کا مشورہ صائب تھا کہ خالی ہاتھ نہ چلئے کچھ نہ کچھ اٹھا کر چلئے اس طرح آپ کا بدن بیلنسڈ رہتا ہے۔ چنانچہ میں

UrduPhoto.com

ایک منی رک سیک بھی ساتھ لایا تھا جس میں میں نے مندرجہ ذیل اشیاء پیک کیں۔

پینا سانک وڈیو کیمرہ۔ دو بیٹریاں اور فلمیں ایک کیمرہ کیس میں۔ ایک برساتی۔ ایک سویٹر۔ یاشیکا سٹل کیمرہ اور فلمیں۔ سفری نوٹس کے لئے کاغذ اور مارکر۔ سویٹس اور چیونگم کے پیکٹ۔ بٹوہ۔ بچوں کی تصویریں۔ ٹائلٹ کا سامان اور تولیہ —— ٹشو اور ہاں اس کے علاوہ پانی کے لئے ایک پلاسٹک بوتل ——

میں خیمے سے باہر آیا اور پھر اپنے دونوں رک سیک گھسیٹ کر باہر نکالے۔ ایک پورٹر میرے خیمے کی میخیں اکھاڑنے لگا۔ باقی تمام خیمے اکھڑ کر پیک ہو چکے تھے اور غلام پورٹرز کو سامان تول تول کر دے رہا تھا۔ لائسنس آفیسر مقصود جو ساری کارروائی دیکھ رہا تھا میرے پاس آ گیا۔

"بہت افسوس ہوا جی آپ کے ساتھی کا —— ہوا کیا تھا؟"

میں نے ہائیٹ فوبیا کی تفصیل بتائی

[illegible] اس نے خاص طور پر میری آنکھوں کو دیکھا۔ "یہ آپ کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟ ذرا چیک کریں بلندی پر نظر میں بھی فرق آ جاتا ہے ——"

"آپ پر بھی کہیں بلندی کا اثر نہیں ہوا؟"

"نہیں جی —— لیکن تارڑ صاحب آپ اوپر جا رہے ہیں اور اوپر تو بس موت ہی موت ہے۔ آپ آج رات کہاں گذاریں گے؟ کورو فون میں؟ گلیشئر کے ساتھ —— تو بس وہاں پر بھی کچھ نہ کچھ ہو گا ——"

"کیا ہو گا؟" میں نے پوچھا۔ خالد کی واپسی سے میں ڈرپوک ہو گیا تھا اور میں اس تجربہ کار شخص سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ——

"آپ کا کوئی نہ کوئی ساتھی —— میں آپ کو ڈرانا نہیں چاہتا لیکن —— ذرا سوچیں کہ اودھر تھنگل میں کیا ہائٹ ہے۔ شملہ پہاڑی جتنی —— یہاں پر کیس ہو گیا ہے تو آگے تو بس اللہ ہی اللہ ہے ——"

"ہمارے ساتھ ڈاکٹر صاحب بھی ہیں؟"

UrduPhoto.com

"انھیں سٹریچر بنانا آتا ہے؟"

"پتہ نہیں——"

"میں سکھا دوں گا—— کوئی بیمار پڑ گیا یا پھر—— دیکھیں ناں آپ لیڈر ہیں ٹیم کے..... اگر خدانخواستہ کسی کو کچھ ہو جاتا ہے تو—— وہیں چھوڑ کر تو نہیں آئیں گے—— واپسی پر ان کے بیوی بچوں کو کیا جواب دیں گے—— ویسے اپنی آنکھیں چیک کروالیں ادھر ان علاقوں میں سنو بلائنڈنیس بڑی آسانی سے ہو جاتی ہے——"

"ابھی ہم نے کچھ اتنی زیادہ سنو دیکھی ہی نہیں ہے تو——"

"یہ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر سنو ہے اسے نہیں دیکھ رہے؟"

"یہ تو بہت دور ہے——"

"اتنی دور سے دیکھنے پر بھی سنو بلائنڈنیس ہو جاتی ہے۔ تجربے کی بات کر رہا ہوں—— اور ہر صبح اٹھ کر ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں چیک کریں—— اگر وہ سیاہی مائل ہو رہی ہوں تو سمجھیں کہ فراسٹ بائٹ ہو چکا ہے—— آپ بے شک ان انگلیوں کو توڑ کر پھینک دیں۔ بالکل بے کار ہو جاتی ہیں—— ویسے میں آپ کو ڈرانا نہیں چاہتا——"

"ہی ہی—— خادم جیسے ایک جن کی طرح یکدم نازل ہو گیا——

"صاحب پورٹر نہیں جاتا——"

"کون سا پورٹر کہاں نہیں جاتا——"

"تمام پورٹر کنکورڈیا نہیں جاتا—— انھوں نے سامان پھینک دیا ہے اور کہتا ہے ہم نہیں جاتا۔"

میں نے ادھر دیکھا جدھر تھوڑی دیر پہلے نہایت پرسکون ماحول میں سامان کا وزن کیا جا رہا تھا اور ہر پورٹر اسے اپنے رسوں کی مدد سے باندھ رہا تھا—— واقعی سامان ایک طرف پڑا تھا اور پورٹر حضرات ایک دوسرے کے ساتھ سر جوڑے بلند آواز میں جھگڑ رہے تھے۔

"اور پورٹر نے کیوں سامان پھینک دیا ہے اور کیوں نہیں جاتا——"

"وہ کہتا ہے یونیفارم کا پیسہ بھی دو ـــــ نہیں دیتا تو بوٹ دو۔ برساتی دو۔ عینک دو ـــــ اور بکرا دو ـــــ اور چھٹی کا پیسہ الگ دو اور واپسی پر خالی آنے کا آدھا مزدوری دو ـــــ"

میں نے نیچے جا کر مذاکرات شروع کر دیئے۔ پورٹر حضرات مجھے گھیر کر کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک نے مترجم کے فرائض سنبھال لئے۔ کبھی مجھے غصہ آ جاتا اور میں واک آؤٹ کر جاتا تو کوئی پورٹر میری داڑھی کو ہاتھ لگا کر واپس لے آتا۔ کبھی تمام پورٹرز واک آؤٹ کرنے لگتے تو مترجم ان کی منتیں کر کے واپس لے آتا۔ ایسا بھی ہوتا کہ پورٹرز ایک فارمولے پر اتفاق کر جاتے لیکن پتھر کی دیوار پر بیٹھا کوئی بوڑھا پتہ نہیں کیا کہہ دیتا تو وہ پھر باغی ہو جاتے ـ ـ ـ ـ میرا پارہ چڑھتا گیا اور بالآخر میں بھی باغی ہو گیا ـــــ ٹھیک ہے ہم نہیں جائیں گے کنکورڈیا ـــــ یہیں پورے دس بارہ دن رہیں گے اور واپس چلے جائیں گے ـــــ

یہ لوگ جیپ پر بیٹھ کر ادھر آیا ہے تو اس کو کرایہ دے دو [illegible] بھی واپس چلا جائے [illegible] شرارت بھی جا رہی تھی۔

"دیکھو میں ان کو جیپ کا کرایہ ـــــ یہ .... سکردو کے ڈپٹی کمشنر میرے دوست ہیں میں ان سب کو اندر کرا دوں گا ـــــ"

میری اس دھمکی کا خاطر خواہ اثر ہوا اور پورٹرز جو غصے سے ابل رہے تھے فوراً مسکرانے لگے اور انہوں نے مترجم سے کچھ کہا۔

"یہ کہتے ہیں کہ آپ ضرور ہمیں اندر کرا دیں۔ ادھر سکردو جیل میں کھانا بہت اچھا ملتا ہے ـــــ"

میں انہیں ڈرانے دھمکانے کے لئے کوئی اور طریقہ سوچ رہا تھا کہ شاہد صاحب آگے آ گئے "مائی لیڈر ـــــ" انہوں نے ڈرامائی انداز میں کہا "اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے ساتھ گفتگو کروں؟"

شاہد صاحب نہایت دھیمے اور سرگوشی لہجے میں شروع ہو گئے ـــــ آپ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ آپ ان گوروں کا جو سامان اٹھاتے ہیں اس میں شراب

UrduPhoto.com

بھی ہوتی ہے اور سور بھی اور جتنی خوراک ہوتی ہے حرام ہوتی ہے۔ اب آپ ہمارا سامان دیکھیں۔ مسلمانوں کا حق حلال کا سامان ---- مجبوریں ہوں گی۔ حلوے کے لئے سوجی ہو گی یعنی اسلامی سامان ہو گا —— پھر آپ یہ بھی تو دیکھئے کہ گورا لوگ گندا ہوتا ہے۔ ٹائلٹ پیپر استعمال کرتا ہے —— اور ہم لوگ —— پانی استعمال کرتے ہیں اور ادھر کا پانی تو برف کا ہے پھر بھی ہم استعمال کرتے ہیں —— آج صبح جو میرا حال ہوا ہے ---- میں آپ کو کیا بتاؤں —— آپ میں سے کسی صاحب کے پاس لوٹا ہے۔ ہم لوٹا لانا بھول گئے ہیں ——"

لوٹے کے تذکرے پر مزید مسکراہٹیں لیکن پرنالہ وہیں کا وہیں —— بکرا دو۔ یونیفارم دو۔ واپسی کا آدھا مزدوری دو —— ان مذاکرات کے دوران ٹیم کے باقی ممبران نہایت اطمینان سے ادھر ادھر گھوم رہے تھے اور انھیں قطعی پرواہ نہیں تھی کہ مزدوروں کے ساتھ کوئی مفاہمت ہوتی ہے یا نہیں —— یہ لیڈر کا تھا —— وہ جانے اور اس کا کام ——

UrduPhoto.com

[illegible] پ کو بتاؤں کہ بس مزا آگیا۔ میں ذرا اس گلابی پھولوں والے کھیت میں گیا تھا —— اسی کام کے لئے جس کے لئے آپ درختوں کے جھنڈ میں گئے تھے تو جناب کیا انوکھا تجربہ ہے زندگی کا کہ پھولوں کے ایک کھیت میں اطمینان سے بیٹھے مزے کر رہے ہیں —— نیچے سے گھاس گدگدی تو کر رہی تھی لیکن پھر بھی مزے کر رہے ہیں —— تو یہاں کیا قصہ ہے —— چلنا نہیں؟ دس بجنے والے ہیں ——"

میں نے انھیں بتایا کہ ابھی نہیں چلنا کیونکہ مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے ——

"کتنی رقم پر اختلاف ہے؟" ڈاکٹر صاحب نے پوچھا۔

"یہ تقریباً دو ہزار روپے زیادہ مانگ رہے ہیں ——"

"چوہدری صاحب آپ کیسے سیانے ہیں۔ صرف دو ہزار کے لئے اپنی زندگی کے بہترین ٹریک کا ستیاناس کر رہے ہیں —— ہم میں سے ہر ایک کے حصے میں کتنی رقم آتی ہے؟ تین ساڑھے تین سو روپے —— آپ ساڑھے تین سو روپے کے

لئے جھگڑ رہے ہیں؟"

میں نے اور شاہد نے باری باری اپنے سروں میں کھجلی کی —— واقعی ہم ساڑھے تین سو روپے کے لئے اپنی پوری مہم کو خطرے میں ڈال رہے تھے —— چنانچہ ہم مان گئے —— وہی پورٹر جو تھوڑی دیر پہلے بلند آواز میں جھگڑ رہے تھے اب ہنس رہے تھے اور ہم پر دل و جان سے فدا ہو رہے تھے —— ہر ایک نے اپنا اپنا سامان اٹھایا اور چلنا شروع کر دیا ——

"ٹھہرو ——" میں نے بلند آواز میں پکارا۔

وہ ٹھٹک گئے کہ شائد صاحب اب پھر جھگڑا کرے گا۔

میں نے سکردو کے بعد پہلی مرتبہ اپنا ویڈیو کیمرہ نکالا —— "سب پورٹر ایک قطار میں کھڑے ہو جائیں اور جب میں اشارہ کروں تو چلنا شروع کر دیں —— اور ان کے پیچھے ٹیم ممبران —— لیکن جب میں اشارہ کروں گا تب ——"

میں نے کیمپنگ میدان سے ہٹ کر [illegible] کے [illegible] ویڈیو بنایا۔ جب [illegible] —— میدان میں مزدوروں کی ایک قطار —— بوجھ سے جھکے ہوئے —— اور اوپر بلندی پر چوٹیوں کی [illegible] کے گرد بادل .... اور نیچے سرسبز جھنڈ اور گلابی رنگ کی ایک جھلک —— میں نے [illegible] روک کے رکھا تاکہ کیمرہ میں [illegible] نہ آئے اور ہاتھ سے اشارہ کر دیا —— پورٹر ذرا جھجکے اور پھر ایک دوسرے کے ساتھ بلتی زبان میں چہلیں کرتے چلنے لگے .... میدان سے نکل کر وہ کچی سڑک پر آ جاتے اور ویو فائنڈر سے نکل جاتے —— آخر میں —— ٹیم ممبران چلتے آ رہے تھے —— عامر کے دونوں ہاتھوں میں واکنگ سٹکس تھیں اور اس نے ہوا سے بچاؤ کے لئے چہرے کو ایک رومال سے ڈھک رکھا تھا —— اس نے اپنے آگے چلتے ہوئے پورٹر کی طرف اشارہ کر کے مجھے پکارا۔

"یہ نیشنل فیڈ ضرور آنا چاہئے"

پورٹر ایک ایسا تھیلا اٹھائے ہوئے تھا جس پر عامر کی فرم نیشنل فیڈ کا اشتہار تھا —— سب لوگ کیمرے کے آگے سے گذرتے گئے اور پھر ٹھنگل کی کیمپنگ

UrduPhoto.com

سائٹ خالی ہو گئی ——

سب لوگ گذر گئے لیکن ڈاکٹر صاحب غائب تھے۔

"یہ ڈاکٹر صاحب کہاں غائب ہو گئے ہیں؟" میں نے کیمرہ آف کر کے کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہم یہاں ہیں چوہدری صاحب —— " ڈاکٹر صاحب میرے عین پیچھے کھڑے تھے اور برالڈو کا نظارہ کر رہے تھے" ہم انتظار کر رہے تھے کہ چوہدری صاحب فوٹوگرافی کر لیں تو پھر اکٹھے چلنا شروع کریں —— "

"بسم اللہ خاں صاحب —— آیئے"

میں نے بسم اللہ پڑھی اور کنکورڈیا کی جانب اپنا پہلا قدم اٹھایا۔

UrduPhoto.com

"وحشی برالڈو کا پانی پیو اور جوان ہو جاؤ"

میں اپنے پاؤں کی طرف دیکھ رہا تھا ——
میں اپنے بوٹوں کو دیکھ رہا تھا اور ان پر اچھلتے سفید تسموں کو دیکھ رہا تھا۔
میں آج کیسا چلوں گا؟ —— کیا میرے پاؤں میرا ساتھ دیں گے؟ —— یہ سوج تو نہیں جائیں گے۔ ان پر چھالے تو نہیں پڑیں گے —— کیا یہ کنکورڈیا تک ساتھ دیں گے؟

میں آج کیسا چلوں گا؟ —— یہ سوال ہر کوہ نورد کے ذہن میں پہلا قدم اٹھاتے [illegible] ہیملٹ کا "ٹو بی اور ناٹ ٹو بی" والا مسئلہ ہوتا ہے —— اگر شام تک پاؤں اس کا ساتھ دیتے ہیں وہ زخمی نہیں ہوتے۔ سوجتے نہیں اور اچھی حالت میں رہتے ہیں تو —— ٹو بی —— ورنہ —— ناٹ ٹو بی۔

موسم دھوپ والا تھا —— آسمان صاف تھا۔ سڑک خاصی چوڑی تھی۔ تقریباً برابر میں دریائے برالڈو تھا جو زیادہ شوریلا نہیں تھا کہ یہاں اس کے راستے میں چٹانیں کم تھیں اور سطح بھی ہموار تھی —— پورٹرز کی قطار موٹے سیاہ چیونٹوں کی طرح مجھ سے تقریباً ایک کلو میٹر کے فاصلے پر رینگتی چلی جا رہی تھی۔ ان کے ساتھ عامر تھا —— پیچھے شاہد اور میاں صاحب تھے —— مرزا پتہ نہیں کہاں تھا —— اور خاں صاحب میرے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے اور میری چال دیکھتے چلے آ رہے تھے۔

اور پھر میں نے اپنے پاؤں کو دیکھنا ترک کر دیا اور پھر میرے تن بدن میں سانس میں خوش بختی اور مسرت کا وہ احساس جاگا جو ہر کوہ نورد کا خواب ہوتا ہے

..... ٹریکنگ کا پہلا دن —— آپ تازہ دم اور ذہنی طور پر آزاد۔ موسم صاف اور ہوا میں تازگی کے بو سے۔ آپ اپنے آپ میں مگن بھی اور پوری لینڈ سکیپ اپنے اندر محسوس کرتے ہوئے بھی —— آپ چل رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں اور جان بوجھ کر لمبے لمبے سانس اپنے بدن میں اتار رہے ہیں۔ ہر پتھر۔ ہر جھاڑی۔ دریا کے چھینٹے اور ہر راستہ نیا ہے..... یہ کائنات ابھی تخلیق ہوئی ہے اور آپ کے لئے ہوئی ہے۔

تھلگ سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر سڑک ذرا اوپر اٹھی —— اور جب میں اوپر پہنچا تو آگے سڑک نہیں تھی —— صرف پتھروں کے ڈھیر تھے جو دریا کے اندر تک جا رہے تھے ..... یہی وہ مقام تھا جس کے بارے میں ہمیں سکردو میں بتایا گیا تھا کہ اسکولے سے ادھر سڑک گر گیا ہے —— یہاں دو جیپیں بھی کھڑی تھیں —— الٹ پارک کی گئی تھیں کیونکہ ان کے ڈرائیور کہیں دکھائی نہیں دیتے تھے شاید اسکولے تک گئے تھے۔

[illegible] کے پانیوں سے لبریز کر رہے تھے۔ میرا خیال تھا کہ وہ میرے پیچھے چلے آ رہے ہیں لیکن —— یہ میرا خیال ہی تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے "لائیے آپ کی بوتل بھی بھر دوں ——"

"میری بوتل میں تھلگ کے چشمے کا پانی ہے۔ ویسے خان صاحب مجھے بہت سارے میڈیکل ایکسپرٹس نے ہدایت کی تھی کہ شمال کے دریاؤں کا پانی نہیں پینا —— گلیشئرز کا پانی نہیں پینا۔ پینا ہے تو چشمے کا پانی پینا ہے —— اس ہدایت پر آپ کیوں عمل نہیں کر رہے؟؟"

"اس لئے کہ میڈیکل ایکسپرٹ بل شٹ ہوتے ہیں —— یہ احتیاطیں گوروں کے لئے ہیں۔ آپ بے خطر ہو کر میرے مشورے پر یہاں ہر قسم کا پانی پئیں۔ انشاء اللہ کچھ نہیں ہو گا۔" اور انہوں نے اپنے مشورے پر عمل کرتے ہوئے بوتل کو منہ لگا کر برالڈو کے پانیوں کی ایک لمبی ڈیک لگائی —— "چوہدری صاحب وحشی برالڈو کا پانی پیو۔ جوان ہو جاؤ گے ——"

"ہو جاؤ گے کا کیا مطلب —— ہم جوان ہیں"

"بس اس طرح کے جوان ہیں جس طرح ملکہ پکھراج کی لرزتی ہوئی قدیم آواز کہتی ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں —— " انہوں نے بوتل پھر منہ سے لگائی اور ایک اور لمبی ڈیک لگائی ——

"پی لو چوہدری صاحب آب حیات ہے"

چنانچہ میں نے تھنگل کے چشمے کا پانی برالڈو میں انڈیلا اور اس کا گدلا پانی بوتل میں بھرا اور پھر اسے ڈیک سٹائل میں جی بھر کے پیا ——

"کیسا ہے؟" خاں صاحب نے سر ہلایا۔

"جوان ہو گئے ہیں ——" میں نے کہا اور میں کسی حد تک درست کہہ رہا تھا کہ برالڈو کے ٹھنڈے ٹھار پانیوں نے میرے پورے بدن کو خنکی سے بھر دیا تھا —— خنکی سے اور زندگی سے ——

آگے جہاں سے سڑک پھر شروع ہوتی تھی وہاں تک نرم بجری اور پتھروں میں [illegible] تھا۔ شاہد صاحب درمیان میں اٹکے ہوئے تھے اور پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے۔

"[illegible] صاحب کیا حالات ہیں؟" میں نے دریا کی قربت کی وجہ سے چیخ کر پوچھا۔

"برے حالات ہیں۔" انہوں نے راستے سے توجہ ہٹائے بغیر کہا ——

آئندہ دنوں میں شاہد صاحب اور میرے درمیان یہ ڈائیلاگ اکثر دوہرایا گیا۔ میں کسی بلندی پر معلق خوفزدہ کھڑا ہوں اور نیچے سے آواز آتی ہے "مائی لیڈر کیا حالات ہیں؟" اور میں زیر لب کہتا ہوں "برے حالات ہیں ——"

اس چھوٹے سے امتحان کے بعد سڑک پھر ہموار تھی اور رواں رو تھی —— لیکن یکدم ایک عجیب منظر آنکھوں کے سامنے آیا۔ سڑک ایک وسیع میدان میں داخل ہوئی —— میدان اتنا بڑا تھا کہ یہاں سو دو سو خیمے باآسانی لگ سکتے تھے —— میدان کے کناروں کے نیچے برالڈو تھا جس کے پار ایک خوبصورت گاؤں تھا اور یہ گاؤں ذرا بلندی پر تھا —— میدان کے بائیں ہاتھ پر چند درخت تھے۔ ایک

کوٹھڑی تھی جو ان گھڑے پتھروں سے تعمیر کی گئی تھی اور پتھروں سے بنی ہوئی دو تین فٹ بلند چار دیواریاں تھیں جہاں خوراک پکتی تھی اور جہاں پورٹر سوتے تھے کہ یہ میدان اسکولے کی مشہور خیمہ گاہ تھی ——

اب یہ ویران پڑی تھی کیونکہ سڑک ٹوٹنے کی وجہ سے جو سکردو سے آتا تھا وہ ہماری طرح تھنگل میں ہی ٹھہر جاتا تھا —— اور جو اوپر سے آتا تھا وہ بھی یہاں شب بسری کی بجائے تھنگل میں جا بستا تھا کیونکہ جیپیں وہاں تک آتی تھیں۔

میدان کے درمیان میں ایک پرانا ڈرم پڑا تھا اور وہ ہوا کی تیزی سے ڈولتا تھا۔ یہ منظر جو سامنے آیا تو عجیب اس لئے نہ تھا کہ ہم اسکولے کی کیمپنگ گراونڈ کو دیکھ رہے تھے بلکہ اس لئے [illegible] تھا کہ ہم جس سڑک پر چلتے ہوئے آئے تھے اس کے عین آگے ایک پہاڑ تھا —— سڑک [illegible] یکلخت ختم ہوتی ہے جیسے پہلے تو تھی لیکن بعد میں اس پر پہاڑ گر پڑا ——

اسکولے روڈ بس یہاں تک آتی تھی اور ختم ہو جاتی تھی۔

[illegible]

کہ وہ گاؤں جو برالڈو کے پار بلندی پر ہرے بھرے کھیتوں میں چھپا ہوا تھا۔

اور ہم نے کدھر جانا ہے؟

آس پاس ویران تھا۔ کس سے پوچھتے کہ اسکولے کو کون سا راستہ جاتا ہے —— پھر اس پہاڑ کی چوٹی پر جو اسکولے روڈ کو بلاک کرتا تھا ہم نے چند ٹریکرز کو دیکھا جو نیچے آ رہے تھے اور ہم نے اس پہاڑ کی چوٹی تک جاتا ہوا ایک راستہ بھی دیکھا جو ایک ایسی سیڑھی کی طرح تھا جو آسمان کو جاتی ہے ——

خان صاحب نے بوتھی اوپر کر کے گردن کھجائی —— "چوہدری صاحب ابتدائے عشق میں ہی اس قسم کی کٹھن چڑھائی آ گئی ہے تو آگے کیا ہو گا؟"

"آگے جا کر دیکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ آگے کیا ہو گا —— خان صاحب آپ پہلے بسم اللہ کریں میں ذرا ٹھہر ٹھہر کر آؤں گا نظارے دیکھتا ہوا ——"

"نظارے دیکھتا ہوا یا ہر دو قدم پر سانس درست کرتا ہوا —— چوہدری

UrduPhoto.com

صاحب اب بھی وقت ہے واپس چلتے ہیں ـــــ"

"خاں صاحب ابھی ـــــ تو ـــــ میں ـــــ جوان ـــــ ہوں ـــــ" میں نے لمبے لمبے سانس کھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس پگڈنڈی پر چلنے لگا جو دس قدم کے فاصلے پر کسی ان سدھائے گھوڑے کی طرف الف ہو جاتی تھی ـــــ

یہ اسی قسم کی کُتّی چڑھائی تھی جو فیری میڈو جانے کے لئے تاتو گاؤں میں سے فنتوری تک آپ کو ذلیل کرتی ہے۔

میں ہر دو قدم پر رکنا تو چاہتا تھا لیکن اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں دو رکاوٹیں تھیں ـــــ ایک تو اوپر سے بھینسوں کے ایک ریوڑ کی طرح دڑ دڑ اترتے پورٹر جو کسی مہم کا سامان لا رہے تھے ـــــ یہ پورٹر تقریباً بھاگے چلے جا رہے تھے اور میں اپنے آپ کو بمشکل ان سے محفوظ رکھتا تھا۔ ان کے سامان کا حجم ایسا تھا کہ اس سے بچنے کے لئے مجھے کبڑا ہونا پڑتا تھا ـــــ دوسری رکاوٹ پگڈنڈی کا آسمان زاویہ تھا کہ آپ مناسب طریقے سے کھڑے نہیں ہو سکتے ـــــ کھڑے ہوں کے تو [illegible] ے چڑھتے ہوئے سانس کی آواز بھوں بھوں آ رہی تھی اس راستے پر رینگتا رہا ـــــ بالآخر اس کا اختتام ہوا ـــــ

UrduPhoto.com

اوپر سرسبز کھیت تھے جو برفپوش چوٹیوں کے قریب تھے۔ اور ان کھیتوں میں گلابی قالین بچھے تھے یعنی وہی گلابی پھولوں والی فصلیں ـــــ اور ان سے پرے جہاں چٹانیں بہت آگے کو آ چکی تھیں وہاں اسکولے تھا ـــــ

لیکن اسکولے ابھی نہیں ـــــ ابھی میں اپنا سانس درست کرنا چاہتا تھا ـــــ پانی پینا چاہتا تھا ـــــ ایک چاکلیٹ کھانا چاہتا تھا تاکہ میں ہوش میں آسکوں ـــــ ابھی اسکولے تک نہیں پہنچے تھے اور ہمارا یہ حال تھا ـــــ میری امی کہا کرتی تھیں کہ "ابھی ایک کوس چلے نہیں اور بابا جی مجھے پیاس لگی ہے ـــــ"

میں گھاس پر لیٹا ریلیکس کر رہا تھا کہ اسکولے کی جانب سے دو گورے نزیکر نمودار ہوئے۔ وہ امریکی تھے۔ میاں بیوی تھے اور خاصے معمر تھے ـــــ

"ہیلو ـــــ" ان دونوں نے دور سے ہاتھ ہلایا پھر قریب آ گئے "کہاں جا

رہے ہو؟"

"کنکورڈیا ——"

"ابھی تمہیں بہت سفر کرنا ہے ——" وہ تھکے ہوئے خوشگوار چہروں والے میاں بیوی تھے۔ اور جب وہ اس آسمانی سیڑھی سے نیچے جانے لگے تو رکے اور بابا جی مڑ کر کہنے لگے "ینگ مین اگر تم کنکورڈیا پہنچنا چاہتے ہو تو اپنے سفر کا آغاز کر دو۔ یوں لیٹے رہنے سے کام نہیں چلے گا۔" مجھے پہلے تو سخت غصہ آیا کہ یہ گوری اقوام تیسری دنیا کی قوموں کو مزے کرتا بھی نہیں دیکھ سکتیں اور پھر یہ غصہ اس لئے ٹھنڈا ہو گیا کہ کم از کم انہوں نے مجھے "ینگ مین" کہہ کر پکارا تھا۔ چنانچہ ینگ مین اٹھا کمربستہ ہوا اور اسکردو کی طرف چلنے لگا۔ اب یہ راستہ گلابی کھیتوں میں سے تھا، کناروں کی پگڈنڈیوں پر تھا —— گاؤں کے چند گھر کبھی دکھائی دینے لگتے اور کبھی ان گلابی کھیتوں میں روپوش ہو جاتے۔

اور واپسی پر میں نے ان گلابی فصلوں کے بارے میں تھوڑی سی تحقیق کی۔ [illegible] بلندی پر اگنے والی گندم —— اسے انگریزی میں "بک وہیٹ" کہتے ہیں اور مقامی زبان میں ایک نام "بیاؤس" ہے —— اس کی روٹی قدرے سیاہی مائل ہوتی ہے اور ذائقے میں دیسی گندم سے کمتر ہوتی ہے —— اس گندم کے گلابی کھیت تھنگل سے شروع ہوئے تھے اور اب ادھر اسکولے کے نواح میں اور برالدو گورج سے پار جو گاؤں تھے ان کے آس پاس اور دور دور تک دکھائی دے رہے تھے —— میرے ذہن میں اسکولے کی جو تصویر بچی ہے اس میں ان کھیتوں کا گلابی رنگ ابھی تک نمایاں ہو رہا ہے —— اور ایک تصویر جو ذہن میں نہیں میری البم میں ہے اس میں یہ گلاب کھیت ہیں۔ کچھ سبزہ ہے اور بلند نیلگوں چوٹیاں بادلوں میں ملفوف ہیں اور کھیتوں کے درمیان ایک شوخ رنگ کا سرخ نشان ہے —— جو شاہد کی سرخ جیکٹ ہے —— اور ظاہر ہے اس میں شاہد بھی ہے ——

ہوا تھوڑی سی خالی لگتی تھی، اسے اپنے اندر کھینچنے کے لئے تردد کرنا پڑتا تھا۔

UrduPhoto.com

''شمال کا آخری گاؤں ـــــ اشکلے بھئی اسکولے''

کسی کوہ نورد کے لئے، خانہ بدوش کے لئے، سیاح کے لئے کوئی شہر یا قصبہ یا مقام اپنی دنیاوی حیثیت یا بڑائی کی وجہ سے پرکشش نہیں ہوتا بلکہ اس کی پسندیدگی کے عوامل قطعی مختلف ہوتے ہیں اور یہ عوامل بھی ہر ایک کے لئے الگ الگ ہوتے ہیں ـــــ مرکزی افریقہ کا شہر ٹمبکٹو ایک غیر اہم صحرائی بستی ہے۔ لیکن ایک زمانے میں یہ آوارہ گردوں کا خواب ٹمبکٹو ہوتا تھا اور اس خواب کے پیچھے لوگوں نے صحرا میں جانیں دے ڈالیں۔ کوہ کیلاش، جھیل مانسرور، لاہسا، اولان باتور، ہنزہ، فرغانہ، [illegible] آوارہ گردوں کے دھڑکنوں کو بے قابو کر دیتے ہیں اور انہیں بے خواب کر دیتے ہیں۔ ان ناموں میں کیا ہے [illegible] کا تجزیہ نہیں ہو سکتا ـــــ

اسکولے کے نام میں بھی کیا ہے؟

اس کا بھی تجزیہ نہیں ہو سکتا۔

بہت عرصہ پہلے جب شمال کے ایک سفر میں ایک کوہ نورد نے کہا کہ میں اسکولے سے آ رہا ہوں تو میں بہت دیر تک اسے دیکھتا رہا کہ اس نے یہ کیا نام لیا ہے ـــــ اس وقت میں اسے اشکولے سمجھتا تھا۔ میں نے سوچا کہ کیا خوبصورت اشک آور نام ہے ـــــ جیسے اشک آباد ـــــ جیسے .... جیسے کچھ بھی نہیں ـــــ بس اشکولے ـــــ

شمال کا آخری گاؤں ـــــ

پتھر اور برف کے ویرانے سے ادھر آخری بستی ـــــ

اور اس زمانے میں وہاں تک جیپ بھی نہیں جاتی تھی ـــــ ''تہذیب'' کی

UrduPhoto.com

حد آخر پر معلق چند کچے گھر ـــــ

جس کا تذکرہ قدیم سفرناموں میں بھی ملتا ہے ـــــ اسکولے ـــــ

جی ہاں میں اسکولے کے قریب ہو رہا تھا تو گویا ایک آوارہ گرد کے خواب کے قریب ہو رہا تھا ـــــ وہ میرے حواس پر اثر انداز ہو رہا تھا۔ اور پھر میں نے کھیتوں کی گلابی رنگت میں سے نکلتے ہوئے سفیدے کے چند درخت دیکھے ـــــ ہموار چھتوں کا ایک کچا پتھریلا گاؤں دیکھا جس میں گھر زیادہ نہیں تھے۔ اور ان چھتوں پر شہتوت کی شاخوں سے بنے ہوئے چھوٹے مستطیل کمرے دیکھے اور اس قسم کی بناوٹ میں نے شمال میں کہیں اور نہیں دیکھی تھی۔ شاخوں سے بنائے ہوئے یہ برساتی نما چھجے گرمیوں کے موسم میں چھت پر سونے اور خوراک کو سٹور کرنے کے کام آتے ہیں.... کیا اسکولے میں اتنی گرمی ہو سکتی ہے کہ وہاں کے لوگ چھت پر سوتے ہوں ـــــ شائد ایسا ہو ـــــ سردیوں کے شدید منجمد کرنے والے موسموں کے بعد کوئی بھی دھوپ والا دن ان کو گرم لگتا ہو ـــــ اسکولے [illegible] ـــــ اس کی ایک ڈھلوان گلی میں آیا تو ـــــ گویا اہل اسکولے بیدار ہو گئے۔ وہ گہری نیند میں تھے اور انہیں یہ احساس ہوا کہ باہر ہماری کچی گلی میں ـــــ ایک حیران اور تھکا ہوا کوہ نورد داخل ہوا ہے اور وہ صرف اس لئے آیا ہے کہ جب اس کی آنکھیں مدھم ہونے لگیں اور جب وہ اپنی بستر پر پڑا ہو جہاں سے آج تک کوئی نہیں اٹھا تو وہ اپنے گرد کھڑے بچوں کو اور ان کے بچوں کو بتا سکے کہ ـــــ میں اسکولے میں تھا ـــــ

اور اسی لئے وہ روشن دانوں سے اور چوکور سوراخوں سے جھانکنے لگے۔ چوکھٹوں پر آکر کھڑے ہو گئے۔ شہتوت کی شاخوں کے پیچھے چہروں کے شائبے ہونے لگے ـــــ

یہ میرے لئے اور صرف میرے لئے اہل اسکولے کا خوش آمدید تھا۔

وہاں میں نے اپنے اردگرد ایسے چہرے دیکھے جن میں ایک ایک چہرہ پورا اسکولے تھا ـــــ عجیب لباس تھے۔ عجیب زیور تھے ـــــ ان میں سے بیشتر نے

گھروں میں کھڈیوں پر بنائے ہوئے اونی چوغے پہن رکھے تھے۔ سیاہ چوغوں پر ازحد خوبصورت اور پرانے طرز کی شوخ رنگوں کی کڑھائی تھی —— عورتوں نے رنگین دھاگوں کی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں اور ان کے بال منکوں اور سیپیوں میں گندھے ہوئے مینڈھیوں کی صورت میں ان کے شانوں پر پڑے تھے۔ وہ خوش شکل تھیں اور ان کے چہرے سرے اور مہندی کے بیل بوٹوں سے سجے تھے۔ سفید رنگت پر سیاہ نقش و نگار کچھ ایسے تھے جو میں نے وادی کیلاش میں اور وادی پھنڈر سے پرے چند دیہات میں دیکھے تھے لیکن یہاں اسکولے میں جو کچھ میں نے دیکھا وہ یقیناً چند روز کے لئے ہے ——

یہاں اب جیپ آ رہی تھی۔

اور اب یہاں نیا زمانہ آئے گا۔

وہاں ایسے چہرے بھی تھے جنہوں نے پتہ نہیں کتنے موسم اور کن کن زمانوں کے موسم دیکھے تھے۔ ایک تاریک گھر کے اندر سے ایک بہت ہی بزرگ خاتون دھوپ میں آئی اور مجھے خدشہ ہوا کہ یہاں پگھل جائیں گی [illegible] ان کی لاتعداد [illegible] تھیں اور پوپلے منہ سے مسکراتی تھیں ——

"اسکولے نام ہے چھوٹے چھوٹے گلستانوں کا جو صحرا سے حاصل کیے گئے ہیں —— یہ دنیا کا آخری گاؤں ہے اور آپ ایمانداری سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ دنیا کے آخری سرے پر پہنچ گئے ہیں"

(اے۔ گوسنا)

اور دنیا کے آخری سرے پر میں نے ایک چہرہ ایسا بھی دیکھا —— جو شائد اسکولے کا پہلا چہرہ تھا۔ پہلی شکل تھی —— اب بھی ہے —— یقیناً جب سینکڑوں برس پیشتر مارکوپولو یا ابن بطوطہ کسی بلند چینی درے میں واقع کسی ناآشنا کوہستانی بستی میں داخل ہوئے ہوں گے تو اس چہرے نے انہیں بھی دیکھا ہو گا —— ان کے لباس بھی ایسے ہی ہوں گے —— کہ کئی خواتین نے جو بوٹ پہن رکھے تھے وہ انہوں نے خود بنائے تھے اور ان پر کشیدہ کاری کی تھی —— اور ان کے چاندی

UrduPhoto.com

کے زیور بھی ایسے ہوں گے ——

اسکولے ایک گذرا ہوا زمانہ ہے ——

اصحاب کہف ایسے لوگوں کی بستی —— باہر اور زمانہ ہے۔

"اسکولے میں راستے بے نام ہیں۔ مکانوں کے نمبر نہیں۔ نہ پیدائش کہیں درج ہوتی ہے اور نہ موت۔ اسی لئے میں بھی وہاں پہنچ کر اپنا نام اور وجود بھول جاتا ہوں"

(میسنر)

ایک عجیب اور نا آشنا سی مخلوق میرے قریب آ رہی تھی۔ میں انہیں دیکھتا تھا تو بے یقینی میں سر جھٹکتا تھا۔ شائد میں ایک اور زمانے میں آ گیا تھا۔ کسی ٹائم مشین کے کرشمے سے —— یا پھر اسکولے ایک بہت بڑا سیٹ تھا اور یہ اداکار تھے جو گئے وقتوں کے لباس پہنے قدیم زمانوں کا میک اپ کئے مجھے اس لئے حیرت سے تکتے تھے کہ اس ڈرامے میں اس کا تو کوئی کردار نہیں، کوئی رول نہیں —— یہ کاسٹ میں شامل [illegible]

UrduPhoto.com

دو بچیاں اور چار پانچ خوش شکل اور خوش وضع لڑکیاں اپنی زبان میں کچھ کہتی تھیں —— مجھے بلاتی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں موٹی اون سے بنے ہوئے مختلف ڈیزائن کے ٹکڑے تھے جن پر بہت رنگین دھاگوں سے ایسے پھول بوٹے اور نقش کاڑھے ہوئے تھے جو اپنی طرز میں یکتا تھے۔ انہوں نے اسکولے کی اس خصوصی ہینڈی کرافٹ کے نمونے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہروں کے آگے اس طرح اٹھا رکھے تھے جیسے آئینہ دکھاتی ہوں —— رنگ برنگے تبتی طرز کے بوٹوں کے گول اور چوکور آئینے جن کے پیچھے گل بہار شکلیں تھیں —— میں مسکراتا اور ان سے پوچھتا کہ یہ کیا ہے اور وہ اپنی زبان میں کچھ کہتیں اور پھر مجھ پر کھلا کہ وہ فقرے کے آخر میں "تو ڈالرز" کہتی ہیں۔ چنانچہ یہ میرے لئے اور صرف میرے لئے اہل اسکولے کا خوش آمدید نہیں تھا۔

یہاں کا رواج تھا کہ جب بھی کوئی کوہ پیما یا کوہ نورد اس بستی میں داخل ہوتا ہے تو لوگ اسے دیکھنے آتے ہیں اور اپنی دستکاریاں اسے دکھانے آتے ہیں

میں نے دو نہایت خوش رنگ ٹکڑے خریدے اور انہیں اپنے رک سیک میں سنبھال لیا —— آج بھی میں انہیں سونگھتا ہوں تو ان میں بو ہوتی ہے —— ایک ناگوار بو جو مجھے اسکولے لے جاتی ہے —— اون کی بو —— دھوئیں اور گندے بدنوں کی بو —— لیکن یہ بو میرے آفٹر شیو لوشن کی مہک سے کہیں زیادہ پرکشش ہے کہ یہ مجھے اسکولے لے جاتی ہے اور وہ مہک مجھے کہیں بھی لے کر نہیں جاتی۔

اسکولے کے قصبے کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہاں کے باشندوں کا واسطہ چونکہ صرف غیر ملکی لوگوں سے پڑتا ہے اس لئے وہاں بڑے تو کیا چھوٹے بچے بھی انگریزی کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں جب کہ اردو ان کے لئے بالکل نامانوس ہے ——

"انگریز انگریز —— " وہ مجھ سے پوچھ رہی تھیں ——

یہاں پر مجھے مشابروم کے دامن میں واقع دور افتادہ قصبہ ہوشے یاد آیا —— [illegible] اور انہوں نے بھی مجھے اور میرے خاندان کو دیکھ کر "انگریز انگریز" کا شور مچایا تھا —— اس پر میری [illegible] بے حد سیخ پا ہوئی تھیں اور انہوں نے ایک بڑی اماں کا کندھا پکڑ کر خوب زور زور سے [illegible] کر کہا تھا —— "خبردار جو ہمیں انگریز کہا تو —— ہم پاکستانی ہیں —— مسلمان ——

UrduPhoto.com

"وہ نہیں تھیں —— پاکستانی" میں نے دور سے ہی کہا اگرچہ دل چاہتا تھا کہ کندھا پکڑ کر ہی کہا جائے۔

اس دوران چند اور لوگ آ گئے۔ یہ ذرا تہذیب یافتہ حضرات تھے۔ صاف ستھرے کپڑے، سر پر چترالی ٹوپیاں اور انہوں نے ذرا ناگواری سے میری طرف دیکھا اور پھر مزید ناگواری سے ان بچوں اور لڑکیوں اور بوڑھی اماؤں کو دیکھا جو میرے ساتھ صرف اس لئے فرینڈلی ہو رہی تھیں کہ ان کا خیال تھا کہ میں کافر انگریز ہوں —— انہیں بتایا گیا کہ یوں تو اس کوہ نورد کا لباس ویسا ہی ہے جیسا کہ گورے نیکر پہنتے ہیں لیکن یہ انگریز نہیں پاکستانی ہے —— اس لئے احتیاط لازم

ہے ــــــ اس خاموش وارننگ کے بعد بھی وہ اپنے گھروں کے اندر نہیں گئیں بلکہ دیوار کے ساتھ لگ کر مجھے دیکھتی رہیں ــــــ ان کے چہروں پر بے یقینی تھی کیونکہ ادھر سے پاکستانی فوجی افسر اور ٹھیکیدار وغیرہ تو گذرتے تھے ــــــ پاکستانی کوہ نورد کم ہی گذرتے تھے ــــــ

میں نے جو چہرے اور لباس دیکھے تھے وہ اتنے منفرد اور کمال کے تھے کہ میں ان کے سامنے اپنے کیمرے لانا چاہتا تھا۔

"فوٹو ــــــ" میں نے ایک دو تہذیب یافتہ حضرات سے بے حد ادب آداب سے دریافت کیا۔

"نو فوٹو ــــــ" انہوں نے تیوری چڑھا کر کہا۔

مجھے محسوس ہوا کہ یہاں بھی وادی کیلاش والا سسٹم ہے یعنی ــــــ ویسے تو بالکل نو فوٹو ــــــ اور کیمرہ دیکھتے ہی چہرہ دوسری جانب یا پتھر ہاتھ میں ــــــ البتہ دس دس روپے کے دو چار نوٹ وار دیئے تو [illegible] فوٹو [illegible] ان سے سہولت بھی [illegible] میں ہی ہوتی ہے [illegible]

"بالکل نو فوٹو ــــــ" میں نے مسکرا کر نہایت بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا اور آگے چلنے لگا۔ غلام نے تھنگل سے روانگی کے وقت اعلان کیا تھا کہ دوپہر کا لانچ اسکولے [illegible] میں ہوگا لیکن نہ تو وہ کوئی [illegible] رہا تھا اور نہ ہی ہمارے اٹھارہ پورٹرز میں سے کسی کی شکل نظر آ رہی تھی۔

تھوڑی سی چڑھائی آئی اور پھر "اسکولے چوک" آ گیا ــــــ یعنی اس گاؤں کا مرکز۔ ایک چھوٹی سی خانقاہ پر ایک پھٹا ہوا سیاہ جھنڈا۔ اس کے برآمدے میں چند بوڑھے اور ایک کچی گلی جس کے درمیان میں ایک نالی اور یہ گلی گاؤں سے باہر جاتی ہوئی ــــــ اس چوک میں باقاعدہ رونق تھی۔ عامر، ڈاکٹر صاحب اور میاں صاحب ایک درخت کے تنے پر بیٹھے میرا خیال تھا کہ میرا انتظار کرتے تھے ــــــ ان کے عین سامنے تین نوجوان ہسپانوی دوشیزائیں شوخ رنگوں کے ٹریکنگ سوٹس میں ملبوس مغموم حالت میں بیٹھی تھیں اور ان کی مغمومیت کا سبب ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تین پاکستانی جوان نہیں تھے ــــــ

UrduPhoto.com

"ان بے چاریوں کے پاسپورٹ گم ہو گئے ہیں ——" عامر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کنکورڈیا سے آ رہی تھیں۔ یہاں اسکولے میں پاکستانی فوج کے دو جوان غیر ملکیوں کے کاغذات چیک کرتے ہیں۔ یہ بے چاریاں یہاں بیٹھی سستا رہی تھیں کہ کسی نے ان کے پاسپورٹوں والا بیگ اٹھا لیا ——" ڈاکٹر صاحب نے اطلاع دی۔

"لیکن آپ یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں ——"

"آخر انسانی ہمدردی بھی کوئی چیز ہوتی ہے تارڑ صاحب —— جب تک ان کے پاسپورٹ نہیں مل جاتے ہم یونہی ان کے سامنے بیٹھے انہیں دیکھتے رہیں گے"

فوجی جوان ہمارے پاس آ گیا —— "اسکولے میں چوری چکاری بالکل نہیں ہے جی۔ ایماندار لوگ ہیں۔ بیگ کسی بچے نے شرارت سے اٹھا لیا ہے مل جائے گا —— ویسے یہاں کوئی چوری کر کے جائے گا کہاں [illegible] تو پتہ چل جائے گا"

[illegible] صاحب آپ کے چیف کا تو [illegible] ہو رہا ہے ——"

"ہائے ہائے بے چاریاں ——" سب نے ٹھنڈی آہیں بھر کے ہسپانوی بے چاریوں کو خوب اچھی طرح آنکھوں میں سمویا اور پھر خود بھی مغموم ہو کر چلنے لگے ——

دائیں جانب کھیتوں کا ایک وسیع سلسلہ تھا اور یہ وہاں ختم ہوتا تھا جہاں نیچے گہرائی میں ایک چوڑے پاٹ میں برالدو تھا اور پھر اسی بلندی پر جس پر ہم تھے اور اسکولے تھا ایک خوبصورت گاؤں دکھائی دے رہا تھا جس کے اوپر نیلے برفپوش پہاڑوں کا ایک سلسلہ تھا۔ کھیتوں میں اسکولے کے خاص لباس پہنے ایک ماں اور بچہ ساگ اکٹھا کر رہے تھے۔ میں نے کیمرہ ادھر کیا تو "نو نو نو۔ نو نو نو ——" اور دونوں کھیت میں غائب ——

"کیوں جی کیسا ہے اسکولے؟" میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"اچھے بھلی اسکولے کے ——" میاں صاحب بولے۔

"یہاں ایک رات رہنا چاہئے تھا ——" عامر نے کہا۔

"لوگوں کی صحت اچھی ہے —" ڈاکٹر صاحب کا خیال تھا۔

"ویسے صحت تو ان کی بھی اچھی تھی ہسپانوی بے چاریوں کی —" میاں صاحب نے اسکولے کی برفانی ہوا سے بھی زیادہ سرد آہ بھری۔

"ویسے آپ میں سے کسی نے غلام کو یا مم کے پورے سامان کو دیکھا ہے؟"

"ہاں — وہ اسکولے سے باہر ایک پہاڑی چشمے کے قریب ہمارا انتظار کرے گا —"

اسکولے کا آخری گھر آیا — اور یہ تہذیب کا آخری گھر تھا۔

اسکولے کا آخری کھیت آیا — اور اس سے پرے راستہ پگڈنڈی میں بدلتا تھا اور پہاڑ کے پہلو سے لگ کر اوپر اٹھتا تھا —

میں یہاں رکا اور پھر مڑ کر اسکولے کو دیکھا —

اور پچھلی شب میں نے اسکولے کو بھی خواب میں دیکھا —

[illegible] کوئی انسانی آبادی نہیں ہے۔ اور اس کے آخری کھیت کے بعد ایک اور جہان شروع ہو جاتا ہے اور اس جہان کے اندر صرف وہ جاتے ہیں جن کے دماغوں میں فتور ہوتا ہے اور آنکھوں میں وحشت ہوتی ہے —

اور اس کے آخری کھیت کے بعد ایک اور جہان شروع ہو جاتا ہے —

UrduPhoto.com

"قراقرم کے دل میں ایک ناقابل یقین میدان"

اور اس جہان میں جب ہم داخل ہوتے ہیں اور پانی کی ایک نالی کے ساتھ ساتھ چلتے جاتے ہیں اور ہمارے سروں پر ایک بلند اور سیدھا پہاڑ ہے تو ہمیں چند بڑے بڑے پتھر دکھائی دیتے ہیں اور ان کے آس پاس ہمارے رنگ برنگے رک سیک ہیں۔ [illegible] میں تانبے اور گھی کے کنستر ہیں اور چولہے جل رہے ہیں اور ان پر رکھی کیتلیوں میں سے بھاپ اٹھ رہی ہے۔ اور اوپر سے ایک چھوٹی سی آبشار [illegible] صورت ایک چشمہ [illegible] اپنے چہرے بھگوتے ہیں تو [illegible] کی قبریں [illegible] ہوئی زندگی مل جاتی ہے جس میں تھکاوٹ اور پژمردگی نام کو نہیں —— یہ بڑے بڑے پتھر اور ہمارا سامان ایک ایسے خطرناک کنارے پر ہیں جس کے نیچے دیکھنے سے آنکھیں گرتی ہیں —— نیچے ایک بہت وسیع گذرگاہ میں دریائے برالدو بہتا ہے اور اس کا شور ہم تک نہیں پہنچتا اور گذرگاہ سے پرے ایک عظیم صحرائی وسعت ہے اور وہ اوپر اٹھتی ہے ان نیلے پہاڑوں کو چھونے کے لئے جو یہاں سے نظر آ رہے ہیں اور یہ غالباً ماشوگسار کا سلسلہ کوہ ہے ——

"صاحب بکرا ——"

میں ابھی اپنا منی رک سیک اتار نہیں پایا کہ غلام میرے سر پر موجود کہ صاحب بکرا ——

"اب کوئی اور بکرا آ گیا ہے ——"

"نہیں صاحب وہی پرانا بکرا —— اسکولے سے خریدیں گے ——"

"اسکولے تو پیچھے رہ گیا ہے ——"

"دو پورٹر جائیں گے اور بکرا اٹھا کر لائیں گے ——"

”نہیں نہیں میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ بے چارے پورٹرز اتنی دور واپس جائیں اور پھر بکرے کو کندھوں پر اٹھا کر لائیں ـــــ“

”نہیں صاحب وہ بہت خوش ہو کر بکرا لائے گا ـــــ“

”یار کہیں آگے سے بکرا خرید لیں گے ـــــ“

غلام محمد نے چونک کر مجھے دیکھا۔ پھر اس کی آنکھیں ذرا زیادہ کھل گئیں اور ایک تیز تلخی بگڑی ہنسی پہاڑوں میں تیر کی طرح تیرتی گئی ـــــ ”آگے سے۔ آگے تو کچھ بھی نہیں ـــــ اسکولے آخری گاؤں ہے ـــــ“

”کتنے کا ملے گا؟“

غلام نے مختلف پورٹرز سے معلومات حاصل کیں اور پھر واپس آگیا ”کوئی اٹھارہ سو روپے کا ـــــ“

”اٹھارہ سو روپے کا؟ ـــــ بہت مہنگا ہے ـــــ کوئی سستا بکرا نہیں مل سکتا؟“

”صاحب ـــــ اگر [illegible] جتنا [illegible] مہدی کے پاس [illegible] تا ہے اور وہ قیمت مقرر کر دیتا ہے اور کم نہیں کرتا ـــــ“

میں [illegible] حاجی مہدی کے بارے میں بہت داستانیں سن چکا تھا ـــــ اسکولے کا نمبردار۔ متعدد بیویاں ـــ بے شمار بچے اور مشہور کوہ پیماؤں کا دوست ـــــ

”تو کیا ایک بکرا ہم سب [illegible] ہو گا“

”آپ کو پہلے بھی بولا ہے کہ یہ بکرا صرف پورٹرز کھائے گا۔ آپ نے کھانا ہے تو ایک اور بکرا لو ـــــ“

”ہاں جتنا بجٹ ہے اس کے بکرے کھا کر لاہور واپس چلے جائیں ـــــ دیکھو غلام ہم پورٹرز کو گورنمنٹ ریٹس دے رہے ہیں۔ تمام سہولتیں دے رہے ہیں تو بیچ میں یہ بکرا کہاں سے آگیا ـــــ“

”یہ رواج ہے صاحب ـــــ“

”اور اگر ہم بکرا نہ دیں تو؟“

”یہ ادھر بوجھ چھوڑ کر چلا جائے گا ـــــ“

”مرغی سے کام نہیں چلے گا ـــــ“ میں نے ہنس کر کہا اور اس کے جواب

میں غلام ہنسنے کو تھا کہ میں نے ہاتھ اٹھا کر فوراً روک دیا "آپ ایسا کرو کہ پورٹر سے کہو کہ ٹریک کے خاتمے پر ہم سب کو فی بندہ پچاس روپے زیادہ دے گا بکرے کے لئے ——"

اس آفر کے بارے میں خاصی بحث ہوتی رہی اور بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ بکرے کی بجائے پچاس روپے فی پورٹر زائد ——

"ویسے اگر ہم بکرا خرید لیتے تو یہ اسے پائیو تک کیسے لے کر جاتے ——" میں نے پوچھا۔

"صاحب یہ تو دیکھنے والا منظر ہوتا ہے —— بکرا کبھی چلتا ہے۔ کبھی پورٹر اٹھاتا ہے اور کبھی دریا میں تیرتا ہے —— اچھا تو اگر مرغی خریدنا ہے تو ابھی بتاؤ اسکولے سے ملے گا ——"

"نہیں مرغی ہمارے پاس بہت ہے"

"کہاں ہے؟"

"ٹن کے ڈبوں میں ——" میں ایک طرف ہو گیا "اور پھر کھانے کو کیا ملے گا؟"

"ابھی ملے گا —— کریکر کے ساتھ سارڈین مچھلی ملے گا۔ پنیر ملے گا، بسکٹ ملے گا اور چائے ملے گا —— حلوہ اس کے بعد ملے گا ——"

ہمیں یہ سب کچھ ملا اور آبشار کا ٹھنڈا پانی ملا اور ایک پھیلاؤ میں ایک بڑی وسعت میں جو سرد ہوا تھی وہ سانس لینے کے لئے ملی۔ صرف کبھی کبھی ہم اس پگڈنڈی کو مڑ کر دیکھتے تھے جس پر چلتے ہوئے ہم اسکولے سے آئے تھے اور یہاں سے آخری کھیت دکھائی دیتا تھا.... اور ہم سمجھ جاتے تھے کہ ہم آخری آبادی سے نکل آئے ہیں اور آگے ویرانہ ہے —— آج چونکہ پیدل سفر کا پہلا دن تھا اس لئے ہر شخص فکر مند تھا کہ پتہ نہیں آج وہ کیسا چلے گا —— لیکن ابھی تک صورت حال خاصی حوصلہ افزا تھی —— لیکن ابھی تو ابتدائے عشق تھی ——

کھانے کے بعد سفر جاری رکھنے کے لئے اٹھے تو ڈاکٹر صاحب نے اسکولے کی جانب دیکھ کر ایک آہ سرد بھری۔ پھر عاصم نے "ہائے ہائے" کہہ کر اپنا رک

UrduPhoto.com

سیک اٹھایا اور آخر میں میاں صاحب نے سر ہلا کر کہا "پتہ نہیں ان بے چاریوں کو پاسپورٹ ملے ہیں یا نہیں ——"

"کن بے چاریوں کو؟" مرزا صاحب نے براللڈو کی تصویر اتارتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

ڈاکٹر صاحب نے اس آہ سرد کو دوبارہ بھرا "آپ کو کیا بتائیں کہ کن بے چاریوں کو مرزا صاحب —— ہائے ہائے وہ کوئی بے چاریاں تھیں ——"

"کہاں تھیں؟"

"اسکولے میں ——"

"سر آپ پلیز ہمیں بھی بتا دیا کیجئے جب اس قسم کا کوئی کیس ہوتا ہے ——"

مرزا صاحب نے شکایت آمیز لہجے میں کہا —— "لیکن یہ دیکھ لیا کیجئے کہ شاید بھائی جان کہیں آس پاس نہ ہوں۔ آفٹر آل میرے بہنوئی ہیں —— اور سر بہت زیادہ بے چاریاں تھیں؟"

"ہاں بہت زیادہ"

تھکے ہوئے بدن کو چونکہ آرام ملا تھا' خوراک ملی تھی اس لئے ابھی چال میں روانی نہیں آئی تھی۔ پورٹر حضرات ایک ایک کر کے ہم سے آگے نکل گئے کبھی نظر آ جاتے کبھی غائب ہو جاتے بالآخر کہیں پہاڑوں کے اندر گئے اور گم ہو گئے۔

بلتی پورٹرز کا طریقہ کار مجھے پسند نہیں آیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہم سب ایک ٹیم کی طرح سفر کریں گے۔ راستے میں جو بھی مصیبت آئے گی۔ مشکل مقام آئیں گے ان میں وہ ہمارے مددگار ثابت ہوں گے۔ میں ان کی ذاتی زندگی اور خاندان کے بارے میں جانوں گا اور ہر شام ہم دوستی کریں گے۔ داستانیں کہیں گے۔ یہ پہاڑ کون سا ہے؟ یہ کس وادی کو راستہ جاتا ہے۔ آپ کن کن مہموں کے ساتھ جا چکے ہیں —— کون سے کوہ پیما کو جانتے ہیں —— پورٹر کی زندگی میں خوشی کب آتی ہے اور غمی کو کیسے سہارتا ہے —— لیکن یہ میرا خیال تھا —— بلتی پورٹر آپ کے ساتھ زیادہ فرینڈلی نہیں ہوتا۔ وہ صبح سویرے اپنا بوجھ اٹھاتا ہے اور منزلیں مارتا

UrduPhoto.com

اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس کے خیال کے مطابق رات بسر ہو گی —— اسے کچھ پرواہ نہیں کہ آپ اس مقام پر پہنچتے ہیں یا نہیں —— یہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے —— آپ بے شک راستے میں ٹانگ تڑوا کے بیٹھ جائیں۔ بیمار ہو جائیں یا نڈھال ہو کر بے ہوش ہو جائیں اس نے اگر پائیو پہنچنا ہے تو وہ پائیو پہنچ کر ہی دم لے گا —— شاید یہ بڑی مہموں کا رویہ ہے جن میں سینکڑوں پورٹر ہوتے ہیں اور ٹیم ممبران کے ساتھ زیادہ میل ملاپ پسند نہیں کرتے —— اس لئے ان کی عادت بن گئی ہے کہ صاحب لوگوں سے دور دور رہیں ——

ہم پہاڑ سے نیچے اترنے لگے اور نیچے چھوٹے پتھر اور پہاڑی مٹی کے تودے تھے۔ دریا کی سطح پر ہم پہنچے تھے لیکن دریا یہاں سے پرے بہہ رہا تھا۔ دور سے دیکھا کہ ایک پتھر پر غلام لیٹا ہوا ہے اور شاہد صاحب اپنے سفید ہیٹ سے پنکھا جھل رہے ہیں۔ ہم تیز تیز چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچے۔ غلام کا چہرہ بالکل پیلا پھٹک ہو رہا تھا اور وہ آنکھیں بند کیے [illegible] رہا تھا [illegible] ہے۔ صبح کا پانچ [illegible] سے پیچش لگ گئی ہے۔ شاہد نے بتایا۔

"اب کیا ہو گا؟"

"کچھ نہیں ہو گا ——" غلام نے فوراً آنکھیں کھول دیں "ہم نے گولی کھایا ہے ٹھیک ہو جائے گا ——"

میرا دل بیٹھ رہا تھا اس لئے نہیں کہ غلام محمد کو یوں بیمار دیکھ کر میرے دل پر دکھی انسانیت کا بوجھ پڑ گیا تھا بلکہ میں تو اپنی مہم کے بارے میں فکر مند تھا —— آج صبح خالد صاحب پر بلندی نے اثر کیا اور وہ سکردو واپس اور اب دوپہر کو ابھی ہم اسکولے سے نکلے نہیں اور ہمارا اگلا گائیڈ اور نمبردار پتھر پر لیٹا ہائے ہائے کر رہا ہے ——

"یہ اٹیک کب ہوا غلام؟"

"یہ تو اس روز شروع ہوا تھا سکردو میں صاحب —— آپ کو یاد ہے میں لوٹے کو سینے سے لگا کر رکھتا تھا ——"

"بخار بھی ہے ——"

"ٹھیک ہو جائے گا صاحب ـــــ آپ چلو"

"اور اگر تم ٹھیک نہ ہوئے تو کیا پورٹرز میں سے کوئی ایسا ہے جو کک کر سکے اور گائیڈ کا کام بھی کرے ـــــ"

"میں ٹھیک ہوں ـــــ" وہ چھلانگ مار کر اٹھ بیٹھا "ابھی چلتا ہے ـــــ"

میں نے اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے دیکھے جو زردی پر تیرتے تھے

"نہیں تم ٹھیک نہیں ہو ـــــ"

"ڈس کر دکھاؤں ـــــ ہی ہی ـــــ"

اس نے اپنا بوجھ اٹھایا اور پھر چلنے لگا۔

اور اب میں نے پہلی مرتبہ دھیان راستے کی طرف کیا اور میں یقین نہ کر سکا کہ سامنے ایک سیدھی چٹان تھی آسمان سے سرگوشیاں کرتی ہوئی اور اس پر ایک آسمانی سیڑھی والا پر پیچ راستہ تھا۔ اور مجھے اس بات کا بھی یقین تھا کہ اس راستے پر کوئی ذی ہوش انسان چڑھ سکتا ہے اگر میں چٹان کے درمیان معلق عامر کو [illegible] ہاں [illegible] گیا تھا تو وہاں پہنچنا میری مجبوری بھی تھی ـــــ جب میں اس آسمانی سیڑھی کے قدموں میں گیا تو چند لمحے رک کر اپنے آپ کو خوب کوسا' خوب سنائیں کہ اوپر کلو ٹریکنگ اور جاؤ کنکورڈیا اور پھر ایک چیونگم منہ میں ڈال کر اور چند گہرے سانس لے کر چڑھنا شروع کر دیا ـــــ یہ راستہ اتنا مشکل نہ تھا جتنا دور سے دکھائی دیتا تھا۔ البتہ چڑھائی اتنی زیادہ تھی کہ بعض اوقات لگتا تھا کہ آپ کے بوٹ کا اگلا حصہ آپ کی ناک کو آ لگے گا ـــــ یہاں برالدو بھی قریب آ چکا تھا اور اس راستے کے عین نیچے خاصا شور کرتا تھا ـــــ اس کے بلند ترین مقام پر پہنچ کر میں نے چٹان کے ساتھ ٹیک لگا کر سستانے کی کوشش کی لیکن بوٹوں تلے جو کنکر تھے وہ خواہ مخواہ سرکتے تھے اور نیچے دیکھنے سے سر چکراتا تھا اس لئے دو چار لمبے لمبے سانس لے کر میں نے دوسری جانب اترنا شروع کر دیا اور یہاں چڑھائی سے بھی زیادہ احتیاط کی ضرورت تھی ـــــ راستے کے کنارے پر چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہوئے تھے یہ جتانے کے لئے کہ ان کے آگے کچھ نہیں اور ان کے نیچے بہت کچھ ہے یعنی برالدو کے سر پٹخنے

پانی ـــــ اس مقام پر مجھے یکدم احساس ہوا جیسے میرے عین پیچھے میرے رک سیک میں سے یا اوپر سے کوئی بھاری شے گری ہے ـــــ میں نے مڑ کر دیکھا تو ہر قسم کے پسینے آ گئے ـــــ بلند راستے کے عین کنارے پر میرے دونوں کیمرے وڈیو اور سٹل گرے ہوئے ہیں اور ابھی آہستہ آہستہ سرکنے کے عمل میں ہیں ـــــ جتنی دیر میں مجھے احساس ہوا کہ یہ ہوا کیا ہے دونوں کیمرے عین کنارے پر پہنچ کر رک چکے تھے کیونکہ کنارا ذرا سا بلند تھا ـــــ کیا اپنے پسینے پہلے پونچھوں یا جھک کر احتیاط سے کیمرے پہلے قابو کروں ـــــ حماقت میری تھی کہ جب میں چڑھائی چڑھنے لگا تو رک سیک کی زپ کھول کر ایک عدد چیونگم نکالی تھی اور پھر زپ کو بند کئے بغیر رک سیک کاندھوں پر ڈال لیا تھا۔ اگر یہ کیمرے صرف دو قدم پہلے رک سیک میں سے گرتے تو راستے پر نہ گرتے سیدھے براللدو میں گرتے ـــــ اور یہاں بھی کنارا ذرا بلند ہونے کی وجہ سے بچاؤ ہو گیا تھا ـــــ میں نے پسینہ پونچھا پھر جھک کر آرام سے کیمروں کو یوں پکڑا جیسے ہنزہ میں چکور کے بچوں کو پکڑتے ہیں ـــــ نہیں الٹ پلٹ [illegible] کوئی آثار نہ تھے ـــــ یہ سانس گہرا اس لئے بھی تھا کہ وڈیو کیمرے کی صرف جزوی ادائیگی ہوئی تھی ـــــ بقیہ ادھار چل رہا تھا ـــــ اور کیمرہ اگر براللدو میں ڈوب جاتا تو ادھار پھر بھی اس کی سطح پر تیرتا رہتا ـــــ

UrduPhoto.com

تھوڑا سا شک ابھی مجھے بے چین کرتا تھا کہیں ان کیمروں کو اندر کی چوٹ نہ لگی ہو ـــــ بہر حال میں نے کیمرے رک سیک میں ڈالے زپ دھیان سے بند کی اور اسے کاندھے پر ڈال کر پھر سے نیچے اترنے لگا ـــــ

لاہور میں ایک شب ایک نوجوان طاہر عمران میرے گھر آیا۔ کہنے لگا۔ سنا ہے آپ کنکورڈیا جا رہے ہیں؟

میں نے کہا ـــــ ہاں، کیا آپ بھی جانا چاہتے ہو؟

بولا نہیں، میں تو ابھی پچھلے ہفتے واپس آیا ہوں ـــــ آپ کی آسانی کے لئے کچھ نوٹس بنا کر لایا ہوں۔ آپ کے کام آئیں گے۔

اور واقعی طاہر کے بنائے ہوئے مختصر نوٹس بے حد کارآمد ثابت ہوئے۔ ہر

منزل کا نام درمیانی فاصلہ اور یہ فاصلہ کتنے عرصے میں طے ہوتا ہے —— کنکورڈیا تک ہم ان نوٹس کو کنسلٹ کرتے رہے۔ پہلے دن کے سفر کے بارے میں لکھا تھا۔

"اسکولے سے کوروفون۔ چار گھنٹے کی مسافت

کوروفون کا دوسرا نام پڑی۔ ون ہے

آسان۔ تقریباً ہموار واک ہے۔ کورفون میں ایک آرمی کیمپ ہے جو بیافو گلیشئر کے دہانے پر واقع ہے۔ گلیشئر کے آغاز سے پیشتر برالدو میں گرنے والے ایک دریا پر ایک پل ہے۔ اگر آپ اس پل سے دوسری جانب چلے جائیں گے تو آپ کو بیافو گلیشئر کے اوپر سے نہیں جانا پڑے گا —— پل کا رکھوالا دس روپے فی شخص چارج کرتا ہے۔ کوروفون یا پڑی۔ ون تقریباً ۳۱۵۰ میٹر کی بلندی پر ہے۔ ہریاول اور گلابوں کی بھرمار ہے ——

واہ —— ہریاول اور گلابوں کی بھرمار ہے اور بیافو گلیشئر ہے تو اور کیا چاہئے —— میں ابھی انہی سوچوں میں تھا کہ وہ چٹانی سلسلہ ختم ہو گیا جس پر میں چلتا آ رہا تھا [illegible] نیم پوش پہاڑوں میں سے بہتا آ رہا تھا اور دائیں ہاتھ پر دریائے برالدو میں جا کر شامل ہو رہا تھا —— ایک راستہ نیچے اس کے کنارے تک اترتا تھا اور وہاں ایک دریا پر کچھ لکڑیاں اور شہتیر وغیرہ جوڑ کر ایک پل بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ جہاں میں کھڑا تھا وہاں سے تو اس پل کو عبور کرنا [illegible] لگتا تھا۔ دریا کے پانی اتنے تند اور بلند لہروں والے تھے کہ ان کے اوپر یہ پل ایک تنکے کی طرح لرزتا تھا —— میں نیچے اترنے لگا —— دریا کا شور بلند ہونے لگا۔ اور جب میں اس پل کے پاس پہنچا ہوں تو بیافو گلیشئر کی جانب سے آنے والے دریا کا شور پورے بدن کو دہلاتا تھا —— ہمیں یہیں سے پار جانا تھا ورنہ دوسری صورت میں اسی طرح دریا کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف چلتے جایئے اور جہاں سے یہ گلیشئر میں سے نکلتا ہے وہاں سے گلیشئر کو عبور کیجئے اور پھر واپس آیئے۔ اور یہ صرف ایک دن کا سفر ہو گا جانے کا اور پھر یہ پل کے پار والے میدان میں واپس آنے کا۔ بہتر یہی تھا کہ چند منٹ کے لئے جان کو ہتھیلی پر رکھ لیجئے کیونکہ پچھلے کئی منٹ سے شاہد صاحب پل کے عین

چلتا جائے ——

چنانچہ ہم نے بھی وہ پل پار کیا —— کیسے کیا؟ اس کی ہوش نہیں —— ہوش میں ہوتے تو پل کیسے پار کرتے ——

پل کے اس پار ایک جھونپڑا تھا اور یہ جھونپڑا ایک ایسے میدان کے کنارے پر واقع تھا جس کی وسعت حیران کن تھی۔ بائیں جانب خاصے فاصلے پر دھند میں ملفوف برفانی پہاڑ تھے اور ان کے نیچے بیافو گلیشئر کی پتھریلی دیواریں تھیں اور دائیں طرف کئی کلو میٹر تک نظر کے راستے میں ایک پتھر بھی نہیں آتا تھا —— کہیں اس کے اختتام پر نیچے دریائے برالڈو تھا اور پس منظر میں ماشو گسار کی برفیلی سفیدیاں تھیں —— یہ ہمارے گمان میں بھی نہ تھا کہ قراقرم کے دل میں اتنا ہموار اور تاحد نظر میدان ہو گا جس میں آپ بے شک چوگان کھیلیں —— اور یہ عین ممکن ہے کہ کسی زمانے میں یہاں اس میدان میں پولو کھیلا جاتا ہو —— کیونکہ بلتی کو اگر کسی ٹوکے چوٹی پر بھی دو چار میٹر ہموار جگہ مل جائے تو وہ آس پاس نظارہ کرنے کی [illegible] بلتی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "گیند" کے ہیں۔

ہم سب تھوڑی دیر کے لئے جھونپڑے کے قریب رکے۔

پل کا رکھوالا ہمارا منتظر تھا۔

جھونپڑے کے آگے ایک چھوٹا سا "لان" تھا جس میں گھی کے خالی کنستروں میں چند پودے اور پھول تھے۔ یہاں سے گذرنے والے پیاسے ٹریکروں کے لئے برالڈو کے پانیوں سے لبریز دو گھڑے بھی تھے۔

"بس صاحب ادھر سے کبھی تو بہت ٹریفک ہوتا ہے اور کبھی سارا سارا دن کوئی نہیں گذرتا —— " پل کے رکھوالے نے ہمارے استفسار پر بتایا "اگر دو تین سو کا کوئی ٹیم آجائے تو بہت پیسہ بن جاتا ہے —— "

"یہ پل گورنمنٹ کا ہے؟"

"کون سی گورنمنٹ کا صاحب —— ادھر تو گورنمنٹ نہیں آتا۔ یہ تو ٹھیکیدار صاحب کا ہے۔ جتنا آمدنی ہو گا اس سے اسکولے میں سکول بنائے گا ——

سیزن ختم ہوتا ہے تو ادھر برف پڑتا ہے اور پل ٹوٹ جاتا ہے۔ جب برف پگھلتا ہے تو ہم اسے بنالیتا ہے ـــــ صاحب آپ گورنمنٹ ہے؟"

"ہاں ـــــ ہم گورنمنٹ ہے ـــــ" ہم نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ جاؤ صاحب ـــــ"

ہم چونکہ گورنمنٹ نہیں تھے اس لئے ہم نے اس دروغ گوئی پر تھوڑی سی شرمندگی محسوس کی اور رکھوالے کی خدمت میں کچھ رقم اسکولے سکول فنڈ کے لئے پیش کر دی۔

زندگی کرنے کے کچھ ایسے ڈھنگ ہوتے ہیں جن میں انسان کو ایک الگ وجود اور الگ تنہائی کا تجربہ ہوتا ہے۔ ان میں کسی برانچ لائن پر صحرا کی قربت میں ریلوے پھاٹک کا چوکیدار ہے، سمندر میں ایستادہ لائٹ ہاؤس کا رکھوالا ہے جو کئی کئی ماہ تک اکیلا رہتا ہے ـــــ وہ ملاح ہے جو عام راستوں سے ہٹ کر دریا کنارے پار جانے والوں کا انتظار کرتا ہے ـــــ ان کی بیشتر زندگی اپنے آپ سے باتیں [illegible] وجود [illegible] سے وہ دوسرے انسانوں سے کٹ جاتے ہیں اور ان کا تمام تر ربط قدرت کے ساتھ ہو جاتا ہے ـــــ چونکہ وہ صحرا سے یا سمندر سے یا دریا سے زیادہ میل جول رکھتے ہیں اس لئے وہ ان کی باتیں سمجھتے ہیں۔ ان کے مزاج آشنا ہو جاتے ہیں ـــــ اسکولے سے پرے اس بلند آہنگ کے برفانی دریا کے کنارے ایک جھونپڑے میں زندگی بسر کرنے والا بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا ـــــ سارا دن اکیلے ان راستوں کو تکتے رہنا جن پر کوہ نورد چلتے آتے ہیں ـــــ ان کے آنے سے جھونپڑے کے گرد تھوڑی دیر کے لئے رونق ـــــ اور پھر وہی دریا کا شور اور موسموں کی شدت اور ایک میدان کے کنارے پر تنہائی ـــــ اور ایک سمت ہی خ بستہ سرد ہوا بلند گلیشیئرز میں سے لپکتی ہوئی اور میدان میں آکر ایک گونج کے ساتھ ہر سو پھیلتی ہوئی۔

"غلام کہاں ہے؟"

"وہ ادھر اس پتھر کے پیچھے ہے ـــــ"

UrduPhoto.com

شائد غلام تک میری آواز تیز ہوا نے پہنچا دی کیونکہ اس کی ہنسی کی آواز آئی —— ذرا دھیمی لیکن واضح طور پر ایک مصروف اور پر راحت ہوتے ہوئے گلو گلو کی —— چنانچہ ہمارے سامنے ایک عجیب قدیم داستانوں میں جگہ پانے والا میدان تھا جس پر برف اور بادل جھکے تھے اور جو وہاں تک جہاں تک آپ دیکھ سکتے تھے تقریباً ہموار تھا —— اور بالکل ویران تھا ——

میں نے اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے رک سیک اٹھائے اور واکنگ سٹکس تھام کر اس میدان میں سفر کا آغاز کر دیا۔

کہیں صرف مٹی تھی۔ کہیں یہ ریتلا تھا —— اور کہیں چھوٹے پتھر تھے —— یہاں بٹن کے سائز کے سرخ پھولوں والی جھاڑیاں تھیں جو ڈھیروں کی صورت میں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔ سخت گھاس بھی دکھائی دے جاتی تھی۔ بائیں جانب [illegible] کے آثار تھے اور ایک بلند چوٹی کے آس پاس سیاہ بادل ہمارے دیکھتے دیکھتے زیادہ سیاہ ہوئے اور ان میں ایک گونج سی پیدا ہونے اور ہوا مزید [illegible]

میں نے راس ہولڈ میسنر کی کتاب "کے ٹو۔ ماؤنٹین آف ماؤنٹینز" میں اس میدان کی ایک تصویر دیکھی تھی جس میں میسنر ایک دل کش نقوش اور بھورے بالوں والی خاتون ارسلا گریتھر کو پیٹھ پر اٹھائے چلا آ رہا ہے۔ اور وہ خاتون بڑے مزے سے میسنر کی گردن کو تھامے جھوٹے لے رہی ہے۔ ارسلا اس مہم کی ڈاکٹر تھی جسے میسنر کے ٹو کی جانب لے جا رہا تھا۔ اسکولے سے صرف دو گھنٹے کی مسافت پر ارسلا بی بی کے ٹخنے میں موچ آ گئی اور وہ اسی طرح کی بے چاری ہو گئی جس قسم کی بے چاریاں میاں صاحب اور عامر وغیرہ نے اسکولے میں دیکھی تھیں۔ چنانچہ میسنر نے مناسب مرہم پٹی کے بعد اس خوبصورت سرخ جیکٹ اور نیلی ٹائٹ جین والے بوجھ کو اٹھایا اور اس میدان کو عبور کر کے اسے اسکولے چھوڑ آیا ——

میں نے ڈاکٹر صاحب سے اس تصویر کا تذکرہ کیا اور بڑی سنجیدگی سے پوچھا کہ اس فضول سے رک سیک کی بجائے اگر انسان ٹخنے میں موچ آئی ہوئی ایک جرمن سنہری بالوں والی خاتون کو اٹھا کر اس میدان میں چلے تو پتہ نہیں کیسا لگے۔

اس پر ڈاکٹر صاحب کی ناک ذرا سرخ ہو گئی —— "چھوڑیں چوہدری صاحب آپ عمر کے ساتھ ساتھ ٹھرکی ہوتے چلے جا رہے ہیں —— پانچ کلو کا رک سیک تو اٹھایا نہیں جاتا خاتون کو اٹھا کر چلیں گے ——"

"کیا خاتون کا وزن ہوتا ہے؟ ——" میں نے ان کے فقرے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ کا ہوتا ہے اور کچھ کا نہیں ہوتا ——" وہ بے اختیار مسکرانے لگے۔

ہماری پوری ٹیم بکھر چکی تھی —— عامر کہیں آگے جا چکا تھا اور کبھی کبھار نظر آ جاتا۔ میاں صاحب غائب تھے۔ شاہد صاحب ہمارے پیچھے تھے۔ متعدد بار ہم ان کے لئے رکے۔ ایک رکے ہوئے پانی کے قریب ریت پر تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور پھر چلنے لگے۔

"کمانڈر ٹھیک نہیں چل رہا ——" ڈاکٹر صاحب نے پیچھے مڑ کر شاہد کو دیکھا جو آہستہ آہستہ ٹول ٹول کر چل رہا تھا۔ قدم ایسے اٹھاتا تھا جیسے سلو موشن میں ہو۔ [illegible] ٹیلیویژن سیریل کے مرکزی کردار "کمانڈر" سے مشابہ تھا اس لئے ڈاکٹر صاحب اسے اکثر کمانڈر کہتے تھے۔ "—— منزل پر پہنچ کر اسے چیک کرنا ہو گا ——"

اس سے پچھلی منزل میں ڈاکٹر صاحب نے ٹیم ممبران کو پتہ نہیں کون سے وٹامن کی گولیاں اپنی ذاتی نگرانی میں کھلائی تھیں اور ہدایت کی تھی کہ جب بھی پئیں سادہ پانی کی بجائے نمکول کا محلول پئیں تاکہ ڈی ہائیڈریشن کا سدباب ہو سکے۔ پہاڑوں میں دن کے وقت اکثر دھوپ اتنی تیز اور صاف ہوتی ہے کہ کوہ پیما پسینے میں نہا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کے بدن میں نمکیات اور پانی کی کمی ہو جاتی ہے جو خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے —— اس کا بہترین علاج یہی ہے کہ پانی میں نمکول یا عام نمک ملا کر پیتے رہیں۔

میدان کی ہموار ریت دھیرے دھیرے ختم ہو رہی تھی اور اب چھوٹے چھوٹے ریتلے ٹیلے اونچے نیچے آنے لگے۔ بائیں جانب جو پتھریلے ڈھیروں کی دیواریں سی تھیں وہ اب ہمارے قریب آنے لگیں —— اور ادھر کے منظر کو ہم سے چھپا

لیا۔ ادھر کیا ہے — پہاڑ۔ جھیلیں یا برف — ہم دیکھ نہیں سکتے تھے۔

مجھے محسوس ہوا کہ میں تھک رہا ہوں۔ مجھ میں ہمت کم ہو رہی ہے۔ آرام کرنے کے لئے سٹاپ زیادہ ہو رہے ہیں۔ سانس میں تھوڑی سی وقت ہو رہی ہے — ایک جگہ واکنگ سٹک ریت میں گاڑ کر رک سیک اتارنے لگا تو ڈاکٹر صاحب نے روک دیا "نہیں — ہمت کریں اور چلتے رہیں —"

"میں تو نظارہ کرنے لگا تھا —"

"ذرا آگے چلئے وہاں اس سے بہتر نظارہ ہو گا —"

میں پھر قدم گھسیٹنے لگا — تھکاوٹ مجھے مغلوب کرنے کی کوشش میں تھی۔ ہم اس گھاٹی کے قریب ہو رہے تھے جس کے پیچھے برالڈو تھا۔ کیونکہ اب ہم اس کی مدھم آواز سن سکتے تھے۔

"چوہدری صاحب آپ کو جبران نام کیسا لگتا ہے؟"

میری تمام تر توجہ گہرے سانس لینے اور قدم اٹھانے میں تھی [illegible] میں نے مڑ کر ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھا اور ان کے چہرے پر جو [illegible] تھی جو ٹھہراؤ تھا اس نے مجھے مزید حیران کیا — "جبران — آپ کیوں پوچھتے ہیں؟"

"بس یونہی —"

"خلیل جبران ذہن میں آتا ہے اس لئے اچھا لگتا ہے —"

"آپ نے خلیل جبران کو پڑھا ہے؟ —"

"ایک زمانے میں اس کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ پڑھا تھا —"

"کیسا لگا تھا؟"

اس زمانے میں اس نے تباہ کر دیا تھا —"

"اور اس زمانے میں؟"

"اس زمانے میں —" میں رک گیا — یہاں سے برالڈو کی وادی کا ایک ایسا زاویہ تھا جہاں سے اسکولے کے سامنے والے نیلگوں پہاڑ ابھی تک نظر آ رہے تھے "ایک زمانہ تھا جب میں نے اسکولے کے خواب دیکھے تھے .... اور اب اسکولے بہت پیچھے رہ گیا ہے —"

UrduPhoto.com

"ہاں —— " ڈاکٹر صاحب نے رک کر پیچھے دیکھا "اسکولے اب بہت پیچھے رہ گیا ہے —— "

ہم چلنے لگے۔ خاموشی میں چلتے رہے۔ کبھی ڈاکٹر صاحب رک کر میرا انتظار کرتے —— میں قریب پہنچ کر ستانے لگتا تو وہ منع کر دیتے —— "بدن کی گرمی کو برقرار رکھیں —— اگر بیٹھ گئے تو ٹھنڈے ہو جائیں گے —— "

ہم پھر چلنے لگتے۔

"خاں صاحب آپ نے خلیل جبران کے بارے میں نہیں پوچھا تھا —— جبران' نام کے بارے میں پوچھا تھا —— "

"ہاں —— میں اپنے بیٹے کا نام رکھنا چاہتا تھا —— "

"ماشاء اللہ —— " میں اندر سے دل سے خوش ہوا "آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آپ کا ایک بیٹا بھی ہے —— "

ڈاکٹر صاحب کی ناک پھر خوشی سے سرخ ہو گئی "ہاں۔ ماشاء اللہ چار برس کا ہے —— "

"تو پھر اس کا نام جبران نہیں رکھا؟"

"—— اس نام میں تختی تھی۔ میں نے اس کا نام ریحان رکھا ہے —— چوہدری صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ میرا بیٹا معصوم ہے؟ —— "

"سبھی بچے معصوم ہوتے ہیں —— "

"نہیں میرا بیٹا زیادہ معصوم ہے اور رہے گا —— اور قیامت کے روز وہ میری اور اپنی ماں کی بخشش کا سبب بنے گا —— "

میں نے ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھا۔ وہ کہیں اور تھے۔ میرے ساتھ نہیں تھے۔ ان کی نظریں اس زمین پر تھیں جس پر ان کا اگلا قدم پڑنا تھا —— بلند پتھریلی دیوار کی اوٹ میں کہیں بادل تھے جو گھنے ہو کر گونج دیتے تھے۔ چند بوندیں گریں اور پھر ہوا تیز ہو گئی —— میں کیا سوال کروں؟ —— میں کیا پوچھوں —— لیکن تھوڑی دیر کے بعد تیز ہوا کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کی مدھم آواز بھی آنے لگی —— "چوہدری صاحب کمال ہے —— کسی نے مجھے بیٹے کی پیدائش پر مبارکباد ی نہ

دی۔ میں لیبر روم سے باہر آنے والی نرسوں کے منہ دیکھتا رہا اور وہ سر جھکائے چلی گئیں۔ میرے رشتے دار منہ لپیٹ کر رونے لگے۔ مجھ سے افسوس کرنے لگے ---- بس پھر میں نہ رہ سکا چوہدری صاحب —— میں نے شاؤٹ کیا کہ بند کرو یہ رونا دھونا ---- اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹے سے نوازا ہے —— ایسا بیٹا جو ہم سب کی بخشش کا سبب بنے گا ---- جو پیغمبروں کی طرح معصوم ہے —— مجھے مبارکباد دو —— اور پھر میں نے اپنے گھر کے دروازے پر شرینہہ لگوائے تاکہ محلے والے جان سکیں کہ ڈاکٹر عمر کے گھر پہلا بیٹا پیدا ہوا ہے —— کیا ہوا جو وہ منگولائڈ ہے —— دوسرے بچوں کی طرح نارمل نہیں ہے —— میرا بیٹا تو ہے —— چوہدری صاحب لاہور واپسی پر آپ دیکھئے گا بہت ... ہے میرا بیٹا

"یقیناً ہو گی —"

لاہور واپسی پر ڈاکٹر عمران کی بیگم اور رحمان ہمارے گھر آئے —— ایک تو تینوں ہی کی رنگت بہت گوری تھی اور پھر انہوں نے کپڑے بھی سفید پہن رکھے تھے [illegible] گئے ہیں۔ اور ان کے آس پاس پاکیزگی کی مہک تھی۔

"چند روز پہلے میں نے بیوی کی سکیننگ کرائی —— بیٹا ہے اور خوب صحت مند ہے انہیں بتا دیا گیا اور ہم مبارک باد وصول کرنے لگے —— اور پھر۔"

مجھے معلوم تھا کہ مجھے کچھ کہنا نہیں —— صرف سننا ہے —— اس لئے خاموشی سے سنتا رہا۔

"اور پھر —— میں صرف دوسروں کے ردعمل سے دکھی ہوا تھا —— ایک عجیب سا ڈیپریشن تھا —— میں کہیں نکل جانا چاہتا تھا —— اس اداس ماحول سے الگ ہو جانا چاہتا تھا —— اور پھر' ٹریکنگ ٹرپ تو کنکورڈیا —— ڈاکٹر وانٹڈ —— اخبار میں آپ کا اشتہار نظر آ گیا —— تارڑ صاحب آپ بالکل درست وقت پر آئے ---- مجھے ساتھ لانے کا شکریہ ——"

آج کی شب ہم نے کوروفون میں کیمپ کرنا تھا —— بیافو گلیشیئر کے دہانے پر

ہریاول اور گلابوں کی بھرمار ـــــ لیکن یہ ہے کہاں ـــــ کتنی دور ہے ـــــ ہمیں بتایا گیا تھا کہ جہاں یہ میدان اختتام پر پہنچتا ہے اور وہ سامنے جو بلند پہاڑ ہیں ان کے دامن میں کورو فون ہے ـــــ میری تھکاوٹ اب ناقابل برداشت ہوتی جا رہی تھی۔ اگر ڈاکٹر صاحب میری دیکھ بھال میں مصروف نہ ہوتے تو میں کب کا رک سیک سرہانے رکھ کے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا ہوتا ـــــ

"خاں صاحب ـــــ بہت برا حال ہے" میں اب تقریباً لڑکھڑا رہا تھا۔

"آپ ذرا اپنا واکنگ سٹائل بدل لیجئے ـــــ آپ بہت سیدھے ہو کر چل رہے ہیں اور خود زور لگا کر پاؤں اٹھاتے ہیں ـــــ ذرا سا جھکئے اور پاؤں کو خود بخود اٹھنے دیجئے ـــــ"

میں نے یہ واکنگ سٹائل اپنانے کی کوشش کی ـــــ واقعی اس طرح چلنے میں کم قوت لگتی تھی اور قدم خود بخود اٹھتے گرتے چلے جاتے تھے ـــــ

"ویسے اب ہم چونکہ تھوڑے سے دوست ہو گئے ہیں اس لئے ایک بات آپ [illegible]

"جی فرمائیے خاں صاحب ـــــ"

"آپ نے کمال کر دیا ہے ـــــ میرا قطعی طور پر خیال نہیں تھا کہ آپ اتنا چل لیں گے ـــــ پہلے دن کے حساب سے آپ بہت اچھا چل رہے ہیں ـــــ"

"تھینک یو خان صاحب ـــــ"

بائیں ہاتھ والے اونچے پتھریلے ڈھیر ہمارے ساتھ تھے اور ہم دریا کے قریب ہو رہے تھے ـــــ میں بار بار کن انکھیوں سے اس دیوار نما رکاوٹ کو دیکھ رہا تھا جو کافی دیر سے ہمارے اور اس وسیع منظر کے درمیان حائل تھی جو میدان کے آغاز میں جھونپڑے کے قریب سے نظر آتا تھا ـــــ پتہ نہیں اب اس کے پیچھے کیا تھا ـــــ میری نظریں اس کی بلندی کا جائزہ لیتیں ـــــ تقریباً بیس پچیس فٹ اور یہ جانچتیں کہ کیا اس پر چڑھ کر دوسری جانب جھانکا جا سکتا ہے ـــــ ہاں تھوڑی سی ہمت درکار تھی ـــــ اور وہ مجھ میں نہیں تھی ـــــ اور میں یہ جاننا بھی چاہتا تھا بلکہ یہ جاننے کے لئے ہلکان ہو رہا تھا کہ اس کے پیچھے کیا ہے ـــــ "خاں صاحب

UrduPhoto.com

—— کیا آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس برفپوش چوٹی کی بلندی سے نیچے اس میدان کو دیکھے اور ہم دونوں کو اس میں گرتے پڑتے چلتے دیکھے تو کیا کہے؟؟"

"کون سی برفپوش چوٹی پر ——" ڈاکٹر صاحب پتہ نہیں کہاں گمن تھے ——

"وہ جو دریا برالڈو کی گذرگاہ کے عین ادھر ہے اور سب سے بلند ہے ——"

"اچھا —— تو وہاں وہ شخص کیا کر رہا ہو گا ——"

"خاں صاحب —— وہ شخص وہاں سے نیچے اس میدان کو دیکھے تو ....."

"چوہدری صاحب اتنی سردی میں کوئی بھی شخص اس چوٹی پر صرف اس لئے جائے گا کہ اوپر جا کر اس میدان کو دیکھے اور ہمیں دیکھے —— یہ کیسے ممکن ہے؟؟"

"خاں صاحب آپ ہر مفروضے کا طبی معائنہ نہ کیا کیجئے فار گاڈ سیک —— میں تو ——" "اچھا دفع کیجئے ——" میں نے پاؤں پٹخ کر کہا۔

"چلئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ کوئی ہو تو وہ شخص صرف اس میدان کو اور ہمیں دیکھنے کے لئے اس برفپوش چوٹی پر چلا جاتا ہے تو پھر ——"

UrduPhoto.com

"دفع کریں جی ——"

"چوہدری صاحب بچوں کی طرح ناراض نہیں ہوتے —— اچھا تو پھر ——"

"پھر یہ کہ وہ شخص دیکھے گا کہ —— ہم دونوں ایک بلند فصیل نما ڈھیر کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے ہیں اور چلتے جا رہے ہیں اور ہم میں اتنا تجسس بھی نہیں ہے کہ ہم میں سے کوئی اک اس ڈھیر پر چڑھ کر دیکھ لے کہ دوسری جانب کیا ہے۔"

"آپ دیکھ آئیں ——" ڈاکٹر صاحب نے اطمینان سے کہا اور چلتے رہے۔

اگر میں اس وقت تھکاوٹ سے اتنا نڈھال نہ ہوتا تو ڈاکٹر صاحب کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی تھی۔

"جانے کیوں نہیں چوہدری صاحب ——" ڈاکٹر صاحب صرف یہ کہنے کے لئے رکے اور پھر چلنے لگے۔

"اگر مجھ میں جانے کی ہمت ہوتی تو میں آپ جیسوں کے ترلے کرتا ——"

میں نے ناک چڑھا کر کہا۔ "پتہ نہیں اس پتھریلی دیوار کے پیچھے کیا ہے —— شاید کوئی شاداب گلابوں سے اٹی ہوئی وادی اور سفید نقشی ندیاں —— کوئی بہت بڑا ہیبت ناک گلیشئر —— یا کوئی ایسی جھیل جس کے کنارے آج تک کسی نے خیمہ نہیں لگایا ——"

"ایک عرض کروں چوہدری صاحب ——"

میں خاموشی سے چلتا رہا۔

"تجسس مجھ میں بھی بہت ہے کہ دوسری جانب پتہ نہیں کیا ہے لیکن ---- آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ میرا بھی تھکاوٹ سے اتنا ہی برا حال ہو سکتا ہے جتنا کہ آپ کا ہے —— چوہدری صاحب —— بہت برا حال ہے ——"

"خان صاحب آپ جب واپس لاہور جائیں گے تو پھر آپ کی زندگی میں ایک بہت بڑا پچھتاوا ہو گا —— کاش میں اس دیوار پر چڑھ کر دیکھتا کہ دوسری جانب کیا ہے ——"

ڈاکٹر صاحب رکے اور خالی ذہن سے مسکرائے پھر رک سیک اتار کر نیچے رکھا اور بھربھری پتھریلی دیوار پر چڑھنے لگے۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور فی الفور لیٹ گیا —— ڈاکٹر صاحب دو قدم اوپر چڑھتے تھے اور ایک قدم پھسلتے ہوئے نیچے آتے تھے —— اوپر پہنچ کر انہوں نے آنکھوں پر ہتھیلی کا چھجا لگایا اور ایک سمندری کپتان کی طرح چاروں طرف دیکھا —— پھر مجھے دیکھا اور نیچے اترنے لگے —— نیچے اترے۔ مجھ سے کچھ کہے بغیر رک سیک اٹھایا اور چلنے لگے ——

میں بھی بمشکل اٹھا' کپڑے جھاڑے اور ان کے پیچھے چلنے لگا —— کچھ فاصلہ تو انہوں نے خاموشی میں طے کیا پھر کہنے لگے "چوہدری صاحب آپ نے پوچھا نہیں کہ دیوار کے پار کیا تھا ——"

"کیا تھا؟"

"جیسے چھوٹے بڑے پتھر ادھر ہیں ویسے ہی ادھر تھے —— اور کچھ بھی نہیں تھا ——"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

UrduPhoto.com

"یقین نہیں آتا تو خود دیکھ آئیں ——"

"اچھا ——" مجھے گرمی آ گئی "میں خود دیکھ کر آتا ہوں چاہے اس کوشش میں دوسری جانب کسی کھائی میں لڑھک جاؤں ——" میں نے رک سیک اتارنا شروع کر دیا۔

"جانے دیں چوہدری صاحب —— واقعی دوسری جانب کچھ بھی نہیں —— کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ ہمیں معلوم ہی نہ ہوتا کہ دوسری جانب کیا ہے —— تجسس تو برقرار رہتا —— اور آپ آئندہ زندگی میں ہمیشہ مجھے یاد دلاتے کہ خاں صاحب کو روفون جاتے ہوئے وہ بلند ڈھیر یاد ہے —— پتہ نہیں اس کے پیچھے کیا تھا ——"

"مجھے پتہ ہے کہ اس کے پیچھے ایک ایسی جھیل ہے جس کے کنارے آج تک کسی نے خیمہ نہیں لگایا ——"

"اور آپ کو وہ جھیل نظر نہیں آئی؟ ——"

"نہیں ——" یہ کہہ کر میں ہنسنے لگا۔ اس تھکاوٹ کے باوجود ہنسنے لگا [illegible] تک میں خوش [illegible] اور [illegible] صاحب بار بار مجھے دیکھتے اور مسکراتے تھے۔

"چوہدری صاحب آپ ہنستے رہیے لیکن ذرا راستے کا دھیان بھی کیجیے ہم برالڈو کے کناروں پر آ چکے ہیں ——"

برالڈو کے اس کنارے پر کبھی ہم ریت پر چلتے اور کبھی بڑے بڑے پتھروں کو پھلانگتے۔ یہاں دریا قدرے خاموشی سے بہتا تھا۔

UrduPhoto.com

"کوروفون میں بہتی بے شمار ندیاں اور جنگل اور دنیا کا ٹھنڈا ترین مرغ بیافو"

راستہ پھر اوپر چڑھنے لگا۔

اوپر پہنچ کر بائیں ہاتھ پر ایک ایسا عظیم سیاہ ڈھیر نظر آیا جس نے آسمان کا بیشتر حصہ ڈھانک رکھا تھا۔ ریت پتھروں اور سنگریزوں کا ایک اژدہام۔ جیسے کوئی شے زندہ ہو لیکن پتہ نہ چلتا ہو کہ اس کا سر پاؤں کہاں ہے۔ اس ڈھیر کے اوپر بادل تھے اور ادھر سے جو ہوا آتی تھی ہمارے بدن کو ٹھٹھرا دیتی تھی [illegible] بیافو گلیشئر کے [illegible] اور زمین میں سے چھوٹی چھوٹی نیلگوں ندیوں کا اور تالابوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

بیافو کی برفوں کی پگھلاہٹ ریتلی زمین پر پھیلی ہوئی تھی —— ہم کبھی کسی چھوٹی سی جھیل کے کنارے چلتے اور کبھی کسی ندی کو پھلانگتے چلے جاتے —— پھر چند لمحوں بعد ہم اس کا شفاف سرد پانی اپنے حلق میں اتارتے اور خود بھی شفاف اور تر و تازہ ہو جاتے ——

شام ہو رہی تھی اور سردی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

ہم نیچے آئے اور آگے چھوٹے بونے درختوں کے جھنڈ تھے۔ ان میں ان ٹیموں کے آثار تھے جو کبھی خیمہ زن ہوئی تھیں۔ جلے ہوئے تنے۔ خالی ٹین۔ پلاسٹک کے لفافے' ماحول کے لئے ایک زہر جو یہاں بھی پہنچ چکا تھا۔

"کمانڈر ابھی تک نہیں پہنچا —— اور نظر بھی نہیں آ رہا ——" ڈاکٹر صاحب فکر مند تھے "تھوڑی دیر اس کا انتظار کر لیں ——"

بالآخر افق پر کمانڈر کی سرخ جیکٹ نظر آ گئی۔

UrduPhoto.com

ہم جنگل میں چلنے لگے۔

ہماری سمت کا تعین پورٹروں کی وہ آوازیں کر رہی تھیں جو آس پاس درختوں میں بہتی ندیوں کے شور سے بلند ہو کر ہم تک پہنچ رہی تھیں ——

کنکورڈیا کی جانب ہماری پہلی منزل —— کوروفون۔

بونے درختوں میں سے جھک جھک کر چلتے ذرا کھلی جگہ پر پہنچے جہاں درختوں کی بجائے سرسبز جھاڑیاں تھیں۔

بیافو گلیشئر کی تھوتھنی کے عین آگے کوروفون کا چھوٹا سا علاقہ تھا جس میں سرسبز درخت اور جھاڑیاں تھیں اور ان میں متعدد برفیلی ندیاں تھیں جو بیافو میں سے پگھل پگھل کر آ رہی تھیں۔ ایک جانب بڑی۔ ون کی چھوٹی سی آرمی پوسٹ تھی جس کے باہر پٹرول یا تیل کے کنستروں کا انبار تھا۔ آس پاس اسی برس لگائے گئے سفید ے کے چند درخت تھے اور ان میں نیلی بی کیپ پہنے ایک باریش نوجوان کھڑا ہماری طرف دیکھ رہا تھا —— پوسٹ کے سامنے جگہ خالی تھی اور وہاں ندی اور جھا [illegible] طرف ایک قناعت سی [illegible] ——

اس منظر اور میرے درمیان ایک خود سر اور شوریلی ندی بہہ رہی تھی —— اس ندی کے پار آرمی پوسٹ تھی اور ہماری کیمپنگ سائٹ تھی ——

ڈاکٹر صاحب کب کے اسے عبور کر کے جا چکے تھے۔ جب وہ احتیاط سے ندی میں ابھرے ہوئے پتھروں پر قدم رکھ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ وہ گرتے گرتے بچے —— اترتی شام کے ہلکے دھندلکے میں ندی کے پانیوں کو تھوڑی دیر دیکھتے رہنے سے ان کے شور میں اضافہ ہوتا تھا اور دل میں خوف بھرتا جاتا تھا۔

مجھے بہر حال دوسری جانب جانا تھا —— میں نے ندی کے دوسرے کنارے پر ٹہلتے لاتعلق قسم کے دو پورٹرز کو آواز دے کر بلایا۔ میں کچھ کہتا تھا اور ان کی سمجھ میں کچھ اور آتا تھا —— ان میں سے ایک کیمپ کی طرف بھاگ گیا اور ایک بالٹی اٹھا لیا —— پتہ نہیں وہ یہ سمجھا کہ میں نہانا چاہتا ہوں۔ بہر حال میں نے بڑی مشکل سے انہیں اپنی طرف بلایا۔ ایک کو اپنا رک سیک دیا کیونکہ میں ہرگز یہ نہیں

UrduPhoto.com

چاہتا تھا کہ میرے دونوں کیمرے اگر برالڈو سے بچ کر آ گئے ہیں تو اب اس ندی کے سپرد ہو جائیں۔ ویسے یہ ندی بھی چند میٹر کے بعد درختوں کے پیچھے برالڈو میں شامل ہو رہی تھی۔ چنانچہ اس میں کسی شے کا گرنا دراصل برالڈو برد ہونے کے مترادف تھا۔ دوسرے پورٹر کو میں نے سمجھایا کہ تم دوسرے کنارے پر جا کر ہاتھ آگے کرو تاکہ میں ندی کے ایک بڑے حصے کو پھلانگ سکوں ——

میرے ہاتھ میں واکنگ سٹک تھی۔

میں نے ایک پتھر پر قدم رکھا۔ وہ گیلا تھا اور میرا پاؤں پھسلتا تھا۔ دوسرے پر گیا تو ندی کے عین بیچ میں تھا۔ یہاں ڈھلتی شام میں اس کمبخت ندی کے پانی اس طرح شور کرتے تھے اور تیز لگتے تھے جیسے میں دریائے سندھ کے درمیان میں جا کھڑا ہوا ہوں۔ یہاں سے اگلے پتھر کا زاویہ کچھ ایسا تھا کہ میں اس پر پاؤں رکھ کر اگر فوراً نہیں پھلانگتا تو سیدھا پانی میں۔ میں وہاں رک گیا۔ ذرا کمبخت دن بھی بے قابو ہونے لگا اور سر بھی چکرانے لگا —— دوسری جانب پورٹر ہاتھ آگے کر کے کہتا تھا کہ [illegible] —— میں نے اندازہ لگا لیا کہ میں یہاں گروں گا اس لئے واپسی —— واپسی پر جب آخری پتھر پر پاؤں رکھا مجھے تو یکدم میں لڑکھڑا گیا اور بیلنس قائم رکھنے کے لئے جو واکنگ سٹک نیچے کی ہے تو وہ پانی کے اندر تک چلی گئی اور جب رکی تو اس پر میرے سارے بدن کا بوجھ اور یہ بوجھ کلائی نے سہارا اور وہ دن اور آج کا دن —— اس کلائی میں اب بھی درد ہے —— اور اس بازو میں یکدم کھچاؤ سے جو پٹھوں کو نقصان پہنچا ہے تو اب بھی فزیو تھراپی کرواتا ہوں اور اس کے باوجود اس بازو سے کوئی بھاری شے اٹھا نہیں سکتا اور اس کے ساتھ اگر کمر پر مزید کھجلی ہو تو کھجا نہیں سکتا —— کوہ نوردی کی تھوڑی سی قیمت —— میں نے تھوڑی دیر اپنے آپ کو واکنگ سٹک کی مدد سے سنبھالے رکھا اور پھر کنارے پر آ گیا —— دوسری جانب پورٹر اشارہ کر رہا تھا کہ ذرا اوپر سے آ جاؤ چنانچہ چند قدم اوپر جا کر صورت حال کا جائزہ لیا۔ یہاں بھی جو پتھر پڑے تھے وہ اتنے مہمان نواز نہیں تھے لیکن یہاں ندی کی گہرائی بہت کم تھی ---- بہر حال یہاں سے جو پتھروں پر قدم رکھتا آگے گیا ہوں تو آخر میں

UrduPhoto.com

میرے اور کنارے کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ کوئی لونگ جمپ کا چیمپئن ہی اسے پھلانگ سکتا تھا —— یہاں پر پورٹر نے کام دکھایا اور بڑا سا پتھر دھکیل کر بہتے پانی میں راستہ بنا دیا ——

اور دوسری جانب ایک بستی آباد ہو رہی تھی۔

دوسری جانب زندگی تھی۔

عامر۔ ڈاکٹر صاحب اور میاں صاحب پہنچ چکے تھے اور کیمپنگ گراؤنڈ کا معائنہ کر رہے تھے ---- شاہد اور مرزا ابھی تک راستے میں تھے۔

ہر کیمپنگ سائٹ میں دو تین فٹ اونچی پتھروں کی ایک چار دیواری ہوتی ہے جو کچن کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس پر نیلی ترپال کو رسوں سے تان دیجئے اور آپ کا بارش اور کسی حد تک سردی سے محفوظ کچن تیار ہے ہمارا کچن بھی تیار تھا اور جونہی میں نے اندر جھانکا غلام نے نوڈل سوپ کا ایک مگ میرے ہاتھوں میں تھما دیا۔ اس سے پیشتر سب لوگوں نے ازجائل کے مانا ڈاکتے والے تین تین [illegible] جہاں بھی جائیں کے پہلے آپ کو ازجائل پلایا جائے گا کہ یہ ان بلندیوں پر بے حد مفید ہے اور طاقت بھی دیتا ہے اور پھر چائے پیش کی جائے گی۔

ندی کے دوسری جانب ایک بہت بڑے پتھر کے آس پاس ہمارے پورٹر براجمان تھے اور اپنے کھانے پینے کا بندوبست کر رہے تھے۔ میں نوڈل سوپ کا مگ تھامے ان کے کیمپ کی جانب چلا گیا۔ ایک پورٹر آٹا گوندھ رہا تھا اور ایک چائے بنانے میں مصروف تھا۔ کچھ آگ جلائے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوئے کیونکہ ادھر صاحب لوگ پورٹروں کے ساتھ زیادہ میل جول نہیں رکھتے۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر میں واپس آیا تو آرمی پوسٹ کے چھپر برآمدے کے نیچے بڑی رونق تھی ——

نیلی پی کیپ والے بارلیش نوجوان نے مجھے بے حد کھلے دل سے خوش آمدید کہا —— آیئے صاحب ادھر ہوا کم ہے —— ادھر بیٹھیں۔

آرمی کیمپوں میں خالی کنستر سب سے اہم اور کارآمد شے ہوتی ہے۔ تین

چار کنستر لٹا کر ان پر ٹاٹ بچھا دیں تو صوفہ بن جاتا ہے۔ زیادہ کنستر ہوں تو ان پر سلیپنگ بیگ بچھا کر سو جایئے اور تفریح کا موڈ ہو تو اسے دف کی طرح کمال رو دھم سے بجایا بھی جا سکتا ہے۔ یہاں بھی اسی قسم کا صوفہ تھا ـــــ اور اس صوفے پر بیٹھتے ہی جو حرکت تھی وہ ختم ہوئی اور اس لمحے یوں لگا جیسے ندی کی سرسراہٹ اور ہوا کا شور تھم گیا ہے اور پھر جم گیا ہے۔ شدید سردی ہمیشہ بے آواز ہوتی ہے۔ ایک یخ خاموشی کے ساتھ وہ بدن میں اترتی جاتی ہے۔

"بھئی یہاں تو کچھ زیادہ ہی سردی ہے ـــــ" ڈاکٹر صاحب ٹھٹھرتے ہوئے گویا ہوئے۔

یہاں مرزا صاحب کو اپنی معلومات کا رعب ڈالنے کا موقعہ مل گیا "ڈاکٹر صاحب آپ اس وقت دنیا کے طویل ترین گلیشیئرز میں سے ایک یعنی بیافو کی بوتھی کے سامنے براجمان ہیں تو سردی تو ہو گی ـــــ اور آپ تو جانتے ہوں گے کہ پولر ریجن سے باہر دنیا کے طویل ترین گلیشیئرز بالتورو، ہسپر اور ـــــ بیافو ہیں جس [illegible]

UrduPhoto.com

مجھے یاد آیا کہ ایک اور طویل اور بہت ہی خطرناک ٹریک بیافو۔ ہسپر گلیشیئرز کا ہے جو یہاں سے یعنی کورو فون سے ہی شروع ہوتا ہے اور تقریباً پندرہ دن کے برفانی سفر کے بعد نگر کی ریاست میں اس مقام پر ختم ہوتا ہے جہاں ہوپر گلیشیئر کے کنارے ایک بار میں نے اور میرے بال بچوں نے دور سے ہسپر کو ایک لکیر کی صورت میں دیکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس ٹریک کے دوران ایسی چوٹیاں نظر آتی ہیں جن کے بارے میں کوہ پیما بھی زیادہ علم نہیں رکھتے اور ایسے چٹانی سلسلے ہیں جن میں سے بیشتر پر ابھی انسانی قدم نہیں پہنچے۔

بیافو ہسپر وہی برفانی راستہ ہے جس پر نگر اور ہنزہ کے لوگ یہاں تک آتے تھے اور غریب اسکولے والوں کو لوٹ کر واپس چلے جاتے تھے ـــــ

"اور سنولیک کو بھی تو یہی راستہ جاتا ہے ـــــ"

"اچھا ـــــ" عامر پریشان ہو گیا "سنولیک کو ادھر سے راستہ جاتا ہے ـــــ کمال ہے جی ـــــ چلیں تارڑ صاحب ـــــ"

"کھانے کے بعد چلیں گے ——" میں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ سر ——" بارلیش فوجی جوان نے بے حد محبت سے کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے؟"

"مجھے شیر نادر کہتے ہیں سر اور میں ادھر انچارج ہوں —— میرے ساتھ سگنل کے دو نوجوان اور بھی ہیں"

"دیکھو شیر نادر —— ذرا ادھر دیکھو —— وہ ترپال کے نیچے اس وقت ہمارا کک پتہ نہیں کیا پکوان پکا رہا ہے اس لئے کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے"

"نہیں صاحب ہمیں تو گورنمنٹ دیتا ہے اور دیکھیں سر —— ادھر سے بہت گورے لوگ جاتے ہیں ہم ان کی بھی خدمت کرتے ہیں کہ مسلمان کا فرض ہے کہ مسافر کی خدمت کرے ... اور آپ تو پہلا ٹیم ہو ادھر جو سارا پاکستانی ہے تو —— آپ کھانا کھائیں سر ——"

[illegible] ٹھیک ہے؟"

سردی کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا ——

"چوہدری صاحب ——" ڈاکٹر صاحب نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ندی کی طرف اشارہ کیا۔

"جی خاں صاحب"

"یہ اپنے شاہد صاحب جو ہیں یہ بڑی دیر سے ندی کے کنارے ٹہل رہے ہیں —— ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟ —— کیونکہ آج یہ ٹھیک نہیں چل رہے تھے اور یہاں پہنچ کر سیدھے خیمے میں جا لیٹے تھے ——"

"میرا خیال ہے منظر کو دیکھ کر رومانٹک ہو گئے ہیں اور کوئی بات نہیں"

—— لیکن میں بھی دیکھ رہا تھا کہ شاہد صاحب کی چال میں توازن نہیں ہے —— اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی —— بلندیوں پر پہلے دن کی ٹریکنگ کے بعد کچھ نہ کچھ اثر تو ہوتا ہے —— میرے اعضاء بھی پتھریلے ہو رہے تھے اور میں صرف

اپنی قوت ارادی کی وجہ سے تھوڑا بہت حرکت میں تھا ورنہ جہاں بیٹھتا وہیں پتھر ہو جاتا ——

اس دوران میاں صاحب اپنے خیمے سے نکلے اور کچھ دیر شاہد کے پاس رکے اور پھر ہماری جانب آ گئے تو ایک انتہائی فکر مند چہرہ لے کر —— "لو جی تارڑ صاحب —— ایک اور CASUALTY ہو گئی ہے —— شاہد صاحب بھی گئے۔"

ہم سب کے دل بیٹھ گئے۔
جیسے کسی چھوٹی سی جھیل میں بڑے بڑے پتھر گرنے لگیں۔
ہم سہم گئے —— جیسے کسی خرگوش نے شکاری کتے کو دیکھ لیا ہو۔
اب کیا ہو گا؟
"میں چیک کرتا ہوں —— " ڈاکٹر صاحب اٹھ کر چلے گئے۔
ہم سب خاموش ہو گئے۔ قدرت ہم پر حاوی ہو رہی تھی۔ عناصر ہمیں اپنی قوت [illegible] تھے [illegible] لیکن ہم تو مقابلے کی نیت سے یا کسی کو زیر کرنے کا ارادہ لے کر گھر سے نہیں نکلے تھے۔ ہم تو صرف آوارہ گردی کرنے آئے تھے —— دوستی کرنے آئے تھے۔ ایک نظر دیکھنے آئے تھے —— مقابلہ کرنے نہیں آئے تھے۔
ڈاکٹر صاحب اور میاں صاحب واپس آ رہے تھے۔
"آئی ایم سوری چوہدری صاحب۔ آپ کی ٹیم کا ایک اور ممبر بلندی کا شکار ہو گیا ہے —— کمانڈر کو سفوکیشن ہو رہی ہے اور دل گھبرا رہا ہے —— یہی علامتیں ہیں۔ میں نے اسے چند گولیاں دی ہیں اور خیمے میں لٹا دیا ہے —— اگر تو صبح تک اس کی طبیعت بہتر ہو جاتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہمیں انہیں بھی واپس بھیجنا پڑے گا۔"

"دیکھیں خاں صاحب ہمارے پیچھے پولیس نہیں لگی ہوئی کہ ہم ہر منزل پر ایک رات قیام کرنے کے بعد اگلی صبح ہر صورت کوچ کر جائیں —— ہم یہاں کوروفون میں ایک دو دن مزید قیام کر سکتے ہیں اگر شاہد صاحب اس دوران یہاں

UrduPhoto.com

ریسٹ کر کے صحت یاب ہو سکتے ہیں تو ——"

"بالکل جی ——" عامر کا رنگ بھی زرد ہو رہا تھا "ہر منزل پر اگر ایک ٹیم ممبر کو ہم واپس بھیجتے رہے تو باقی کیا رہ جائے گا —— ہم کل کا دن یہیں ٹھہریں گے اور دیکھیں گے کہ شاہد صاحب کی طبیعت سنبھلتی ہے یا نہیں ——"

"اور اگر نہیں سنبھلتی تو ——" یہ سوال مجھ سے کیا گیا تھا کیونکہ نام نہاد لیڈر ہونے کے باوجود نامناسب فیصلوں کے لئے میری طرف ہی دیکھا جاتا تھا۔

"ہم کل کا دن کوروفون میں رہیں گے۔ پرسوں صبح تک اگر شاہد صاحب بہتر ہو جاتے ہیں تو ٹھیک ورنہ انہیں دو پورٹرز کے ہمراہ واپس اسکولے بھیج دیا جائے گا اور ہم آگے چلے جائیں گے —— اور اگر کل یہاں میں ڈاؤن ہو جاتا ہوں تو آپ [illegible] مجھے واپس بھیج کر آگے چلے جایئے گا —— کسی نے کسی کا کنکورڈیا پہنچنا بہت ضروری ہے ——"

"اور آپ اپنے ساتھی کا فکر نہ کرو صاحب ——" شیر باز نے تسلی دی [illegible] پورٹر [illegible] اگر زیادہ طبیعت خراب ہوتا ہے تو ہم ادھر سے عسکری پیغام بھیجے گا کہ کوروفون میں ایک پاکستانی بیمار ہے ہیلی کاپٹر بھیج دو ——"

"اور وہ بھیج دیں گے [illegible] ——"

"کیوں نہیں بھیجیں گے سر —— یہ علاقہ اچھا نہیں ہے۔ ادھر اس قسم کا کوآپریشن نہ ہو تو بہت مصیبت بن سکتی ہے —— ہیلی آئے گا سر"

اس "ہیلی آئے گا سر" سے ہمیں بہت تقویت ملی اور ہم تھوڑے سے بے فکر ہو گئے —— تبھی ہم سب کے اندر اس وہم نے جڑیں پکڑ لی تھیں کہ ابھی سے بلندی اتنا ستاتی ہے تو اوپر جا کر پتہ نہیں کیا ہو گا —— اس کا ایک فائدہ بھی ہوا کہ ہم نے ان علاقوں کو اور ان کی آب و ہوا کو ذرا سنجیدگی سے لینا شروع کر دیا —— موسم کی تعظیم میں ہم نے کوئی کسر نہ چھوڑی اور خاص طور پر لاہوریوں والا رویہ یعنی برف پر ٹی شرٹ پہن کر کہنا کہ "گل ای کوئی نہیں" یکسر ترک کر دیا۔

"میاں صاحب آج آپ کمانڈر کے ساتھ سوئیں گے۔ اور آپ کی ڈیوٹی یہ ہے کہ رات کے وقت اگر شاہد صاحب خیمے سے نکلنے کی کوشش کریں یا آپ سے کہیں کہ گرمی لگ رہی ہے ذرا باہر چلتے ہیں تو آپ نے —— باقاعدہ ان کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ جانا ہے اور انہیں کسی بھی حالت میں باہر نہیں جانے دینا ——"

"لو جی ڈاکٹر صاحب میرا نام میاں. فرزند علی ایڈووکیٹ نہیں اگر میں آج کی رات شاہد کو خیمے سے باہر انگلی بھی نکالنے دوں —— آپ کہیں تو ابھی جا کر پہرہ دینا شروع کر دوں؟"

"ابھی تو خیمہ ہمارے سامنے ہے میاں صاحب —— آپ کی ڈیوٹی کھانے کے بعد شروع ہو گی ——"

ڈاکٹر صاحب کے فقرے کے اختتام سے پہلے ہی نکاھ نازل ہو گیا۔ اس نے مہربانی کی کہ آغاز ہنسی سے نہیں کیا کیونکہ وہ بھی شاہد کی بیماری کے بارے میں فکر مند تھا "صاحب کھانا تیار ہے آ جاؤ ——"

[illegible]

"اچھا صاحب ——" وہ اپنی ہنسی کا سٹارٹ لینے لگا تھا کہ میں نے اسے گھورا اور وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

بڑے پتھر کے نیچے پورٹروں کا ایک گروہ آگ جلائے بیٹھا تھا اور کوئی بلتی لوک گیت گا رہا تھا ——

"یہ کیا گا رہے ہیں شیر نادر؟"

"پتہ نہیں صاحب —— ہم اودھر گلگت کا رہنے والا ہے —— لیکن کوئی عشق مشق کی بات کرتا ہے۔"

"ڈاکٹر صاحب وہ عشق مشق سے یاد آیا کہ اسکولے میں ہسپانوی بے چاریوں کا کیا کیس تھا؟ ——"

میرے اس سوال پر بیک وقت بیافو سے زیادہ سرد آہیں عامر، میاں صاحب اور خان صاحب کے سینوں میں سے برآمد ہو کر فضا کو مزید یخ بستہ کر گئیں "ہائے ہائے" ڈاکٹر صاحب بولے "بس چوہدری صاحب میں جب اسکولے کے چوک میں

پہنچا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میاں صاحب درخت کے ایک تنے پر بیٹھے ہیں اور علامہ اقبال کی طرح مٹھی کلے پہ جمائے گہری سوچ میں مستغرق ہیں۔ میں نے سبب پوچھا تو انہوں نے سامنے اشارہ کر کے کہا "بے چاریوں کے پاسپورٹ گم ہو گئے ہیں —— " اور چوہدری صاحب جب میں نے اسکولے کے پتھروں پر بیٹھی ان غمگین بے چاریوں کو دیکھا ہے تو —— رنگت ان کی برفوں نے سنولا دی تھی۔ بدن ان کے تندرست ہو رہے تھے اور واللہ کہاں کہاں سے تندرست ہو رہے تھے اور جو ٹریک سوٹ انہوں نے پہن رکھے تھے وہ مجھے یقین ہے کہ سفید ہوں گے ان کے پہننے سے رنگین ہو گئے تھے —— چنانچہ میں بھی صرف انسانی ہمدردی کے جذبے کے تحت میاں صاحب کے برابر میں بیٹھ گیا —— اور پھر عامر آگیا —— "

"جی یہ بھی چکر میں آگیا —— " عامر دل کھول کر ہنسا "اور [illegible] نے دیکھا کہ ہماری ٹیم کے دو ممبران نے اسکولے کے بیگ میں تکتکی لگائی ہوئی ہے —— اور جن چہروں [illegible] چنانچہ میں بھی [illegible] ہو گیا —— ہر ایک [illegible] بھر کر کہتا کہ نہیں ان بے چاریوں کے پاسپورٹ ملتے ہیں یا نہیں —— اب پتہ نہیں یہ کہاں کہاں سے ہوائی ہوئی ہیں —— "

ان "بے چاریوں [illegible] کے سروں پر جو فکر مندی اور سہم کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے وہ چھٹ گئے اور ہم قدرے نارمل ہو کر انسانی آبادی سے دور پہاڑوں کے اندر اپنی پہلی شب سے لطف اندوز ہونے لگے۔

آرمی کیمپ ایک عارضی سا حقیر سا ٹھکانہ تھا۔ ایک سٹور اور دو چھوٹی چھوٹی اندھیری کوٹھریاں' ایک برآمدہ جس میں ہم خالی کنستروں پر محفل جمائے بیٹھے تھے اور جب بھی ٹیک لگانے کی کوشش کرتے تو دیوار کے پتھروں کے کونے ہمارے منہ سے "آہ" نکلوانے کے بعد ہماری کمر سیدھی کر دیتے۔ ایک کوٹھری میں کسی جوان نے ریڈیو یا ٹیپ لگا رکھا تھا اور شائد روٹیاں پکا رہا تھا یا شائد ہانڈی پکا رہا تھا کیونکہ اس کے چولہے کا دھواں باہر آ کر سردی کی وجہ سے ہمارے آس پاس ٹھہر جاتا اور

ہم آنکھیں جھپک جھپک کر اسے زائل کر دیتے۔

ہمارا خیال تھا کہ کوروفون میں بادل نیچے آ جاتے ہیں لیکن یہ خیال نہ رہا کہ دراصل ہم ان کی قربت میں آ چکے ہیں اور وہ تو وہیں ہیں جہاں وہ ہوتے ہیں۔

ہوا کی شدت بڑھنے لگی۔ اس کے زور سے بادل سرکنے لگے۔ ہمارے خیموں کے اوپر جہاں سے بادل ہٹے وہاں ایک سفیدی تھی اور یہ بیافو کا ایک حصہ تھا —— جیسے اس کی برفیلی موجودگی ہم سب کو دیکھنے آئی ہو ——

"جناب شیر صاحب —— اس جگہ کا نام پری - ون بھی تو ہے۔ تو ادھر کوئی پڑیاں شڑیاں رہتی ہیں؟" میاں صاحب پوچھ رہے تھے اور میاں صاحب کا اندرون لاہور شہر کا "[illegible]" کوروفون آ کر تازہ دم ہو گیا تھا حالانکہ اسکولے میں انہوں نے بے چاریوں کو "بے چاڑیاں" نہیں کہا تھا۔

"یہ پری نہیں ہے پڑی ہے ——"

"وہی پری —— " میاں صاحب نے زور دے کر کہا۔

UrduPhoto.com

"وہی "ڑ" سے —— پڑی"

اس موقع پر میں نے شیر نادر کو بتایا کہ میاں صاحب لاجواب ہو گئے ہیں اور جو آپ کی پڑی ہے وہ میاں صاحب کی پری ہے —— دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔

"اس علاقے کو پڑی - ون اس لئے کہتے ہیں کہ یہ پڑی ہے۔ پتھروں کا ایک علاقہ ..... لیکن سر آپ جانتے ہیں کہ بیافو کا کیا مطلب ہے —— اس کا مطلب ہے مرغ ——"

"مرغ یعنی چکن؟" عامر نے حیران ہو کر کہا اور پھر خوشدلی سے ہنسا "یہاں مجھے اپنی چکن فیڈ فیکٹری کی برانچ کھولنی چاہئے —— اور نام ہو بیافو فیڈ ——"

"لیکن دنیا کے بلند ترین گلیشیر کا مرغ سے کیا واسطہ ——"

"پتہ نہیں صاحب —— بہر حال بیافو کا مطلب مرغ ہی ہوتا ہے۔"

"یقیناً دنیا کا ٹھنڈا ترین مرغ ——" ڈاکٹر صاحب نے جھرجھری سی لی۔

"لیکن ہم جو مرغ آپ کو کھلائیں گے وہ بالکل گرم ہو گا سر —" شیر نادر نے ہمارے منع کرنے کے باوجود مرغ گوشت کے دو ڈبے ہمارے لئے "ذبح" کر لئے تھے۔ ہمارا کھانا بھی آ گیا — ہمارا زور تازہ سبزیوں پر تھا — بند گوبھی اور پھول گوبھی — اور ان کا سٹاک پائیو تک ختم ہو جاتا تھا اور پھر اگلے دو ہفتے ہم نے ٹین بند چیزوں پر ہی گذارہ کرنا تھا —

کھانے کے بعد قہوہ — اور قہوے کے بعد تھکاوٹ اور بہت تھکاوٹ اور تیز برفیلی ہوا اور ہوا میں نمی —

کوروفون میں رات مکمل طور پر رات نہیں تھی اس میں سفیدی تھی اور چیزیں دکھائی دیتی تھیں۔ وہ بڑا پتھر بھی دکھائی دے رہا تھا جس کے آس پاس پورٹر اب سو چکے تھے اور بہت بعد میں کرنل مبشر نے مجھے بتایا کہ وہ بڑا سفید پتھر ہی تو کوروفون ہے — کوروفون کا مطلب ہے بڑا سفید پتھر۔

خیمے کے اندر جانے سے پیشتر میں نے اپنے بوٹ اتارے — جرابیں اتاریں [illegible] —

یہ پاؤں پھر [illegible] — وہ تھکے ہوئے تھے لیکن جیسے تھکے ہوئے؟"

جیسے کسی [illegible] مطمئن تکمیل آرزو والی شب کے بعد کوئی گوری پہاڑی ندی میں سے نہا کر نکلتی ہے تو اس کا بدن ہوتا ہے — تھکا ہوا بھی اور آسودہ بھی۔"

ایک برفانی ندی میرے خیمے کے قریب بہہ رہی تھی — اور خیمے کے اوپر بیافو کی سفیدی جھکی ہوئی تھی — جیسے اس کی برفیلی موجودگی مجھے دیکھنے آئی ہو — اور یہ برفیلی موجودگی میرے سلیپنگ بیگ میں تھی اور بہت دیر بعد میرے جسم کی گرمائش نے اسے اس قابل بنایا کہ میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہوں اور میں پاؤں پسار کے آرام سے سو سکوں — اور اس نیند میں بھی میں بیافو کی ہواؤں کو اپنے خیمے کے پردے پر دستک دیتے سنتا تھا اور برفانی ندی کے بہاؤ کی سرسراہٹ میرے ساتھ میرے بدن میں اتر رہی تھی اور پچھلی رات بارش اتری اور اس زور سے اتری کہ میں آنکھیں کھولے اسے خیمے پر برستا سنتا رہا اور سوچتا رہا کہ میں کہاں ہوں۔

کوروفون میں ہوں — تو یہ کوروفون کہاں ہے؟

”ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو اور بڑا سفید پتھر“

میں نے ہاتھ سلیپنگ بیگ سے باہر نکالا تو وہ خیمے کے پردے سے ٹکرایا اور پردہ بھیگا ہوا تھا.... بلکہ پورا خیمہ زمین کے ساتھ ساتھ کم از کم چھ انچ تک گیلا ہو چکا تھا۔ میرے ذاتی استعمال کی وہ اشیاء جو میں نے خیمے کے کونوں میں اور پاکٹ میں سنبھال کر رکھی تھیں ان پر بھی بارش کا اثر ہو چکا تھا۔

میں نے خیمے کے پردے میں سے سر باہر نکال کر دیکھا تو کوروفون کی کیمپنگ گراؤنڈ بھی تر بتر تھی اور میرے خیمے کے گرد جو پانی جمع تھا اس میں میرے [illegible] ہو کر انہیں تسموں سے پکڑا اور گھسیٹ کر خیمے کے اندر کر لیا جیسے کسی شرارتی بچے کو باہر سے گھر میں کھینچتے ہیں لیکن حماقت تو میری تھی ―― مجھے پچھلی شب بوٹ اتار کر کھلی فضا میں نہیں چھوڑ دینے چاہئے تھے.... کیمپنگ کی زندگی کے آداب میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ رات کو کوئی شے باہر نہ چھوڑیں کیونکہ رات کو بارش ہو سکتی ہے ―― اور رات کو بارش ہوئی۔

میں نے وقت دیکھا تو ابھی صرف سوا پانچ بجے تھے۔ میں نواب سے پھر سلیپنگ بیگ میں گھس گیا اور اونگھنے کی کوشش کرنے لگا ―― ویسے پچھلی شب میں نے یہی ارادہ کیا تھا کہ صبح سویرے بیدار ہو جاؤں گا اور وہاں تک سیر کے لئے جاؤں گا جہاں سے بیافو شروع ہوتا ہے یا شائد ختم ہوتا ہے لیکن ―― بیافو کی سیر میں وہ مزا کہاں جو بیافو کے دامن میں ایک سلیپنگ بیگ میں گھس کر اونگھنے کا ہے۔

کچھ وقت گذرا اور پھر نیم بیداری کے عالم میں مجھے مرغ کی اذان سنائی دی

UrduPhoto.com

.... مرغ —— مرغ کی اذان —— یعنی بیافو کی اذان —— واہ کیا بات ہے یہاں تو گلیشیئر بھی اذانیں دیتے ہیں —— دوبارہ مرغ کی آواز آئی تو میں نے سوچا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک گلیشیئر اذان دینے لگے —— میں نے اپنے آپ کو سلیپنگ بیگ کی آغوش سے آزاد کیا اور سر باہر نکال کر دیکھا —— بیافو کی برفیلی بو تھی بادلوں میں روپوش تھی —— اس لمحے ایک اور اذان ہوئی اور باقاعدہ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے خیمے کے قریب کسی مرغ نے چھاتی پھیلا کر ککڑوں کڑوں کیا ہے —— میں نے دائیں جانب دیکھا تو وہاں سچ مچ ایک مرغ گردن اونچی کئے بڑے فخریہ انداز میں مجھے دیکھ رہا تھا —— اور مجھے متاثر کرنے کے لئے اس نے ایک بار پھر ککڑوں کڑوں کیا —— یہ کوروفون میں مرغ کہاں سے آگیا —— بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شیر نادر کا پالتو مرغ ہے جو بیافو گلیشیئر کو اپنا حریف سمجھتا ہے اور اس کی جانب منہ کر کے صبح سویرے ککڑوں کڑوں شروع ہو جاتا ہے ——

میں نے سویٹر پہنا اور باہر آگیا۔ کیا دھلی دھلی زبردست خنک مہکتی ہوئی صبح تھی۔ [illegible] بڑی انگڑائی لی —— رات کوروفون کے آس پاس پہاڑوں پر ہلکی برفباری ہوتی رہی تھی۔ ان پر برف کی سفیدی پاؤڈر کی طرح چھڑکی ہوئی تھی ——

"گڈ مارننگ سر —— " غلام نبی ترپال کے نیچے سے جھانک رہا تھا "رات بہت بارش ہوا سر۔ بہت کچھ بھیگ گیا —— صاحب آپ کو منہ ہاتھ دھونے کے لئے پانی گرم کر کے دے گا —— "

"گرم پانی —— ہونہہ" میں نے ناک چڑھا کر کہا "اے کور ذوق مرد ناداں کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ بیافو کے دامن میں ایک جنگل ہے۔ جنگل میں ندی ہے، ندی کنارے میرا خیمہ ہے اور کیا پانی کی روانی ہے اور کیا شفاف اور نتھرا ہوا پانی ہے —— بس اس ندی میں ہم منہ ہاتھ دھوئے گا اور ندی کا صاف پانی تصویر لے گا"

غلام کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اس نے ہنسنے کی کوشش کی لیکن اس میں بھی ناکام رہا۔ البتہ وہ کچن کی ترپال میں سے جھک کر باہر آیا اور مجھے دیکھنے لگا۔ ——

"کیا دیکھتے ہو؟"

UrduPhoto.com

"بس آپ منہ ہاتھ دھوؤ اور ندی کے پانی کو بولو کہ آپ کا تصویر لے ــــ ہم دیکھتا ہے"

میں نے تولیہ اور ٹائلٹ کٹ اٹھائی اور ندی کے ریتلے کنارے پر جا کر بیٹھ گیا ــــ یہاں اس میں پتھر کم تھے اس لئے شور بھی کم تھا۔ ذرا آگے جھک کر میں نے منہ دھونے کے لئے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالے اور ــــ ندی نے قطعی طور پر میری رومانویت کا لحاظ نہیں کیا اور باقاعدہ کاٹ کھایا۔ اس پانی کو ہم سرد۔ برفیلا۔ ٹھنڈا' یخ پانی وغیرہ نہیں کہہ سکتے ــــ بلکہ یہ کچھ کمینہ قسم کا پانی تھا ــــ

"ہی ہی ــــ" غلام کی لگڑبگڑ ہنسی ایک جھاڑی کے پیچھے تھی "صاحب ہم گرم پانی لاتا ہے"

منہ ہاتھ دھونے کے بعد اگلا مرحلہ کسی ایسے پتھر یا جھاڑی کی تلاش تھی جس کے پیچھے مناسب طریقے سے روپوش ہوا جا سکے ــــ اسی وجہ میں ڈاکٹر صاحب کیمپنگ کے پہلو میں واقع درختوں کے ایک جھنڈ میں سے ــــ

"چھدرا [illegible] جھاڑیاں ہیں' درخت ہیں۔ ریت ہے اور ہر سمت بیافو میں سے پگھلنے والی برف کے تالاب اور چھوٹی چھوٹی ندیاں ہیں۔ پانی کی کوئی قلت نہیں"

UrduPhoto.com

میں بھی درختوں کی اس جھنڈ میں دور تک نکل گیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہاں سرسبز جھاڑیوں ریت اور پانی کے بہاؤ کے عجیب روپ تھے۔ چھوٹے چھوٹے تالاب اور ان میں آ کر گرنے والے پانی۔ ان میں سے بہنے والی چھوٹی چھوٹی ندیاں ــــ اور اوپر بیافو کی سفیدی جھانکتی ہوئی ــــ ایسے منظر کم لوگوں کے نصیب میں ہوتے ہیں اور میں ایسا کم ظرف تھا کہ اس منظر کو دیکھنے نہیں آیا تھا اس میں "بیٹھنے" آیا تھا۔

کیمپنگ واپسی پر دیکھا کہ میاں صاحب اپنے خیمے کے باہر کھڑے ڈاکٹر صاحب سے محو گفتگو ہیں ــــ

"بس جی ڈاکٹر صاحب آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے شاہد کو پوری رات خیمے سے باہر نکلنے نہیں دیا۔ آدھی رات کے وقت کہنے لگا کہ میرا باہر جانا

بہت ضروری ہے —— اٹھنے لگا تو میں نے پکڑ کر زبردستی لٹا دیا۔ بڑی منتیں کیں کہتا تھا سردی کی وجہ سے پیشاب آ رہا ہے جانے دو —— میں نے کہا بے شک یہیں کر دو لیکن باہر نہیں جانے دوں گا ——"

"ویل ڈن میاں صاحب ——" ڈاکٹر صاحب نے انہیں تھپکی دی۔

"اور جو میرا ویل ڈن ہو رہا ہے ڈاکٹر صاحب اس کے بارے میں کیا خیال ہے" خیمے کے اندر سے شاہد کی ایمرجنسی سے لبریز آواز آئی۔

"اب آپ باہر آ سکتے ہیں ——"

شاہد باہر آیا اور جھجکا ضبط کرتا ہوا جھاڑیوں کی جانب چلا گیا۔

بعد میں چیک اپ ہوا۔

"کمانڈر ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہے —— ناشتے کے بعد کوئی فیصلہ کریں گے ——" ڈاکٹر صاحب نے بتایا "کہتا تو ہے کہ میں چل سکتا ہوں لیکن کیا پتہ تھوڑی دور جا کر گر جائے یا بے ہوش ہو جائے —— ناشتے کے بعد دیکھیں گے۔"

UrduPhoto.com

ناشتہ گرم دلیے کا تھا اور بہت قوت اور گرمی دینے والا تھا ——

شاہد صاحب ایک مرے کے بعد بستر سے اٹھنے والے کسی مریض کی طرح کیمپنگ گراؤنڈ میں ہولے ہولے ٹہل رہے تھے۔

دھوپ نکل آئی تھی اور میرے بوٹ سوکھ رہے تھے۔

"آج کا سفر کیسا ہے؟" میں نے غلام سے پوچھا۔ ہم نیلی ترپال کے نیچے بے حد آرام اور حدت سے تھے۔ باہر دھوپ تو تھی لیکن ہوا بہت تیز تھی۔

"اچھا ہے ——" اس نے کہا۔

ان علاقوں کے لوگوں کی عادت ہے کہ آپ اگر ان سے ایک دراڑوں سے بھرے ہوئے خوفناک گلیشئر پر سفر کے بارے میں پوچھیں گے تو جواب یہی ہو گا "اچھا سفر ہے ——" اور اگر خدانخواستہ ایک دو شخص ان دراڑوں میں گر کر غائب ہو جائیں اور آپ ان سے شکایت کریں کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اچھا سفر ہے تو جواب میں کہیں گے۔ تو اچھا ہے ناں' ایک دو بندہ ہی گرا ہے ناں۔ تو کیا ہوا

—— سب تو نہیں گرا —— اچھا ہے۔

"اور آج رات کہاں گذرے گی؟"

"بوردوئل میں —— اور اس کا مطلب ہے مصیبت دریا ——"

"سبحان اللہ ——"

اور یہ جو میں دریافت کرتا تھا کہ اگلا شاپ کون سا ہے تو یہ بھی اپنی معلومات کو مزید مستحکم کرنے کا ایک طریقہ تھا ورنہ ہم جانتے تو تھے کہ سفر میں کون سا مقام ہو گا اور کہاں قیام ہو گا۔

"بوردوئل؟ —— کیا ہم پائیو تک نہیں پہنچیں گے؟"

"کیا پتہ پہنچ جائیں ——"

ہر کام عجلت کے بغیر ہو رہا تھا۔ اطمینان سے، سکون سے، جیسے آج سفر کا دن نہیں ہے —— اس لئے کہ ہماری قسمت کا فیصلہ شاہد صاحب کی حالت کے مطابق ہونا تھا —— پورے نو بجے ڈاکٹر صاحب نے [illegible] قابل قرار دے دیا۔ ہم سب نے [illegible] اطلاع کا استقبال کیا ——

بڑے بڑے سفید پتھر یعنی کوروفون کے ارد گرد سے پورٹر اٹھنے لگے —— چڑن کی نیلی ترپال کے رسے ڈھیلے کر کے اسے لپیٹا جانے لگا۔ کوچ کا نقارہ بج چکا تھا —— چند لمحوں کے اندر اندر کوروفون سب کے لئے غیر اہم ہو گیا —— نظریں اگلی منزل پر تھیں۔ اسکولے سے یہاں تک ہم تقریباً سیدھے چلے آئے تھے لیکن اب دریائے برالدو یکدم دائیں ہاتھ کو مڑ گیا تھا بلکہ دائیں ہاتھ سے بہتا آ رہا تھا۔ ایک چھوٹا سا راستہ پہاڑ کے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور دور چند نامعلوم برفانی چوٹیاں تھیں۔ جب آخری پورٹر بھی پہاڑی رستے پر چڑھتا ہوا نظر سے اوجھل ہو گیا تو ہم نے اپنے اپنے رک سیک اٹھا لئے —— میاں صاحب نے سب کی خدمت میں نمکول کا ایک ایک گلاس پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے وٹامن کی گولیاں کھلائیں اور ہم بیافو کی بوتھی کے سائے میں سے نکل کر بڑے پتھر سے پرے اس راستے پر چلنے لگے جس نے کبھی نہ کبھی تو شاہ گوری تک پہنچنا تھا ——

UrduPhoto.com

کوروفون کی ویران کیمپنگ سائٹ کے پہلو میں آرمی کیمپ کے ساتھ شیر نادر ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور ہمیں جاتا دیکھ رہا تھا۔ ایک ویرانے میں کیا انسان دوست شخص ہمیں ملا تھا — عامر ابھی تک وہیں کھڑا تھا اور بیافو گلیشئر کو دیکھے جا رہا تھا۔ میں نے اسے زور سے پکارا۔

"تارڑ صاحب —" وہ میری جانب آنے لگا "کوئی ایسا دن ہو گا کہ ہم کوروفون میں رات گذاریں گے اور اگلی صبح تنگوروڈیا جانے کی بجائے بیافو گلیشئر پر چلیں گے۔ سنولیک جانے کے لئے —"

"ہاں — کوئی ایسا دن ہو گا۔"

"وعدہ؟" اس نے ہاتھ آگے کر دیا۔

"وعدہ —"

اور ہمیں محسوس ہوا جیسے ہم نے سنولیک کی ایک جھلک دیکھ لی ہے۔

UrduPhoto.com

"مورے سیاں جی اتریں گے پار"

ایک لاطینی محاورہ ہے کہ کوہ پیما ہمیشہ آزاد رہتا ہے ——

اس لئے کہ پہاڑی راستوں کی خصلت میں شامل ہے کہ وہ ہموار ہو کر نہیں چلتے بلکہ ایک سیڑھی کی طرح آسمان کو اٹھتے ہیں اور پھر نیچے جاتے ہیں۔ پھر بلند ہونے لگتے ہیں اور پھر اترنے لگتے ہیں۔ اور یہ راستے ہمیشہ ایک شخص کے لئے ہوتے ہیں۔

ایک کوہ نورد کے لئے ——

[illegible] تے ہوئے نہیں چل سکتے۔

وہ پگڈنڈی مشکل آپ کے ایک پاؤں کو سہارتے ہیں دوسرے شخص کے لئے جگہ کہاں سے آئے —— اس لئے کوہ نورد سر جھکائے اکیلا چلتا ہے۔ اور چونکہ اکیلا چلتا ہے اس لئے آزاد ہوتا ہے ——

وہ تھکاوٹ میں ہو۔ پسینے میں بھیگ رہا ہو یا پیاس سے نڈھال ہو' اکیلا ہوتا ہے۔ اسے اپنے فیصلے خود کرنے ہوتے ہیں —— کیا کھائی کے اوپر اس راستے پر چلا جا سکتا ہے یا نہیں' کیا اس خوبصورت گلیشئر کے اندر دراڑیں تو پوشیدہ نہیں تمام فیصلے وہ خود کرتا ہے۔

سر جھکا کر چلتا جاتا ہے سوچ میں رہتا ہے اور آزاد ہوتا ہے ——

اور آج نزیک کا پہلا دن تھا جب تمام جزیرے الگ الگ ہو گئے تھے ——

ہر جزیرہ اپنے آپ میں مگن سر جھکائے سانس لینے کی مشقت میں راستے پر نظریں جمائے بے حد غور سے چلتا ہوا ——

UrduPhoto.com

میرا سرخ خانے دار فلسطینی رومال بے حد کار آمد ثابت ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ میں اپنا چہرہ پونچھتا تھا۔ عینک صاف کرتا تھا۔ اپنی گردن کو دھوپ سے بچاتا تھا اور بیٹھنے کے لئے آرام کرنے کے لئے زمین پر بچھا لیتا تھا ——

ہم سب ہر صبح ٹریک پر چلنے سے پیشتر الٹرا وائلٹ ریز سے بچاؤ کے لئے سن بلاک کریم چہرے پر اور ہاتھوں پر تھوپ لیتے تھے۔ اس "میک اپ" کی وجہ سے ہم تھوڑے سے ہونق تو ضرور لگتے تھے لیکن اس کا استعمال نہ کیا جائے تو آپ کی جلد پھٹ سکتی ہے' چہرہ خراب ہو سکتا ہے اور آپ زیادہ سے ہونق لگ سکتے ہیں۔ دھوپ کی وجہ سے میرے ماتھے پر لگی کریم پسینے کے ساتھ شامل ہو کر میری آنکھوں میں گرتی تھی اور بے حد تکلیف دہ ثابت ہوتی تھی۔ جیسے سرخ مرچوں کو پانی میں گھول کر آنکھوں میں ڈال دیا جائے۔

میں بار بار اپنے رومال سے آنکھوں میں آئے ہوئے پانی کو پونچھتا تھا۔ عسل سے کوردوفون ایک نویلا تجربہ تھا۔ ہر شخص ہلکے پھلکے موڈ میں تھا کہ اور ہو [illegible] بر الڈو با ہل نیچے ہے اور پاؤں پھسل جائے تو توبہ توبہ —— یا: میرے سر میں بھی ہلکا ہلکا درد شروع ہو رہا ہے کہیں یہ بلندی کا اثر تو نہیں —— یہ ہلکے خدشے خوشگوار جذباتیت کا رنگ لئے ہوئے تھے لیکن اب دوسرے روز کوردوفون سے آگے معاملات سنجیدہ ہو چکے تھے —— کوئی کسی سے راستے کی خطرناکی اور چلنے کی اذیت کا تذکرہ نہیں کرتا تھا بس سر جھکائے چلتا جاتا تھا —— ہر کوئی جان چکا تھا کہ خطرناکی اور مشقت ایک ایسی حقیقت ہیں جو اب ہماری ٹیم کی ممبر بن چکی ہیں۔ ان کا ساتھ رہے گا۔

لیکن ایک خدشہ برقرار تھا ——

ہم کنکورڈیا تک پہنچ جانے کے بارے میں بے حد بے یقین ہو رہے تھے۔ خالد کی رخصتی' شاہد کی بیماری' بلندی کے مضر اثرات کے خدشات' سردی کی متوقع شدت اور بالتورو گلیشئر پر سفر —— ہم سب کے ذہنوں میں بھوتوں کی طرح ناچتے تھے اور رخصت نہیں ہوتے تھے.... اس کے علاوہ ہمیں راستے میں کنکورڈیا سے

واپس آتا ہوا جو بھی ٹریکر ملا اس کا برا حال تھا اور وہ ہمیں رحم آمیز نظروں سے دیکھتا ہوا اسکولے کی جانب چلا جاتا۔ رپورٹ یہی آرہی تھی کہ کنکورڈیا میں موسم بے حد خراب ہے۔ تمام چوٹیاں بادلوں میں روپوش ہیں اور روزانہ بارش یا برف باری ہوتی ہے۔ راستوں میں پھسلن تھی اور بالتورو میں روزانہ کوئی نہ کوئی ٹریکر گرتا تھا —— سردی اتنی تھی کہ فراسٹ بائٹ روز مرہ کا معمول تھا اور درجہ حرارت منفی دس سے بھی کہیں نیچے چلا جاتا تھا —— چنانچہ ہم زیادہ پر امید نہیں تھے —— اس کے باوجود ہم مایوس بھی نہیں تھے اور صرف یہ خواہش تھی کہ کم از کم ہم بالتورو گلیشیر تک تو پہنچ جائیں تاکہ ہم کہہ سکیں کہ ہم نے کوشش کی اور بالتورو کو ہاتھ لگا کر واپس آگئے۔

اوپر سے برے موسم کی رپورٹ آتی تو پورٹروں میں بھی بے چینی پھیل جاتی اور وہ واپس جانے کے بہانے تلاش کرنے لگتے ——

لیکن آج موسم بے حد مددگار تھا —— آسمان پر کہیں کہیں بادل تھے وہ تیز دھوپ [illegible] کہ اس راستے ٹریکرز کو سن سٹروک بھی ہو جاتا ہے —— بلندی کی گرمی میں اذیت ناک شدت ہوتی ——

دریائے برالدو [illegible] قریب ہی تھا اور شوروہ بھی [illegible] کرتا تھا کیونکہ ہمارے راستے زیادہ بلندی پر نہیں جاتے تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ جس پہاڑی سلسلے میں ہم چل رہے تھے وہ ختم ہونے کو ہے اور بائیں جانب سے دو تین نالے برآمد ہو کر برالدو میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تقریباً برالدو کے سائز کا تھا اور اس کا شور بلند ہو رہا تھا —— مجھے معلوم تھا کہ اگلے موڑ پر اس کا شور زیادہ بلند ہو گا اور وہ یکدم میرے سامنے آجائے گا —— اور وہ آگیا —— کہیں اندر سے کوہستانی گھاٹیوں میں سے یہ وسیع مٹیالا دریا آرہا تھا اور میرے نیچے سے گذر کر دائیں جانب برالدو کی گذرگاہ میں شامل ہو رہا ہے —— یہ دریائے ڈومردو تھا۔

اور پہلی نظر میں مجھے یہی لگا کہ دریا پر پل نہیں ہے اس لئے ہمیں اس کے ساتھ ساتھ ڈھلوان پر اندر پہاڑوں کے اندر جانا ہو گا اور وہاں کوئی ایسا مقام ہو

UrduPhoto.com

گا جہاں سے اسے عبور کیا جا سکے گا اور پھر ہم ان سامنے والے پہاڑوں پر چلتے ہوئے برالڈو تک واپس آ جائیں گے۔ لیکن یہ پہلی نظر کا دھوکہ تھا۔ دوسری نظر میں میں نے دیکھا کہ نیچے ایک راستہ جا رہا ہے۔ دریا کے کنارے تک پہنچا ہے اور وہاں ہمارے کچھ ٹیم ممبر کھڑے ہیں —— وہ نظر نہیں آ رہے ان کی جیکٹس یا سویٹر نظر آ رہے ہیں اور دریا کے عین اوپر کوئی چھوٹی سی ڈبیا نما شے حرکت کر رہی ہے اور میرے دیکھتے دیکھتے وہ دوسری جانب چلی گئی ہے ——

یہ جھولا تھا ——

کنکورڈیا کے راستے کا ایک مشہور اور اہم سنگ میل۔

اس دریائے بے مہار کو اسی جھولے میں بیٹھ کر عبور کیا جاتا ہے۔

میں نیچے اترنے لگا۔ اترتے ہوئے دریا کا شور زیادہ ہوتا تھا اور نزدیک ہوتا تھا اور اسی حساب سے جھولے کا حجم بھی بڑھتا چلا جاتا تھا۔

میں جب نیچے پہنچا ہوں تو ہمارے تمام پورٹرز اور سامان دوسری جانب منتقل ہو چکا تھا [illegible] تھے اور غلام محمد دریا کے شور سے بلند آواز میں بولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہر طرف شور تھا۔ دوسری جانب پورٹرز اور جھولے کو کھینچنے والے کچھ کھڑے تھے اور ادھر غلام محمد چیخ رہا تھا۔

UrduPhoto.com

خالی جھولا واپس آیا تو غلام نے آگے بڑھ کر مجھے اس میں فٹ کرنے کی کوشش کی —— اور یہ بھی ایک کرتب تھا کہ جھولا جھول رہا ہے' ایک مقام پر ٹکتا نہیں اور آپ بھی اپنے جسم کو اسی ردھم میں لا کر اس پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں' صرف نیچے نہ دیکھیں کیونکہ اگر آپ جھولے سے پھسلتے ہیں تو دریا اتنا دور نہیں —— اور جھولا تھا کیا؟ —— ہمارے ہاں پھلوں کی پیٹیاں نہیں ہوتیں —— دیودار کی ہلکی اور کھوکھلی لکڑی سے بنی ہوئیں۔ ان کی ٹوٹی ہوئی پھٹیوں سے جوڑی ہوئی ایک نشست —— اور اسے چار رسوں سے جکڑ کر گراری کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ اگر میں نے دو تین پورٹرز کو بحفاظت پار اترتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی اس شے پر سواری نہ کرتا —— دس بارہ کلو میٹر اوپر پہاڑ پر چڑھ جاتا پھر

مارو مار کرتا ہوا واپس آ جاتا لیکن ان پھٹوں پر نہ بیٹھتا جو بیٹھنے پر ہر مرتبہ کڑ کڑ کرتے تھے ——

دریا کے اس شور میں اور جھولے کی دہشت میں بھی غلام کی "ہی ہی" سنائی دے گئی "بیٹھو صاحب بیٹھو۔"

میں نے دو تین بار اچک کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن جھولا تو ہر مرتبہ جھلاؤ رہی —— اور بالا آخر میں تھوڑا سا اٹک گیا اور میرے اٹکتے ہی غلام کا نعرہ اور ادھر سے رسہ کھینچا جانے لگا اور اس کے ساتھ ہماری روح بھی کھینچی جانے لگی۔ نیچے دیکھا تو یوں لگا جیسے جھولا ایک ناتواں رسے سے لٹک نہیں رہا بلکہ دریا میں گر چکا ہے اور بہتا چلا جا رہا ہے۔ ہر طرف گھمن گھیریاں تھیں۔ دریا کا بہاؤ استرے کی دھار کی طرح تیز اور پر شور تھا۔ مورے سیاں جی اتریں گے پار ندیا دھیرے بہو —— لیکن یہ ندیا دھیرے بہنے والی نہیں تھی بے شک سیاں جی کی طرح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے ——

[illegible] خود ایک لٹکتی ہوئی ہنسی کے ساتھ بہادری دکھانے کی کوشش میں رسوں کو تھامے بیٹھا تھا ——

UrduPhoto.com

"ہی گل اے [illegible] میاں صاحب جو میلے سے پہنچ چکے میرے پاس آ گئے "دوبارہ واپس جانا ہے ——" میں نے فوراً سر جھٹکا اور نیچے آ گیا ——

ہماری مہم کا سامان پتھروں پر پڑا تھا اور پورٹر سستا رہے تھے۔ اور جو صاحبان ادھر آ چکے تھے وہ اتنے خوش تھے جیسے ننگوردیا فتح کر گئے ہوں۔ شاہد اور ڈاکٹر صاحب بھی جھولتے ہوئے آ گئے۔ جھولے کے چوکیدار نے ایک لمبا چوڑا حساب کر کے زبانی کلامی بل پیش کر دیا۔

فی بندہ دس روپے اور فی بوجھ بیس روپے ——

"پر ہم تو گورنمنٹ ہیں ——" شاہد نے جواز پیش کیا۔

"گورنمنٹ کے لئے چار کلو میٹر اوپر جھولا ہے —— وہ مفت ہے۔ یہ ہمارا ہے ادھر چارج ہو گا ——"

"تو پھر ٹھیک ہے آپ ہمیں واپس بھیج دو ہم چار کلو میٹر اوپر جا کر مفت کا جھولا لے گا اور پھر شام تک ادھر واپس آ جائے گا ـــــ" شاہد نے لاپروائی سے کہا اور چوکیدار نے اتنی ہی لاپروائی سے یہ پیش کش مان لی اور کہنے لگا "ٹھیک ہے صاحب اپنا پورٹر بلاؤ اور بٹھاؤ۔ دوسری طرف چھوڑ دے گا ـــــ پہلے کون جائے گا" اور اس وقت جب یہ گفتگو ہو رہی تھی ہمارے نصف پورٹر جا چکے تھے --- بہر حال چوکیدار حسن علی کی تھوڑی سی منت سماجت کی۔ اسے اسلام اور پاکستان کا حوالہ دیا کہ دیکھو کنکورڈیا کی جانب بنیاد پرست مسلمانوں کی پہلی ٹیم جا رہی ہے کچھ تو لحاظ کرو ـــــ اور اس نے تھوڑا سا لحاظ کر دیا۔ البتہ اس کے خونخوار کتے نے ڈاکٹر صاحب کا لحاظ نہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب [illegible] ذرا فرینڈلی ہوئے تو اس نے اپنے نوکیلے دانت ان کے بوٹوں میں گاڑ دیے ـــــ

"[illegible] کا بچہ ہے بھئی ـــــ"

ڈاکٹر صاحب خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے

[illegible] مطابق [illegible] اور [illegible] کرنا پڑتا تھا اور وہاں پل یا جھولا وغیرہ نہیں تھا ـــــ آپ اس کے تیز پانیوں میں الگ الگ اور رسے [illegible] سے اترتے تھے اور پار کرتے تھے ـــــ لیکن آج ہم خوش قسمت ٹھہرے تھے کہ نالے میں پانی کم تھا..... شاید بلندیوں پر موسم کی خرابی کی وجہ سے برف کم پگھل رہی تھی ..... ہم اس میں ابھرے ہوئے پتھروں پر قدم رکھتے ہوئے آسانی سے دوسری طرف چلے گئے۔

"نیلی جھاڑیوں والے میدان میں دنیا کی خوبصورت ترین لڑکی سے ملاقات"

ایک بار پھر ہم برالدو کی وادی میں تھے اور ایک میدان میں تھے —— دریا کے ساتھ ایک نیلا میدان جس میں چھوٹی چھوٹی نیلاہٹ والی جھاڑیاں —— اور نیلا آسمان اور پہاڑوں پر تھوڑی تھوڑی برف —— اور میدان میں ایک راستہ دور تک جہاں تک آپ دیکھ سکیں۔ یہ راستہ دکھائی دیتا تھا جو نظر آ سکے —— اس کا تعین جا بجا آراستہ خچروں کی لید سے ہوتا تھا

آپ نیلی دور کنکورڈیا تک میں تو آپ اس ٹیلیفون تار کو نظر میں رکھئے جو کہیں ایستادہ کہیں گرے ہوئے کھمبوں کے ساتھ بندھی ہوئی کنکورڈیا تک جاتی ہے اور دوسرے اگر آپ بالکل ہی گمشدہ ہو جائیں تو خچروں کی لید تلاش کریں اور پھر ان کے بعض خچروں کے نقش سم پر چلتے جائیں۔ کنکورڈیا کیا آپ سیاچین تک پہنچ جائیں گے۔ ویسے یہ ماحولیات والے کم عقل لوگ ہوتے ہیں یہ ان علاقوں میں خچروں کی لید پر بہت اعتراض کرتے ہیں کہ جی دنیا کے خوبصورت ترین پہاڑی سلسلے کا ماحول خراب ہو چکا ہے۔ انہیں اس بات کا علم نہیں کہ انشاء اللہ چند برسوں تک کنکورڈیا تک ایک ایسا راستہ بن جائے گا جس پر لید ہی لید ہوگی اور پھر اس لید میں آپ تھوڑی سی مٹی ملا کر پھول اگا سکتے ہیں اور یوں ماحول مزید خوشگوار ہو جائے گا —— اور یہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان علاقوں کو آلودگی سے بچانے کے لئے خچروں کی پشت کے ساتھ تھیلے باندھ دیئے جائیں جیسا کہ مہذب ملکوں میں ہوتا ہے —— ان کا یہ مطالبہ بھی نہیں ماننا چاہئے کل کلاں کہیں گے کہ خچروں کو ٹائلٹ پیپر بھی سپلائی کئے جائیں۔ جیسا کہ

UrduPhoto.com

شائد مہذب ممالک میں ہوتا ہے ـــــ جھولے کے بعد اس ریتلے اور نیلی جھاڑیوں والے وسیع رقبے میں ہم بڑے مزے سے چل رہے تھے۔ نہ دریا کے اوپر معلق کوئی راستہ تھا۔ نہ چڑھائی تھی بس ہموار زمین تھی اور ہم ایک تند دریا کو جھولے پر بیٹھ کر عبور کر آئے تھے۔

اس میدان میں شائد ٹائمنگ ایسی ہوئی کہ ہر دو چار منٹ بعد سامنے سے کوئی نہ کوئی ٹریکر یا ٹیم آتی ہوئی نظر آ جاتی ـــــ ان ٹریکرز سے آمنا سامنا ہوتا تو ان کے رویئے مختلف ہوتے ـــــ کچھ تو دنیا جہان سے بے زار اپنی دھن میں مگن سر جھکائے بغیر کچھ کہے گذر جاتے۔ کچھ آپ پر نظر ڈالتے لیکن آپ سے بات کرنا مناسب نہ سمجھتے۔ ایک آدھ دانہ ایسا آ جاتا کہ آپ کو دیکھ کر کھل اٹھتا اور دیر تک ہاتھ تھامے بال بچوں کی خیریت دریافت کرتا رہتا اور اس سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ـــــ دور سے پتہ نہ چلتا کہ آنے والا ٹریکر ہے یا ٹریکری ہے اس لئے ہماری ٹیم کے ممبران قیافے لگاتے رہتے۔

UrduPhoto.com

[illegible] ور بھری

بھری [illegible] ـــــ"

"[illegible] سے پتہ تو نہیں چل رہا لیکن کوئی سنہری بالوں والی بی بی ہے ـــــ"

اور اکثر [illegible] چین والی آ نہیں رہی ہوتی تھی آ رہا ہوتا تھا کیونکہ اس کی داڑھی بھی ہوتی تھی اور سنہری بالوں والی بی بی کی بجائے کوئی بابا نکل آتا۔ اور یہیں پر ـــــ جھولا عبور کرنے کے بعد اس میدان میں سامنے سے ایک ٹریکر خاتون آ رہی تھی ـــــ مجھے دیکھ کر وہ رکی "ہائے ـــــ" وہ ہانپ رہی تھی "کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"پاکستان کے"

"کیا واقعی ـــــ" وہ یقین نہیں کر رہی تھی "میرا خیال تھا کہ ان علاقوں میں صرف پورٹرز اور گائیڈ پاکستانی ہوتے ہیں ـــــ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

"میں ـــــ" میں نے اسے پہلی بار غور سے دیکھا۔ وہ چھوٹے قد کی ایسی انگریز لڑکی تھی جو لاکھ کوشش کرنے کے باوجود شیاٹ پر پڑی رہ جاتی ہے یعنی اس

کی شادی نہیں ہوتی۔ شائد وہ بہت اچھی انسان ہو لیکن اس کی جانب زیادہ دیر تک دیکھنے کے لئے محنت درکار تھی ـــــ بھورے سے الجھے ہوئے بال۔ اونچے اور میلے سے دانت اور بے جان سی رنگت ـــــ

"میں یہاں کیا کرنے آیا ہوں؟ مجھے کسی غیب کا علم جاننے والے نے بتایا تھا کہ اگر تم سکردو سے پرے آخری انسانی بستی اسکولے جاؤ اور پھر اسکولے سے سفر کرتے ہوئے ایک نیلی جھاڑیوں والے خشک میدان میں پہنچو تو اس کے درمیان میں ایک راستہ ہے اور اس راستے پر ایک ایسی خاتون تمہیں ملے گی جو دنیا کی حسین ترین خاتون ہے ـــــ میں یہاں کیا کرنے آیا ہوں؟ میں صرف اور صرف تمہیں ملنے کے لئے یہاں آیا ہوں ـــــ تمہاری ایک تصویر اتاروں گا اور چلا جاؤں گا ـــــ کیا میں تمہاری تصویر اتار سکتا ہوں؟"

اس کے چہرے کا رنگ مختلف ہوا اور وہ تھوڑا سا شرمائی "تم یقیناً مذاق کر رہے ہو"

[illegible] لڑکی دیکھی ہے۔ تصویر اتار لوں؟"

UrduPhoto.com

ـــــ "اس نے جلدی سے اپنے بال درست کیے میں نے تصویر اتاری "شکریہ ـــــ" اور آگے بڑھ گیا۔ اور جب کافی دور جا کر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ وہیں کھڑی تھی ایک ناقابل یقین حالت میں ـــــ

"چوہدری صاحب ـــــ" ڈاکٹر صاحب میرے پیچھے چلے آ رہے تھے "آپ نے یہ اچھا نہیں کیا اس لڑکی کے ساتھ ـــــ"

"کیوں؟"

"شائد وہ آپ کی باتوں کا یقین کر لے ـــــ"

"نہیں ـــــ وہ اسکولے تک خوش رہے گی ـــــ شائد اس کی زندگی میں اتنا خوبصورت لمحہ پہلے نہ آیا ہو اور پھر ـــــ سکردو پہنچ کر وہ آئینہ دیکھ لے گی"

"اور اس کے باوجود اس کے اندر ایک شک رہے گا کہ کیا پتہ کنکورڈیا کی

جانب جاتا ہوا وہ پاکستانی جس کی داڑھی میں سفیدی آ رہی تھی' سچ کہتا ہو —— میں واقعی دنیا کی حسین ترین لڑکیوں میں سے ایک ہوں ——"

"میری بھی یہی خواہش ہے کہ وہ اس شک میں مبتلا رہے۔ اور یوں زندگی گذار دے .... خاں صاحب ہم سب اس قسم کے شکوک میں مبتلا زندگی گذار دیتے ہیں —— ہم وہ تو نہیں ہوتے جو ہم خیال کرتے ہیں۔ زندگی کی شاہراہ پر کسی ایسے نیلے جھاڑیوں والے میدان میں کوئی ہمیں شک میں ڈال دیتا ہے —— اور ہم اس شک کے سہارے زندگی گذار دیتے ہیں ——"

"آپ بھی؟"

"میں تو خاص طور پر ——" میں نے ہنس کر کہا ——

ڈاکٹر صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا "شاہد ٹھیک چل رہا ہے —— آہستہ ہے لیکن ٹھیک ہے ...."

"اور میرے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"[illegible]"

"نہیں خاں صاحب میں گھوڑا نہیں ہونا چاہتا —— میری بیوی مجھے ایسے ہی پسند کرتی ہے"

"نہ جی —— آپ چلنے کے معاملے میں گھوڑے ہو جائیں گے۔ یہ ٹریکنگ کا اصول ہے کہ انسان پہلے دو دن اپنے آپ کو موسم اور لینڈ سکیپ سے ہم آہنگ کرتا ہے .... اس کے بدن کی ٹیوننگ ہو جاتی ہے اور تیسرے دن —— زبردست ہو جاتا ہے اور خوب چلتا ہے یعنی گھوڑا ہو جاتا ہے ——"

سامنے سے کچھ اور کوہ پیما چلے آ رہے تھے —— اور پھر ان کے پورٹر چلے آ رہے تھے جو بہت بڑی تعداد میں تھے۔ یہ ایک فرانسیسی ٹیم تھی جو صرف ایک مقصد کے لئے اس علاقے میں آئی تھی کہ کوہ نوردوں اور ٹریکروں اور فوجیوں کا بکھرا ہوا کوڑا کرکٹ اٹھائے اور پیک کر کے سکردو لے جائے —— تاکہ ان حسین خطوں کا قدرتی جمال وانداز نہ ہو —— ان کی خوبصورتی ہمیشہ کے لئے قائم رہے۔ خطے ہمارے ہیں لیکن ان کے حسن کا خیال غیر ملکیوں کو زیادہ ہے ——

ایک تو ان کافروں کی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں ———

"السلام و علیکم تارڑ صاحب آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ ———" ایک ٹریکر نیلی پی کیپ۔ سیاہ بنیان اور نیلی جین میں ملبوس پہلے تو میرے قریب سے گذر گیا پھر بھاگتا ہوا واپس آگیا ———

"جو کچھ آپ کر رہے ہیں"

"میں تو سر ——— وہ جو لیڈی ہے اسے کنکورڈیا لے کر گیا تھا۔ اب واپس سکردو جا رہا ہوں۔ میرا نام جگزنی ہے"

"آپ کا نام جگزنی کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ خرگوش ہیں؟"

"نہیں سر ——— آپ نے ٹھیک طرح سے سنا نہیں ——— مجھے جگ نی کہتے ہیں۔"

"یہ کیسا نام ہے؟"

"سر یہاں مختلف گائڈز کے نام بگڑ گئے ہیں۔ لٹل کریم کا تو آپ نے سن رکھا ہو گا [illegible] وہ لٹل بی کہلاتا ہے اور مجھے جگ نی کہا جاتا ہے ———"

میں نے جگ نی کے مختصر اور چھریرے بدن کو غور سے دیکھا "اگر تم جگ ہو تو وہ لٹل پتہ نہیں کتنا لٹل ہو گا۔"

"وہ بہت لٹل ہے سر ——— سر میں ادھر سے چلا آ رہا تھا اور میں نے آپ کو دیکھا۔ آگے نکل گیا اور پھر یکدم میں نے آپ کو پہچان لیا سر ——— مجھے کوئی خدمت بتائیں جناب کوئی خدمت ..."

"آپ کب تک سکردو پہنچ جائیں گے؟"

"دو دن میں سر ———"

"اگر میں آپ کو ایک خط لکھ دوں تو کیا آپ سکردو جا کر پوسٹ کر دیں گے؟؟"

"سر آپ کہیں گے تو لاہور جا کر آپ کے گھر دے آئیں گے ... لکھیں سر"

میں نے فوراً اپنا رک سیک کندھے سے اتارا۔ اس کی پاکٹ میں سے سادہ کاغذ اور مارکر نکالا اور پھر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا ۔۔۔ اور کہاں بیٹھ گیا؟ دریائے برالڈو کی وسیع گذرگاہ کے ساتھ ایک ایسے ریتلے میدان میں جہاں نیلی جھاڑیاں تھیں اور چاروں جانب برفوں والے پہاڑ سربلند تھے ۔۔۔ میں یہاں سے گھر والوں کو کیا لکھوں ۔۔۔

"جگ نبی گائیڈ ادھر سے آ رہا تھا میں نے سوچا اس کے ہاتھ تم سب کو ایک چٹھی بھیج دوں۔

ہم پائیو کی جانب جا رہے ہیں۔ ہر ایک کہہ رہا ہے کہ موسم بہت خراب ہے۔ سردی بہت ہے۔ بہرحال جہاں تک جا سکا جاؤں گا۔

قراقرم کے کسی راستے پر دریائے برالڈو کے کنارے

مستنصر"

اس جگہ پر بیٹھا اپنے بچوں کو خط لکھ رہا ہوں جس کے بارے میں معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے ۔۔۔ اس کا نام کیا ہے۔

اس دوران شاہد صاحب بھی احتیاط سے آہستہ آہستہ قدم دھرتے آ گئے۔ مجھے دیکھ کر سینے پر ہاتھ رکھا اور رک گئے "مائی لیڈر ۔۔۔ خیریت ہے؟"

میں نے جگ نبی کا تعارف کروایا اور خط کے بارے میں بتایا۔

شاہد صاحب نے بھی اپنا رک سیک اتارا اور مجھ سے کاغذ اور مارکر ادھار لے کر خط لکھنے لگے ۔۔۔

بلکہ لکھنے کی تیاری کرنے لگے پھر اپنا ہیٹ کھجا کر بولے "مائی لیڈر ۔۔۔ آج تاریخ کیا ہے؟"

"پتہ نہیں ۔۔۔"

"اور ۔۔۔ خط میں کیا لکھیں؟"

"پتہ نہیں۔"

"آپ کیسے لیڈر ہیں کہ آپ کو کچھ پتہ نہیں ۔۔۔"

"اسی لئے تو میں لیڈر ہوں کہ مجھے کچھ پتہ نہیں ۔۔۔"

بگ نبی مسکراتا رہا اور پھر ہم دونوں کے خط اپنے تھیلے میں رکھ کر اس لیڈی ٹورسٹ کے پاس چلا گیا جو ہم سے کچھ فاصلے پر کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی ـــــ

شکریہ بگ نبی کیونکہ وہ دونوں خط لاہور پہنچ گئے۔

سفر پھر شروع ہو گیا۔

دریائے برالڈو کے اس پار' ریت کے ٹاپوؤں اور چھوٹی چھوٹی ندیوں سے پرے' دور پہاڑوں کے دامن میں دو سیاہ چیزیں تھیں جو کبھی حرکت کرتیں اور کبھی ٹھہر جاتیں ..... میں پھر رک گیا۔ شائد میں ان علاقوں میں پہلی مرتبہ جنگلی حیات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ لیکن فاصلہ اتنا زیادہ تھا ایک کلومیٹر سے بھی کہیں زیادہ کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ جس جنگلی حیات کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے وہ کیا ہے ـــــ

غلام آج میری درخواست پر پورٹروں کے ساتھ آگے نکل جانے کی بجائے ہماری ٹیم کے آخری ممبر کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اور میں نے اس کی خدمت میں [illegible] آگے نکل جاتی ہے اور گم ہو جاتی ہے ـــــ فرض کریں ہم میں سے کوئی ایک بیمار ہو جاتا ہے' زخمی ہو جاتا ہے اور ہم اپنی طے شدہ منزل کی بجائے ایک مقام پر شب بسر کرنے چاہتے ہیں تو کیا ہو گا ـــــ آپ مہربانی کریں اور سب سے آخر میں آتے ہوئے ممبر کے پیچھے پیچھے چلتے آئیں ـــــ چنانچہ وہ میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔

"غلام ـــــ یہ دریا کے پار کوئی جنگلی جانور ہیں؟"

"جنگلی جانور ـــــ" وہ ہنسنے کو تھا لیکن پھر ضبط کر گیا "نہیں صاحب ـــــ یہ تو زو ہے۔ اسکولے کے لوگ ادھر اپنا زو چھوڑ جاتے ہیں پھر کئی دن بعد لے جاتے ہیں۔"

"ظاہر ہے ان کو یہاں سے کوئی چرا نہیں سکتا ـــــ"

"ظاہر ہے ـــــ چرا کر ادھر سے جائے گا تو اسکولے ہی سے گذرے گا۔ دوسری طرف سے جائے گا تو کے ٹو لے جائے گا ـــــ"

"درست ـــــ" میں نے سر جھٹکا اور پھر چلنے لگا "غلام۔ آج کھانا کدھر ہو

UrduPhoto.com

گا؟"

"باردول میں ہو گا ——"

"اور پائیو کتنے بجے پہنچیں گے"

"پائیو نہیں پہنچیں گے صاحب —— باردول میں یا ذرا آگے رات کریں گے —— آرام کریں گے"

"نہیں آج ہمیں پائیو پہنچنا ہے۔"

"ٹھیک ہے صاحب ——"

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ غلام نے آج پائیو تک پہنچنے کا فیصلہ کیوں کر لیا ہے ——

زمین ہموار ہی چل رہی تھی۔ کئی مقامات پر صحرائی ٹکڑے بھی آئے۔ منظر میں خوش نمائی بہت کم تھی —— خشک پہاڑ۔ دریائے برالدو کا ریتلا کنارا اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں۔

UrduPhoto.com

[illegible] سرخ اور نیلے پیلے خیمے نصب تھے اور لگتا تھا کہ یہاں لوگ شب بسر نہیں کرتے باقاعدہ چند روز کے لئے قیام کرتے ہیں۔ کچھ غیر ملکیوں سے سلام دعا ہوئی اور ہم آگے بڑھ گئے۔ ایک نیلے خیمے کے اندر چند مقامی لوگ بیٹھے درمیان میں پلاؤ کا ایک دیگچہ رکھے اس پر جھکے ہوئے تھے۔ جتنی دیر میں میں اس کے کھلے دروازے کے سامنے سے گزرا اتنی دیر میں ان میں سے ایک کو میں نے نور حیات کی شکل کا سمجھا —— وہ فوراً باہر آ گیا۔ وہ نور حیات ہی تھا۔

"صاحب آپ —— آپ ادھر —— ادھر کیسے آ گئے؟" وہ سخت حیرانی میں مبتلا تھا۔ میری اور اس کی پہلی ملاقات راولپنڈی کے ڈینیز ہوٹل میں ہوئی تھی جب وہ کرنل مبشر کے ہمراہ جان سولج کی کے ٹو نارتھ پلر مہم کے ساتھ جا رہا تھا۔ دوسری بار ہنزہ میں مل گیا —— اور ابھی دو روز پیشتر اسکولے کی طرف وادی برالدو میں سفر کرتے ہوئے مجھے نور حیات یاد آیا تھا۔ کس طرح وہ ایک پیاسے کرنل مبشر کے لئے برالدو گورج میں اتر کر پانی لے آیا تھا —— یہ کیا اتفاق تھا کہ

وہ مجھے ایک خیمے میں جھانکنے سے مل جاتا ہے ــــــ اگر میں بارودول کیمپنگ میں چلتے ہوئے اس نیلے خیمے کی طرف نگاہ نہ کرتا ــــــ تو وہ نہ ملتا۔

میں نے اسے اپنی مہم کے بارے میں بتایا۔

"تم کھانا کھالو۔ ہم بھی لنچ کے لئے یہیں رک رہے ہیں ــــــ"

"نہیں نہیں آپ کے لئے کھانا میں لاتا ہوں ــــــ" اس نے بہت اصرار کیا۔

"یہ اچھا نہیں لگے گا کہ تقریباً تیس لوگوں میں سے صرف میں آپ کے ساتھ کھانا کھالوں ــــــ"

"تو سب لوگوں کے لئے بنالیں گے ــــــ" وہ پہلے کی نسبت صحت مند ہو چکا تھا بلکہ قدرے موٹا ہو رہا تھا اور اس کی ناک کا ایک حصہ پہلے کی طرح بار بار پھڑکتا نہیں تھا ــــــ

غلام نے لنچ کے لئے روٹیاں کورو فون میں ہی نکالی تھیں اور انہیں جب شہد اور [illegible] پیشتر سوپ اور وہ [illegible] چینی سوپ ــــ اور پھر گرم کافی ــــــ

بارودول میں آلودگی کے آثار بہت نمایاں تھے ــــــ دریا کے ساتھ اس ریتلے علاقے میں جا بجا خالی ڈبے، پلاسٹک کی بوتلیں، لفافے، جلی ہوئی لکڑیاں اور ایسی چیزیں نظر آ رہی تھیں جو حضرت انسان کی لاپرواہی اور کور ذوقی کا ثبوت تھیں۔ نور حیات اپنے خیمے کے پاس ٹین کے ڈبے کوٹ رہا تھا۔ "میں کوشش کر رہا ہوں کہ بارودول میں جتنے ٹین کے ڈبے ہیں انہیں کوٹ کر اپنے ساتھ لے جاؤں اور سکردو پہنچ کر ڈلیور کر دوں ــــــ میں جس ٹیم کے ساتھ ہوں اس نے اپنے سفر اور قیام کے دوران کاغذ کا ایک پرزہ یا سویٹ کا ایک ریپر بھی ان علاقوں میں نہیں پھینکا ــــ لیکن بہت سارے لوگ بہت زیادہ لاپرواہ ہیں ــــــ آپ آگے جا کر دیکھئے گا کہ کیمپنگ سائٹس کا کیا حال ہے ــــــ تارڑ صاحب ان علاقوں کو آلودگی سے بچانے کے لئے آپ بھی کچھ کیجئے ــــــ"

"ہم ادھر اسلام آباد میں بہت کچھ کر رہے ہیں نور حیات ــــ بین الاقوامی

UrduPhoto.com

سیمینار کروا رہے ہیں این جی اوز کام کر رہی ہیں ---- ماحولیات کی وزارت الگ ہے جو بہت سوچ بچار کر رہی ہے ---- اس کے افسران اتنے فکر مند ہیں کہ اکثر بین الاقوامی سیمینارز میں شرکت کرتے رہتے ہیں ---- ان میں ماحول کو بہتر بنانے کی ایک لہر دوڑ رہی ہے ----"

"یہ لہر یہاں تک تو نہیں پہنچی"

"یہاں تک ــــ ماحولیات کے افسران کو دراصل ان علاقوں کا پتہ نہیں کہ یہ کدھر ہیں ورنہ وہ لہر یہاں تک بھی پہنچ جاتی ــــ"

"آپ مذاق کرتے ہو سر ــــ آج آپ کدھر رات کرے گا صاحب؟"

"پایو ــــ"

"شام کو پہنچے گا ــــ"

"راستہ زیادہ خطرناک تو نہیں ــــ"

"نہیں ــــ زیادہ خطرناک تو نہیں۔ ایک دو جگہ ہیں جہاں سے کبھی کوئی پورٹر وغیرہ [illegible]"

UrduPhoto.com

"نہیں صاحب ــــ" غلام رک سیک اٹھائے میرا منتظر تھا کیونکہ پورٹر جا چکے تھے اور [illegible] صاحب کھانے کے بعد کی نیم غنودگی میں ذرا جھومتے ہوئے اٹھ رہے تھے۔

"نور حیات۔ ہمارے ساتھ ایک ڈاکٹر ہے ــــ یہاں کوئی بیمار تو نہیں؟"

"نہیں صاحب ــــ ویسے ہمارے گروپ میں ایک نرس ہے ــــ"

"نرس ہے؟" میاں صاحب چونکے "پھر تو ہم بیمار ہیں"

"آپ اسے دیکھ لیں گے تو زیادہ بیمار ہو جائیں گے ــــ" نور حیات ہمیں کیمپنگ کے آخر تک چھوڑنے آیا "بس اسی طرح پھر کبھی مل جائیں گے صاحب ــــ کسی پہاڑی راستے پر ----"

”سکم ڈونگ نی سوک ــــــ یعنی
میرا سوکھا ہوا کانٹا میں ایک رات“

وہاں بھی ریت تھی _ سوکھی چٹانوں کے سائے میں جھاڑیاں تھیں۔ برالدو ذرا پرے تھا اور سنائی نہیں دیتا تھا۔ اور جو ہمارے سفر کا رخ تھا وہاں ایک مرتبہ پھر نیلگوں چوٹیوں پر برف دکھائی دیتی تھی ــــــ اور اس مقام پر ہم تین بجے پہنچ گئے... پورٹر سامان کندھوں سے اتار کر آرام کر رہے تھے۔

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ غلام مزے سے ٹہلنے کے انداز میں چلا آ رہا تھا۔

UrduPhoto.com

”غلا [illegible]

”آرام کر رہے ہیں ــــــ“

”یہ تو مجھے بھی دکھائی دے رہا ہے کہ آرام کر رہے ہیں لیکن ابھی صرف دو گھنٹے پیشتر ہم نے [illegible] ہوٹل میں جو آرام کیا ہے ــــــ“

”تو ادھر چائے پیئے گا ــــــ“

”ادھر چائے پیئے گا تو پائیو کیسے پہنچے گا ــــــ یہاں سے پائیو تک کا کتنا فاصلہ ہے؟“

”چار گھنٹے تو لگیں گے صاحب ــــــ تو ادھر رات کرتا ہے اور پھر کل جائے گا ــــــ“

”دیکھو غلام ــــــ ادھر رواج ہے کہ پورٹر لوگ پائیو میں ایک دن ریسٹ کرتا ہے اور روٹی پکاتا ہے اور راشن تقسیم ہوتا ہے ــــــ ٹھیک؟ ــــــ تو اگر ہم آج پائیو نہیں جاتے ــــــ کل جاتے ہیں تو پھر پرسوں ریسٹ ہو گا ــــــ اس طرح ایک دن ضائع ہو گا۔ ہم ابھی کافی بہتر حالت میں ہیں پائیو تک چل سکتے ہیں ــــــ“

"صاحب آپ ادھر ٹھہرو۔ میں پورٹر سے بات کرتا ہوں۔ اگر ہم ادھر رات کرتا ہے تو کل بہت جلدی پائیو پہنچے گا اور پرسوں آرام نہیں کرے گا ــــ آگے جائے گا"

"تم پورٹرز سے بات کرلو ــــ"

ڈاکٹر صاحب نے اپنا رک سیک اتار کر کھولا اور سلیپنگ بیگ نکال کر ریت پر بچھایا اور دراز ہو گئے ــــ "چوہدری صاحب ــــ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ہر شام تھکے ہوئے ٹوٹے ہوئے بھوکے پیاسے قدم گھسیٹتے اپنی اگلی منزل پر پہنچیں ــــ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم ابھی تھکے نہ ہوں ــــ حواس میں ہوں ــــ اور کسی مقام پر یوں ــــ سلیپنگ بیگ نکال کر ریت پر بچھائیں اور لیٹ جائیں ــــ یہ نہیں ہو سکتا؟"

"لیکن ڈاکٹر صاحب ــــ پائیو"

"پائیو کہاں جائے گا ــــ ادھر بالتورو گلیشئر کے دامن میں ہی رہے گا کل تک ــــ [illegible] لیں تو نہیں لگی ہوئی ــــ یہیں ٹک جائیں ــــ ابھی دن ہے ــــ ابھی تھکاوٹ نہیں ہے ــــ ذرا ہوا خوری کریں ــــ"

UrduPhoto.com

مجھے ڈاکٹر صاحب کا یہ جواز پسند آیا۔ کبھی منزل سے پہلے جب آپ اچھی حالت میں ہوں۔ آپ کے قدم تھکے نہ ہوں تب بھی تو رک جانا چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ انسان کی زبان باہر نکلی ہو اور وہ گرتا پڑتا کہیں پہنچے اور سلیپنگ بیگ پر ایک آٹے کی بوری کی طرح گرے اور گرا رہے ــــ

غلام واپس آیا تو اس نے بھی اچھی خبر سنائی "صاحب اگر ادھر رات کرے گا تو پورٹر پائیو میں ریسٹ نہیں مانگے گا۔ پرسوں آگے جائے گا ــــ"

"لینڈ ہو ــــ" ڈاکٹر صاحب نے کسی سمندری کپتان کی طرح منزل کو دیکھتے ہوئے نعرہ لگایا... "سجو رک سیک اتارو اور ریلیکس کرو ــــ"

پورٹر سامان کھولنے لگے۔ غلام نیلی ترپال کو ایک چٹان کے ساتھ باندھ کر کچن کا سائبان تیار کرنے لگا ــــ ہم اپنے اپنے خیمے ایستادہ کرنے لگے۔

یہ واقعی ایک بہت کمال کا جسمانی لطف تھا کہ آپ زیادہ تھکے ہوئے نہیں۔ دن کا پچھلا پہر ہے اور ادھر چٹان کا سایہ ہے لیکن میدان میں اور دریا پر دھوپ ہے اور غلام آپ کو پہلے انرجائل کے دو گلاس پلاتا ہے اور پھر آلو کے قتلے فرائی کرکے نمازسالن کے ہمراہ پیش کرتا ہے۔ اور آپ نے کہیں نہیں جانا ——— ادھر ہی رات کرنا ہے۔

"غلام اس جگہ کا نام کیا ہے ———" میں نے بوٹوں کے تسمے اتارتے ہوئے پوچھا اور اس نے جواب میں کچھ 'ڈم ڈم ڈی ڈی ڈنگ ڈونگ' قسم کا نام لیا۔

"دوبارہ بتاؤ اور ایک ایک لفظ پر ٹھہر کر بتاؤ ———"

"سکم ——— ڈونگ ——— بی سوک" اس نے ٹھہر ٹھہر کر بتایا اور میں نے اسی وقت اسے اپنے کاغذوں میں لکھ لیا ورنہ مجھے یہ سکم ڈونگ بی سوک کہاں یاد رہ سکتا تھا۔

"اس کا مطلب بھی کچھ ہے یا ——— بس یونہی ڈنگ ڈونگ ہے"

UrduPhoto.com

"[illegible]

"کیا نام ہے 'میرا اسو کھا ہوا کانٹا'"

ابھی تو ہے ———" ڈاکٹر صاحب نے نعرہ لگایا۔

"اور میر[illegible] ———" شاہد صاحب نے ہاتھ کھڑا کر ———

اتنی دیر میں مرزا صاحب پاس سے گزرے تو ڈاکٹر صاحب نے پوچھا "کیوں مرزا صاحب آپ کا بھی ہے؟"

مرزا صاحب سرخ ہوگئے "اس طرح کی باتیں نہ پوچھا کریں سر...."

آہستہ آہستہ ہوا چلنے لگی لیکن اس میں ابھی ٹھنڈک نہ تھی ———

میں اپنے سفری نوٹس لکھنے کے لئے جھاڑیوں سے پرے ایک پتھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا... میرے نیچے ریت تھی اور خشکی تھی۔ میں نے اس سفر کے دوران زیادہ نوٹس نہیں لئے تھے... اور پہلی مرتبہ ڈائری کے بجائے کھلے کاغذوں پر یادداشتیں لکھی تھیں ——— اس قسم کے پہاڑی ٹریک کے بارے میں آپ کیا یاد رکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ میں یہی لکھ سکتا تھا نا

کہ اس وقت ہم باردول کے علاقے میں ہیں اور سوکھا ہوا کانٹا میں ہیں اور یہ ایک ریتلا جھاڑیوں سے بھرا ہوا میدان ہے اور ذرا ہٹ کر دریائے براہڈو بہتا ہے اور ... اور آپ کیا لکھ سکتے ہیں؟ پہاڑوں کو —— کوہستانی لینڈ سکیپ کو بیان کرنا آسان نہیں ہوتا۔ آپ ایک پہاڑ کے بارے میں کیا کچھ کہہ سکتے ہیں —— آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑ۔ بلند پہاڑ۔ برف پوش چوٹیاں۔ برف پوش بلندیاں۔ اونچے اونچے پہاڑ ... نیلگوں چوٹیاں۔ آسمان کو چھوتی چوٹیاں ... اور جب آپ کسی پہاڑی دریا کو بیان کرتے ہیں تو وہ دریا پرشور۔ شوریلا۔ پتھروں پر اچھلتا سرپٹختا۔ جھاگ اڑاتا کے علاوہ اور کیا کیا کچھ ہو سکتا ہے —— چنانچہ کوہستانی لینڈ سکیپ کو بیان کرتے کرتے آپ کی تحریر میں ایک یکسانیت وارد ہو جاتی ہے —— اسی یکسانیت سے بچنے کے لئے میں اپنے احساس کو اور آس پاس کے موسم کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ میں ایک لینڈ سکیپ یا ایک منظر کو دیکھ کر اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اور پھر واپس آ کر اسے اپنے سامنے دوبارہ زندہ کرنے کا جتن کرتا ہوں ... اور جب میں وہ [illegible] جاتی ہے۔ اس لینڈ سکیپ کے لئے اداسی بھی تحریر میں جھلکنے لگتی ہے —— اور جب لکھتا ہوں تو اس کے ساتھ محرومیاں اور ناکامیاں بھی اس میں شامل ہونے لگتی ہیں —— شائد اسی لئے میرے بارے میں کہا جاتا ہے کہ میرے سفرناموں میں فکشن بھی سرایت کر جاتی ہے —— جی ہاں۔ آپ کسی شخص کے ساتھ گفتگو کریں اور اسی لمحے اپنی لکھنے والی میز پر براجمان ہو کر اس گفتگو کو قلم بند کر لیں —— وہ قدرے مختلف ہو گی۔ اس میں آپ کی خواہشیں شامل ہو جائیں گی —— وہ بالکل لفظ بہ لفظ وہ نہ ہو گی —— جو کہ تھی —— بس میں جو منظر بیان کرتا ہوں وہ بھی ذرا مختلف ہو جاتے ہیں —— مقام وہی رہتا ہے۔ اس مقام کے پتھر، جھاڑیاں، پہاڑ اور موسم وہی رہتے ہیں لیکن —— ان میں میں خود شامل ہو جاتا ہوں —— اور مجھ میں حقیقت بھی ہے اور فینٹسی بھی —— میں ایک منشی نہیں ہوں کہ جو سامنے ہے اسے دیکھا اور کاغذ پر اس کی فہرست بنا دی —— جس نے مناظر کو ہو بہو ویسا ہی دیکھنا ہے جیسے کہ وہ ہیں تو اس کے لئے بہتر ہو گا کہ وہ ان مناظر کی تصویریں دیکھ لے

——لفظوں کو پڑھنے میں وقت ضائع نہ کرے۔

مرزا صاحب جدھر بھی گئے تھے واپس آ رہے تھے اور بیبے بچوں کی طرح بے حد صاف ستھرے اور نکھرے ہوئے لگ رہے تھے——

"مرزا صاحب ادھر کوئی منہ ہاتھ دھونے کا انتظام بھی ہے——؟"

"سر ادھر تو نہانے کا انتظام ہے——"

"نہانے کا؟——" میری باچھیں کھل گئیں۔ "مرزا صاحب میں آپ کا ایک مائینر سا بزرگ ہوں مجھ سے مذاق مت کیجئے——کیا واقعی؟"

"سچ کہہ رہا ہوں——"

میں نے انہیں غور سے دیکھا——مرزا صاحب اکثر پہاڑوں پر جاتے رہتے تھے اور کیا پتہ کسی بلندی پر کچھ اثر وغیرہ ہو گیا ہو اور موصوف دریائے برالدو میں ڈبکی لگا آئے ہوں——

"آپ بھی نہا آئیں——" انہوں نے [illegible] کی طرف اشارہ [illegible]

[illegible] نہانے کا شوق ہے ڈوبنے [illegible] نہیں [illegible]

"سر ڈوبنے کا؟——وہاں تو چلو بھر پانی ہے——"

"کمال [illegible]" میری شاخ امید پھر سرسبز ہو گئی۔

"یہاں اس [illegible] داخل ہوئے تھے تو راستے میں پتھروں کے ڈھیر نہیں تھے بس وہاں پر اوپر سے کوئی چشمہ آ رہا ہے۔ پہلے میں نے ہاتھ منہ دھویا تو پانی اچھا لگا——پھر میں نہانے لگا——"

ڈاکٹر صاحب بہت دیر سے کان لگائے سن رہے تھے وہ بھی اٹھ کر میرے پاس آ گئے——"تو پانی ایسا ہے کہ نہایا جا سکے؟"

"بالکل جی——ویسے ٹھنڈا تو ہے——اور گلیشر کا تو ہے——لیکن دل کڑا کر کے ایک مگ ڈال لیں تو پھر کام آسان ہو جاتا ہے——"

پانی میرے خاندان کے جینز میں شامل ہے——شائد اس لئے کہ ہمارا گاؤں دریائے چناب کے کنارے تھا اور میرے والد کے لئے یہ معمولی بات تھی کہ وہ تیرتے ہوئے دوسرے کنارے پر جائیں اور میرے دادا جان کو ناشتہ دے کر پھر

گاؤں واپس آجائیں اور پھر خود ناشتہ کریں۔ ایک بار بڑے سیلابوں کے دوران ابا جی شاہدرہ سے گکھڑ منڈی تک پانی میں چلتے اور تیرتے گئے تھے ——— اور یہ فاصلہ چالیس میل سے اوپر تھا ——— میں نے ڈبکیاں لگانے کا ابتدائی کورس گکھڑ منڈی کے غلیظ جوہڑوں سے کیا تھا۔ پھر سوئٹزرلینڈ اور سویڈن اور انگلستان کی جھیلوں میں بھی نہائے لیکن وہ لطف نہ آیا جو ان جوہڑوں میں ڈبکی لگا کر باہر آنے پر آتا تھا کہ بالوں میں کائی پھنسی ہوئی ہے اور ایک کان میں کوئی بوٹی ہے اور دوسرے میں شاید کوئی چھوٹا موٹا مینڈک ٹرا رہا ہے ——— اور شاید کاندھے پر ایک آدھ بلغ بھی براجمان ہے ——— مجھ سے اگلی نسل میں پانی کے لئے رغبت تو ہے لیکن آؤٹ ڈور کا فیشن نہیں ہے ان ڈوبنے والی غسل خانوں میں زیادہ ملوث ہوتے ہیں ——— سلجوق کو بھی صفائی ستھرائی کا بے حد شوق ہے۔ غسل خانے میں جا کر باقاعدہ آباد ہو جاتا ہے۔

"تو پھر میں بھی ڈائی مارتا ہوں ——— بہت دن ہو گئے نہائے ہوئے" میں اٹھنے لگا تو ڈاکٹر صاحب نے میرا کندھا پکڑ کر [illegible]

"[illegible] شاہد صاحب آپ کی طرح [...] اور [...] نیلے پانیوں میں اشنان کر لیں گی ——— ہم واپس جا کر کیا جواب دیں گے کہ تارڑ صاحب جتنے تھے بس تولیہ کندھے پر ڈال کر گئے ہیں تو واپس نہیں آئے ——— جا کر دیکھا تو قدرتی حالت میں تھے اور [...] ——— آپ نیلے پانی کا درجہ حرارت پہلے میں چیک کرتا ہوں۔ شاہد صاحب آپ نے آنا ہے؟"

شاہد صاحب بڑے غور سے ہماری باتیں سن رہے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی دعوت پر فوراً "لبیک" کہا اور تولیہ کندھے پر ڈال لیا ——— دراصل شاہد صاحب کو ڈاکٹر صاحب تھوڑا سا بلیک میل بھی کرتے تھے۔ شاہد صاحب راستے میں یونہی ستانے کے لئے بیٹھے ہیں تو ڈاکٹر صاحب نے ان کے قریب جا کر بڑی مایوسی سے سر ہلاتا ہے اور کہتا ہے "آپ کی طبیعت تو شاید پھر خراب ہو گئی ہے" اس پر شاید صاحب چھلانگ مار کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور کہیں گے "نہیں ——— " اور یہ باوجا ——— یا پھر ان کی نبض دیکھنے لگیں گے ——— شاہد صاحب میں ابھی سوچ رہا ہوں کہ ——— جی تو نہیں چاہتا آپ کو سکردو واپس بھیجنے کو لیکن ——— شاہد

UrduPhoto.com

صاحب کو مسلسل یہ خدشہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب کسی وقت بھی انھیں "نااہل" قرار دے کر واپسی کا مشورہ دے دیں گے —— چنانچہ وہ ان کی کوئی بھی بات نہ ماننے کا رسک نہیں لے رہے تھے۔

"اور ہاں مرزا صاحب ——" ڈاکٹر صاحب ذرا شرارت کے موڈ میں تھے "نہانے کے لئے کوئی اوٹ یا کوئی روپوشی کا بھی بندوبست ہے یا کھلے میدان میں"

"سر آپ مجھ سے سینئر ہیں آپ سے کیا عرض کروں ——" مرزا صاحب ذرا شرمندہ ہوئے "ہے تو کھلا میدان لیکن یہاں تو وہی دنیا کی نکڑ ہے جہاں بندہ نہ بندے دی ذات ہووے —— آپ کو دیکھنا کس نے ہے ——"

"اس کا مطلب ہے کہ آپ قدرتی حالت میں نہا کر آئے ہیں۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی؟"

"نہیں —— بس ایک پورٹر ادھر آ نکلا تھا پانی لینے کے لئے۔ میں نے اسے "شوشو" [illegible] —— بس پورٹروں کا خیال رکھئے گا ——

مرزا صاحب آپ بھی اس پورٹر کا خیال رکھئے گا جو شوشو کرنے پہ بھی نہیں گیا تھا ——

دونوں ہنستے ہوئے چلے گئے

"عجیب حس مزاح ہے ڈاکٹر صاحب کی ——" مرزا صاحب نے ناک چڑھا کر کہا اور کچن کی جانب گرم کافی کی امید میں چلے گئے۔

میں اپنے سفری نوٹس کی طرف پھر متوجہ ہوا —— ابھی سوچ رہا تھا کہ کیا لکھوں کہ شاہد اور ڈاکٹر واپس آتے دکھائی دیے۔

"اللہ معافی ——" شاہد صاحب کانوں کو ہاتھ لگا رہے تھے —— "پانی ہے کہ ٹھنڈے کن کھجورے ہیں جو چبھتے چلے آ رہے ہیں ——"

"نہا کر نہیں آئے؟" میں نے پوچھا۔

"چوہدری صاحب میں نے پانی کو ایک انگلی سے چیک کیا تو اسے طبی نکتہ نگاہ سے انسانی صحت کے لئے مضر پایا —— چنانچہ اجتناب کیا اور تولیے کو گیلا کر کے

چہرے پر تاک پھیرلی ہے ——"

"لیکن مرزا صاحب کیسے نہا آئے؟"

"یہ تو اب ہم اس پورٹر سے جا کر پوچھتے ہیں جو شو شو کرنے پر بھی نہیں گیا تھا اور دانت نکالتا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا —— پوچھیں گے کہ مرزا صاحب کو کس حالت میں دیکھا ——"

اب پتہ نہیں کہ دونوں پر سکم ڈونگ فی سوک کی تنہائی کا اثر ہو گیا تھا اور مجھ سے مذاق کر رہے تھے یا سچ مچ پانی اتنا سرد تھا کہ وہ چہروں پر تولیہ پھیر کر آ گئے تھے —— یہ جاننے کے لئے کہ حقیقت کیا ہے میرا نہانا یا نہانے کی کوشش کرنا بہت ضروری تھا۔

اوپر سے بلندی سے چٹانیں اور پتھر بہہ کر آ گرے تھے اور یقیناً کسی بڑے گلیشر کے پگھلنے سے آئے تھے۔ ان چٹانوں میں جگہ جگہ تالاب وہ چشمہ تھا یا گلیشر کا پانی تھا جو واقعی چلو بھری تھا —— جہاں وہ ریت پر بہتا تھا وہاں اسے ریت سے الگ کر کے نہانا مشکل تھا۔ البتہ ایک مقام پر پانی نے [illegible] کر لیا تھا جہاں پانی ایک چھوٹی سی آبشار کی صورت گر رہا تھا اس کے نیچے اگر کوئی کھڑا رہ جائے تو یقیناً قطرہ قطرہ نمک سے شور... کا امکان تھا۔ میں نے اپنا تولیہ اور صابن ایک پتھر پر رکھا اور پھر ڈرتے ڈرتے ہوئے شرٹ اور جین اتار دی۔ اب میں تھا اور بس میں ہی میں تھا۔ اور قراقرم کی [illegible] تھی جو [illegible] مرتبہ مقامات آہ و فغاں کو براہ راست لگ رہی تھی اور بہت ٹھنڈی لگ رہی تھی —— اور جب میں نے دل کڑا کر کے پانی کا پہلا مگ اپنے بدن پر ڈالا تو مقامات تو تقریباً غائب ہو گئے اور آہ و فغاں باقی رہ گئے ——

اگر ایک بچہ کسی گلیشر کی کوکھ میں پیدا ہو اور اس میں سے جنم لینے والی برفیلی ندی میں بہتا ہوا دنیا میں وارد ہو تو شاید وہ اسی طرح یخ اور ٹھٹھرتا ہوا محسوس کرے جس طرح پورے پانچ مگ پانی کے ساتھ نہانے کے بعد میں محسوس کر رہا تھا —— اور میں یہ بھی محسوس کر رہا تھا کہ یہ کپڑے وغیرہ بالکل بے فضول ہیں اور مجھے یونہی کیمپ میں واپس چلا جانا چاہئے —— کیا ہوا ... زندگی تھی

بہرحال میں نے جین چڑھائی اور بنیان پہن کر پتھروں میں قدم رکھتا کیمپ کی جانب چلنے لگا ―― راستے میں ایک مقام پر میں نے برالڈو کو ایک عجیب روشنی میں دیکھا ―― اس کے ایک حصے پر جہاں پچھلے پہر کی دھوپ زرد ہو رہی تھی ایک ٹھہراؤ سا تھا جیسے پانی یہاں سُست ہو گئے ہیں۔ لہریں سلوموشن میں اٹھ رہی ہیں ―― اور اس کی بے پناہ وسعت میں جہاں تک میں دیکھ سکتا تھا کوئی نہ تھا۔ صرف میں تھا۔ میں کیمپ واپس آیا تو ہاتھ اٹھا کر فضا میں لہراتا ہوا اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا ―― تھینک یو برالڈو تم نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ یہ منظر دکھلائے۔ تھینک یو ویری مچ۔

ڈاکٹر صاحب نے مجھے دیکھ لیا "چوہدری صاحب یہ آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں؟"

"برالڈو سے"

"برالڈو سے ―― ذرا نبض تو دکھایئے ――"

"میں بالکل ٹھیک ہوں خان صاحب ―― اور میں برالڈو سے ہی باتیں کر رہا تھا"

UrduPhoto.com

"اور کیا برالڈو بھی آپ کے ساتھ محو گفتگو تھا؟"

"شکر گزار تو میں تھا ――"

"آپ سیریس تو نہیں ہو سکتے؟" ڈاکٹر صاحب نے اپنی طفلانہ مسکراہٹ بکھیر کر کہا۔

"میں بالکل سیریس ہوں۔ میں پچھلے کئی روز سے برالڈو سے باتیں کر رہا ہوں صرف آپ کو آج خبر ہوئی ہے ――" ڈاکٹر صاحب نے مجھے تشویش بھری نظروں سے دیکھا "نہ نہ .... مجھے اس طرح نہ دیکھیں ―― میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں جب ٹریک پر چل رہا ہوتا ہوں نظریں جھکائے مشقت کرتا ہوا تو میں چپ تو نہیں رہتا ―― میں باتیں کرتا ہوں راستے میں جو بھی چیز ہو اس کے ساتھ ――"

"مثلاً آپ برالڈو سے کیا باتیں کرتے ہیں؟"

"اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس وقت میں کہاں ہوں۔ اگر تو میں دریا کے ساتھ ساتھ زیادہ پر خطر راستے پر نہیں ہوں تو پھر میں ذرا فرینڈلی ہوتا ہوں

کہ ہاں بھئی برالڈو صاحب کیا حال ہیں۔ یار کیوں اچھل رہے ہو۔ کیوں غصے میں ہو۔ تم نے خود ہی تو بلایا تھا اپنے پاس اب ناراض ہوتے ہو —— اور اگر میں کسی پر خطر راستے پر نیچے بہت گہرائی میں برالڈو کو دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں' بڑے بھائی جان' برالڈو جی... سر آپ نے ہمیں اپنے پاس نہیں بلانا۔ نہ نہ... مہربانی ہے آپ کی۔ تھینک یو ویری مچ"

"بہت دلچسپ" ڈاکٹر صاحب نے سر ہلایا "اور یہ کیفیت شائد پہلی بار سامنے آئی ہے——"

"خان صاحب اگر آپ کا خیال ہے کہ مجھ پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے تو آپ غلطی پر ہیں... میں تو اسلام آباد میں صبح سویرے ٹیلی ویژن سٹیشن کی طرف جاتے ہوئے جب گلگت یا سکردو کے جانے والے طیارے کو دیکھتا ہوں تو اس کے ساتھ بھی باتیں کرتا ہوں——"

"سبحان اللہ——" ڈاکٹر صاحب ہنسنے لگے "آپ کا کچھ نہیں ہو سکتا——" [illegible] مجھ پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے——

اگر کوئی حماقت آمیز بات منہ سے نکل گئی ہے تو معاف کیجئے مجھ پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے —— آپ اداس ہیں تو معاف کیجئے مجھ پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے۔ کھانے میں نمک زیادہ ہے تو غلام پر بلندی کا اثر —— مرزا صاحب اپنے انسٹرکٹرز کو یاد کرتے ہیں بلندی کا اثر —— میاں صاحب بے چاریوں کی یاد میں سرد آہیں بھرتے ہیں تو —— اور تو اور سویرے سویرے قبض ہو گئی ہے تو ——

"ویسے آپ پر تو یقیناً بلندی کا اثر ہو چکا ہے——" ڈاکٹر صاحب مسلسل مسکرا رہے تھے "لیکن آپ ٹیم کے لیڈر ہیں اگر آپ کو واپس بھیج دیں تو ہم کیا کریں گے —— آپ کو برالڈو سے باتیں کرنے کی اجازت ہے چوہدری صاحب"

"شکریہ خان صاحب——"

سکرڈو ٹمک نی سوک میں —— کوروفون کی طرح خیمے میں کسی ندی کے بہاؤ کی بجائے رات کو جھاڑیوں میں ریت کی سرسراہٹ سنائی دیتی تھی —— ریت کو

UrduPhoto.com

تیز ہوا اڑاتی تھی اور وہ خیمے کے پردے پر گرتی جاتی تھی۔

صبح ہمیں پائیو جانا تھا۔

اور آج شب ہم کہاں تھے؟ سکم ڈونگ ٹی سوک میں —— کیا میں نے اپنے وحشی ترین خوابوں میں بھی یہ سوچا تھا کہ کبھی میں ایک ایسے مقام پر شب بسر کروں گا جس کا نام —— میرا سوکھا ہوا کانٹا —— ہو گا۔

UrduPhoto.com

”بلند چٹان سے چمٹے ہم اور نیچے برالڈو میں ڈیتھ ڈراپ“

میں گھوڑا ہو چکا تھا ——

ڈاکٹر صاحب نے درست کہا تھا کہ ٹریک کے تیسرے روز انسان گھوڑا ہو جاتا ہے۔ میں آج بہت اچھا چل رہا تھا ——

میرے سانس لینے کے وقفے کم ہو رہے تھے اور میں جھکا کر مشقت سے چلنے کی بجائے سر اٹھا کر اپنے آس پاس بھی دیکھتا تھا اور میرے پاؤں میرے بس میں رہتے ہوئے آرام سے اٹھتے چلے جاتے تھے۔

[illegible] نے لکھا تھا کہ ”میری ٹانگیں طاقتور اور ہمت والی ہوتی گئیں۔ غیر ہموار پتھریلی لینڈ سکیپ پر چلتے ہوئے۔ کبھی اوپر کبھی نیچے۔ چٹانوں پر چڑھتے اترتے انسان میں ایک طاقت اور بیلنس آ جاتا ہے ——“

مجھ میں بھی بلکہ میرے جسم میں کسی حد تک وہ طاقت اور بیلنس آ چکے تھے اور یہ مجھے حیران کرتے تھے۔ کیونکہ شہر میں تو چار قدم چلنے سے میرا سانس پھولتا تھا۔ میں سُست اور بے ڈول جسم کو مشقت سے بچاتا رہتا تھا اور یہاں —— میں گھوڑا ہو چکا تھا ——

میرے آگے آگے اپنا بیگ اٹھائے دونوں ہاتھوں میں واکنگ سٹکس تھامے عامر چلتا جا رہا تھا —— سامنے خشک چٹانیں تھیں بالکل عامر کے اوپر اور نیچے ان کے دامن میں سفید ریت کا ایک چھوٹا سا صحرا تھا جس میں پاؤں دھنستے تھے اور چلنا مشکل ہو رہا تھا —— مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے عامر کے پاؤں تلے برف تلے

UrduPhoto.com

برف ہے اور وہ واکنگ سٹکس پر زور ڈال کر اس پر بھی اٹک کرنے کی کوشش کر رہا ہے——

اس صحرا کے اختتام پر برالدو بالکل قریب آ گیا بلکہ بعض مقامات پر ہم راستے سے اتر کر اس میں ابھرے ہوئے پتھروں پر پاؤں دھرتے چلتے تھے اور اس کے چھینٹے ہماری عینکوں کے شیشے گیلے کرتے تھے۔ یہ جگہیں خطرناک نہیں لگتی تھیں کہ کناروں پر بہت کم پانی تھا اور ریت دکھائی دیتی تھی لیکن اس پانی میں گرنا ہرگز دانش مندی نہ تھی کیونکہ جو لہر آتی تھی وہ طاقتور آتی تھی اور اگر آپ اس لمحے گرتے ہیں تو اس کے ساتھ مرکزی بہاؤ میں جا شامل ہوتے ہیں۔

آج صبح چلنے سے پیشتر ہم میں سے کسی ایک نے "پائیو" کا نعرہ بلند کیا تھا اور بقیہ ٹیم نے جواب میں "جائیو جائیو" کا نعرہ لگایا تھا——

راستے میں جب بھی کوئی ساتھی نظر آتا تو منہ پھاڑ کر "پائیو" کہا جاتا اور اگر وہ دریا کے شور کے باوجود سن لیتا تو "جائیو جائیو" ضرور کہتا.... تو آج ہم پائیو کو جا [illegible]

UrduPhoto.com

کنکورڈیا ٹریک میں دو کیمپنگ سائٹس ایسی ہیں جن کا بہت تذکرہ ہوتا ہے —— ایک پائیو.... جہاں ایک دن آرام کیا جاتا ہے —— جہاں آخری ہریاول ہے اور جس کے بعد آپ کنکورڈیا بالتورو گلیشیر پر چلتے ہیں اور پورے چار دن چلتے ہیں۔ دوسری کیمپنگ اردوکس، ہے جہاں پہنچنے پر بلندی واقعی اثر کرتی ہے اور موسم شدید ہونے لگتا ہے اور جس کی ڈھلوانوں سے دنیا کی خوبصورت ترین چٹانوں اور چوٹیوں کے منظر دیکھنے میں آتے ہیں —— اور صرف دو روز کے سفر کے بعد آپ کنکورڈیا پہنچ جاتے ہیں —— ہم میں جو سہم اور خوف جاگزیں تھے ان کی وجہ سے ہم خواہش کرتے تھے کہ چلو کنکورڈیا نہ سہی —— کم از کم پائیو تو پہنچ جائیں —— اس لئے آج کا دن اہم تھا —— ہم آج پائیو کو جائیو کرتے تھے——

کل جھولا کے بعد غلام نے دریائے برالدو کے آخر میں کچھ چٹانوں اور سایوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا تھا کہ وہ —— بالتورو ہے —— صاف نظر نہیں آتا لیکن بالتورو ہے.... اکثر حضرات نے صرف اس لئے "ہاں ہاں دکھائی دے رہا

ہے" کہہ دیا کہ باقی جو کہہ رہے تھے کہ ہاں ہاں دکھائی دے رہا ہے —— انتیسویں روزے کے چاند کی طرح جب یہ چاند دراصل ان کی خواہش ہوتا ہے اور آسمان پر کہیں نظر نہیں آتا اور اس کے باوجود وہ کہتے جاتے ہیں کہ ہاں —— میرا خیال ہے —— ہاں ہاں نظر تو آ رہا ہے۔

لیکن آج برالدو کو دیکھتے چلے جائیں تو اس کے آخر میں جو دھندلاتی ہوئی چوٹیاں تھیں ان کے درمیان میں کوئی سیاہ سا وجود نظر آتا تھا —— یہی بالتورو تھا —— عام حالات میں ہم بالتورو کے نظر آنے پر بہت پر مسرت ہوتے' اس خوشی میں منکول کا ایک مگ نوش کرتے اور کچھ دیر آرام کرتے اور تصویریں اتارتے ... لیکن یہ موقع یہ مقام —— کچھ اور تھا۔

چٹانیں دریائے برالدو کے کناروں سے اٹھ کر سیدھی آسمان کو بلند ہو رہی تھیں اور ان چٹانوں پر وہ راستہ تھا جس پر ہم چل رہے تھے اور قدم قدم احتیاط زیادہ کر رہے تھے۔ ہم آپس میں بات بھی نہیں کر رہے تھے کیونکہ جوں جوں ہم بلندی پر چڑھ رہے تھے برالدو اور گہرائی میں اترتا اور ہم اس کی جانب کم دیکھتے تھے ایسے [illegible] کہ ... گر پڑے [illegible] ۔

اس راستے پر ہم اس طرح نہیں آئے کہ ہم نے اسے سامنے دیکھا اور کہا کہ اوہو یہ تو اب خطرناک راستہ آگیا ہے اس پر سوچ سمجھ کر چلتے ہیں بلکہ اس کا احساس تب ہوا جب ہم اس پر چل رہے تھے۔

ایک کچا اور ذرا سا ترچھا راستہ جس پر پاؤں پورا نہیں جمتا تھا ذرا ٹیڑھا پڑتا تھا اور اس راستے کے ساتھ ڈھلوان نہیں جو برالدو کی منہ زوری تک جاتی تھی بلکہ ایک پکی پکی چٹان جو سیدھی کئی سو میٹر نیچے برالدو میں گرتی تھی —— یہاں سے ذرا سی غلطی —— یا پاؤں کا آگے پیچھے ہونا۔ بے دھیانی اور آپ لڑھکتے ہوئے نیچے نہیں جاتے تھے بلکہ براہ راست برالدو میں گر جاتے تھے ——

یہاں پہلی بار میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میں اپنے ساتھ سلجوق یا سمیر کو لے کر نہیں آیا —— میں انہیں شائد یہاں سے گزرتا نہ دیکھ سکتا اور ہم واپس چلے جاتے ....

UrduPhoto.com

ہم سانس روکے —— سر جھکائے مکمل توجہ سے راستے کو دیکھ دیکھ کر —— بہت احتیاط سے قدم اٹھا رہے تھے .... اور ہوا کی تیزی ہمیں پریشان کرتی تھی کہ کہیں یہ بیلنس خراب نہ کر دے ۔ دریا کا شور ناگوار لگتا تھا اور ہم کہاں ہیں۔ ہمارے آس پاس کیا ہے یہ ہمیں کچھ معلوم نہ تھا۔ ہم آپریشن ٹیبل پر جھکے ڈاکٹروں کی طرح سر جھکائے ہولے ہولے قدم اٹھا رہے تھے —— اور ہمارے دلوں میں کیا تھا —— بس یہی کہ کبھی نہ کبھی تو ایسا راستہ آنا تھا .... اور وہ آگیا ہے —— اور یہاں توجہ درکار ہے —— آنکھیں زیادہ نہیں جھپکتے .... اپنے بدن کو تناؤ میں رکھتے ہیں اور دعا کرتے رہتے ہیں ——

ازابیل شاء نے کنکورڈیا ٹریک کے بارے میں ایک جگہ لکھا ہے "یہاں ایسی بلندی ہے کہ آپ نیچے نہیں دیکھ سکتے۔ اگر دیکھیں گے تو آپ کا سر چکرا جائے گا اور اگر گریں گے تو ڈیتھ ڈراپ ہے"

جو راستہ اور بلندی ہماری قدموں تلے تھی بس اسی مقام کے بارے میں ازابیل ....

اور پھر راستے کے آگے ایک چھوٹی سی چٹان آ گئی —— یعنی کہ راستہ ختم ہوتا ہے اور آگے ایک بڑا پتھر ہے جو زیادہ ابھرا نہیں ہوا تقریباً راستے کی سطح پر ہے —— آپ نے اس پتھر پر پاؤں رکھنا ہے اور مجھے اس کی سطح پر پاؤں جمانے کی کوئی جگہ نظر نہیں آ رہی تھی اور پھر کم از کم تین چار قدم اٹھانے کے بعد آپ پھر کچے راستے پر پاؤں رکھ دیتے ہیں —— میں رک گیا ——

راستے پر تو پاؤں جم جاتے ہیں لیکن ایک ڈھلوان پتھر پر جب آپ قدم رکھتے ہیں تو کیا آپ کے بوٹ وہیں جمے رہتے ہیں یا کھسکتے ہیں —— اور صرف ایک قدم نہیں —— تین قدم اور بھی ہیں ——

ہوا یہاں بہت تیز تھی۔ اس لئے کہ یہاں سے آگے وادی وسیع ہو رہی تھی اور اس وسعت میں چلنے والی ہوائیں جب یہاں پہنچتی تھیں تو یہ ایک کھائی نما تنگ اور بلند درہ تھا اور ہوا کی رفتار زیادہ ہو جاتی تھی —— اس بلند چٹانی درے پر ہم چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے تھے ——

UrduPhoto.com

ڈاکٹر صاحب آگے جا چکے تھے ——

میرے پیچھے عامر تھا —— وہ بھی رک گیا۔

"کیا خیال ہے تارڑ صاحب ——"

"تم آگے چلو ——"

جہاں میں کھڑا تھا وہاں اتنی جگہ تو نہ تھی کہ کوئی دوسرا شخص باآسانی مجھ سے آگے چلا جاتا لیکن عامر کے پاؤں جم کر پڑتے تھے اور اس میں وہ بیلنس تھا جو عمر کی وجہ سے مجھ میں کم ہو چکا تھا —— اب وہ مجھ سے آگے کھڑا تھا —— اس نے چند لمحوں کے لئے اس چٹان کا مطالعہ کیا اور پھر جہاں جہاں اس نے سوچا تھا کہ قدم رکھے گا قدم رکھ کے دوسری جانب چلا گیا ——

"چلیں تارڑ صاحب"

میرے پیچھے اب مرزا کھڑا تھا —— "آپ کے بوٹ سہار جائیں گے سر —— ذرا ..."

UrduPhoto.com

مجھے معلوم تھا کہ بوٹ تو شاید پتھریلی چٹان پر جم کر پڑ جائیں لیکن میرا بے ڈول جسم شاید لرز جائے —— "مرزا آپ پہلے چلو"

مرزا چونکہ چٹانی ایکسپرٹ تھا وہ آسانی سے دوسری جانب چلا گیا۔

اب میرے پیچھے شاہد کھڑا تھا —— اور اس کی سرخ جیکٹ تیز ہوا سے مسلسل پھڑپھڑا رہی تھی۔ "کیا خیال ہے شاہد صاحب؟"

"خطرناک ہے مائی لیڈر —— "شاہد بھی خوفزدہ ہو رہا تھا۔

اور تب میں نے غور کیا کہ ایک اور راستہ بھی ہے —— متبادل راستہ —— جو چٹان کے اوپر سے ہو کر دوسری جانب اتر جاتا تھا —— زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس قدم کا یہ راستہ ایسے لوگوں کے قدموں سے وجود میں آیا تھا جو میری طرح یہاں آ کر رک گئے اور پھر یہی بہتر سمجھا کہ چٹان کے اوپر سے چل کر دوسری جانب اترا جائے —— لیکن یہ راستہ بھی اسی بلندی پر تھا اور اتنا ہی خطرناک تھا —— صرف قدم دھرنے کے لئے کہیں کہیں نشان تھے ——

"ادھر سے —— "میں نے مرزا کو اشارہ کیا "میں ادھر سے آؤں گا ——

لیکن تم آگے آ کر میرا رک سیک لو اور پھر میرا ہاتھ تھامو — ورنہ میں یہاں گر سکتا ہوں"۔

دل میں ایک ڈوبتا ہوا ڈر تھا اور خوف میری ہڈیوں میں رچ گیا تھا — یہ موت کا خوف نہیں تھا بلکہ بے یقینی کا ڈر تھا — کیا میں گروں گا؟

میں چٹان کے ساتھ ساتھ اوپر چڑھنے لگا — آہستہ آہستہ جیسے راستے میں بارودی سرنگیں بچھی ہوں۔ میری ٹانگوں میں اور کچھ نہ تھا سوائے لرزتی ہوئی جیلی کے۔ پانچ چھ قدم کے بعد میں چٹان کے اوپر تھا اور پھر میں نے دیکھا کہ نیچے چند ہاتھ پر مرزا کھڑا ہے لیکن نیچے جو راستہ اترتا ہے کچا ہے اور اتنا ڈھلوان ہے کہ اس پر میرا بوٹ ٹھہر ہی نہیں سکتا — میں نے رک سیک اتارا اور بمشکل اتارا کیونکہ تیز ہوا اور ڈھلوان کی وجہ سے اپنا بیلنس قائم رکھنا مشکل ہو رہا تھا — اور مرزا کی طرف دھکیل دیا — رک سیک گھسٹتا ہوا نیچے چلا گیا اور اگر مرزا اسے [illegible] نے عینک اتاری کیونکہ وہ پسینے کی وجہ سے بار بار پھسل رہی تھی — پھر [illegible] بھی وہاں اتارا کیونکہ وہ ہوا اسے پھڑپھڑاتا تھا —

میں نے صورت جانچنے کے لئے ایک قدم رکھا اور وہ جما ہی نہیں — کچھ سنگریزے لڑھکتے ہوئے مرزا کے قدموں میں جا گرے۔

"آ جائیں تارڑ صاحب کچھ نہیں ہوتا — آپ کے بوٹ دھوکہ نہیں دیں گے۔ — "اب میں کھلی فضا میں اور دور کی ہوا میں ذرا جھکا ہوا کھڑا ہوں اور اپنے آپ کو بہ مشکل سنبھالے ہوئے ہوں۔ اور نیچے اور میں اس سے نظریں نہیں چرا سکتا کہ زاویہ ایسا ہے کہ میں شوکتے ہوئے گہری گونج والے پانیوں کو دیکھے چلا جا رہا ہوں جیسے ایک پرندہ اپنی جانب بڑھتے اژدھے کو دیکھتا چلا جاتا ہے کیونکہ وہ ہپنوٹائز ہو چکا ہوتا ہے....

"تارڑ صاحب اسے تھام لیں — " مرزا نے ایک ہاتھ سے اپنی واکنگ سٹک آگے کی اور دوسرے کی ہتھیلی پھیلا دی اور جتنی دیر میں آپ قدم اٹھائیں گے میں آپ کو پکڑ لوں گا"

UrduPhoto.com

یہاں سے زاویہ اتنا ترچھا تھا کہ اگر میں مرزا کو مناسب گرفت سے نہیں تھامتا تو اس پر گرتا ہوں اور اسے بھی ساتھ لے جاتا ہوں—— صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے—— دریائے براللدو میں——

"آ جائیں تارڑ صاحب—— جتنی دیر کھڑے رہیں گے اتنا زیادہ خوفزدہ ہوں گے——" میں نے نیچے دیکھا تو ازابیل شاہ کے فقرے یاد آ گئے—— آپ نیچے نہیں دیکھ سکتے—— دیکھیں گے تو سر چکرائے گا اور اگر گریں گے تو ڈ-تھ ڈراپ ہے—— اگر میں نے یہ فقرے نہ پڑھے ہوتے تو شاید میرا خوف اتنا زیادہ نہ ہوتا—— لاہور میں ایک کانفرنس کے دوران ازابیل سے ملاقات ہوئی تو میں نے اسے اس لمحے کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ صرف تمہاری ان خوفناک سطروں کی وجہ سے میں وہاں بالکل منجمد ہو گیا تھا—— اس پر ازابیل نے بتایا کہ دراصل جب میں اس مقام پر تھی تو مجھ سے آگے جو پورٹر تھا یکدم اس کا بیلنس خراب ہوا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے دریا میں گر گیا—— ابھی وہ وہاں تھا اور ابھی —— اس [illegible] زیادہ [illegible] اس کی چھڑی تھی جو ایک جھاڑی میں اٹکی ہوئی تھی—— میں بار بار اس جھاڑی کو دیکھتی تھی۔ اس چھڑی کو دیکھتی تھی جس پر شاید اس پورٹر کی انگلیوں کا پسینہ ابھی باقی تھا—— اور مزید خوفزدہ ہوتی تھی—— میں نے بڑی مشکل سے اس چٹان کو عبور کیا تھا۔

"تارڑ صاحب—— کس سوچ میں ہیں؟ آپ کے پیچھے بھائی جان شاہد بھی کھڑے ہیں——" میں نے گردن موڑے بغیر نگاہ ترچھی کی—— شاہد صاحب بھی میرے پیچھے جڑے کھڑے تھے—— مجھے یوں لگا جیسے وہ مجھ پر آن گریں گے اور

——

میں نے بسم اللہ پڑھ کر قدم آگے کیا۔ ذرا آگے کو جھکا اور واکنگ سٹک کا سرا تھام کر اگلا قدم اٹھا دیا—— اور اسی لمحے مرزا کے ہاتھ نے مجھے سہارا دے دیا—— میں آج تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ میں نے کیسے وہ چند قدم طے کر لئے....

میرے بعد شاہد کی باری تھی—— وہ بھی بہت دیر کھڑا رہا اور پھر مرزا کا ہاتھ تھام کر ذرا لڑکھڑاتا نیچے راستے پر آ گیا——

UrduPhoto.com

"ہاں جی —— کیا حال ہے؟" عامر انتظار کر رہا تھا۔

"میں اس راستے سے واپس نہیں جاؤں گا ——" میں نے بے حد سنجیدگی سے کہا "کبھی نہیں ——"

ابھی میں اپنی جان کے خوف میں تھا اور ابھی خیال آیا کہ اس منظر کو محفوظ کرنا چاہئے —— میں وہی اکڑوں ہو کر راستے میں بیٹھ گیا۔ میرا ہیٹ اڑنے کو تھا اسے سنبھالا اور پھر وڈیو کیمرہ نکال کر' بیٹری فٹ کر کے اسے آنکھ سے لگا لیا —— ہوا اسے بھی اڑاتی تھی —— اس منظر میں —— جو میں نے اسے بلندی پر فلم بند کیا' عامر نظر آتا ہے —— سرخ جیکٹ اور سفید ہیٹ ہے اور ایک رکا ہوا شخص ہے جو شاہد ہے اور اس کے نیچے برالدو کی گرج اور شور ہے ——

ہم ذرا سا نیچے اتر کر ستانے کے لئے رکے اور پہلی بار اس منظر کی طرف دیکھا جو اس تنگ چٹان کے بعد سامنے آیا تھا ——

[illegible] میں بٹا ہوا —— ریت کے ٹاپو —— بائیں ہاتھ پر جدھر ہم تھے دریا کا مرکزی دھارا چلا آ رہا تھا اور خشک پہاڑی ڈھلوانوں کے آخر میں سرسبز درختوں کی ایک لکیر نظر آ رہی تھی —— یہ پائیو تھا۔

UrduPhoto.com

"چشمے درخت اور بُو لیکن پائیو ضرور جائیو"

یہ پائیو تھا ـــــ پائیو سے پرے دو چار کلومیٹر کے فاصلے پر ایک سیاہ صحرا نظر آ رہا تھا جو بادلوں اور دھند میں ملفوف تھا ـــــ ایک بہت ہی عظیم اور وحشت ناک سا حجم ـــــ جیسے زندہ ہو اور سانس لیتا ہو ـــــ یہ بالتورو کا آغاز تھا ـــــ اس کے دونوں جانب بلند پہاڑ تھے اور یہ ان کے اندر ایک برفانی سیاہ وادی کی صورت چلا جا رہا تھا۔ ہم نے بھی کل اس کے اندر جانا تھا ـــــ

پائیو نے ہمیں مسرت دی لیکن بالتورو نے ہمیں وحشت دی۔

UrduPhoto.com

[illegible]

...وے کا ایک سمندر جو منہ کھولے لیتا ہوا ہے' نگلنے کے لئے۔

ہم نیچے اترتے ہوئے دریا کے کنارے پر آ گئے' کبھی پتھروں پہ چلے۔ کبھی ریت پر ـــــ بائیں ہاتھ پر چٹانیں تھیں اور ان کے عقب میں جانے کیا تھا اور دائیں جانب دریا اور اس کی وسیع گزرگاہ اور اس سے پرے برفوں سے ڈھکے نامعلوم پہاڑ ـــــ

میرے عین اوپر ایک ٹھنڈک سی اتری۔ یخ ہوا ـــــ مٹیالی بھربھری چٹانوں میں ایک بہت بڑا دہانہ تھا اور اس کے اندر سے یہ ہوا آتی تھی اور اس کے اندر کوئی بہت بڑا گلیشیئر روپوش تھا۔

میں نے ایک مرتبہ پھر پیچھے دیکھا۔ جس بلندی سے ہم آئے تھے وہ یہاں سے دکھائی نہیں دے رہی تھی لیکن دریا کے اوپر ایک جھولا دکھائی دیا جو اس چٹان کے عین نیچے تھا.... اس کا مطلب تھا کہ وہاں سے دریا پار کیا جا سکتا تھا ـــــ ہو سکتا ہے واپسی پر ہم دریا کے دوسرے کنارے سے آئیں اور اس جھولے سے دریا

کے اس کنارے پر آ جائیں — یوں شائد ہم اس راستے پر چھٹکارا حاصل کر لیں — بہرحال واپسی پر دیکھیں گے۔

دریا کی تازگی میں اوپر سے جہاں پائیو تھا اور وہاں ایک راستہ تھا جس پر ہمارے پورٹر چلے جا رہے تھے — تو وہاں سے ایک عجیب سی بو آئی — دریا کی تازگی کو مجروح کرتی ہوئی — ایک ایسی بو جو گرم دوپہروں میں گاؤں کی روڑیوں سے اٹھتی ہے — دھوپ میں خشک ہوتے انسانی فضلے کی بو —

پائیو کی یہ "شہرت" مجھ تک پہنچ چکی تھی۔

مجھے بتایا گیا تھا کہ پہلے بو آئے گی — پھر پائیو آئے گا — مجھ سے پہلے اس گلی میں میرے افسانے گئے —

ہماری ٹیم میں تو تیس سے بھی کم لوگ تھے۔ لیکن بعض بین الاقوامی ٹیموں میں بعض اوقات ڈھائی تین سو کے لگ بھگ نفری ہوتی ہے۔ کسی بھی کیمپنگ کے آس پاس جب ڈھائی تین سو لوگ اپنے آپ کو فارغ کرتے ہیں — اور پھر ایک ٹیم نہیں [illegible] ایک واپس بھی آ چکی گے۔ گرمیوں کے موسم میں یہ کام جاری رہتا ہے اور پھر سردیوں میں ان ہزاروں "شاہکاروں" پر برف پڑ جاتی ہے — یہ گندگی محفوظ ہو جاتی ہے — اگلے برس یہ برف پگھلتی ہے تو یہ بودار مادے پانی کے ساتھ مل کر دریاؤں اور ندیوں کو آلودہ کرتے ہیں۔ لیکن ان کا زیادہ تر حصہ اسی مقام پر ریت یا مٹی میں شامل ہو کر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے — گرمی کا موسم آتا ہے تو کوہ پیما اور پورٹر آتے ہیں اور — ایک اور تہہ — تہہ در تہہ —

جیسے گاؤں کی بو کی عادت ہو جاتی ہے اس طرح پائیو کی بو کی بھی عادت ہو جاتی ہے — پائیو تک کا راستہ بھی خاصا دشوار تھا — ہم سب ہانپتے ہوئے اوپر پہنچے — ایک خشک اور پتھریلی ڈھلوان پر درختوں کے جھنڈ تھے — کہیں اوپر سے پائیو چوٹی سے ایک چشمہ نیچے آ رہا تھا اور یہ تمام تر سبزہ اور درخت اس اترتے پانی کے ساتھ ساتھ نیچے دریا تک جاتے تھے۔ یہ درخت دل کو بے حد خوش کرتے تھے کیونکہ اسکولے کے بعد یہ آپ کے پہلے باقاعدہ درخت ہوتے ہیں۔

UrduPhoto.com

کوروفون کے درخت چھوٹے قد کے اور جھاڑی نما تھے ــــــ لیکن یہ درختوں کی کون سی قسم ہے جو اس بلندی پر اور اس سردی میں بھی زندہ رہتی ہے ــــــ بعد میں ایک کوہ نورد نے بتایا کہ یہ کاٹن وڈ کے درخت تھے۔ پائیو ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ ایک پڑاؤ تھا ــــــ

نیچے اترتے پانیوں کے آس پاس درختوں کے سائے میں بے شمار خیمے استادہ تھے ــــــ سایہ دار ڈھلوان پر چھوٹے چھوٹے پلیٹ فارم بنے ہوئے تھے جن پر خیمے لگائے جا سکتے تھے۔ چند پورٹر کپڑے دھو رہے تھے۔

دو کچے کوٹھے بھی تھے جن میں سے ایک کی چھت پر دو پورٹر روٹیاں پکا رہے تھے ــــــ

ہم جب اوپر پہنچے تو ہمارے خیمے نصب ہو چکے تھے۔ کچن تیار ہو چکا تھا اور غلام نیلی ترپال کے نیچے بیٹھا ہمارے لئے سوپ تیار کر رہا تھا ــــــ

UrduPhoto.com

میرا خیمہ کچن کے ساتھ چشمے کے کنارے تھا ــــــ لیکن یہاں بہت ہجوم تھا۔ شور تھا ــــــ ایک پورٹر نے جب پہلی تنہائی شاندار بو والی جرابیں میرے خیمے کے دروازے کے سامنے بیٹھ کر دھونی شروع کر دیں اور اس سے ذرا پرے ایک غیر ملکی کوہ نورد نے دانت صاف کرنے شروع کر دیئے تو میں نے غلام سے درخواست کی کہ میرا خیمہ یہاں سے کہیں اور شفٹ کر دیا جائے۔

"صاحب آپ گھوم پھر کر دیکھ لو کہ کدھر خیمہ پسند ہے۔ ہم ادھر لے جائے گا ــــــ" یہ ایک بارٹیش پورٹر وحید نام کا تھا جو خوش طبیعت اور مددگار فطرت کا مخلص تھا ــــــ

میں درختوں سے ہٹ کر ذرا اوپر گیا جہاں بڑے پتھر اور جھاڑیاں تھے ــــــ یہاں سے منظر بہت شاندار تھا۔ ذرا ہوا پہلو بدلتی آئی تو معلوم ہوا کہ بو بھی نہایت شاندار ہے ــــــ لیکن یہ تو ہر جگہ تھی۔

"وحید ادھر لے آؤ ــــــ"

"لایا صاحب ــــــ" اس نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

ڈاکٹر صاحب آنکھوں پر ہیٹ رکھے ایک جھاڑی کی اوٹ میں استراحت فرما

رہے تھے۔ عامر شائد خیمے میں ریسٹ کر رہا تھا۔

مرزا اور میاں صاحب کا خیمہ دوسرے کوٹھے کی چھت پر تھا اور وہ اپنا سامان اس کے اندر رکھ رہے تھے۔

پائیو کی دوپہر میں دھوپ تیز تھی۔

درختوں کے جھنڈ میں سے میرا خیمہ برآمد ہوا اور پھر اوپر آنے لگا—— وحید اور پورٹر اس اگلو نما خیمے کو اسی استادہ حالت میں اٹھائے چلے آرہے تھے جس حالت میں وہ چشمے کے قریب نصب تھا—— دور سے لگتا تھا جیسے تین کہار نیلے رنگ کی ڈولی اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ وہ اوپر آئے اور میری پسند کی ہوئی جگہ کو صاف کر کے خیمہ اس کے اوپر رکھ دیا اور میخیں گاڑ کر قائم کر دیا—— خیمے کے اندر سے ڈھلوان کا جو حصہ نظر آتا تھا وہاں بھی جو انسانی "آثار" نمایاں تھے انہیں اٹھا دیا تاکہ منظر داغدار نہ ہو——

نیچے کچن ٹینٹ کے باہر ایک درخت تلے غلام نے کچہری لگا رکھی تھی—— وہ ہر پو [illegible] تھا پورٹرز کی ذمہ داری نہیں ہوتی—— ان کی خوراک اٹھانے کے لئے الگ پورٹر ہوتے ہیں یہاں سے کنکورڈیا تک ہر پورٹر اپنی خوراک خود اٹھاتا ہے۔ خود پکاتا ہے—— چنانچہ راشن تول تول کر دیا جا رہا تھا—— گھی، آٹا، چینی، چائے، دالیں—— دیکھتے ہی دیکھتے چار پانچ چولہے روشن ہو گئے۔ دو تین پتھروں کے درمیان پائیو کے درختوں کی لکڑیاں اور ان پر توے کی جگہ ٹین کا ٹکڑا—— اس ٹکڑے پر گول گول بند نما روٹیاں جو قلچوں سے مشابہ تھیں—— تمام پورٹر آئندہ آٹھ دس روز کے لئے روٹیاں پکا کر ساتھ لے جاتے ہیں اور پھر انہیں چائے یا اچار کے ساتھ کھاتے رہتے ہیں—— پائیو سے ہی تمام پورٹر آگ جلانے کے لئے لکڑیاں لے کر جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے گٹھے بنا کر انہیں سامان کے اوپر لاد لیتے ہیں۔ بالتورو گلیشیئر اور کنکورڈیا میں پائیو کی لکڑی جلتی ہے اور اس کے گرد گھیرا ڈالے پورٹر منفی میں درجہ حرارت میں رات گزار دیتے ہیں—— عرصہ دراز سے یہی رواج چلا آرہا ہے کہ ہر پورٹر پائیو سے لکڑی حاصل کرتا ہے اور اوپر لے جاتا ہے—— لیکن اس

UrduPhoto.com

کے باوجود پائیو کا سبزہ اور درختوں کا جھنڈ قائم ہے ---- کیسے قائم ہے یہ میری سمجھ میں نہیں آیا —— خشک پہاڑ سے اترتے چشمے کے گرد جو درختوں کے میلے ہیں وہ کیوں ویران نہیں ہوتے' میں یہ نہیں جان سکا ——

بعض اوقات بہت دیر تک ہوا کا رخ بدلا رہتا ہے اور پائیو میں اس کے اصلی موسم لوٹ آتے ہیں اور وہاں برالدو کی تازگی اور بالتورو سے آتی ہوئی خنک ہوا بدن کو خوشی دیتی ہے ——

ہوا پہلو بدلتی ہے تو موسم بدل جائے ——

لیکن یہ ہوا اتنی تیز نہیں کہ اسے بھلایا نہ جا سکے ——

پائیو ایک ایسا نخلستان ہے جو بالتورو کے [illegible] سے ایک شب پہلے آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔ یہ ایک ایسے مقام پر واقع ہے جو منفرد ہے دریائے برالدو کی وسعت پر بچھی ہوئی سبزے کی یہ لہر اپنے اندر بے پناہ کشش رکھتی ہے ——

پائیو واقعی پائیو ہے ——

[illegible] پائیو [illegible] اور جاتیو —— شاہد صاحب میرے خیمہ ساتھی تھے —— ہم دونوں نے مل کر اپنا سامان خیمے میں آراستہ کیا —— ابھی نصف دن ہمارے پاس تھا۔ پھر پائیو کی [illegible] تھی اور کل ہم نے بالتورو میں داخل ہونا تھا —— اس لئے ہم نے خیمے آرام سے سامان سے آراستہ کیا۔

اور ہاں سب سے پہلا کام تو میں نے یہ کیا کہ وڈیو کیمرے کی دونوں بیٹریاں کیس میں سے نکال کر دھوپ میں رکھ دیں ---- اس طرح کہ ان کا چہرہ سورج کی جانب ہو اور جب میں احتیاط سے ان بیٹریوں کو دھوپ میں رکھ رہا تھا تو اس وقت میرے آس پاس جو ٹیم ممبران تھے ان کے لبوں پر مسکراہٹ تھی —— میں ان بیٹریوں کی وجہ سے خاصا بدنام ہو چکا تھا —— مجھے بتایا گیا تھا اور میں جانتا تھا کہ بیٹریاں ایک خاص بلندی پر جا کر اپنی طاقت کھونے لگتی ہیں۔ جو بیٹری میدانوں میں تیس منٹ کی فلمنگ کے لئے کافی ہوتی ہے دس ہزار فٹ پر جا کر اس کی زندگی پندرہ منٹ رہ جاتی ہے اور جس بلندی اور گلیشیئروں کی دنیا میں ہم جا

رہے تھے وہاں تو شاید ایک آدھ سانس کے بعد انہیں موت کی ہچکی کا خطرہ تھا — اس کا واحد حل یہ تھا کہ میں حتی المقدور انہیں سینے سے لگائے رکھوں گرم رکھوں — ہر شام میں انہیں اپنے سلیپنگ بیگ کے پاؤں والے حصے میں دبیز گرم جرابوں میں لپیٹ کر رکھتا تھا اور پھر رات کو بھی خیال رکھتا تھا کہ وہ بدن کے ساتھ لگی رہیں اور گرمی حاصل کریں — دن کے وقت ٹریکنگ کرتے ہوئے انہیں اپنے سویٹر میں سینے کے ساتھ لگا کر چلتا تھا — اور جونہی کسی جگہ آرام کے لئے ہم رکتے تھے یا کھانے کا وقفہ ہوتا تھا تو میں فوراً بیٹریاں نکال کر انہیں دھوپ میں رکھ کر فکر مند ماؤں کی طرح انہیں دیکھتا رہتا تھا — اور ٹیم ممبر میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہتے تھے —

"مائی لیڈر — یہ جو آپ اتنا تردد کرتے ہیں اپنی جان کو روگ لگا رکھا ہے تو اس کا کوئی فائدہ ہو گا؟" شاہد صاحب خیمے میں سلیپنگ بیگ پر ٹانگیں پسارے مزے کر رہے تھے —

UrduPhoto.com

[illegible] جانتا [illegible] لیکن میں اپنی بیٹریوں کو تنہا چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا — یہ کسی کے پاؤں کے نیچے آ سکتی تھیں — کوئی پورٹر انہیں کوئی قیمتی چیز سمجھ کر اٹھا سکتا تھا — میری ایک رشتے کی پھوپھی گاؤں سے علاج کی خاطر چند روز کے لئے ہمارے پاس لاہور آ گئیں۔ وہ جب شام کے وقت گھر کے کام کاج سے فارغ ہوتیں تو صحن میں پڑے ایک پرانے گملے کو بڑے اہتمام سے پانی دیتیں — اس گملے میں کچھ بھی نہ تھا۔ تھوڑی سی سوکھی مٹی تھی — پھر انہوں نے مجھے بھی اپنے ساتھ ملا لیا — آؤ مستنصر ہم اپنے باغ کو پانی دیں — اور ہم دونوں باقاعدگی سے اس گملے پر پانی کا چھڑکاؤ کرتے — گھر میں سب لوگ ہمارا مذاق اڑاتے لیکن پھوپھی کہتیں — تم دیکھنا ایک نہ ایک دن ہمارے باغ میں پھل لگیں گے اور ہم دونوں مل کر کھائیں گے اور کسی اور کو نہیں دیں گے — اس گملے میں تھوڑی سی گھاس اُگ آئی۔ اس دوران پھوپھی واپس گاؤں چلی گئیں اور کچھ عرصے بعد فوت ہو گئیں — میں کبھی کبھار اس گملے کو پانی دے دیتا — اس میں گھاس تو تھی لیکن ایک صبح

میں نے دیکھا کہ اس میں سرخ رنگ کا خوبصورت پھول کھلا ہوا ہے ـــ تو شاہد صاحب مالی کا کام ہے پانی دینا ـــ پھل پھول لگانا اس کا کام ہے ـــ فائدہ ہوگا انشاء اللہ ـــ"

شاہد صاحب اتنی طویل کہانی سن کر شاید اونگھ گئے تھے اس لئے خیمے میں خاموشی تھی ـــ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوئے تو کہنے لگے "مائی لیڈر آپ کچھ کہہ رہے تھے؟"

"نہیں ـــ"

"آپ کھانے سے پیشتر تھوڑا آرام کرلیں ـــ آجائیں"

"میری بیٹریاں ـــ"

شاہد صاحب نے خیمے میں سے باہر جھانکا "ویسے آپ سر جھکائے اتنے غور سے ان بیٹریوں کو کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

"بولیں گی ـــ"

"بیٹریاں؟" شاہد صاحب [illegible]

"بولیں گی ـــ مجھ سے باتیں کریں گی ـــ"

"کل ڈاکٹر صاحب کے بقول آپ برالڈو سے محو گفتگو تھے لیڈر آج بیٹریوں سے بات کرنا چاہ رہے ہیں ـــ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے"

"نہ نہ شاہد صاحب ـــ میں نہیں بولوں گا ـــ بیٹریاں بولیں گی ـــ اور اس کے پیچھے بھی ایک کہانی ہے ـــ سنئے گا؟"

"سنایئے" شاہد نے ایک مصنوعی سی جمائی لیتے ہوئے کہا۔

"ایک زمانے میں نارڈ حضرات خواتین سے رغبت رکھنے کے معاملے میں بہت بدنام تھے ـــ"

"اب بھی ہیں ـــ" شاہد صاحب بولے۔

"لیڈر کو بیچ میں ٹوکتے نہیں ـــ"

"سوری مائی لیڈر ـــ"

"تو ان دنوں روایت تھی کہ اگر ایک نارڈ کسی جھاڑی پر سوکھتا ہوا دوپٹہ

دیکھ لیتا تھا تو فوراً جھاڑی کے پاس مودب ہو کر بیٹھ جاتا تھا اور پہروں بیٹھا رہتا تھا اور صرف اس امید میں کہ —— یہ بولے گی"

"تو پھر——"

"تو پھر کیا؟"

"تو پھر وہ بولتی تھی؟"

"اگر یہ بیٹریاں بولیں تو وہ جھاڑی بھی بولتی تھی" میں نے جل کر کہا —— شاہد صاحب ایڈووکیٹ ہونے کی حیثیت سے جس مزاح کی بجائے حس جرح رکھتے تھے۔

اور پھر پائیو کے درختوں میں سے ایک ایسی کی آواز آئی جس نے برالدو بلکہ بالتورو کے بھی رونگٹے کھڑے کر دیے۔ یہ غلام تھا اور ہمیں کھانے کے لئے بلا رہا تھا——

پرانے پھٹے ہوئے رنگ برنگے بوٹ [illegible] ایک [illegible] دو پتھروں کے درمیان پڑے [illegible] خالی ٹین [illegible] ڈبے [illegible] تھا اور یہاں تھا ایک سفید بورڈ —— "1993ء کی گرمیوں میں آٹھ نوجوان فرانسیسی کوہ نوردوں نے [illegible] وِن اور گشا برم۔ ٹو کے بیس کیمپ کی صفائی کی۔ یہ ایک خاص مہم تھی۔ ہم صرف [illegible] کی [illegible] بچانا چاہتے تھے۔ صورت حال صرف اجتماعی ارادے ذاتی یقین سے ہی بہتر ہو سکتی ہے —— آیئے ان خوابناک مناظر کو آئندہ نسلوں کے لئے بچالیں"

اس بورڈ کے پہلو میں جو کچا راستہ ہے اس پر چند قدم اوپر جائیں تو وہاں بھی آپ کو ایک "خوابناک" منظر دکھائی دیتا ہے——

ایک وسیع نیم ریتلا میدان ہے جس میں جا بجا پتھر ہیں۔ ہلکی ڈھلوان ہے۔ جانوروں کے ڈھانچے ہیں۔

غالباً زوہ کی سینگوں والی کھوپڑیاں دو تین پتھروں پر جیسے کسی نے سجا کر رکھی ہوں ---- دور سے لگتا ہے کہ جیسے کوئی زوہ سر جھکائے کھڑا ہے۔

سینگ فضا میں اٹھے ہوئے——

اور اس میدان کے درمیان میں سے بالتورو کو راستہ جا رہا ہے ——

بالتورو جو پس منظر میں ایک پراسرار تصویر کی طرح آویزاں ہے ——

تصویر میں جو سیاہ اور سفید ڈھیر ہیں وہ بالتورو کی برفیں ہیں —— اٹھاون کلو میٹر اور تقریباً ایک کلو میٹر گہرا بالتورو ——

اس پر ہلکے بادل اور دھند ہے ——

یہ میدان ذرا نیچے جاتا ہے تو برالڈو کے وسیع پاٹ کو جا چھوتا ہے —— سفید صحرا جس میں خیالی ندیاں رواں ہیں ——

اور برف پوش پہاڑ —— اور اس میدان کے عین اوپر —— 6599 میٹر بلند دنیا کی مشکل ترین چوٹی —— پایو —— پایو پیک۔ جسے پہلی بار ایک پاکستانی نے سر کیا۔ یہ تو یقیناً ایک خوابناک منظر ہے ——

لیکن اس منظر میں کچھ اور بھی ہے ——

سارے میدان میں —— جہاں تک دیکھو وہاں تک اور جہاں تک سوچئے وہاں تک —— چھوٹی چھوٹی دھوپ میں چمکتی ہوئی ڈھیریاں ہیں —— ہزاروں —— اور کل صبح تک ان میں بیس ڈھیریاں اور شامل ہو جائیں گی —— ہمارے پورٹرز کی۔ اب اس میدان کو دیکھئے تو خوابناک نہیں کریہہ نظر آتا ہے ——

UrduPhoto.com

"مُجرا اِن پائیو"

اس شام پائیو میں خوب رونق تھی۔

پورٹروں کے چند چولہے ابھی روشن تھے۔ کچھ نے اتنی روٹیاں نہیں پکائی تھیں جتنی سفر کے لئے درکار تھیں۔ کچھ پکا چکے تھے اور اب چائے کے لئے پانی ابالتے تھے —— لیکن درختوں میں اترتی شام میں —— چشمے کے مدھم ہوتے پانیوں کے آس پاس یہ چولہے جلتے اچھے لگتے تھے۔ اور ان پر جھکے بلتی چہرے اچھے لگتے تھے۔

UrduPhoto.com

[illegible] ں کا ایک بڑا گروپ کنکورڈیا سے ابھی ابھی واپس آیا تھا —— اور وہ سب لوگ بالتورو کی وحشت سے [illegible] کر آئے تھے۔ ذرا بہکے ہوئے سے لگتے تھے اور ان کی شکلوں پر حیرانی بہت تھی۔ ان سے کوئی سوال کرتا تو وہ بہت دیر بعد جواب دیتے ——

ایک گائڈ کا کہنا تھا کہ کنکورڈیا سے لوٹنے والوں کے چہرے مختلف ہوتے ہیں اس لئے کہ ان پر ایک لمحے میں دو مختلف کیفیتیں اثر انداز ہوتی ہیں —— وہ پر مسرت ہوتے ہیں کہ اس سفید محل سے بخیریت لوٹ آئے ہیں جس میں پہاڑوں کے دیوتا اپنا تخت بچھاتے ہیں —— اور غم زدہ بھی ہوتے ہیں کہ انہیں دوبارہ وہاں جانا نصیب نہ ہوگا۔ میں اپنے خیمے میں تھا اور پائیو کے درختوں میں سے غیر ملکی سیاحوں کی پر مسرت چیخوں کی آواز مجھ تک آتی تھی۔

ڈاکٹر صاحب نیچے برالڈو تک گئے ہوئے تھے۔ جی تو میرا بھی چاہتا تھا لیکن وہاں تک اترائی بہت تھی اور واپسی پر ظاہر ہے چڑھائی بہت تھی اور میں بلا وجہ اپنے آپ کو تھکانا نہیں چاہتا تھا۔ مرزا صاحب میرے خیمے کے عین اوپر ایک بہت

بڑے پتھر کے اوپر براجمان ہو کر شام کا سگار پی رہے تھے۔

سگار کی خوشبو مجھ تک آتی تھی۔

مرزا صاحب جب بھی بے چین ہوتے' خواہ مخواہ الجھتے تو ہم جان جاتے کہ وہ اب ایک بڑے پتھر کی تلاش میں ہیں اور اس پر براجمان ہو کر ایک سگریٹ نما سگار پینا چاہتے ہیں—— جیسے انڈہ دینے کے لئے بے چین مرغی کسی مناسب جگہ کی تلاش میں پھرتی ہے—— ہمیں تو مرزا صاحب نے یہی بتایا تھا کہ وہ پتھر پر اس لئے فروکش ہوتے ہیں تاکہ تنہائی میں سامنے والا منظر انجوائے کیا جائے اور اس کے ساتھ سگار سے لطف اندوز ہوا جائے—— لیکن میاں صاحب کچھ اور کہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ منظر تو صرف بہانہ ہے—— مرزا صاحب چونکہ چٹانوں پر چڑھنے کے ماہر ہیں اس لئے بلند ترین پتھر پر آسانی سے چڑھ جاتے ہیں صرف اس لئے کہ وہاں وہ اطمینان سے سگار پی سکتے ہیں اور وہاں کوئی شخص پہنچ ہی نہیں سکتا ان سے ایک عدد سگار کی فرمائش کرنے کے لئے——

UrduPhoto.com

[illegible] کر "سوئے" [illegible] دیکھا تھا —— میں اپنے خیمے سے نکل کر بہت دیر تک اسی پتھر کے پاؤں میں [illegible] جس پر مرزا صاحب تشریف رکھتے تھے—— میں [illegible] اوپر جا کر وہاں سے پائیو کا نظارہ کرنا چاہتا تھا——

"آیئے تارڑ صاحب—— بہت زبردست ویو ہے سر" تمباکو کی خوشبو کے ساتھ مرزا صاحب کی آواز بھی آئی——

"کیسے آیئے——" اس پتھر میں کہیں بھی کوئی ایسی جگہ یا ابھار نہ تھا جس پر میرے جیسے والا شخص پاؤں رکھ کر اوپر چڑھ سکے——

"ایسے آیئے——" مرزا صاحب نے پتھر پر لیٹ کر ہاتھ آگے کر دیا "جائیے——" میں نے ان کا ہاتھ تھاما اور پتھر کی سطح سے چند ایک خراشیں وصول کر کے اوپر پہنچ گیا—— واقعی زبردست ویو تھا۔

وہی ویو جو میں بیان کر چکا ہوں—— برالڈو—— اس کی چوڑی گزرگاہ —— پائیو کے گھنے درختوں کی قطار دریا تک پہنچتی ہوئی اور بائیں جانب ڈھلتی شام

میں ہم سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر بالتورو کی سیاہی بھی اور سفیدی بھی——

"سگار پیجیے گا——" مرزا صاحب نے سگریلا کا پیکٹ آگے کیا۔

"نہیں شکریہ——"

مرزا صاحب نے اطمینان کا سانس لیا——

"سر آپ بہت اچھے شخص ہیں آپ نے میرا ایک سگار بچا دیا——دیکھیں ناں سر میں راولپنڈی سے اپنا کوٹہ لے کر آیا ہوں۔ اب اگر یہ ختم ہو جائیں یہاں پائیو میں یا ادھر کنکورڈیا میں تو——میں کیا کروں گا——ویسے میں آپ کو کچھ اور پلا سکتا ہوں" مرزا صاحب نے سرگوشی کے انداز میں کہا——

"اچھا——" حیرت سے میرا منہ کھل گیا "آپ کے پاس ہے؟

"ہاں ہے——لیکن کسی کو بتایئے گا نہیں——بڑی مشکل سے——چھپ چھپا کر لایا ہوں——"

"ظاہر ہے ایسی چیز کھلے عام تو نہیں لائی جا سکتی——کہاں ہے؟"

[illegible] اوپر بیٹھ کر اتنے [illegible] دوست منظر کے سامنے بیٹھا پی رہا تھا——"

"کمال ہے——آپ مرزا صاحب——یعنی یہاں اس پتھر پر آپ صرف اس لئے آئے تاکہ [illegible] چھپ کر ذرا گھونٹ لگا سکیں——"

"بالکل——"

"ویسے مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہ شغل بھی کرتے ہیں——"

"کون سا شغل سر——"

"یہی پینے پلانے کا——"

"کیا کہہ رہے ہیں سر۔ میں تو اس ٹن کی بات کر رہا تھا——" یہ کہہ کر انہوں نے جیکٹ کی جیب میں سے پیپسی کا ایک ٹن نکال کر مجھے تھما دیا" آپ بھی لیجیے——آپ کیا سمجھ رہے تھے سر؟"

میں نے پیپسی کا ایک گھونٹ لیا تو اس کے تیز اجزاء نے طبیعت بشاش کر دی۔

UrduPhoto.com

"سر دراصل میرے پاس صرف پانچ ٹن ہیں جو میں نے اپنے رک سیک میں چھپا کر رکھے ہیں۔ سر اگر میں آپ لوگوں کو صلح مارتا تو —— ایک ایک ٹن بھی حصے نہ آتا اس لئے چھپ کر پیتا ہوں۔ کسی کو بتایئے گا نہیں —— میری خواہش ہے کہ اگر ہم کنکورڈیا پہنچ جائیں تو کے ٹو کے سامنے کھڑے ہو کر ایک سگار پیوں اور پیپسی کا ایک ٹین پیوں —— سر آپ فکر نہ کریں آپ کو بھی دو گھونٹ پلاؤں گا —— وعدہ کرتا ہوں سر۔"

ایک کوہ نورد کی خواہشیں کتنی معصوم ہوتی ہیں ——

اور ماریا زامبرا ناچ رہی تھی۔

اور اب زندگی نے اسے بازوؤں میں جکڑ لیا اور کسی انجانی قوت نے اس کا سر پیچھے کو جھکا دیا ہے۔

وہ محبوب کو اپنے اوپر جھکا ہوا دیکھتی ہے اور اپنے لگے ہوئے بازو سمٹ کر اسے اپنی [illegible]

اور ماریا زامبرا ناچ رہی تھی۔

اور تک تک تک تک —— اس کے پاؤں تلے سے دھول اٹھتی ہے۔

اس کا سانس چڑھا ہوا ہے اور تالی بجاتے ہوئے گھومتی ہے۔

تنگ نیلی جین میں اس کا بدن تھاپ کے ساتھ گرم لاوے کی طرح ابلتا ہے۔ پھر منجمد ہوتا ہے اور پھر رواں ہوتا ہے۔

اس کے بال اس کے چہرے کو ڈھانپتے ہیں تو وہ گردن جھٹکتی ہے۔ بلاؤز کے اوپر والے دو بٹن کھلے ہیں اور اس نے آج کی شب کے لئے جان بوجھ کر کھولے ہیں۔

وہ ناچتے ہوئے جھکتی نہیں۔ اگر جھکے گی تو سارے بٹن کھل جائیں گے۔

ہسپانوی خانہ بدوشوں کا رقص۔

ماریا زامبرا ناچ رہی تھی۔

اور ماریا پائیو میں زامبرا ناچ رہی تھی۔

UrduPhoto.com

ہاں پائیو کی رات میں الاؤ روشن تھے۔ مشعلیں جلتی تھیں۔ درختوں کے جھنڈ کے نیچے سرخ اور نیلے خیموں کے درمیان میں اس کے ناچنے سے دھول اٹھتی تھی اور اس کے بدن کے ساتھ ساتھ ہمارے دل دھڑکتے تھے۔ اور ہم سب تھوڑے سے بے اختیار ہوتے تھے۔ ہم پر بھی بلندی کا اثر ہو گیا تھا۔

ہم رات کے کھانے کے بعد اپنے اپنے خیموں میں تھے اور شرفاء کی طرح جلدی سو جانا چاہتے تھے کہ امیر اللہ آ گیا ——

ہسپانوی گروپ کا انچارج امیر اللہ جو ایک تجربہ کار گائیڈ تھا اور مجھے یقین ہے کہ اور بہت سارے معاملات میں بھی تجربہ کار تھا —— "تارڑ صاحب آج ہمارے گروپ میں سے ایک خاتون کی سالگرہ ہے اور ہم نے میوزک کا بندوبست کیا ہے۔ آپ سب ہمارے مہمان ہیں ——"

"میوزک کا بندوبست؟ پائیو میں؟"

"جی جناب —— استاد مایون خان بنسری بجائے گا اور اس کا لڑکا ڈانس کرے گا ——"

"کیوں خان صاحب؟" میں نے ڈاکٹر صاحب سے دریافت کیا۔

"کوئی حرج نہیں چوہدری صاحب۔ اور مجھے امید ہے کہ مایون خان کی بنسری اور اس کے بیٹے کے رقص کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہو گا —— سمجھ رہے ہیں ناں آپ ...."

ہم سب نیچے آئے تو محفل جوبن پر تھی ——

مایون خان کے بارے میں بتایا گیا کہ گلگت ریڈیو کی سگنیچر ٹیون میں بنسری اس نے بجائی تھی۔ گرمیوں کے موسم میں پائیو میں رہتا ہے اور ایک سیاحتی ادارے کے سٹور کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اسکولے سے گروپ آیا تو انہوں نے یہاں سے سپلائی حاصل کی اور آگے چلے گئے۔ جو واپس آئے انہوں نے فالتو ٹینٹ اور سامان یہاں چھوڑ دیا۔

اکثر کوئی بھی نہیں آتا۔

تب مایون خان پائیو کے درختوں میں بیٹھ کر بنسری بجاتا ہے اور اس کا بیٹا

رقص کرتا ہے ——

ہم "رقص گاہ" میں داخل ہوئے تو امیر اللہ نے فوراً ہمارے لئے نشستوں کا انتظام کیا۔ خالی کنستروں پر سلیپنگ بیگ بچھے ہوئے تھے۔

مٹی کے تیل کی بو ان مشعلوں سے آ رہی تھی جن کی روشنی میں ایک لمبے اور گھنے بالوں والا لڑکا ایک خاص انداز میں ناچ رہا تھا —— بلکہ ایک خاص نخرے سے ناچ رہا تھا —— اس کے بدن کی لچک میں نسوانیت تھی اور وہ منہ کھول کر آہیں بھرتا تھا اور آنکھوں سے اشارے کرتا تھا۔ یقیناً وہ اس برادری سے تعلق رکھتا تھا جس برادری سے خشونت سنگھ کے ناول "دہلی" کے مرکزی کردار بھاگ بھری کا رشتہ تھا ——

اسے اپنی نسوانی کشش کا علم تھا اور جب وہ سینے پر ہاتھ رکھتا تھا تو ذرا دور رکھتا جیسے اس کے نیچے بھی کچھ ہو۔

اور موسیقی صرف ماین خان کی بشری پر ہی موقوف نہیں تھی بلکہ غلام محمد ایک خالی [illegible] سے بجا رہا تھا۔ امیر اللہ کی جانب سے ہمیں کافی پیش کی گئی۔ اور ہم تماش بینوں کی طرح نشستوں پر کہنیاں ٹکائے کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے رقص دیکھتے رہے ——

UrduPhoto.com

ہسپانوی سیاح بھی تالیاں بجا رہے تھے اور وہ خوش تھے —— اور ان کی خوشی میں ہسپانوی انگوروں کے پانی کا بھی عمل دخل تھا۔

رقاص لڑکا پسینہ پونچھتا گہرے سانس لیتا اک ادا کے ساتھ ہمارے قریب آ کر بیٹھ گیا ——

"واہ جی واہ —— " میاں صاحب نے داد دی۔

ادھر ایک مرتبہ پھر ماین خان نے کان پر ہاتھ دھر کے کوئی بلتی لوک گیت شروع کیا جس پر پورٹر برادری بھی جوش میں آ گئی اور خوب لہک لہک کر اس کا ساتھ دینے لگی۔ غلام محمد بھی زور زور سے دف بجانے لگا ——

تب ایک نیلے خیمے میں سے ماریا آئی اور پاپلر کے درختوں تلے مشعلوں کی بھڑکتی روشنی میں زامبرا ناچنے لگی۔

ماریا کے ناچنے سے ہماری ٹیم بھی جوش میں آ گئی ——

"لو جی کمال ہو گیا ہے —— "میاں صاحب نے عینک کا قوس درست کیا

"پائیو میں مجرا.... واہ جی واہ ——"

ڈاکٹر صاحب کے چہرے پر ایک معصوم مسکراہٹ کھیلنے لگی "چوہدری صاحب ——"

"ہاں جی خان صاحب —— "میں بھی بہت راضی ہو رہا تھا ——

"دیکھتے جاؤ ——"

"دیکھ رہے ہیں خان صاحب ——"

شاہد صاحب تقریباً عبادت سے کے ہوش میں تھے —— یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تو نے پائیو میں ہمیں یہ کچھ دکھایا ——

غرناطہ کے خانہ بدوشوں کا رقص زامبرا آخری انسانی بستی اسکولے سے تین دن کی مسافت پر واقع بالتورو گلیشیئر کے سائے میں —— پائیو —— میں ہو رہا تھا۔

[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں ایک شخص کو آج سے اٹھارہ برس پہلے کے اندلس میں —— غرناطہ کے خانہ بدوشوں کے غاروں میں ناچتی ماریا سے باندھ دیتی ہیں —— وہاں مرسیڈیز میرے ساتھ تھی اور ماریا کہتی تھی۔

"ایک ایسے شخص کو پیار کرنا جو تمہیں نہ چاہتا ہو
پیار ہے!
"ایک ایسے شخص کو چاہنا جو تمہیں بھی چاہتا ہو
کاروبار ہے!
اور ایسا تو ہر کوئی کر سکتا ہے"

اور یہ والی ماریا جو غرناطہ کی ایک غار کی بجائے پائیو کے ایک خیمے سے نکلی تھی یہ بھی کچھ کہتی تھی —— لیکن اس کے مخاطب ہم نہ تھے —— مشعلیں تھیں جن کی روشنی اس کی آنکھوں میں تھی —— وہ ڈھول تھی جو اس کے پاؤں مارنے سے اٹھتی تھی اور اس کی چہرے تک آتی تھی ——

UrduPhoto.com

چشمے کی سرسراہٹ تھی——

جیسے الحمرا کے زیرِ زمین آبی راستے چلتے ہیں۔۔۔۔ جیسے اس مورش محل کے کسی خاموش بلند سرو والے کنج میں فوارہ خاموشی سے ابلتا ہے——

یہاں پائیو کے چشمے کے پانی چلتے تھے اور نیچے سے براڈو کا شور بلندی پر آتا تھا—— وہ جونہی خیمے سے باہر آئی—— ہسپانوی گروپ نے "اولے اولے" کے نعرے لگائے—— تالیاں بجائیں—— ہم پہلے جھجکے پھر ہم نے بھی خوب شور مچا کر اس کا استقبال کیا—— جیسے ہی اس نے موسیقی کی تال پر ہاتھ اٹھائے—— بدن کو حرکت دی میں جان گیا کہ یہ اب زامبرا ناچے گی——

اور ماریا زامبرا ناچ رہی تھی——

ایک اور خاتون تالیوں کی گونج میں اٹھی لیکن زیادہ دیر تک ماریا کا ساتھ نہ دے سکی—— پھر گروپ کے لوگ بھی رقص میں شامل ہو گئے—— ماریا تھکی ہوئی لیکن پر مسرت ایک سٹول پر بیٹھ کر تالیاں بجانے لگی——

[illegible]

ہم جس تان کو کان لگا کر سنتے کہ واہ واہ کیا جلتی ثقافت کا نمائندہ ولولہ گیت ہے وہ غلام کے [illegible] انداز میں خالی کنستر کو ردھم میں بجاتے ہوئے سوہا لال دوپٹہ ململ کا۔۔۔۔ نکلی [illegible] ہم پاپولر گانے سن رہے ہیں صرف ان کی لے ایسی ہے جو بدلتی نہیں—— پورٹر بھائی ہر گانے کو اپنی ایک مخصوص ردھم میں گاتے تھے۔۔۔۔ پنجابی اردو اور انگریزی نغمے ان کی زد میں آکر جلتی ہو جاتے—— وہ منڈیا سیالکوٹیا سے شروع ہوتے۔۔۔۔ وے میں چوری چوری تیرے نال لالیاں اکھاں وے۔۔۔۔ کبھی درمیان میں آجاتا—— پھر وہ سوہنی دھرتی گانے لگتے—— اس کاک ٹیل میں سیاست بھی در آتی تو جئے بھٹو کی قوالی شروع ہو جاتی——

بہت کم لوگ جانتے تھے کہ وہ کیا گا رہے ہیں——

لیکن سب لوگ یہ جانتے تھے کہ—— یہ رات پھر نہ آئے گی۔

جب میں نے مایون خان کو۔ وے میں چوری چوری' بنسری پر بجاتے سنا اور

پورٹروں کو لہک لہک کر گاتے سنا —— اور ہم سب تالیاں بجا کر ساتھ دے رہے تھے تو ایک عجیب خیال نے اداسی کا دروازہ کھول دیا —— موسیقی اور شاعری اور دل سے نکلی ہوئی بات کہاں کہاں تک پہنچتی ہے ——

وے میں چوری چوری تیرے نال —— لالیاں اکھاں وے ....

پچیس برس پہلے۔ جب میں گوالمنڈی میں اپنی بیجوں کی دوکان پر بیٹھا کرتا تھا —— میرے برابر میں تاج سبزی فروش فٹ پاتھ پر اپنے ٹوکرے سجائے ان پر پانی کے چھینٹے مارتا رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک عام سا کم پڑھا لکھا شخص آتا تھا۔ صورت پر بے چارگی اور خوف۔ جتنی سبزی اسے درکار ہوتی اتنے اس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے۔ تاج اسے اپنی مرضی سے دو چار آلو۔ ایک آدھ گوبھی کا پھول اور دھنیا وغیرہ دے دیتا اور کہتا —— چل اک گون سنا وے —— وہ جلدی سے سبزی کو اپنے تھیلے میں رکھتا اور پھر فٹ پاتھ پر بیٹھ کر تاج کو گون سنانے لگتا —— گلے میں رس مجھے بھی تھا اور میں بھی کبھی کبھار اسے اپنی دوکان میں بلا لیتا۔ وہ کرسی [illegible] گیت [illegible] اس کا نام منظور جھلا تھا۔

اور جو گیت وہ اکثر گاتا —— اپنا لکھا ہوا گیت اور اپنی دھن میں —— وہ یہی تھا .... وے میں چوری چوری تیرے نال لالیاں اکھاں وے ——

پھر ریشماں صحرا سے نکلی تو اس گیت نے اس کی قسمت بدل ڈالی —— یہ گیت کل جہان میں گونجنے لگا —— ہندوستان میں اس کی کاپی" یارا سلی سلی ہوئی اور بہت ہی سلی ہوئی ——

اس کا خالق منظور جھلا گمنامی میں مرگیا۔

اسے اس گیت کا کیا ملا؟ —— آدھ کلو آلو اور گوبھی کا ایک پھول اور ہاں تھوڑا سا دھنیا .... اور آج وہ مجھ سے پہلے پانیو پہنچ چکا تھا۔

وے میں چوری چوری ——

"موسیقار" موڈ میں آرہے تھے۔ مایون خان اپنی بانسری پر جھوم جھوم جاتا تھا —— غلام اور کچھ پورٹر خالی کنستر پر جھکے مست ہو رہے تھے اور کان لگائے اپنی

تھاپ پر قربان ہو رہے تھے —— اور میں نے کان لگا کر سنا تو تھاپ "سخی شہباز قلندر" کی تھی ——

کچھ دیر سے پنڈال خالی پڑا تھا۔ صرف موسیقی چل رہی تھی اور تالیاں پیٹی جا رہی تھیں —— ماریا کے ہم سفر اسے زبردستی میدان میں دھکیل رہے تھے اور وہ ہنس رہی تھی اور تھکاوٹ کا بہانہ کر رہی تھی —— اور پھر وہ آئی اپنی مرضی سے لیکن اس نے ظاہر یہی کیا کہ مجبور ہو کر آئی ہے۔ پہلے تو اس نے "شہباز قلندر" کی تھاپ پر مشرقی طرز کا کوئی رقص کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے بدن کی ٹیوننگ نہ ہو سکی اور اس نے پھر زامبرا شروع کر دیا ——

"اوے اوے" اس کے ہم سفر اس کا حوصلہ بڑھا رہے تھے۔

امیر اللہ کھسک کر میرے قریب آ گیا "تارڑ صاحب —— اب ہم آپ کو بھی میدان میں دیکھنا چاہتے ہیں ——"

میرا رنگ فق ہو گیا "نہیں جی۔ تھینک یو ویری مچ ——"

[illegible] ہاتھ کسی نے نہیں دیا ——"

"اگر چوہدری صاحب اٹھیں گے تو ہم بھی ان کا ساتھ دیں گے ——"

"نہیں خان صاحب —— آتش اب عمر رسیدہ ہو چکا ہے ——"

"آتش نے تھوڑا سا بھنگڑا ڈالنا ہے گوری کی تسلی نہیں کرنی جو جوانی کی ضرورت ہو۔ اٹھئے چوہدری صاحب ——"

"نو تھینکس خان صاحب ——"

تب پائن کے درختوں تلے ایک جانی پہچانی ہنسی کی آواز گونجی۔ غلام دانت نکالتا ہاتھ لہراتا ہوا میدان میں کود پڑا —— تمام ناظرین نے بے پناہ تالیوں سے اس کی آمد کو سراہا ——

اب ماریا زامبرا ناچ رہی تھی اور غلام پتہ نہیں کیا ناچ رہا تھا۔

لیکن غلام نے ہماری لاج رکھ لی تھی ——

وہ کولہوں پر ہاتھ رکھے سر ہلاتا مستی میں ماریا کے گرد چکر کاٹتا تھا اور یہ کہتا

UrduPhoto.com

پڑے گا کہ وہ ایک خاص حرکت کے ساتھ اچھا ناچتا تھا۔ اس میں ردھم کی سمجھ بوجھ تھی ——— ہماری ٹیم کے ممبر تالیاں بجا بجا کر نڈھال ہو رہے تھے۔ آفٹر آل وہ ہمارا کک تھا جو اس وقت ایک یورپی خاتون کے مقابلے پر آ گیا تھا ———

"لوجی ——— باورچی نے کمال کر دیا ہے ——— لوجی باورچی نے ———" میاں صاحب بار بار کہہ رہے تھے۔

"میاں صاحب ——— باورچی نہیں کک ———"

"او جی بالکل کک ——— تارڑ صاحب میں ذرا چند نوٹ نچھاور کرنے لگا ہوں ماریا پر ——— اس کا حق بنتا ہے ———"

اس سے پیشتر کہ میاں صاحب ایک نعرہ لگا کر اٹھتے اور ماریا پر نوٹوں کی بارش کر دیتے میں نے انہیں دبوچ لیا ——— "میاں صاحب بھلا نہیں ہو رہا ———"

"اچھا؟" وہ حیرت سے بولے "چلئے آپ کہتے ہیں تو نہیں ہو رہا ———"

موسیقی میں وقفہ آ گیا۔ ہانپتے ہوئے سازندوں کی جگہ تازہ دم سازندے آ لے [illegible] تھک کر بیٹھ گئے ——— چائے کا ایک اور دور چلا ———

رات بھیگ رہی تھی اور پانیو کی رات صرف بھیگتی ہی نہیں منجمد بھی ہوتی ہے ——— مشعلیں بھڑک بھڑک کر بجھنے کو تھیں ——— پانچ کنستروں پر دھم دھم تھاپ پڑی اور تقریباً چالیس پچاس پورٹر ل کر گانے لگے۔

ایک عجیب سی لے تھی۔

اس میں کشش تھی اور سب پورٹر ہماری طرف دیکھتے تھے۔ امیراللہ کے چہرے پر مسکراہٹ کھلتی تھی ———

"چوہدری صاحب یہ رات پھر نہ آئے گی ———" ڈاکٹر صاحب کا چہرہ مسرت سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔ ہم کتنی بار پانیو آئیں گے ——— اور اگر آئیں گے تو ماریا ہو گی؟ مایون خان کی بنسری ہو گی ——— آ جائیں ———"

ہمارے پورٹر کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگے اور شور مچانے لگے "آؤ صاحب ——— صاحب آ جاؤ"

UrduPhoto.com

"آ جاؤ چوہدری جی ——" ڈاکٹر نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اٹھا دیا۔

اب تمام پورٹرز واقعی کوئی بلتی لوک گیت گا رہے تھے۔ اور ہم سب بھی ان کا ساتھ دے رہے تھے اور پتہ نہیں کیا گا رہے تھے۔ لیکن ہم خوش تھے۔ ہم سر ہلا رہے تھے اور ہمارے بازو فضا میں بلند تھے اور ہمارے بھاری بوٹ گرد اڑاتے تھے ---- کچھ پورٹر چیخیں مار رہے تھے ——

ماریا زور زور سے تالیاں بجا رہی تھی اور ہم بھی "اولے" کے نعرے بلند کر رہے تھے ---- یہ زامبرا بھی تھا اور بھنگڑا بھی ——

میں کہاں تھا؟ اندلس میں تھا یا پائیو میں تھا۔ میں جہاں بھی تھا میرا بدن میرا ساتھ دیتا تھا۔ میرا سانس میرے ساتھ چلتا تھا —— وقت تھم چکا تھا —— میری عمر کے ماہ و سال بکھرتے چلے جا رہے تھے ---- تب میں اٹھارہ برس کا تھا جب میں جھیل جنیوا کے سرد پانیوں میں تیر کر باہر آیا تھا تو میرے بدن کے لوں لوں میں جوانی کی وحشت [illegible] مجھے آ گئی تھی [illegible] تیر کر باہر آیا ہوں —— تو پائیو کی شب میں آیا ہوں —— درمیان میں جتنے بھی خزاں کے موسم تھے وہ نہیں ہیں —— اور جوانی کی وحشی مہک بھی میرے ساتھ نکلی ہے۔

کل ہم بالتورو پہ چلیں گے —— پتہ نہیں کل کی جیپ میں ہمارے لئے کیا ہے —— لیکن آج تو ہم پائیو میں ہیں —— اور سامنے ماریا ہے —— اور میں ابھی جھیل سے باہر نکلا ہوں —— اور مجھ میں جوانی کی وحشی مہک ہے ——

UrduPhoto.com

"جہاں سے برالڈو نکلتا ہے"

آج ہم بالتورو پر چلیں گے——

ہمیں دھڑکا لگا ہوا تھا کہ ہم پر بلندی کا اثر ہو گا—— سردی مغلوب کرے گی—— بدن ساتھ نہیں دے گا اور ہم راستے میں سے ہی واپس آ جائیں گے —— پھر ہم خواہش کرتے تھے کہ کم از کم بالتورو کو تو دیکھ لیں—— اس پر چند قدم چل لیں اور پھر بے شک واپس آ جائیں—— تو آج ہماری خواہش کا سیاہ صحرا ہمارے سامنے کروٹیں لے رہا تھا۔ ہم اس کی جانب بڑھ رہے تھے—— لیکن بہت ہی ا[illegible] تھے اس کی تعظیم کرتے تھے ہم تو بچے بالک تھے ہماری کیا حیثیت ہم تو ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتے ہوئے اس کی جانب قدم اٹھا رہے تھے۔

UrduPhoto.com

پائیو سے نکلے تو اس میدان میں سے نکلے جہاں زیوں کے ڈھانچے پڑے ہیں اور گندگی کی ڈھیریاں پڑی ہیں۔ چند قدم چلے تو پائیو پیک نظر آ گئی—— یہ چوٹی کیمپنگ سائٹ کے عین اوپر ہے اس لئے وہاں سے نظر نہیں آتی—— پائیو پیک نے اپنے آپ کو بہت دیر تک سنبھالے رکھا...... اس کی جانب کم لوگ آتے تھے کیونکہ یہ مشہور چوٹیوں کی نسبت زیادہ دشوار تھی اور راس میں جان کا خطرہ بہت تھا—— اس لئے ایورسٹ اور کے ٹو کے بعد کوہ پیماؤں نے اس پر قدم رکھا—— عمودی چٹانیں ہیں۔ برف کم ہے۔ اور اوپر جانے کا راستہ سمجھ میں نہیں آتا——

میرے آگے آگے ڈاکٹر صاحب جا رہے تھے—— ٹریک سوٹ کی پتلون کے اوپر انہوں نے آج ملتانی کڑھائی والا ململ کا کرتہ پہن رکھا تھا—— میرا خیال ہے بلکہ یقین ہے کہ یہ بھی ایک ریکارڈ ہو گا کہ آج تک کسی شخص نے بالتورو گلیشیر پر

چلنے کے لئے ململ کا کرتہ نہیں پہنا ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب نے ایسا کیوں کیا ــــــ اس وقت ہمارا خیال تھا کہ وہ آج اپنی اصلیت پر اتر آئے ہیں یعنی پٹھان ہو گئے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ان کی بیگم ملتان کی ہیں ــــــ شائد انہوں نے فرمائش کی ہو کہ ڈارلنگ جب بھی درجہ حرارت زیرو سے نیچے ہونے کا امکان ہو یا دنیا کا کوئی بڑا گلیشیر ہو تو بس میری یاد میں ململ کا یہ کرتہ پہن لینا ــــــ چنانچہ ڈاکٹر صاحب ایک ملتانی مجاہد کی طرح واکنگ سٹک کا عصا تھامے بالتورو کی جانب بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

عامر میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ وہ بھی بالتورو پر چلنے کی چاہت میں لبریز ہو رہا تھا ــــــ "اٹس اے گریٹ ونڈر فل صاحب"

ابھی میدان تھا ــــــ بڑے بڑے پتھر تھے۔ ان میں زرد پھولوں والی جھاڑیاں تھیں اور ہمارے منہ میں گرم دودھ اور دلیے کا سواد تھا ــــــ

میری فرمائش پر ایک پورٹر کی ڈیوٹی لگا دی گئی کہ وہ ہمیں نظر میں رکھ کر چلے

[illegible] ــــــ

آگے بالتورو تھا ــــــ اور اس کے اندر اندھیرے میں ندیاں چلتی تھیں اور دراڑیں تھیں جو منہ کھولے انتظار کرتی تھیں ــــــ اور یہ بارش اور وحید تھا۔

اس میدان کے نشیب میں ایک ندی دکھائی دی جو نیچے جا کر برالدو میں گر رہی تھی ـــ ہم نے برالدو سے بھی آج ہی جدا ہونا تھا کیونکہ وہ بالتورو میں سے نکل کر آ رہا تھا ــــــ ندی کی روانی ذرا شدید لگ رہی تھی۔ وحید نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھا اور پھر ہمیں پیچھے آنے کا اشارہ کیا ــــــ

میں اور عامر اس جانب چلنے لگے۔ پھر چڑھنے لگے۔ پھر بہت بڑے بڑے پتھروں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے اوپر کی طرف جانے لگے۔

وحید غائب ہو چکا تھا۔

چند قطرے بارش کے گرے۔

بقیہ ٹیم یا تو آگے جا چکی تھی اور یا پھر اسی راستے پر تھی جسے چھوڑ کر ہم اوپر آ گئے تھے۔ ہمیں آنا نہیں چاہیے تھا۔

UrduPhoto.com

تب ہمیں ایک مکان جتنے پتھر پر وحید نظر آیا—— وہ ہمیں بلا رہا تھا لیکن اس کی آواز ہم تک نہیں پہنچتی تھی—— جب ہم ہانپتے ہوئے وہاں پہنچے تو اس نے بتایا کہ ندی یہاں سے آسانی سے پار کی جا سکتی ہے—— یہ اس کا خیال تھا کہ ندی یہاں سے آسانی کے ساتھ پار کی جا سکتی ہے۔

میں اور عامر تیز ہوا میں۔ سر پر گھرے بادل' بارش کی بوندیں اور ندی کے تیز پانیوں کو تکے جا رہے ہیں کہ اسے کیسے عبور کریں۔

دور بالتورو میں سے چھوٹے چھوٹے پتلے برآمد ہو رہے تھے جو برالڈو کے اوپر ایک ڈھلوان سے چمٹ کر چلے آ رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے وہ ہمارے سامنے تھے ندی کے دوسرے کنارے پر—— ندی کے شور سے شاید غلط فہمی ہو کہ اس کا پاٹ چالیس پچاس میٹر کا تھا—— نہیں یہ صرف چار پانچ میٹر چوڑی تھی پر اتنی پر شور تھی کہ عامر نے جو کچھ کہنا ہوتا تھا منہ میرے کان کے نزدیک لا کر کہتا تھا—— دوسرے کنارے پر کھڑے پورٹروں نے ندی کی روانی کو جانچا اور پھر ہاتھوں میں پکڑی [illegible] ہماری طرف آ گئے ہم سے سلام دعا کی اور قطار بنا کر پائیو کی طرف چل دیے—— چند لمحوں بعد وہ پھر چھوٹے چھوٹے پتلے لگ رہے تھے اور ہم ابھی تک وہیں کھڑے تھے۔

UrduPhoto.com

پہلے وحید دوسری جانب چلا گیا لیکن اس نے اپنی ڈانگ ایک تلوار کی طرح سامنے سونت لی.... میں نے اس کے سرے کو تھاما اور تھوڑا سا پھسلتا دوسری جانب چلا گیا۔ ندی اتنی خطرناک نہیں تھی جتنی کہ دکھائی دیتی تھی——

عامر بھی پتھروں پر سے دھارے کو پھلانگتا آسانی سے پار آ گیا۔

یہاں سے ہم ایک مرتبہ پھر نیچے کی طرف گئے—— نیچے گئے اور میدان کے اس کنارے پر پہنچ گئے جس کے نیچے—— اور بہت نیچے دریائے برالڈو تھا—— اور پھر اس کا وسیع پاٹ تھا جس میں سفید ریت کے گرد اور آس پاس اس کے دھارے بہتے تھے اور سامنے—— بالکل سامنے بالتورو کا سیاہ حجم تھا جس پر چھاؤں تھی اور اس کے کالے وجود میں ایک کھائی تھی جس میں سے دریائے برالڈو باہر آ رہا تھا۔

یہاں پر ڈاکٹر صاحب' شاہد' میاں اور مرزا سے پھر میل ہو گیا۔

"چوہدری صاحب آپ کہاں چلے گئے تھے؟" ڈاکٹر صاحب کا سفید کرتہ براللدو پر اٹھنے والی ہوا کے زور سے پھڑ پھڑا رہا تھا —— ہوا میں اڑتا جائے میرا لال دوپٹہ ململ کا ——

"ہمارا خیال تھا کہ اس ندی کو اوپر جا کر پار کیا جائے —— ہم ادھر سے آئے ہیں"

"آپ کا خیال درست تھا۔ جدھر سے ہم آئے ہیں وہاں تو اس نے ہمیں بہت پریشان کیا —— بہت کٹھی کراسنگ تھی ——"

ہم اس ڈھلوان کی طرف چلنے لگے جس پر سے ایک چھوٹا سا کچا راستہ دریا کے عین اوپر بالتورو گلیشیر میں جا ملتا تھا۔

یہاں زمین پر بڑی بڑی دراڑیں تھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا اس وسیع میدان کے کنارے موسموں کے تغیر سے ٹو[illegible] کا شکار ہوتے [illegible] اور پھر براللدو میں [illegible] ا ے ہم دریا کے ساتھ اٹھنے والی ایک بہت بلند دیوار کے اوپر کھڑے نظر آتے میدان کا اختتام آ گیا۔

اس کے ساتھ دریا کا شور بھی خوفناک حد تک بلند ہو گیا کیونکہ ہم براللدو کے منبع کے نزدیک ہو رہے تھے۔ ایک ایسا ہی منظر میں نے ریاست ہنزہ میں پسو کے قریب تپورہ گلیشیر کا دیکھا تھا —— وہاں بھی سیاہ ہاتھیوں کے ایک پہاڑ میں سے ایک دریا چنگھاڑتا ہوا باہر آتا تھا —— لیکن یہ کوئی عام دریا نہ تھا' براللدو تھا —— اب ہم اس ڈھلوان کے پاس آ گئے جو پائیو کے میدان اور بالتورو کو الگ کرتی تھی —— یہ ایک کچی سی بھربھری پہاڑی تھی جس پر پورٹروں کے لاتعداد قدموں نے ایک پگڈنڈی سی بنا دی تھی۔ پہاڑی کی ڈھلوان جہاں ختم ہوتی تھی وہیں براللدو کا ایک بڑا دھارا بہہ رہا تھا —— ہم ایک ایک کر کے اس راستے پر ہو گئے —— ہم دریا کے خاصے قریب تھے اس لئے بلندی کے خوف کا کوئی مسئلہ نہ تھا لیکن اس کے باوجود اگر ہم میں سے کوئی لڑکھڑا کر نیچے جاتا تو وہ کپڑے جھاڑ کر"

UrduPhoto.com

آہا جی ہم گر گئے" کہہ کر واپس نہیں آسکتا تھا ——— اگر وہ اپنے آپ کو پانی میں گرنے سے بچا لیتا ہے تو پھر ایک آدھ ہڈی ضرور تڑوا لے گا ——— ہم زیادہ احتیاط اس لئے کر رہے تھے کہ اتنی دور آکر ایک ہڈی تڑوانا اور پھر پورٹروں کے کاندھوں پر سوار ہو کر اسکولے واپس چلے جانا زیادہ دانش مندی نہ تھی ——— میرے پاؤں تلے ایک سنگریزہ آیا اور پھر لڑھکتا ہوا نیچے دریا میں چلا گیا ——— وہ جہاں جہاں سے گزرا تھا وہاں ہلکی سی دھول بلند ہوتی تھی ——— یہاں میں بہت اعتماد سے چل رہا تھا ——— پایو سے پہلے جس چٹان پر خون خشک کیا تھا اس کے بعد تمام راستے آسان لگتے تھے۔ لیکن یہاں بھی ایک چھوٹا سا امتحان آگیا ——— آگے راستہ گرا ہوا تھا ——— صرف مٹی اور سنگریزے تھے اور ان پر سے گزرنے کا طریقہ یہ تھا کہ پاؤں جمنے نہ پائیں اور آپ تیزی سے گزر جائیں ——— میدانوں کا باسی ہمیشہ پاؤں جما کر ہموار ہو کر چلتا ہے جب کہ پہاڑوں میں رہنے والوں کے پاؤں ڈھلوان اور اونچی نیچی سطح پر [illegible] قدرتی [illegible] کے ساتھ [illegible] دیے کے [illegible] ہم آہنگ ہو جاتے ہیں [illegible] ان میں [illegible] حس ہوتی ہے کہ وہ پاؤں تلے کی مٹی یا پتھر کے کھسکنے سے پیشتر ہی قدم اٹھا کر آگے لے جاتے ہیں ——— یہاں میں نے مرزا صاحب کی واکنگ سٹک کا سہارا لیا اور گرتا پڑتا اس حصے کے دوسری طرف چلا گیا جہاں سے دوبارہ راستہ شروع ہو جاتا تھا ———

پہاڑی کی یہ ڈھلوان جہاں ختم ہوتی ہے وہیں راستہ ختم ہو جاتا ہے اور وہیں سے بالتورو کا آغاز ہو جاتا ہے۔

میں نے اور ڈاکٹر صاحب نے ایک پتھر پر بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لئے سنگریزوں اور خیالی ریت سے ڈھکے ہوئے بالتورو کو دیکھا جس کے عین نیچے ایک تاریک دراڑ تھی جس میں برالدو کے پانی اتنی وحشت سے نکل رہے تھے جیسے اٹھاون کلو میٹر طویل اس گلیشیر کی تاریکی میں بہتے ہوئے گھبرا گئے ہوں۔ باہر دھوپ میں ان کے پانی خوشی سے چمکتے تھے۔ ایک گہری اور ڈراؤنی گونج اسی دراڑ میں سے برآمد ہو رہی تھی اور کبھی کبھی پتھر اور سنگریزے پھسلتے ہوئے پانی میں گرتے تھے ——— یہ گونج اتنی شدت سے آتی تھی کہ ہم یہاں ایک محفوظ فاصلے پر بیٹھے

UrduPhoto.com

ہوئے بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کر رہے تھے۔۔۔۔
"آؤ جی چوہدری صاحب ذرا بالتورو سے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔"
ڈاکٹر صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔

UrduPhoto.com

"بالتورو ہے تورو"

میں نے بالتورو کے سیاہ وجود کو غور سے دیکھا۔ پھر اٹھ کر دونوں ہاتھ آگے کر دیئے اور میرے ہاتھوں میں سرخ چار خانی فلسطینی رومال لٹک رہا تھا۔ میں نے پاؤں پٹخے اور سرخ رومال کو جھٹک کر کہا۔ ہے تورو بالتورو۔ ہو ہو۔

UrduPhoto.com

[illegible]

"میں ذرا بالتورو کے ساتھ بل فائٹنگ کر رہا ہوں۔ اور بل فائٹر اسی سٹائل میں کھڑے ہو کر سرخ کپڑا جھٹکتے اور "ہے تورو" کہہ کر بل کو بلاتے ہیں۔"

"اچھا تو آپ بالتورو کو بلا رہے تھے؟"

"جی ہاں۔"

"اور بالتورو کو آپ بل سمجھتے ہیں؟"

"جی ہاں۔"

"اللہ آپ کے حال پر رحم کرے۔ میں اور کیا کہہ سکتا ہوں۔" ڈاکٹر صاحب اپنے ململ کے کرتے سمیت بالتورو کی دنیا میں داخل ہو گئے۔

اور کیا دنیا تھی——

سنگریزوں کی ڈھلوانیں۔ بہت بڑے بولڈر۔ کھائیاں۔ کہیں ریت کے نیچے برف اور کہیں اتنی بڑی چٹانیں کہ آپ ایک چٹان سے دوسری پر قدم نہیں رکھتے چھلانگ لگاتے ہیں۔

یہاں ہر شخص تنہا تھا۔

یہاں کوئی راستہ نہ تھا۔

آپ ذرا نیچے جاتے تھے تو سب کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے تھے۔ اوپر آتے تھے تو کوئی دکھائی نہ دیتا تھا ہر لمحہ خدشہ رہتا تھا کہ شائد میں گم ہو چکا ہوں۔ شائد سب لوگ مجھے بھول گئے ہیں۔

جب ہم کہتے ہیں کہ گلیشئر پر چلنا تو ذہن میں یہی تصویر بنتی ہے کہ ایک برفانی فاصلہ ہے۔ کہیں سفید اور کہیں میلالا اور آپ اس پر ذرا احتیاط سے چلتے جا رہے ہیں حالانکہ صورت حال بالکل مختلف ہے۔ آپ برف بہت کم دیکھتے ہیں۔ وہ پتھروں اور ریت کے ملغوبے [illegible] آپ اونچی نیچی غیر متوازن پہاڑیاں چڑھتے ہیں۔ کبھی چٹانوں پر رینگتے ہیں اور کبھی ریت میں پاؤں گھسیٹتے ہیں۔

گلیشئر پر چلنے کے لئے پورے وجود کو احتیاط کرنا پڑتی ہے ـــــ آپ ہر پتھر کو ہر قدم پر نہیں جانچ سکتے۔ کوئی ایسا پتھر آئے گا جو قدم رکھتے ہی نیچے سے سرک جائے گا یا آپ [illegible] کہ یہ ابھی میرے پاؤں تلے سے نکل جائے گا۔ جس ریت پر آپ قدم رکھتے ہیں عین اس کے نیچے سخت برف ہو سکتی ہے۔ اور آپ پھسل کر کسی گلیشئر جھیل میں گر سکتے ہیں۔

اور سب سے خطرناک [illegible] گلیشئر کی وہ سینکڑوں دراڑیں ہیں جو گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔ ان دراڑوں کے نیچے ندیاں بہتی ہیں یا پانی رستے ہیں اور ہر شے تاریک ہوتی ہے۔ یہ ایک اذیت ناک سرد موت کے بلاوے ہیں۔ آپ ان کے بلاوے پر کان تو نہیں دھرتے لیکن گلیشئر پر چلتے ہوئے ہمہ وقت آپ کو ان کا دھیان رہتا ہے ـــــ اور رہنا بھی چاہئے ـــــ

آپ سچ مچ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ زمین نہیں کوئی اور سیارہ ہے کیونکہ آج تک آپ جہاں بھی گئے ہیں۔ جہاں آپ کے قدم گئے ہیں۔ وہاں یہ کچھ نہ تھا جو یہاں ہے۔ اور پھر کبھی کبھار کسی بڑے پتھر کا لڑھکنا۔ آپ کو اس کے سرکنے کی اور گرنے کی آواز تو آ رہی ہے لیکن آپ یہ ہرگز نہیں جانتے کہ وہ ہے کہاں ـــــ وہ آپ کے عین اوپر بھی ہو سکتا ہے ـــــ

یہ ایک مسلسل خطرہ ہے ــــــ کئی بار میں سامنے گلیشیر سے دو تین جہازی پتھروں کو سرک کر نیچے کسی سرد تالاب میں یا گہری کھائی میں گرتے دیکھا ــــــ اور اگر آپ اس لمحے ان کے نیچے چل رہے ہیں تو پھر آپ کچھ نہیں کر سکتے ــــــ اس مسلسل خطرے سے آپ کو صرف آپ کا نصیب بچاتا ہے....

اور جب ایسا پتھر یا تودہ کھائی میں یا برفانی جھیل میں گرتا ہے تو اس کی گونج بہت دیر تک بہت آہستہ آہستہ ہوا میں موجود رہتی چلی جاتی ہے....

ریت اور سنگریزے تو ہمہ وقت سرکتے ہیں اور آپ ان کو سنتے رہتے ہیں ــــــ چنانچہ گلیشیر زیادہ دیر تک خاموش نہیں رہتا ــــــ

ان آوازوں کے ساتھ پانیوں کے ٹپکنے اور بہنے کی آواز بھی ہے ــــــ گلیشیر کے مختلف حصے جو سورج کی روشنی میں تا دیر رہتے ہیں آہستہ آہستہ پگھل رہے ہیں ــــــ ان کی سطح دور سے سیاہ نظر آتی ہے جو دراصل پگھلاہٹ ہے۔ کئی تالاب [illegible] گلیشیر کا کوئی حصہ ان میں بوندیں ٹپ ٹپا تا رہتا ہے۔ نہیں انہیں راستہ ملتا ہے تو ایک چھوٹی سی ندی رواں ہو جاتی ہے ــــــ ہر ندی زیادہ دور تک دکھائی نہیں دیتی کیونکہ اسے بالآخر گلیشیر کے اندر جانا ہے۔ اگر تو پانی زیادہ ہیں تو وہ اپنی اندر راستہ بنا کر کسی اور کھلی جگہ میں نکل آئیں گے نہیں تو گلیشیر کی سردی انہیں پھر سے ٹھنڈا کر کے منجمد کر دے گی ــــــ

UrduPhoto.com

مجھے ایک اطمینان تھا کہ وحید میرے ساتھ ساتھ چلا آ رہا تھا۔

اور تب میرے سامنے میری پہلی دراڑ آئی ــــــ دراڑ میں کہتا ہوں یورپئر اسے کریوس ہی کہتے تھے ــــــ

یہاں گلیشیر تین چار بڑے بڑے حصوں میں منقسم تھا۔

یہ دراڑ اتنی چوڑی تھی اور اس کے کناروں پر سنگریزے تھے جو اندر گر رہے تھے ــــــ اور اندر ــــــ نیچے نیم سیاہ برف کی دو چٹانوں کے درمیان میں سے ایک بے آواز ٹھنڈک اوپر آ رہی تھی۔ میں اس سے ذرا دور رہا۔

"آؤ صاحب ——" وحید اسے پھلانگ گیا لیکن میں نے یہ نوٹ کیا کہ دوسرے کنارے پر اس کا پاؤں ترچھا پڑا تھا اور تھوڑا سا پھسلا تھا اور پھر وہ سنبھل گیا تھا۔ میں ذرا آگے ہوا۔

اس میں جھانکنے کی جرات نہ تھی لیکن ذرا قریب ہوا تو جو یخ ٹھنڈک اس میں سے باہر آئی اس نے میرے بدن کے لوں لوں کو سرد خوف سے دوچار کیا —— اور اس سیاہ ٹھنڈی اور اندھی گہرائی میں پانی کے چلنے کی آواز آ رہی تھی —— یہ پانی کہاں اور کتنی گہرائی میں تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا تھا کہ بہنے کی آواز سرگوشیوں کی طرح آ رہی تھی۔

یہ دراڑیں ایسی نہیں ہوتیں کہ اگر خدانخواستہ کوئی ان میں گر جائے تو آپ اوپر سے جھانک کر اسے دیکھ سکیں —— کریوس کی برفانی دیواریں سیدھی لائن میں نیچے نہیں جاتیں بلکہ پیچ و خم کھاتی ہوئی اترتی ہیں۔ اس کے چند میٹر کے بعد ان کا زاویہ بدل جاتا ہے اور دن کی روشنی وہیں پر ختم ہو جاتی ہے۔ پھر ایک اور خم آ [illegible] نہیں ہے تو آپ زخمی حالت میں اس کے فرش پر مکمل تاریکی میں پڑے ہیں اور آپ کو اپنے ساتھیوں کی آوازیں آ رہی ہیں جو آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتے..... عام حالات میں گرم کپڑوں کے ساتھ اس گہرے برف خانے میں آپ زیادہ دیر تک باہوش نہیں رہ سکتے۔ کسی بڑے فریزر کے اندر کی طرح انسان تھوڑی ہی دیر میں منجمد ہو جاتا ہے —— میں نے کئی ایسی داستانیں سنی ہیں جن میں کوہ نورد اپنے کسی ساتھی کے ساتھ دراڑ کے کنارے بیٹھے باتیں تو کرتے رہے لیکن اس کی مدد نہ کر سکے اور وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر خاموش ہو گیا۔

دنیا کا ایک بہت مشہور کوہ پیما رینا تو جب کے ٹو سے اتر رہا تھا تو ایک دراڑ میں گرا۔ اس کے ساتھی اس کی مدد کو پہنچ گئے۔ ان کے پاس وائی ٹاکی اور رسے تھے —— اسے باہر تو نکال لیا گیا لیکن شاید اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ کچھ دیر بعد مر گیا —— انہوں نے اسے پھر اسی دراڑ میں دفن کر دیا۔

میں نے بالتورو پر چلتے ہوئے بس یہی دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس دراڑ والی

UrduPhoto.com

سرد موت سے بچائے رکھنا۔

"آجاؤ صاحب ——" وحید نے پھر کہا۔

"نہیں یہاں سے میں نہیں آ سکوں گا ——"

وحید نے چل پھر کر جائزہ لیا اور پھر چند میٹر آگے ایک ایسا مقام تلاش کر لیا جہاں گلیشئر کی ایک نکون ذرا آگے نکلی ہوئی تھی ——

وحید نے اپنے آپ کو مضبوطی سے قائم کیا اور ہاتھ آگے کر دیا —— یہ ہاتھ صرف ایک فٹ کے فاصلے پر ہو گا —— لیکن مجھے یوں لگتا تھا جیسے کائنات کے دوسرے سرے پر ہے.... مجھے کم از کم وہاں تک پہنچنا تھا اور حرکت میں رہتے ہوئے بھی اسے مضبوطی سے تھامنا تھا۔

—— اور ہاں پچھلی شب پھر میرے بدن کو اس سرد موت کی قربت سرد ہوا نے چھوا جو یالتورو گلیشئر کی ایک گہری دراڑ میں سے بے آواز باہر آ رہی تھی.... نیچے کئی سو میٹر اندر جہاں صرف برف تھی اور لاکھوں برسوں سے تھی وہاں کوئی دریا تھا جو [illegible] دراڑ کو پھلانگتے ہوئے اس کی موت سردی سے کپکپاتا تھا ——

اور پچھلی شب میں نے خواب میں ——

میرے ماتھے پر ایک گرم نمی سے آئی —— میں نے ایک گہرا سانس لیا اور اسی سرد سرسراتی ہوا میں لیا جو دراڑ کی تاریکی میں سے آ رہی تھی —— کندھے ہلا کر دیکھا کہ میرا رک سیک یا پانی کی بوتل چھلانگ لگاتے ہوئے میرا بیلنس تو خراب نہیں کرے گی اور پھر ہاتھ آگے کر کے اور اس سنگریزوں اور ریت والی گیلی سطح پر نظر رکھتے ہوئے جس پر میرا بوٹ پڑنا تھا۔ میں نے چھلانگ لگا دی ——

وحید نے میرے ہاتھ کو ایک شکنجے کی طرح دبوچ لیا اور میں دوسری طرف تھا —— میرے پاس ایک تصویر ہے اس لمحے کی ——

میں دراڑ کے عین اوپر ہوں۔ میرا بایاں پاؤں ہوا میں ہے اور ہاتھ وحید کے بڑھے ہوئے ہاتھ کی طرف بڑھ رہا ہے —— اور دیکھا جا سکتا ہے کہ اگر وحید میرے ہاتھ کو مضبوطی سے نہیں تھامتا یا میں غلطی کر جاتا ہوں تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔

UrduPhoto.com

اس پہلی دراڑ کے بعد میں قدرے نڈر ہو گیا——

نڈر ہونا اس لئے ضروری تھا کہ اگر میں ہر دراڑ پر وحید کی مدد طلب کرتا تو پھر مجھے ہمہ وقت اس کا ہاتھ تھام کر چلنا پڑتا تھا—— بالتورو پر دراڑیں بہت تھیں —— اگر آپ میرے ان بیانات سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کو کنکورڈیا کے سفر پر نہیں جانا چاہئے تو آپ غلطی پر ہیں۔ دراڑیں ہیں۔ خطرات بے شمار ہیں لیکن یہ بھی تو دیکھئے کہ فوج کی سپلائی کے بے شمار خچر اسی راستے پر چل کر کنکورڈیا پہنچ جاتے ہیں۔ اگر خچر پہنچ سکتے ہیں تو آپ بھی پہنچ سکتے ہیں صرف آپ کی عقلی سطح ان جیسی ہونی چاہئے—— ویسے بھی جو خچر دراڑوں میں گر کر مرتے ہیں ان کی خبر آپ اخباروں میں نہیں پڑھتے اور نہ ہی ان کے ساتھی واپس آ کر ان کی موت کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں—— یا کے ٹو کے سفرنامے لکھتے ہیں ——

چنانچہ [illegible] دنیا میں ہے بھی اور نہیں بھی—— اسے بیان نہیں کیا جا سکتا—— اسے بیان کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔

کئی بار احساس ہوتا ہے کہ یہاں دو پہاڑی سلسلوں کے درمیان میں ایک شہر تھا—— اٹھاون کلومیٹر طویل—— پھر یہ پورا علاقہ کسی زلزلے کی زد میں آ گیا —— پہاڑ تو قائم رہے لیکن شہر ملبے کے ہزاروں اونچے نیچے غیر متوازن ڈھیروں میں بدل گیا..... اور ایک انسان کی حیثیت کیا ہوتی ہے!

وہ اس ملبے میں چلتا ہوا کیا محسوس کرتا ہے!

میں نے یہ محسوس کیا گویا میں دو پہاڑی سلسلوں میں گھر گیا ہوں۔ پائیو کی جانب سے اندر آیا ہوں اور اب دونوں جانب تو بلند چٹانیں ہیں اور ان کے درمیان یہ برفانی ملبہ ہے اور ٹریپ ہو گیا ہوں۔

اسی لئے جو ٹریکر کنکورڈیا سے واپسی پر بالتورو عبور کر کے پائیو تک پہنچتے تھے وہ اتنی خوشیاں مناتے تھے۔ انہیں ایک ٹریپ سے باہر آ جانے کا احساس ہوتا

تھا.... ایک ہسپانوی کوہ نورد نے کہا تھا کہ بالتورو پر سفر کرتے ہوئے آپ یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ میں نے بالتورو کو عبور کر لیا۔ اب یہ گلیشئر میرا ہے۔ نہیں۔ یہ گلیشئر تب تک آپ کا نہیں ہو سکتا جب تک آپ اس میں سے نکل کر پائیو نہیں پہنچ جاتے —— یہ کسی وقت بھی آپ کے خواب کا خاتمہ کر سکتا ہے۔

ایک اور کوہ نورد نے کہا کہ بالتورو کے عظیم برفانی ملبے میں کبھی چڑھتے ہوئے کبھی اترتے ہوئے کبھی گم ہوتے اور گرتے ہوئے میں نے یہ محسوس کیا جیسے میں ایک حقیر سا کیڑا ہوں جو باتھ ٹب میں گر گیا ہے اور اب اس میں سے باہر آنے کی کوشش کر رہا ہے ——

پائیو کی جانب سے ایک میکانکی گونج کے ساتھ "چھک چھک چھک ——" کی ہلکی سی آواز آئی —— میں نے ادھر دیکھا تو وحید کھڑا ہو گیا —— "ہیلی ہے سر ——"

آواز کی گونج بلند ہوئی اور ایک بڑا یا ما ہیلی کاپٹر ہمارے سروں پر سے گزر گیا —— [illegible] چھاؤنی میں اترنے کے لئے —— ہم اکثر ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھتے جو اسکولے کی جانب سے برالدو کی وادی میں پرواز کرتے ہوئے نمودار ہوتے اور بالتورو کے تنگ درے میں داخل ہو کر نا معلوم ہو جاتے ——

ہمارے ٹیم ممبران کی آواز کی وجہ سے انہیں "کے ٹو کا رکشا" کہتے —— ایک نسبتاً ہموار جگہ آئی تو ہم ستانے کے لئے رک گئے۔

بالتورو نے ہماری کمر توڑ دی تھی... ہم سب اتنے تباہ حال ہو چکے تھے کہ جو جہاں پہ بیٹھا ہے یا گرا ہے وہیں بالتورو کے دوسرے پتھروں کی طرح پتھر ہو گیا ہے —— غلام اور وحید ہمیں انرجا کل پلا رہے ہیں اور ہم منہ کھول کر کہتے ہیں کہ بس اسی طرح پلا دو —— کنکورڈیا ٹریک کی خطرناکی ہے تو ہم آگاہ ہو چکے تھے لیکن اس کی اذیت ناکی کا تجربہ آج ہو رہا تھا۔ یہ وہ سنہری لمحات ہوتے تھے جب مرزا صاحب کے علاوہ سب لوگ ان کے انسٹرکٹر کے اس بیان پر کہ یہ ٹریک "مال روڈ ہے" ان کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے ——

UrduPhoto.com

عامر ایک بولڈر کے ساتھ ٹیک لگائے ہنس رہا تھا اور ہنسے چلا جا رہا تھا "تارڑ صاحب ـــــ آپ نے جو اس مہم کا نام "تارڑ کے ٹو کہانی" رکھا ہے تو میں آج کے ٹریک کے بعد اس کے نام میں تھوڑی سی تبدیلی چاہوں گا ـــــ اسے "تارڑ بی۔ پی کے ٹو کہانی" کہا جانا چاہئے ـــــ"

بی۔ پی مخفف ہے ایک ایسے پنجابی لفظ کا جو اگر آپ سمجھ نہیں سکے تو آپ کو سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ـــــ

"ہاں ـــــ" ڈاکٹر صاحب اپنے کرتے سے پسینہ پونچھتے ہوئے بولے "آج ذرا ٹف معاملہ ہے۔"

میاں صاحب کم تھکے ہوئے تھے لیکن ان کا رد عمل بھی مختلف نہ تھا "لو جی ـــــ پہلے اوپر چڑھو پھر نیچے اترو ـــــ پھر دراڑوں کا خیال رکھو۔ ان کا خیال رکھو تو اوپر سے پتھر کی آواز..... پتھر کا خیال رکھو تو کسی تالاب میں ـــــ بڑا مشکل گلیشئر ہے بھئی ـــــ"

"[illegible] ہیں۔"

"آپ کا کیا خیال ہے اگر لیڈر کو پتہ ہوتا کہ وہ یہاں آ رہا ہے تو وہ یہاں آتا" میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ویسے اس روز میں نے اپنے آپ کو زیادہ تھکا ہوا محسوس نہیں کیا تھا۔ پتہ نہیں اس کی کیا وجہ تھی لیکن میں بہت اچھی حالت میں تھا اور صرف اپنے ساتھیوں کا دل رکھنے کے لئے کہہ رہا تھا کہ بہت برا حال ہے ـــــ شاید میں بقول ڈاکٹر صاحب گھوڑا ہو گیا تھا ـــــ لیکن باقی حضرات کیوں گھوڑے نہیں ہوئے تھے ـــــ

"ہائے ـــــ" عامر نے اپنی کمر پر ہاتھ رکھا اور پھر ہنسنے لگا "بالکل بی۔ پی ٹریک ہے جی ـــــ ہاں بھئی غلام محمد آج لنچ کہاں سرو ہو گا ـــــ"

"لی گو رکے گا کھانے کے لئے سر ـــــ" غلام بھی آج کچھ بجھا ہوا تھا ـــــ

لی گو کنکورڈیا ٹریک کا ایک اور مشہور پڑاؤ تھا ـــــ

چند برس پیشتر ایک پتھریلا سیلاب بلندی سے نیچے آیا اور پوری کیمپنگ

UrduPhoto.com

سائٹ کو فنا کردیا.... اور اسے لِلی گو کیوں کہا جاتا تھا!

ایک روایت کے مطابق کوئی ہائی پورٹر ایک میم صاحب کو کنکورڈیا سے واپس لا رہا تھا۔ میم صاحب پر بلندی کا اثر ہوچکا تھا اس لئے وہ راستے میں ہی چل بسیں۔ وہ پورٹر شور مچاتا یہاں تک آیا اور یہاں اس کا خاوند منتظر تھا۔ پورٹر نے خاوند کو رپورٹ دی کہ —— للی.... گو یعنی للی چلی گئی ہے —— للی اس میم صاحب کا نام تھا —— لیکن یہ روائت خاصی مشکوک ہے.... مشکوک ہے لیکن مزیدار ہے۔

ہم اٹھنے لگے تو وحید بولا "آپ نے ٹرانگو نہیں دیکھے صاحب"

"کس کو؟"

وحید نے گلیشئر سے پرے چند بلند چٹانوں کی طرف اشارہ کیا "ٹرانگو سر"

UrduPhoto.com

"ٹرانگوٹاورز سے ——— لیلی گو"

میں نے اپنے سفرنامے "نانگا پربت" میں لکھا ہے ———

"ٹرانگو ٹاورز ان چٹانوں کا مجموعہ ہے جو کنکورڈیا کے راستے میں پڑتی ہیں اور جنہیں دیکھ کر ایک مرتبہ تو دل تھم جاتا ہے کہ ان کی بلندی اور شکل آسمان میں چھید کرتے ہوئے میناروں کی طرح ہے ——— وہ دنیا کے ہر کلائمبر کا خواب ہیں ———"

میں بھی ایک عرصے سے ان کا اسیر تھا۔ ان کا آشنا تھا اور پہاڑوں کی تصویریں [illegible] کبھی ان کو دیکھوں گا ... دراصل کے ٹو کے بعد میں صرف ان چٹانوں کو دیکھنے کی ہوس رکھتا تھا ——— اور آج میں ان کے آس پاس تھا اور میں نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔

ٹرانگو مجموعے کے تین حصے ہیں ——— ایک ابی بہاؤ ٹاور ——— دوسرا ٹرانگو چٹانیں اور تیسرا نیم لیس ٹاور۔

یہاں سے 19957 فٹ بلند ابی بہاؤ ٹاور صاف نظر آرہا تھا ——— سب سے الگ تھلگ ——— تنہا ——— اس کے حصے میں آسمان بھی زیادہ آیا تھا ——— کہیں کہیں برف ورنہ صرف ننگی چٹان کا ایک بلند مینار ——— جیسے بابل کے میناروں میں سے ایک ——— جو تصویر بابل کے میناروں کے ذہن میں بنتی ہے۔ حقیقت کم اور فینٹسی زیادہ ——— ویسا ابی بہاؤ ٹاور ——— میں اسے دیکھتے ہی اس کی کشش کو سمجھ گیا۔

میں نے کنکورڈیا کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے تجربہ کار کوہ نوردوں سے بار بار پوچھا تھا کیا ہم راستے میں ٹرانگو کے بیس کیمپ تک جا سکتے ہیں؟

ان چٹانوں کے پاس پہنچنا اور انہیں سر اٹھا کر ان کی بنیاد سے دیکھنا ———

UrduPhoto.com

کیسا احساس ہو گا کیسا منظر ہو گا ——

"آپ کو ٹریک سے الگ ہو کر ٹرانگو تک جانا ہو گا —— راستہ زیادہ خطرناک ہے اور آپ کے کم از کم تین دن ضائع ہوں گے ——"

میں نے سوچا یہ نہ ہو کہ میں ٹرانگو کا "پنگا" لے لوں اور کنکورڈیا تک بھی نہ پہنچ پاؤں.... کبھی آئندہ سہی ——

لیکن یہ کبھی آئندہ —— کبھی نہیں آتا....

اور الی بھاؤ ٹاور کو دیکھ کر میں ٹرانگو چٹانوں کی کشش کو کیوں سمجھ گیا تھا؟

یہ چٹانیں یہ مینار حقیقت کم اور فینٹسی زیادہ دکھائی دیتے تھے اس لئے —— شاید یہ بابل کے مینار تھے —— شاید بابل کا شہر ان کے سائے میں اب بھی آباد ہو۔

یہاں سے اس مجموعے کا سب سے مشہور ٹاور 6257 میٹر بلند "نیم لیس ٹاور" نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے دیکھنے کے لئے اردوکس پہنچنا لازمی تھا۔

UrduPhoto.com

[illegible] بھی ہم ان سے بے خبر رہے —— اس شرمندگی کی تلافی کے لئے ہم نے پورے [illegible] منٹ کی خاموشی اختیار کر کے انہیں مسلسل دیکھا —— چار برس پیشتر گلگت [illegible] پارک ہوٹل میں میری ملاقات [illegible] راک کلائمبر وولف گانگ سے ہوئی تھی.... وہ چٹانوں پر چڑھتے ہوئے کوہ پیمائی کا سامان استعمال کرنے پر یقین نہیں رکھتا تھا بلکہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے مارکو پولو شیپ کی طرح چٹانوں پر چڑھ جاتا تھا یعنی فری کلائمبر تھا۔ ٹرانگو کو دیکھ کر مجھے وولف گانگ بری طرح یاد آ رہا تھا۔

میں نے اس سے پوچھا تھا۔ ہم پاکستانیوں کا ایک تھیسس یہ بھی ہے کہ یورپی لوگوں کو چونکہ پیچھے سے رونے والا کوئی نہیں ہوتا وہ اپنی زندگی خطرے میں ڈالتے ہیں.... "نہیں۔ نہیں" وولف گانگ بے حد محظوظ ہوا تھا "یہ خیال غلط ہے —— ہماری مائیں اور بہنیں بھی ہمارے لئے فکر مند رہتی ہیں.... میں جتنے روز یہاں رہوں گا میرے خاندان کے لوگ گلگت فون کر میرا پتہ کرتے رہیں گے —— پچھلے برس میں ٹرانگو ٹاورز کو سر کرنے آیا تھا لیکن صرف دس روز کے بعد میرے ساتھی

اپنی بیویوں اور خاتون دوستوں کے لئے اداس ہو گئے۔ کسی کو اپنی ماں یاد آنے لگی کہ وہ اس طرح کا کھانا پکاتی تھی اور کسی کو اپنے بچے یاد آنے لگے اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہم مہم ختم کر کے واپس چلے گئے کیونکہ ہم اداس ہو گئے تھے ـــــ نہیں ہمارے پیچھے بھی رونے والے ہوتے ہیں ـــــ" وولف گانگ زانگو ٹاورز کو سر کرنے کی حسرت لے کر چلا گیا۔

تین برس تک تو ممکن تھا کہ وہ واپس آ کر زانگو کو کلائمب کرتا.... لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ پچھلے برس وہ جرمنی میں اپنے موٹر سائیکل سے گر کر ہلاک ہو گیا.... دنیا کی بلند ترین چٹانوں سے وہ نہیں گرا۔ ڈھائی فٹ کے موٹر سائیکل سے گر گیا ـــــ

زانگو کو دیکھ کر مجھے وولف گانگ بری طرح یاد آیا تھا ـــــ

"جاؤ تارڑ صاحب ـــــ" عامر ایک بھربھری بلندی پر کھڑا تھا۔ غلام ـــــ وحید اور پورٹرز جا چکے تھے.... میرے آس پاس صرف بالتورو کا ملبہ تھا اور گلیشئر ٹوٹنے اور [illegible]

"ٹھہرو ـــــ" میں نے زور سے پکارا ـــــ میں یہاں اکیلا نہیں رہنا چاہتا تھا....

پھر سفر شروع ہو [illegible] میں ایک حقیر کیڑا ہو گیا ہوں جو کیلے باتھ ٹب میں ٹریپ ہو جاتا ہے اور باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے ـــــ رینگتا ہوا ـــــ پھسلتا ہوا.... ایک حقیر کیڑا ـــــ چاروں جانب ٹمیالے پتھر ـــــ بجری ـــــ ریت ـــــ اونچے نیچے ٹیلے.... کسی ٹیلے پر چڑھتے ہوئے سنگریزے لوھکتے ہیں اور آپ کے پاؤں ان میں دھنستے ہیں۔ سنگریزے چند میٹر کی ڈھلوان کے بعد ایک ایسے تالاب میں گر رہے ہیں جو گلیشئر کے نیچے تک جا رہا ہے ـــــ اور گلیشئر اس پر جھکا ٹپ ٹپ پگھل رہا ہے ـــــ

میسنر کو بالتورو کی اسی وحشت ناک لینڈ سکیپ سے عشق ہے وہ کہتا ہے " میں بہت سکون اور شوق سے پیدل چلتا جاتا ہوں کیونکہ مجھے پتھروں سے اٹے ہوئے اس منجمد دریا سے محبت ہے اور میں اس میں خوش رہتا ہوں ـــــ اور یہاں چلتے

UrduPhoto.com

ہوئے میں خواب دیکھتا ہوں کہ میں مر چکا ہوں اور بالتورو کی برفوں میں دفن ہو کر نیچے وادیٔ براللڈو میں جا رہا ہوں۔ اور یہ خواب اور یہ خیال مجھے تسلی دیتا ہے زندگی کے لئے ——— اور موت کے لئے"

ہم ہولے ہولے گلیشئر کے دائیں کنارے کی جانب حرکت کر رہے تھے ——— آج صبح ہم بائیں کنارے سے اس کے اندر آئے تھے ———

کنارے کے ساتھ جو چٹانیں اور پہاڑی دیواریں تھیں ان میں سے ایک راستہ تھا جو گلیشئر کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور ہمیں بہت ہی قابل قبول تھا کیونکہ ہم کم از کم گلیشئر پر نہیں چلتے تھے۔ اس راستے پر چلتے ہوئے ہم نے دیکھا کہ ہمارے پورٹر پتھروں سے ٹیک لگائے ایک ایسی ڈھلوان سطح پر بیٹھے ہیں جہاں سنبھل کر بیٹھنا پڑتا ہے ورنہ آپ لڑھک سکتے ہیں۔ یہاں پتھروں کے بڑے بڑے جسیم ڈھیر تھے اور کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں انسان اطمینان سے بیٹھ سکے ——— یا خیمہ لگا سکے ——— یہی لِلی گو تھا ———

[illegible] وڑ کر آگے چلے جاتے ہیں.... جیسے اسکولے تک سڑک مکمل ہونے سے داسو کی اہمیت ختم ہو گئی۔ چونگو اور چاپکو کے گاؤں نامعلوم ہو گئے.... یہاں ایک لینڈ سلائڈ نے لِلی گو کو برباد کر دیا ———

میں نے رک سیک اتار کر رکھا اور ذرا اوپر جانے کی کوشش کی لیکن اوپر صرف پتھر اور سخت مٹی کے ڈھیر تھے۔

شاید اصلی لِلی گو ان کے نیچے دفن ہے۔

اتنی ڈھلوان کہ کسی جگہ بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا ——— بیٹھتے تو دھیان سے بیٹھتے ——— اور ہمارے سامنے کیا تھا؟ ——— گلیشئر کے ملبے کا ایک لمبا ڈھیر اور پھر ایک اور ڈھیر اور پھر دوسرا کنارا اور چٹانیں جن میں گھاٹیوں اور اترائیوں میں برف جمی ہوئی ہے ——— عجیب دل کو بٹھا دینے والی وحشت دینے والی جگہ تھی ———

انسان گھبرا جاتا تھا کہ ہم پتہ نہیں کدھر سے آئے ہیں اور یہاں سے نکلیں گے کیسے۔

کوہ نورد فوٹو گرافر جارج شیلر نے اپنی مشہور کتاب "ان دے تھرون روم آف ماؤنٹین گاڈز" میں لکھا ہے کہ وہ جب لل گو میں خیمہ زن ہوا تو اسے اطلاع ملی کہ ذرا بلندی پر سائبرین آئی بیکس موجود ہیں چنانچہ وہ اپنے کیمروں سے لیس ہو کر ان کی تلاش میں نکل گیا —— جارج نے آئی بیکس کا ایک گروپ دیکھا جو اس کی بو سونگھ کر بلندی کی طرف جانے لگے.... یہ جانور عمودی چٹانوں پر اس طرح چڑھتے تھے جیسے تجربہ کار کوہ پیما چڑھتے ہیں۔ اس طرح ایک بہت خطرناک جگہ کو ان جانوروں نے باری باری عبور کیا۔ جب ایک بحفاظت دوسری طرف پہنچ جاتا تھا تب دوسرا اس راستے پر قدم رکھتا تھا —— جارج کا خیال ہے کہ انسان نے بنیادی طور پر کوہ پیمائی انہی جانوروں کا مطالعہ کر کے سیکھی —— اس نے لل گو کے آس پاس ان جانوروں کی نہایت کلاسیک تصاویر بنائیں.... لیکن اس کی سب سے بڑی خواہش سنو لیپرڈ کی تصاویر اتارنا تھا جو پوری نہ ہو سکی البتہ اس نے لل گو سے اردوکس جاتے ہوئے برفانی چیتے کے پگ مارک دیکھے تھے —— اس راستے پر اب ہم چلنے والے تھے۔

جارج شیلر جنگلی حیات کا شیدائی تھا۔ وہ لکھتا ہے "پاکستان شمال کے پہاڑوں کے سلسلے جنگلی حیات کے ختم ہونے کے بعد بھی یونہی رہیں گے —— اسی طرح رہیں گے —— لیکن جب آخری برفانی چیتا برف کی چٹانوں سے ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے گا تو ایک ناقابل یقین طلسم کا بھی اختتام ہو جائے گا ——"

کیا ہمارے عین اوپر لل گو کی چٹانوں میں نیا تھو تاورز کی بلندیوں پر..... اس راستے کے آس پاس جس پر اب ہم چلنے کو تھے کیا وہاں —— کہیں۔ ایک یا —— دو برفانی چیتے موجود ہیں —— یا ایک ناقابل یقین طلسم کا خاتمہ ہو چکا ہے اور ہم بے خبر ہیں۔ لل گو 12200 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔

پورٹروں کی ایک قطار پائن کی لکڑیوں کے گٹھے اٹھائے بالتورو سے اتر کر پہاڑی راستے پر آئی اور تھوڑی دیر میں ہمارے سامنے سے گزر کر پہاڑ کے عقب میں روپوش ہو گئی۔ یہ پورٹر کسی مہم کا سامان لانے کے لئے تو کے بیس کیمپ کو جا رہے تھے اور بہت تیز چل رہے تھے۔ کھانے کے فوراً بعد ہم نے بھی چلنا

UrduPhoto.com

شروع کر دیا۔

پھر وہی باتھ ٹب اور ہم ——

میں گلیشئر کے ایک بہت بڑے تودے کے اوپر آہستہ آہستہ چلتا جا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس لئے کہ اب میں بھی تھک چکا تھا۔ بلکہ دوسروں کی نسبت زیادہ تھک چکا تھا اور ان علاقوں میں پتلی ہوا اور بلندی کی وجہ سے انسان کی ہڈیوں میں ایسی تھکاوٹ سرائت کرتی ہے کہ وہ چلتا چلتا سست نہیں ہوتا بلکہ ڈھیر ہو جاتا ہے۔ میں نے بھی محسوس کیا کہ اگر میں پوری توجہ سے نہ چلا تو یکدم ناک آؤٹ ہو جاؤں گا۔

میں نے محسوس کیا کہ جیسے زلزلہ آ رہا ہے۔

اگر انسان بالتورو پر ہو اور زلزلہ آ جائے تو چند لمحوں میں تمام تودے اور ملبے کے ڈھیر جگہ بدل لیتے ہیں۔ ان میں اگر کوئی کیڑا رینگ رہا ہو تو اس کا کیا حال ہوگا۔ کوئی حال نہ ہوگا کیونکہ وہ بھی میسنر کے خیال کی طرح بالتورو کی برفوں میں دفن ہو جائے گا۔

UrduPhoto.com

میں اور [illegible] ہو گیا

چند پتھر لڑھکتے ہوئے نیچے تک چلے گئے۔

میں نے طلی بھاؤ کو اور دیکھا —— پتہ نہیں وہ یا میں —— دونوں میں سے ایک لرزش میں تھا۔ اگر زلزلہ ہوتا تو اب تک کام تمام ہو چکا ہوتا۔ میں پھر چلنے لگا کچھ نہ کچھ تھا جو ہل رہا تھا —— اور میری ٹانگیں مسلسل بھیجتی تھیں کہ ہمارے نیچے کوئی گردش ہے.... وحید میرے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے صاحب تھک گیا؟"

"مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے سب کچھ ہل رہا ہے۔ لرزتا ہے۔"

"ایسا تو ہے صاحب:" وہ ہنس کر بولا۔

"کیوں ایسا ہے؟"

"صاحب جہاں ہم چلتے جا رہے ہیں، تو یہ گلیشئر کا ایک حصہ ہے جو باقی بالتورو سے علیحدہ ہو چکا ہے.... ہم جو کھائی پھلانگ کر آئے تھے تو وہاں سے شروع ہوا اور ابھی ہم اس پر سے اتر جائیں گے —— بس صاحب یہ ——"

"یہ خطرناک ہے؟"

"نہیں صاحب کئی سال سے ایسا ہے۔۔۔۔ آؤ"

واقعی ہم گلیشئر کے ایک بڑے ٹکڑے پر جو غالباً" پانی پر ٹھہرا ہوا تھا چلتے تھے اور یہ حصہ لرزتا تھا۔

بالتورو پر شام بہت پہلے آ جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی چٹانی دیواریں بہت بلند ہیں اور وہ روشنی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

"سورج نیچے چلا جاتا ہے

دور چٹانی افق کے نیچے

جیسے وہاں نیچے کچھ بھی نہ ہو۔

UrduPhoto.com

”کھابرے گلیشئر پر جلتا آس کا دیا اور بابل کے مینار“

سردی بڑھ رہی تھی۔

جب کبھی ہم سانس درست کرنے کے لئے رکتے تب احساس ہوتا کہ ہوا سرد ہو رہی ہے۔ جیسے ہم سنبھل سنبھل کے پوری توجہ سے قدم اٹھا رہے تھے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بس ہم آخری دموں پر ہیں۔

اس بڑھتی ہوئی سردی اور اترتے ہوئے اندھیرے میں ہم نے اپنے سامنے کھابرے گلیشئر کو پایا ——— ہم نے اتنا خوش منظر گلیشئر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا ——— یہ بالتورو [illegible] سے ڈھکے پہاڑوں اور چوٹیوں میں سے جیسے سیاہ لاوا بہتا ہوا آیا اور ہم سے تھوڑی دور آکر یکدم رک کر ٹھنڈا ہو گیا ——— ہاں وہ برف کی بجائے منجمد سیاہ لاوا ہی لگ رہا تھا۔ اس میں سے ایک دو ندیاں بھی نکل رہی تھیں لیکن فاصلہ زیادہ تھا اسلئے ہم ان کو واضح طور پر دیکھ نہیں سکتے تھے۔ کھابرے ہمارے لئے ہماری تھکاوٹ اور ٹریک کے مشکل ترین دن کے اختتام پر ایک انعام تھا ——— ہم نے اسے کسی تصویر میں نہیں دیکھا تھا اس لئے اس کی جسامت۔ شکل اور پورا منظر غیر متوقع تھے ——— اور کیا شاندار منظر والا گلیشئر تھا..... اس پر جھکے پہاڑوں پر برف بہت تھی اور جہاں کہیں چٹانیں تھیں وہاں ابھی چند گھنٹے پیشتر برف کا سفوف چھڑکا گیا تھا ——— دونوں جانب اونچے پہاڑی سلسلے اور ان کے درمیان میں رکا ہوا کھابرے ——— بعد میں معلوم ہوا کہ یہ اتنا رکا ہوا بھی نہیں ہے اور ہر برس تین چار میٹر آگے آجاتا ہے یعنی متحرک گلیشئر ہے۔ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب وہ سرکتا سرکتا بالتورو کے پتھروں اور ملبے سے آملے گا اور اس کے سامنے جو کیمپنگ سائٹ ہے وہ بھی للی گو کی

UrduPhoto.com

طرح معدوم ہو جائے گی — لیکن ابھی یہ موجود تھی' آباد تھی۔ وہاں تین چار خیمے دکھائی دے رہے تھے اور وحید بالتورو کی ایک دیوار کی اوٹ میں میرا خیمہ لگا رہا تھا کہ رات سرد ہوا سے بچاؤ رہے۔

غلام کا نیلا کچن قائم ہو چکا تھا اور وہ ترپال کے نیچے جھکا مٹی کے تیل کا چولہا جلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کچن ٹینٹ کے برابر میں تین چار پتھروں میں سے پانی بہتا ہوا آ رہا تھا.... اور اس کے سامنے ہمارے خیمے مختلف شکلوں میں تھے — میرا نیلا اور زرد انگلو خیمہ نصب ہو چکا تھا۔ عامر اور ڈاکٹر صاحب کے خیمے ابھی کھولے جا رہے تھے۔

کھابرسے کی زمین میں گیلاہٹ بہت تھی اور تاریکی کے ساتھ سردی بھی بڑھتی چلی جا رہی تھی —

"یار سردی بہت ہے —" میں نے رک سیک میں سے ہائی ٹیکنی چیوڈ سوٹ کی نیلی جیکٹ نکال کر پہن لی اور عامر کی طرف دیکھا۔

"[illegible] ہم ہیں تو پتہ نہیں سردی کیوں زیادہ ہے —" عامر نے بے حد مزا ہوا جواب دیا۔

کھابرسے کی اونچی نیچی کیمپنگ گراونڈ میں سب سے انوکھا منظر ڈاکٹر صاحب کے ٹہلنے کا تھا کیونکہ اب انہوں نے ململ کے کرتے کے اوپر ایک جیکٹ پہن رکھی تھی اور کیمپ میں گشت کر رہے تھے۔

ہمارے تینوں خیموں کے رنگ بالکل الگ الگ تھے۔ نیلا۔ زرد اور سرخ اور یہ سرد اور سلیٹی شام کے نیم اندھیرے میں بہت شوخ اور زندگی کی علامت لگ رہے تھے۔ یہ خیمے بالتورو کے ملبے کی ایک دیوار کے سائے میں تھے اور اس پتھروں کے ڈھیر ایسی دیوار سے پرے تو بالتورو کا جسم ہوگا جو نظر نہیں آ رہا تھا لیکن گلیشیر کے آخر میں دوسرے کنارے پر ایک بہت وسیع اور چوڑے جسم والی چٹان تھی جو ہر جانب سے اتنی عمودی تھی کہ اس پر برف رکتی نہیں تھی۔ کہیں کہیں اس کی پسلیوں میں یا ایک شانے پر اتنی جگہ تھی کہ برف قیام کر سکے۔ یہ اتنی بڑی تھی کہ خیموں کے پس منظر میں اس کے علاوہ کچھ اور دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"لو جی چوہدری صاحب — " ڈاکٹر صاحب ٹہلنے کے بعد واپس آ رہے تھے " آج پتہ چلا ہے کہ ہم پہاڑوں کے خداؤں کی سلطنت میں ہیں — ذرا کھابرے گلیشئر دیکھئے اور پھر اس چٹان کو دیکھئے۔ چٹان کیا ایک پورا شہر ہے پتھر کا — اسے کلائمب کرنے کے لئے تو مہینوں درکار ہوتے ہوں گے۔ فاصلے ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ؟"

ہمارے خیموں کا پس منظر یہ چٹانی سلسلہ بے حد متاثر کرنے والا اور رعب والا تھا.... جہاں اس بہاؤ بابل مینار لگتا تھا وہاں یہ عظیم الشان چٹانیں اور ان کی بلندیاں اور کہیں کہیں برف کے ٹھہراؤ بابل کے حفاظتی دروازے لگتے تھے.... ان کے پیچھے اب بھی وہ شہر آباد تھا جہاں پر راجہ پورس سے شکست کھانے کے بعد سکندر اعظم زخموں سے نڈھال سسکتا ہوا پہنچا تھا اور مر گیا تھا۔

بس یہی کشش تھی اب اندھیرے میں گم ہوتی ان چٹانوں میں اور نرانگو مجموعے میں.... کہ کوہ پیما ابھی ابھی نیتشے کے بابل میں جانا چاہتے ہیں۔ اور یہ دروازے [illegible] ہیں۔

UrduPhoto.com

"خاں صاحب — مجھے ایک عجیب سا احساس ہو رہا ہے اس چٹان کو دیکھ کر — جیسے یہ ایک بہت بڑا گوتھک کیتھڈرل ہو — اس چٹان کو کسی فن تعمیر کے ماہر نے گوتھک طرز میں تراشا اور تراشتے ہوئے موت سے ہمکنار ہوا — پھر اس عمارت پر صدیوں سے برف باری ہوتی رہی اور اب یہ چٹان لگتی ہے لیکن شاید اس کے اندر خدا کی پرستش کرنے والے لوگ موجود ہوں۔"

لاہور واپسی پر کوہ پیمائی کی ایک کتاب میں انہیں چٹانوں کی ایک تصویر دیکھی — ان کا نام واقعی "کیتھڈرل" تھا۔

رات ہوئی تو کھابرے گلیشئر میں سے نکلنے والی ندیوں کے پانی کی آواز آتی تھی — کچن کے برابر میں جو چشمہ تھا یا گلیشئر کا پگھلاؤ تھا اس کی سرسراہٹ تھی یا تیز ہوا تھی — جو بہت سرد تھی — کچن ٹینٹ میں چولہا جل رہا تھا اس کی روشنی تھی اور لالٹین ترپال کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اس کی روشنی تھی جو اس راستے پر پڑ رہی تھی جس پر چل کر ہم نے کل اردوکس پہنچنا تھا۔

اب ناامیدی کے اور خوف کے گلیشئرز سے پرے امید کے دیے جلنے لگے تھے.... ٹریک میں پہلی بار ہم اس یقین کے ساتھ باتیں کرنے لگے کہ ہم کنکورڈیا پہنچ جائیں گے۔ کے ٹو دیکھ لیں گے۔ کے ٹو کے بیس کیمپ تک پہنچ جائیں گے—— ہم اس سردی سے اور تند ہوا سے جو ترپال پر زور لگاتی تھی اور گاہے بگاہے جو بوندیں اس پر ٹپ ٹپ برستی تھیں ان سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ تمام ممبروں نے گرم جیکٹیں پہن لی تھیں اور ہاتھ زیادہ دیر تک جیبوں سے باہر نہیں رکھتے تھے۔

نوڈل سوپ کے بعد غلام نے "شیف سپیشل" یعنی باورچی کی سپیشل ڈش پیش کی اور یہ آلو قیمہ تھا—— آپ بے شک بہترین فرانسیسی کوسین اور اعلیٰ چینی خوراکیں نوش کریں لیکن آلو قیمہ تو بس آلو قیمہ ہوتا ہے۔

کھانے کے دوران خوراک کے موضوع پر گفتگو شروع ہو گئی اور سب نے اتفاق کیا کہ ہم نے زندگی میں مسلسل اتنی اچھی اور اتنی مختلف خوراک کبھی نہ کھائی ہو گی [illegible] نے یہ غلام سپلائی کیا۔

"لیکن تارڑ صاحب—— گرم گرم سموسوں کی بھی کیا بات ہے" میاں صاحب نے چٹخارے لے کر کہا—— "یا آلو چھولے ہوں تیز مرچوں والے اور ذرا لیموں بھی نچوڑا گیا ہو——" میرے منہ میں بھی پانی آ گیا——

"یار کسی ظالم نے پکوڑوں کی بات نہیں کی——" عاصم کا موڈ ابھی تک خراب تھا۔ "پکوڑا بادشاہو پکوڑا ہوتا ہے——"

"پاکورا——" غلام بولا اور بولنے کے بعد ہنسا اور اس کے ہنسنے سے کھا بریے گلیشئر کا مزاج نڈھال ہوا۔ "پاکورا کھلائے گا—— ہم کھلائے گا۔"

"کب کھلائے گا یار؟"

"ابھی کھلائے گا—— تیار ہے" اس نے ایک دیگچی میں ہاتھ ڈال کر پہلے سے تیار شدہ بیسن نکالا اور چولہے پر رکھی کڑھائی میں ابلتے تیل میں ڈال دیا.... ہم بہت دیر سے سوچ رہے تھے کہ غلام نے یہ کڑھائی کیوں چڑھا رکھی ہے۔

"غلام ۔۔۔ ہم تیرے غلام" عامر نے غلام کے گھٹنوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے نعرہ لگایا.... نوڈل سوپ ۔۔۔ آلو قیمہ ۔۔۔ چپاتی اور پکوڑے ۔۔۔ بعد میں قہوہ بھی ۔۔۔ اور کھابرے گلیشئر کی سرد ہوا بھی ۔۔۔ بارش کے چند بوندیں ترپال پر اور ناامیدی کے گلیشئر پر جلتا آس کا دیا بھی ۔۔۔ ہماری کائنات مکمل تھی۔

کوئی آ رہا تھا۔

اردوکس سے آنے والے راستے پر کوئی اتر رہا تھا کیونکہ ادھر سے بھاری قدموں کی آواز آ رہی تھی.... اور تب ہم نے ترپال میں بیٹھے ہوئے اترائی پر اترتے ہوئے ایک باریش غیر ملکی کو دیکھا اور وہ باریش غیر ملکی اپنے دونوں ہاتھوں میں پاکستان کا ایک بہت بڑا پرچم تھامے باقاعدہ سامنے دیکھتا پریڈ کرتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ جیسے طبل جنگ بج چکا ہو اور وہ جھنڈا اٹھائے جنگ میں حصہ لینے کے لئے جا رہا ہو ۔۔۔ سپاہیوں کی طرح سینہ نکالے دھم دھم کرتا وہ غیر ملکی اور اس کی داڑھی کا رنگ سرخ تھا راستے سے نیچے آ رہا تھا اور اس کے ہاتھوں میں لہراتا ہوا پاکستانی پرچم ...

"اوئے یہ کیا چیز ہے۔"

"تارڑ صاحب اسے پکڑو ۔۔۔ یہ کون ہے؟"

"بھائی کوئی پاگل ... بات کرو.... میں نے کہا بھائی گڈ نائٹ ادھر تو آؤ ۔۔۔" ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔

جن لوگوں نے بالتورو گلیشئر پر سفر نہیں کیا اور اس کی ویرانی میں کھابرے گلیشئر کے دہانے پر رات نہیں گزاری ان کے گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ ایک پاکستان پرچم بردار غیر ملکی یکدم اردوکس کی جانب سے نازل ہو جائے تو انسان اسے دیکھ کر کیسے بیوقوف اور بے یقین ہو جاتا ہے۔

ہم نے اسے چائے کے ایک کپ کے لئے نیلی ترپال کے نیچے اپنے ڈائننگ ایریا میں آنے کی دعوت دی جو اس نے بلا جھجک قبول کرلی پرچم سمیٹ کر اپنے بیگ میں رکھا اور اندر آ گیا ۔۔۔ اس دوران اس کا جلتی پورٹر بھی پہنچ گیا جو اس طوفان میل صاحب کے پیچھے بھاگتا چلا آ رہا تھا۔

چائے کا مگ پیش کرنے کے بعد پہلا سوال یہی تھا کہ جناب آپ ایک غیر ملکی ہوتے ہوئے بھی پاکستانی پرچم اٹھائے کیوں چلے آ رہے ہیں۔

"اس لئے کہ آئی لو پاکستان ——" اس نے سینے پر مکہ مار کر کہا "پاکستان از اے گریٹ کنٹری ——"

"اور آپ کا ملک کونسا ہے؟"

"پاکستان ——" اس نے پھر اپنے سینے پر ایک گھونسا مار کر کہا۔

"آپ پیدا بھی یہیں ہوئے تھے؟" کسی نے دریافت کیا۔

"میں دراصل ڈچ ہوں۔ ہالینڈ کا رہنے والا ——" وہ مسکرانے لگا "لیکن مجھے پاکستان بہت پسند ہے۔ جب بھی موڈ میں ہوتا ہوں تو پاکستان کا پرچم ہاتھ میں لے کر گانے لگتا ہوں اور ناچتا جاتا ہوں۔ اٹس اے گریٹ کنٹری ——"

چائے کے دو مگ پینے کے بعد اس سرخ داڑھی والے ڈچ کی "پاکستان محب الوطنی" قدرے نارمل ہوئی تو اس نے تھیلے کے نیچے پڑا جہان تمام حضرات کی خدمت [illegible]

UrduPhoto.com

وم فان بارسکامپ

ایکسی ڈیشن لیڈر آف دی

ڈرسٹ ڈچ۔ [illegible] 1993ء

13.5.93 To 10.9.93

"یہ میں ہوں ——" اس نے سینے پر پھر ایک مکہ رسید کیا" وم فان بارسکامپ..... ایکسی ڈیشن لیڈر آف دی ——" اس نے پورا کارڈ دوہرا دیا۔

"اور کیا آپ کامیاب ہوئے؟"

"نہیں —— لیکن اس کے باوجود فخر ہے کہ میں ڈچ انٹر جنرا کے ٹو ایکسپیڈیشن کا لیڈر رہا ہوں....."

"اور ہالینڈ میں کیا کرتے ہیں؟"

اس سوال کو اس نے پسند نہیں کیا "آئی ایم دی ایکسی ڈیشن لیڈر۔"

"کے ٹو پر مہم لے کر جانا بے حد مہنگا کام ہے —— آپ نے اخراجات کا بندوبست کہاں سے کیا؟"

"یہ بہت آسان تھا۔ ہالینڈ میں کمپیوٹر کی ایک بہت بڑی فرم کا نام کے ٹو ہے —— انہوں نے تمام اخراجات برداشت کئے ہیں —— یہ ایک تاریخی مہم تھی —— اس سے پیشتر مختلف مہمات کے ساتھ ڈچ لوگ کے ٹو کو سر کرنے کے لئے آتے تو رہے لیکن کبھی —— ایک مکمل طور پر ڈچ ٹیم کے ٹو کی طرف نہیں آئی۔"

"اور اب یہ مہم کہاں ہے؟"

"واپس جا رہی ہے —— ہم بائیس ہزار فٹ تک ہو آئے ہیں اور ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ ہم یورپ کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ بلانک سے تقریباً" چھ ہزار فٹ زیادہ بلندی پر پہنچ کر واپس آئے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس علاقے میں سوئٹزرلینڈ کی شاندار چوٹی میٹرہارن سے چالیس چوٹیاں زیادہ اونچی ہیں۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ پاکستان از اے گریٹ کنٹری۔"

[illegible] چکا تھا اور اب ہمارے خرچ پر اسے ڈنر کروانا چاہتا تھا۔

"ڈنر کر چکے ہیں؟" اس نے نہایت اخلاق سے دریافت کیا۔

"ہم تو پکوڑے بھی کھا چکے ہیں ——" میاں صاحب بولے۔

"ہم تو کھا چکے ہیں مسٹر فان بارسٹاپ لیکن یو آر موسٹ ویلکم ——" ڈاکٹر صاحب کہنے لگے اور پھر شرارت سے مسکرائے اور سرگوشی میں ہمیں کہا "اتنا بڑا محب الوطن تو آپ کو پورے پاکستان میں نہیں ملے گا جو بالتورو گلیشیئر پر جہازی سائز کا پاکستانی پرچم اٹھا کر پریڈ کرتا پھرے —— اسے آلو قیمہ ضرور کھلانا چاہئے۔"

ہم نے مسٹر وم کو آلو قیمہ کھلایا بلکہ وحید اور غلام کے حصے کا بھی کھلا دیا کیونکہ وہ بار بار کہتا تھا "آئی لو پاکستانی فوڈ —— مور منسٹ میٹ اینڈ پوٹیٹو پلیز۔"

جب غلام نے خالی ککر میں جھانکا اور اپنے کھانے کے لئے کوئی آلو قیمہ وغیرہ نہ پایا تو اسی طرح لکڑی گھڑی جنسی میں ہنسا —— "ہی ہی —— سب کھا گیا"

وم پہلے تو گھبرا گیا کہ یہ کیا بولا ہے پھر اسے احساس ہوا کہ یہ وہ عظیم کک

ہے جو اسے منس میٹ اینڈ پوٹیٹو کھلا رہا تھا۔۔۔۔۔" ویری نائس لائف۔۔۔۔ پاکستانی از گریٹ کنٹری۔۔۔۔۔ اب مجھے اجازت دیں۔ ہم نے آج رات للی گو میں بسر کرنی ہے۔"

مسٹر وم فان سکامپ نے ہم سب کا شکریہ ادا کیا "پاکستان عظیم ملک ہے۔ پاکستانی عظیم ہیں۔ آپ کی سڑکیں ٹیلی فون عمارتیں منس میٹ اینڈ پوٹیٹو سب عظیم ہے۔۔۔۔ گریٹ کنٹری" اس نے بیگ میں سے پاکستانی پرچم نکالا اور ایک بانس کے ساتھ باندھ کر کھابرے گلیشئر پر لہرایا اور پھر پریڈ کرتا ہوا چلا گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کا پورٹر بھاگا چلا جا رہا تھا۔

"بڑی بات ہے جی ہم سب کو اس کی حب الوطنی سے سبق سیکھنا چاہیے۔" شاہد صاحب اس بارشی ڈچ سے بے حد متاثر ہوئے تھے۔

"کمانڈر۔۔۔۔۔" ڈاکٹر صاحب ذرا سنجیدہ تھے "آپ کا مطلب ہے کہ ہر ایک پاکستانی کو ایک بہت بڑا پاکستانی پرچم بنوانا چاہیے اور وہ جہاں بھی جائے اسے اٹھا کر لہرائے [illegible] تو روڈ پر پاکستانی جھنڈے کے بغیر گھوم رہے ہیں؟"

"ڈاکٹر صاحب۔۔۔۔۔ اس گورے کی محبت میں تو کوئی شک نہیں۔ پاکستان سے محبت ہیں؟"

"پاکستان سے محبت؟ نل شٹ۔۔۔۔۔ آپ لوگ اس کا مہربانہ رویہ محسوس نہیں کر رہے تھے کہ سب لوگ تمہیں برا کہتے ہیں۔ یورپی اقوام تمہیں حقیر سمجھتی ہیں لیکن میں نہیں سمجھتا..... میں تمہاری تعریف کرتا ہوں۔۔۔۔۔ شاباش تم بہت اچھے ہو۔۔۔۔۔ اور تمہیں میری شاباش کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔"

"لیکن خان صاحب۔۔۔۔۔ کم از کم وہ پاکستانی پرچم تو اٹھائے پھرتا ہے۔" میں ڈاکٹر کے خیالات سے متفق تھا لیکن ذرا چھیڑ رہا تھا۔ اور ڈاکٹر ذرا غصے میں تھا۔

"چوہدری صاحب کیا کوئی شخص صحیح دماغی حالت میں اتنا بڑا اور اتنا بھاری پرچم اٹھا کر سارا دن بالتورو پر چل سکتا ہے۔ دراڑیں پھلانگ سکتا ہے۔ ڈھلوانوں پر اپنے آپ کو قائم رکھ سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمودی چڑھائیاں چڑھ سکتا ہے۔۔۔۔۔ کیا یہ سرخ

UrduPhoto.com

داڑھی والا پائیو سے آگے اس مقام پر دریائے برالڈو کے عین اوپر اس پتھر کو پار کرتے ہوئے پرچم تھامے رکھے گا؟ .... آپ کو ہوا کی شدت یاد ہے؟"

"لیکن ابھی ابھی ہم نے خود دیکھا ہے کہ وہ پرچم لہراتا پریڈ کرتا ہوا چلا آ رہا ہے" مرزا صاحب نے شاہد صاحب کے نکتہ نظر سے اتفاق کرنا مناسب سمجھا۔

"یہ کاروباری شخص ہے۔ ڈرامہ کر رہا ہے —— آرام سے پیدل چلتا رہتا ہے اور جب کسی آبادی یا کیمپنگ سائٹ کے قریب پہنچتا ہے تو پرچم اٹھا لیتا ہے۔"

"جی ہی —— " غلام پھر ہنسا " میرا آلو قیمہ بھی کھا گیا —— اب میں اچار سے روٹی کھاتا ہوں۔"

"اس سے فائدہ کیا ہوتا ہے؟"

"فائدہ —— " ڈاکٹر صاحب اب مسکرا رہے تھے وہ جانتے تھے کہ میں جان بوجھ کر ایسے سوال پوچھ رہا ہوں" فائدہ یہ ہوتا ہے چوہدری صاحب کہ جب ہم احمق [illegible] خوشی مارنے لگتی ہے۔ ہماری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور ہم اس پر اپنا تن من دھن نثار کر دیتے ہیں۔"

"فی الحال تو قیمہ نثار کیا ہے —— " میاں صاحب مسکراتے ہوئے کہنے لگے " ویسے ڈاکٹر کا تجزیہ درست ہے —— یہ ڈرامہ ہی تھا"

"نہیں جی —— شاہد نے سر ہلایا۔" دلوں کا حال تو رب ہی جانتا ہے ناں۔"

"شاہد صاحب کل صبح انشاء اللہ کنکورڈیا کی جانب سفر جاری رکھیں گے —— راستے میں جو کوئی بھی ملا اس سے اس پرچم بردار "پاکستانی" کے بارے میں پوچھیں گے —— اگر کسی شخص نے بھی کہا کہ میں نے سرخ داڑھی والے کو جھنڈے کے ساتھ بالتورو کے ملبے میں اترتے چڑھتے دیکھا ہے تو —— تو میں ہار مان لوں گا اور آپ کے گال پر ایک بوسہ دوں گا"

شاہد صاحب تھوڑے سے خوش بھی ہوئے اور شرمندہ بھی اور رک رک

UrduPhoto.com

کر کہنے لگے "ڈاکٹر صاحب رنگ آپ کا گورا ہے اور بوسے آپ ہمارے لیں گے۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں۔"

اب ڈاکٹر صاحب کے شرمندہ ہونے کی باری تھی "غلام —— قہوہ اور بناؤ یار —— سردی بہت ہے۔"

"سردی ہو گا صاحب ——" وحید جو چشمے پر برتن دھونے گیا تھا ترپال کے اندر جھانک کر بولا۔ "میرا خیال ہے رات برف گرے گا۔ موسم اچھا نہیں"

اور جب ہم کچن ٹینٹ میں سے نکل کر اپنے اپنے خیموں کی جانب گئے تو وہاں پہنچتے پہنچتے ہم ٹھنڈے ٹھار ہو گئے۔ ہماری جیکٹیں اور سویٹر ململ کے ہو گئے اور ڈاکٹر صاحب نے تو کرتہ ہی ململ کا پہنا ہوا تھا وہ پتہ نہیں کیا ہو گیا —— سردی بہت اعلیٰ نسل کی تھی۔ میں نے اپنی عزیز از جان بیٹریوں کو حسب معمول اونی جرابوں میں لپیٹ کر سلیپنگ بیگ میں اپنے پاؤں کے آس پاس رکھا اور لیٹ گیا۔

UrduPhoto.com

[illegible] لخت ترک کر رہا ہو۔ وہ چپ چاپ برسنے والی بارش تھی —— بادل تو ان پہاڑیوں پر خاموشی سے اتر رہے تھے اور بے آواز بوندیں گراتے تھے۔

گورنمنٹ کالج لاہور کی کوہ پیما ٹیم کے ہمراہ جب میں رتی گلی چوٹی عبور کر کے دوسری جانب اترا تو وہاں ایک ایسی فینٹسی تھی جسے میں نے زندگی بھر یاد رکھا —— کوئی ندی۔ کنارے پر سرخ پھولوں کی فصلیں اور نیلی چٹانوں میں دو جھیلیں جن پر دھند تھی اور ان میں سے ایک پانیوں میں برف کا ایک بہت بڑا ٹکڑا راج ہنس کی طرح تیرتا تھا اور وہاں ایک آبشار اس راج ہنس پر گرتی تھی..... ایک زمانے میں میں نے ایک فینٹسی ناول لکھنے کا سوچا —— کوئی آوارہ گرد رتی گلی کو عبور کر کے دوسری جانب اترتا ہے تو وہاں اسے ان جھیلوں کے دامن میں ایک قدیم شہر آباد نظر آتا ہے —— وہ اس شہر کی فصیل کے گرد چلتا ہے اور پھر ایک دروازے سے شہر کے اندر چلا جاتا ہے۔

یہ شہر موہنجوداڑو ہے ——

تین ہزار برس پہلے کا موہنجوڈارو آج بھی پاکستان کے بلند پہاڑوں کے اندر دو جھیلوں کے دامن میں آباد ہے —— لوگ بھی وہی۔ ثقافت اور رہن سہن بھی وہی ——

اور یہ موہنجوڈارو یہاں کیسے آ گیا؟

جب غیر ملکی حملہ آوروں کا مقابلہ ممکن نہ رہا۔ جب آریائی گھوڑے اور لوہے نے ہر جانب تباہی مچا دی تو اہل موہنجوڈارو وہاں سے ہجرت کر گئے اور ان پہاڑوں میں اپنا شہر آباد کر لیا —— اور وہ اب بھی قائم ہے۔

میں نے یہ ناول لکھنے کا سوچا لیکن لکھا نہیں —— ابن انشاء جب بھی لاہور آتے تو پہلی بات یہی پوچھتے کہ تم نے موہنجوڈارو والا ناول شروع کیا ہے کہ نہیں —— وہ سمجھتے تھے کہ یہ ایک بہت الگ اور شاندار ناول بن سکتا ہے۔

میں نے بالآخر موہنجوڈارو کے بارے میں ایک ناول لکھا لیکن وہ "بہاؤ" تھا وہ ناول نہ تھا جس کا پس منظر رتی گلی کی چوٹی کے پاس والی جھیلیں تھا۔

UrduPhoto.com

[illegible] بیان کر رہا ہوں؟

صرف اس لئے کہ اس شب سردی اور بارش نے مجھے بہت کم سونے دیا اور میرے ذہن میں عجیب تصویریں بنتی رہیں۔ دھند کے اندر کچھ دکھائی دیتا اور پھر غائب ہو جاتا۔ میں خواب اور بیداری کے درمیان کی وادیوں میں سفر کرتا رہا اور میں نے حقیقت اور فینٹسی کے نواح میں ایک شہر دیکھا جو کہ بابل تھا۔

"کینھڈرل" کی چٹانیں بابل میں داخل ہونے والا وہ عظیم دروازہ تھا جو "اشترگیٹ" کے نام سے پکارا جاتا ہے اور میں نے برلن کے عجائب گھر میں اس دروازے کو جیسے دیکھا تھا ویسے ہی یہ "کینھڈرل" کی برفوں میں پوشیدہ مجھے نظر آ رہا تھا۔ شہر اس کے اندر تھا۔

اور الی بہاؤ ناور جیسے اور بھی ناور تھے جو اس شہر کو دشمن کی نظر سے بچانے کے لئے بلند ہو رہے تھے.....

کوئی نہیں جانتا تھا کہ بابل اب بھی آباد ہے۔ بالتورو گلیشئر کے کنارے.... کینھڈرل چوٹی کی چٹانوں کے پیچھے اور ٹرانگو ٹاور اس کی رکھوالی کرتے ہیں۔

میں جب بھی گہری نیند میں جاتا تو اشتر گیٹ کھل جاتا اور میں اس کے اندر داخل ہوتا لیکن وہاں، صرف دھند ہوتی اور خاموشی ہوتی —— نہ کوئی مکان نہ کوئی مکین —— سب لوگ کہاں چلے گئے —— کہاں چلے گئے؟ —— اور اس دھند اور خاموشی میں برف گرتی تھی.....

اور کبھی بارش بھی گرتی تھی ——

ٹپ ٹپ بوندیں برستی تھیں۔

لیکن یہ بارش میرے خیمے کے کپڑے پر ٹپ ٹپ بوندیں برساتی تھی۔ میں دیر تک آنکھیں بند کیے اس آواز کو سنتا رہا۔ صبح ہو چکی تھی اور خیمے کے اندر ہلکی روشنائی تھی —— میں کھسک کر آگے ہوا اور خیمے کی زپ کھول کر باہر جھانکا۔ زمین پر میری پانی کی بوتل بھیگتی تھی اور اس کی پلاسٹک کی سطح پر بوندوں کی آواز بلند ہوتی تھی۔ چشمے کا پانی زیادہ شور کرتا تھا کیونکہ اس کے حجم میں اضافہ ہو چکا تھا۔ میں نے وحید کو چشمے سے پانی بھرتے اور پھر کنستر اٹھا کر کچن ٹینٹ کی طرف جاتے دیکھا۔ [illegible] ہو سکتا تھا —— میں پھر سلیپنگ بیگ میں گھس گیا اور تب مجھے خیال آیا کہ مجھے کتھیڈرل چٹان کو دیکھنا چاہیے۔ چیک تو کرنا چاہیے —— میں نے نیلا ہائی الٹی ٹیوڈ کوٹ پہنا اس کی زپیں چڑھائیں اور باہر آگیا..... باہر بارش تھی لیکن خنکی میں وہ شدت نہ تھی بلکہ ہوا میں ایک تازہ خوشگواریت تھی..... میں نے ایک گہرا سانس لیا اور خیمے سے ہٹ کر دیوار سے پرے دیکھا۔

وہاں صرف دھند تھی اور کتھیڈرل چٹان اس میں روپوش ہو چکی تھی.... میں بوٹ پہنے بغیر کچن ٹینٹ کی جانب چلنے لگا۔ ہر شے بھیگ رہی تھی۔ کھابرے کی چوٹیوں پر بھی بادل اترے ہوئے تھے —— سیاہ اور سلیٹی مونی ریت بارش کی وجہ سے گہری سیاہ ہو رہی تھی۔

نیلی ترپال کے نیچے غلام کے گرد متعدد پورٹرز بیٹھے تھے اور چائے پی رہے تھے۔

"کیا خیال ہے بارش رک جائے گی؟"

"رکے گی صاحب —— " وحید بولا "نہیں رکے گی تو بھی ہم چلیں گے۔ ادھر اردوکس زیادہ دور نہیں ہے۔"

"بارش میں گلیشئر پر خطرہ نہیں ہے؟"

"خطرہ تو ہے —— " وحید نے مجھے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ ہر وقت ڈرتے ہی رہتے ہو —— خطرہ تو نہیں ہے؟ —— بابا اتنے ڈرپوک تھے تو گھر بیٹھے ادھر کیا لینے آگئے ہو..... "صاحب آپ نے بولا تھا ناں کہ پورٹر لوگ کو بھی کبھی چائے پلا دو —— تو آج ہم ان کو پلاتا ہے —— ٹھیک ہے"

غلام مجھے دیکھ کر تھوڑا سا گھبرا گیا تھا وہ ٹیم کی فوڈ سپلائی میں سے پورٹر حضرات کی ٹی پارٹی کر رہا تھا..... بلکہ بسکٹ بھی کھلا رہا تھا۔

"آہا چوہدری صاحب —— " ڈاکٹر صاحب اپنے کریمے سمیت لہراتے ہوئے ٹینٹ میں آگئے "کیا زبردست موسم ہے۔"

کچن ٹینٹ میں رات کی بارش سے پانی آچکا تھا اور ہم ذرا ہٹ کر بیٹھ رہے [illegible] کی خبریں ہمیں راستے میں ملتی رہی ہیں ——"

اور راستے میں ہمیں یہی خبر ملتی تھی کہ اگر آپ کنکورڈیا پہنچ بھی گئے اور موسم صاف نہ ہوا تو کے ٹو کی شکل دیکھے بغیر واپس آجائیں گے۔ ہم ایسے ٹریکرز سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کر چکے تھے جو کنکورڈیا میں ایک ایک ہفتہ خیمہ زن رہے۔ بارش یا برف کی وجہ سے پورا ہفتہ خیمے سے باہر نکلنے کا اتفاق کم ہی ہوا اور پھر نقشے میں دیکھ کر تعین کیا کہ کے ٹو کدھر ہو سکتی ہے اور پھر ادھر منہ کر کے ایک کنکورڈوی سرد آہ بھر کر واپس چلے آئے۔

"آپ میں سپرٹ نہیں ہے چوہدری صاحب —— " ڈاکٹر صاحب نے اپنا پسندیدہ کنستر تلاش کیا اور اس پر براجمان ہو گئے " کے ٹو کی شکل دیکھنا تو اہم نہیں ہے وہ تو ہم سگرٹ کی ڈبیا پر بھی دیکھ لیتے ہیں۔ یہ اہم ہے —— یہ۔ " انہوں نے نیلی ترپال پر برستی بارش کی طرف انگوٹھے سے اشارہ کیا " یہ کھابرے گلیشئر کے کنارے ایک دھند اور بارش والی صبح اور یہ کچن ٹینٹ اور پورٹر —— اور میں

UrduPhoto.com

اور آپ....."

اتنی دیر میں شاہد صاحب آ چکے تھے اور اندر آنا چاہتے تھے "مائی لیڈر۔ میں اندر آ سکتا ہوں"

آہستہ آہستہ پوری ٹیم آ گئی اور نیلی ترپال کے نیچے میلا لگ گیا۔ خوب رونق ہو گئی۔ ناشتے کے لئے کارن فلیکس اور گرم دودھ سرو ہوا۔ پھر انڈوں کے پاؤڈر کو پانی میں گھول کر آملیٹ تیار ہوا۔ اور حسب پسند چائے یا کافی ——

ہم نے فی الحال سفر کا خیال چھوڑ دیا تھا۔

دس بجے کے لگ بھگ بارش کی شدت قدرے دھیمی ہوئی اور چیزیں پہلے کی نسبت زیادہ واضح اور روشن ہوئے لگیں۔ اور وہاں کھیرے میں ایک چیز کو ہم نے بہت پسند کیا —— نئے نکور صاف ستھرے غرقی طرز کے ٹائلٹ.... جن کی موجودگی سے آلودگی کا خدشہ کم ہو گیا ہے۔ اوپر سے 'اردو کس سے متعدد کوہ پیما نیچے آ رہے تھے۔ ان میں سے بیشتر چند لمحوں کے لئے چائے پانی پر رکتے تھی کہ [illegible] .... جو زیادہ تر تھوڑی دیر کے لئے ہمارے پاس رکے اور کافی کا ایک مگ ہمارے ساتھ پیا ان میں کیپٹن خالد طور ایک ذرا کوہ پیما باپ بھی شامل تھے۔

برطانوی کوہ پیماؤں کی [illegible] کے بارے میں گفتگو شروع ہو گئی —— میرے لئے یہ خبر حیرت کا باعث تھی کہ یورپی اقوام میں صرف انگریزوں کے قدم ابھی تک کے ٹو کی چوٹی پر نہیں پہنچے تھے۔ نہیں یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ ان کے قدم وہاں نہیں پہنچے تھے۔ دراصل دو کوہ پیما کے ٹو کو سر کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن بیس کیمپ کی جانب اترتے ہوئے وہ ہلاک ہو گئے چنانچہ کوئی ایسا برطانوی کوہ پیما موجود نہیں جس نے نیچے آ کر کہا ہو کہ میں کے ٹو سر کر کے آیا ہوں.... یہ ناکامی ان کے لئے ندامت کا باعث ہے اور ہر برس کوئی نہ کوئی برطانوی ٹیم کے ٹو کے بیس کیمپ میں ضرور موجود ہوتی ہے۔ اس برس چار برطانوی کوہ پیما یہ اعلان کر کے گئے کہ وہ چوٹی کو فتح کر کے ہی واپس لوٹیں گے —— کئی روز تک پچیس ہزار فٹ کی بلندی پر شدید برفانی طوفانوں میں انہوں نے قیام کیا اور انتظار کیا کہ موسم

صاف ہو جائے ـــــ لیکن موسم خراب رہا اور انہیں واپس آنا پڑا۔

بد قسمتی یہ تھی کہ جس روز وہ نیچے آئے اس روز دھوپ نکل آئی اور موسم صاف ہو گیا ـــــ ہم نے کچن ٹینٹ میں سے ایک پورٹر کو دیکھا جو ٹین اور تاروں سے بنی ہوئی ایک صندوق نما شے اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور پورٹر تھا جس کی کمر پر رسوں سے بندھی ہوئی کوئی مشین تھی۔

"کوہ پیمائی میں اب سہولتیں بہت ہو گئی ہیں ـــــ" باب نے ان کی طرف اشارہ کیا "یہ ایک پورٹیبل ارتھ سٹیشن ہے جو کے ٹو کے بیس کیمپ میں تھا۔ اس کے ذریعے آپ سیارے سے منسلک ہو جاتے ہیں اور دنیا کے کسی بھی تختے سے براہ راست فون پر رابطہ کر سکتے ہیں"

ہم سب کے دلوں میں بیک وقت ایک ہی خیال آیا کہ اس پورٹر کو روک کر ابھی کھولا جائے سے براہ راست اپنے بچوں کو فون کیا جائے ـــــ

اسلام آباد میں وزارت سیاحت کے ایک افسر نے بھی اسی ارتھ سٹیشن کا رونا رویا [illegible] دو [illegible] تلے دب کر ہلاک ہو گیا۔ کے ٹو بیس کیمپ سے اس کے گھر والوں کو براہ راست فون پر اطلاع دے دی گئی ـــــ یہ خبر سویڈش اخباروں میں چھپی اور یہ اخبار جب اسلام آباد پہنچے تو وزارت کو علم ہوا کہ فلاں مہم کے ساتھ جانے والا کوہ پیما ہلاک ہو چکا ہے اور اس کی لاش اسلام آباد آ رہی ہے ـــــ

ہمارے کچن کی ننھی قندیل روشن ہو گئی۔ باہر دھوپ نکل آئی تھی۔

دھوپ نکلتے ہی خیمے نیچے آنے لگے اور پورٹر سامان پیک کرنے لگے۔ ہم اطمینان سے سفر کو بھولے بیٹھے تھے اور بابل کے دروازوں کے سامنے ایک اور شب گزارنا ہمارے لئے خوش آئند تھا لیکن جب پہلا خیمہ نیچے آیا اور سمیٹا گیا تو گویا اس جگہ پر ہمارا قیام مقدر نے سمیٹ دیا ـــــ ہمارے لئے کھابرے اجنبی ہونے لگا اور ہم اس میں سے جلد از جلد نکل جانا چاہتے تھے ـــــ ہم بھی اپنے رک سیک پیک کرنے لگے ـــــ میں نے دیوار سے پرے 'بالتورو کے اوپر ایستادہ کیتھڈرل چٹان کو دیکھا جس پر سفید بادل جھکے ہوئے تھے اور اس کے شانوں اور

UrduPhoto.com

پسلیوں میں تازہ برف پڑ چکی تھی.... شہر بابل کے دروازوں پر سفید بادل تھے۔

فصیل پر برف گر رہی تھی۔

اور میں بابل کے دروازوں پر دستک دیئے بغیر آگے جا رہا تھا۔

میں اپنے بڑے رک سیک میں تیزی سے سامان ٹھونس رہا تھا—— سلیپر بیڑیاں' شیونگ کٹ' مگ' ٹارچ' ٹشو اور ہوا—— تیز ہوا—— کیتھڈرل چٹان پر سے بادل ہٹائے جا رہی تھی—— اور جب میں پیکنگ سے فارغ ہو کر سیدھا کھڑا ہوا ہوں تو وہاں بھی دھوپ تھی اور برف کی چمک آنکھوں کو چندھیاتی تھی—— قدرت کا تراشا ہوا معبد——

اور میں بابل کے دروازوں پر دستک دیئے بغیر آگے جا رہا تھا——

UrduPhoto.com

"بالتورو کے ملبے میں گمشدہ لوگ"

ہم ایک دوسرے کو تلاش کر رہے تھے۔

یہ نہیں کہ ہم گم ہو چکے تھے یا بچھڑ چکے تھے ——

بلکہ یہ کہ یہاں بالتورو کا ملبہ قدرے ہموار ہو چکا تھا —— اونچ نیچ کم تھی اس لئے جہاں تک نظر جاتی تھی وہاں تک پتھر ہی پتھر دکھائی دیتے تھے یا کہیں کہیں گلیشیئر کے کٹاؤ جن پر ریت جمی ہوئی تھی اور جن کی سطح گیلی تھی۔۔۔ اس بے پناہ وسعت میں دور کوئی سرخ نکتہ ابھرتا بلکہ بھٹکتا ہوا سرخ نکتہ تو وہ شاید کی جیکٹ ہو سکتی [illegible] کا ہوا میں اڑتا ہوا سے سورا ملتانی کرتے ململ کا —— اگر کوئی خلائی لباس میں پیک شدہ مخلوق دھپ دھپ کرتی قریب سے گزر جائے تو یہ عامر ہو گا —— بہت فاصلے پر کسی دیوزاد پتھر پر اگر کسی طلوان پر نیچے ہیں سے دھواں نکل رہا ہے تو یہ مرزا صاحب ہیں اپنے سگار کے ساتھ —— غلام اور پورٹرز آگے جا چکے ہیں۔ البتہ وحید ہمارا ساتھ دے رہا ہے۔

ہم بالتورو سے نکل کر پہاڑی کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جہاں بالتورو کا ملبہ پہاڑی کی رکاوٹ سے رکتا ہے وہاں اس ملبے اور پہاڑ کی ڈھلوان کے درمیان ایک چھوٹا سا راستہ بن گیا ہے جس پر ہم چل رہے ہیں اور بہت خوش ہیں کہ اس کے نیچے دراڑیں نہیں ہیں۔

شائد آپ کا خیال ہو کہ بالتورو پر قدم رکھنے کے بعد اس خوفناک دراڑ کے بعد جو میں نے وحید کی مدد سے پھلانگی تھی اور کوئی قابل ذکر دراڑ نہیں آتی تو جناب ایسا ہرگز نہیں ہے —— کھابرسے کی قربت میں پہنچ کر اترتی شام میں وحید

نے راستہ بدل لیا۔ اس کا کہنا تھا کہ نارمل راستے میں ایک بہت خطرناک نالہ آتا ہے جس میں پتھر اور برف بہہ کر آ رہے ہوتے ہیں اور اسے عبور کرنے سے بہتر ہے کہ راستہ بدل کر چلا جائے ——— اور یہ بدلا ہوا راستہ صرف دراڑیں ہیں ——— گہری اور مہیب۔ ان کے اندر ہوا گونجتی تھی اور پانی گرتا تھا اور ان کے کنارے سنگریزوں کے تھے جن پر قدم رکھنے سے پاؤں پھسلتا تھا۔ ایک دو مقام ایسے آئے کہ بس اللہ ہی اللہ ——— یہ دراڑیں ذرا چوڑی تھیں اور انہیں پھلانگنا ممکن نہ تھا اس لئے یہاں عارضی انتظامات کئے گئے تھے یعنی دراڑ کے اندر متعدد پتھر پھینک کر اسے پر کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جہاں دراڑ کی چوڑائی کم تھی اور وہاں پتھر پھنس جاتے تھے اور آپ دراڑ کے کنارے سے اتر کر ان ڈولتے ہوئے پتھروں پر قدم رکھتے دوسرے کنارے پر چڑھ جاتے تھے اور سب سے پہلے پسینہ پونچھتے تھے ——— کیونکہ ان پتھروں کے درمیان جو شگاف ہوتے تھے ان میں سے ہوا آتی تھی ——— یہاں بھی وہی سوال جواب ہوا کہ وحید کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی [illegible] اس شخص سمیت....؟

ہاں ہوتا ہے ——— کیوں نہیں ہوتا ———

پہاڑی کے ساتھ ساتھ بانس اگے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ بندھی ہوئی تار سیاچن تک جا رہی تھی.... سفید قمیض شلوار میں ملبوس دو صاحبان اس تار کو چیک کرتے چلے آ رہے تھے ——— ہمارے قریب سے گزرنے لگے تو ہم نے سلام پیش کیا تو وہ چونکے کہ اچھا یہ غیر ملکی نہیں ہیں پاکستانی ہیں ——— بہت خوش ہوئے۔

"جناب کوئی چائے پانی؟"

"نہیں جی شکریہ ———"

"نہ جی آپ اتنی دور سے آئے ہیں تو ——— کھانا کھائیں ہمارے ساتھ۔"

"بس جی ———"

"نہیں جی آپ مہمان ہیں چائے ضرور پئیں۔"

ڈاکٹر صاحب مائل ہو گئے "تو کدھر بندوبست ہے؟"

UrduPhoto.com

"پائیو میں —" انہوں نے کہا۔ "ہم ادھر سے آ رہے ہیں۔"

"اچھا تو ہم پہلے پائیو واپس جائیں اور پھر آپ کے ساتھ چائے پئیں؟" ڈاکٹر صاحب نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"کیا حرج ہے جی — شام تک واپس پہنچ جائیں گے — آپ مہمان ہیں ہمارا فرض ہے کہ آپ کی خدمت کریں —"

"آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟"

"فیصل آباد کے —" ان دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

"مجھے پہلے ہی شک تھا —" ڈاکٹر صاحب نے سر ہلایا۔

انہیں بھی کچھ شک ہوا "کیوں جی؟"

"اس قسم کی مہمان نوازی کرنے کے لئے فیصل آباد والے بہت مشہور ہیں۔"

"آپ تو شرمندہ کرتے ہو جی —"

[illegible]

اس پر وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے کہ جی واپسی پر آپ نے پائیو کیمپنگ کی بجائے دریا کے پار آرمی کیمپ میں ہمارے پاس ٹھہرنا ہے اور ہم ثابت کردیں گے کہ فیصل آبادی بہت مہمان نواز ہوتے ہیں۔

"خان صاحب —" ہم ذرا آگے گئے تو کیں نے پوچھا "آپ کو کیسے شک تھا کہ یہ فیصل آباد کے ہیں؟"

"یہ جس شہر کا بھی نام لیتے میں یہی کہتا کہ مجھے پہلے ہی شک تھا —"

"آج آپ ذرا بے دلی سے چل رہے ہیں.... آپ کے ذہن پر کوئی بوجھ ہے۔"

"چوہدری صاحب میرے ذہن پر اس بالتورو بہن — کا بوجھ ہے.... ابھی ابھی جب ہم سب اس کے ملبے میں گم شدہ تھے تو ایک خوفناک خیال میرے ذہن میں آیا — اگر مجھے یہاں ہارٹ اٹیک ہو جائے تو میں گروں گا اور کسی کھائی یا دراڑ یا برفانی تالاب میں گروں گا — اردو کس پہنچ کر آپ سب کو خیال آئے گا

کہ ڈاکٹر نہیں پہنچا ——— تب تک شام ہو جائے گی اور میں ——— بس یہی بوجھ تھا لیکن ان فیصل آبادیوں کی جھوٹ موٹ چائے کی دعوت نے خوش کر دیا اور اب بہتر محسوس کر رہا ہوں ———"

انہوں نے اپنے بہتر محسوس کرنے کے جواز میں رفتار تیز کی اور میری نظروں سے اوجھل ہو گئے' اب عامر میرے آگے آگے جا رہا تھا۔

اس کے پاؤں بہت مضبوطی سے پتھروں پر پڑتے تھے اور وہ حسب عادت واکنگ سٹکس کے ساتھ چل رہا تھا۔

پہاڑی راستہ ختم ہوا اور اب ہمیں گلیشئر کے ملبے پر چڑھنا تھا۔ یہ ایک ریتلا انبار تھا جس پر چڑھنا مشکل نظر آ رہا تھا۔ پہلے عامر آگے آیا اور واکنگ سٹکس پر بوجھ ڈالتا اوپر چڑھنے لگا.... لیکن ریت اس کے پاؤں رکھنے سے گرتی تھی اور اسے سنبھلنا مشکل ہو جاتا تھا۔ درمیان میں جا کر اس نے اپنے آپ کو قائم کیا اور کہنے لگا "تارڑ صاحب آ جاؤ۔"

UrduPhoto.com

[illegible] یں مجھ پر گریں ہوا تیز ہو رہی تھی اور جہاں پاؤں رکھتا وہاں سے سنگریزے کھسک کر نیچے جاتے۔ پھر ایک مقام پر ریت پاؤں کے نیچے سے یوں کھسکی جیسے صدیوں سے اس انتظار میں تھی کہ کمبخت آئے مجھ پر پاؤں رکھے اور میں کھسکوں.... میں نے اپنے آپ کو بہت سنبھالا لیکن پھر بھی پھسلا ——— لڑھکتا نیچے آ گیا ——— اور نیچے کچھ بھی نہیں تھا۔ میں کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا تارڑ صاحب" عامر نے مڑ کر دیکھا۔

"کچھ نہیں ——— تم ذرا نیچے آ کر میری مدد کرو ———"

عامر ریت میں سٹکیں اٹکا کرتا ذرا نیچے آیا اور میرا ہاتھ تھام کر اوپر لے گیا۔ اب ڈاکٹر صاحب کی طرح میرے ذہن پر بھی ایک بوجھ تھا ——— یہاں تو خیر گزری۔ دو چار پتھر لڑھک کر نیچے آ گیا اور وہاں سوائے ریت کے اور کچھ نہ تھا ——— اگر بالتورو پر کہیں بھی یوں بے اختیار ہو کر نیچے جاتا تو کہاں جاتا ——— کسی دراڑ میں یا گہری کھڈ میں ——— یا کسی پتھر سے جا ٹکراتا ——— میں نے عامر سے تذکرہ کیا تو وہ

ہنسنے لگا۔

"آپ جب گرے ہیں تو نیچے کوئی دراڑ یا برفانی تالاب تو نہیں تھا ناں؟"

"نہیں تھا——اگر ہوتا تو پھر؟"

"تو پھر آپ سردار ہو گئے ہیں——"

"کونسے سردار؟"

جس کے گھٹنے پر چوٹ لگی تھی تو اس نے کراہتے ہوئے کہا تھا "ہائے میری آنکھ"——کسی نے پوچھا کہ سردار جی یہاں آپ کی آنکھ تو نہیں ہے گھٹنا ہے——تو انہوں نے کہا تھا۔ اگر اس گھٹنے کی جگہ آنکھ ہوتی تو۔"

"میں نے عامر سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا وہ شیخ تھا اور میں جاٹ تھا اور جاٹوں میں تھوڑی بہت سرداریت تو ہوتی ہے——اور یوں بھی وہ بہت آگے جا چکا تھا۔

جو آگے تھے بہت آگے جا چکے تھے۔

UrduPhoto.com

[illegible] پھر بالتورو میں رینگتا ہوا کیڑا تھا۔ خوفزدہ تھا لیکن اس تنہائی سے لطف اندوز بھی ہو رہا تھا۔ یہاں کسی [illegible] پر بالتورو کے پار ٹرانگو چٹانوں کا پورا مجموعہ نظر آنے لگا۔ ائی بہاؤ ٹاور——ٹرانگو چٹانیں اور ٹاور اور پھر نیم لیس ٹاور۔

دنیا بھر میں ایسی بلندی اور خوبصورتی والی چٹانیں اور کہیں نہیں ہیں.... میں جب تمباکو نوشی کرتا تھا تو ایسا شاندار منظر سامنے آنے پر ایک سگریٹ سلگاتا تھا اور اسے تکتا رہتا تھا۔

اب میں سگرٹ نہیں پیتا تھا اس لئے کسی پتھر پر بیٹھ کر چہرہ روبرو اس منظر کو دیکھ دیکھ کر مسکراتا تھا اور تب تک مسکراتا تھا جب تک باچھیں دکھنے نہیں لگتی تھیں.... میں اسی عمل میں سے گزر رہا تھا یعنی مسکرانے کے عمل میں کہ شاہد صاحب دھپ دھپ کسی برفانی انسان کی طرح چلتے ہوئے آ گئے۔

"مائی لیڈر آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"اس لئے کہ اس عظیم مہم کے ڈپٹی لیڈر ہونے کی حیثیت سے مجھے اپنے لیڈر کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور لیڈر اس چٹان پر بیٹھا مسکرائے چلا جا رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے۔"

"مجھ پر ٹرانگوز کا اثر ہو گیا ہے——" میں نے چٹانوں کی طرف اشارہ کیا جو ڈھلتی دھوپ میں رنگ بدل رہی تھیں۔

شاہد صاحب نے ادھر ایک نظر دیکھا اور پھر اپنا کیمرہ نکال کر کہنے لگے۔

"مائی لیڈر اجازت ہے؟"

"میری تصویر اتارنے کی کیا ضرورت ہے——" میں نے فوراً ہیٹ اتار کر بالوں پر ہاتھ پھیرا اور سیدھا ہو کر پوز بنا لیا۔

"آپ کی نہیں ٹرانگو ٹاورز کی تصویر اتارنا چاہتا ہوں——" شاہد صاحب نے کیمرہ آنکھ سے لگا کر بٹن دبایا اور دھپ دھپ کرتے چلے گئے۔

ٹرانگوز کے اوپر موسم صاف نہیں تھا.... بادل تھے اور ان میں سے سورج کی روشنی [illegible] بھی یہی لگتا تھا جیسے ہزاروں برس پہلے کسی سنگتراش نے انہیں تراشا—— اور اب ان پر وقت کی برف پڑ چکی ہے اور ماضی کی دھند میں ملفوف ہے—— شاید بابل کا ایک اور دروازہ۔

میں نے اپنی بوتل کا ڈھکن کھول کر اترجا ئل کا ایک بڑا گھونٹ حلق سے اتارا اور پھر چلنے لگا——

سامنے کنکورڈیا کی سمت میں بادل تھے اور ان کے نیچے نامعلوم چوٹیوں کی برف تھی۔ میں سامنے دیکھتا ہوا چلتا تھا اور پھر میں نے دائیں جانب دیکھا۔ خاصے فاصلے پر بالتورو کے ملبے سے ذرا ہٹ کر بہت بڑے بڑے جہازی پتھروں سے اٹی ہوئی ایک ڈھلوان تھی اور وہاں سبزے کے آثار تھے.... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان خطوں میں سبزہ کہاں سے آ گیا.... یہ ڈھلوان اور اس پر جھکی ہوئی برف پوش چوٹیاں مجھ سے بہت دور تھیں۔ شاید مجھے اسی سمت میں جانا تھا اور تب میں نے سبزے کے علاوہ اس ڈھلوان پر کچھ اور دیکھا—— وہ کچھ اور—— پیلے رنگ کے

نقطے تھے.... ایک دو چھینٹے نیلے رنگ کے بھی تھے —— اب یہ کیسے ہو سکتا ہے ——

میں سر جھکا کر پھر اپنے راستے پر چلنے لگا۔ وہ راستہ جس پر خچروں کے آنزا فیکٹس قدم بہ قدم بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

مجھے چٹانوں کے نیچے ایک دو جگہ بٹن سائز کے چھوٹے چھوٹے پھولوں کے ڈھیر نظر آئے۔ یہ سرخ رنگ کے تھے جیسے بہت ساری بیر بہوٹیاں سر جوڑے مشورے کر رہی ہوں۔ میں نے اس قسم کے پھولوں کو پہلی بار دیو سائی میں دیکھا تھا۔ اسکولے اور کورو فون کے راستے میں جو وسیع میدان تھا اس میں بھی یہی پھول دکھائی دیتے تھے —— بالتورو میں ان کی موجودگی حیرت انگیز تھی۔

میں نے دوبارہ اس [illegible] ڈھلوان کی طرف دیکھا تو میں اس کے قریب آ چکا تھا اور پیلے اور نیلے رنگ کے نقطے خیمے تھے جو بڑے پتھروں کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے اور یہی اردوکس تھا۔

بالتورو کی وسیع ویرانی اور بے رنگ وجود کے پہلو میں اردوکس کی ہریاول ایک [illegible] چھپاں ایک ڈاک ٹکٹ تھی —— لیکن یہاں یہی بہت تھی اور نظر بار بار وہیں جا کر رکتی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں ہم اردوکس کے آرمی کیمپ کے قریب ہوئے —— اس کے آثار بہت پہلے سے دیکھے اور محسوس کئے جا سکتے تھے۔ خچروں کی لید کے علاوہ جابجا خالی ٹین زنگ آلود ہو رہے تھے۔ ایک پوری ڈھلوان خالی ٹینوں سے "خوش نما" ہو رہی تھی۔ شمالی علاقوں میں ٹریکرز اور پورٹرز کے علاوہ فوج بھی ان کی بدنمائی اور آلودگی کی ذمہ دار ہے —— کئی بار بالتورو گلیشئر پر چلتے ہوئے بوٹ کے نیچے کوئی شے پچکی اور کڑکڑائی —— اور یہ ایک خالی ٹین تھا —— فوج ایسے منظم ادارے میں ایک عام سا آرڈر آف دے ڈے کافی ہو گا جس میں ان علاقوں کے اندر جانے والے ٹینوں۔ پلاسٹک کے تھیلوں اور کنستروں وغیرہ کو ہر صورت واپس لانے کا حکم ہو ——

اردوکس کیمپ میں خچروں کی رہائش کا بھی معقول انتظام تھا۔ البتہ ہوادار

کمروں اور فلش سسٹم کا معقول انتظام نہ تھا اس لئے فضلوں کی مہک دور دور تک پہنچتی تھی' میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے.... آرمی کیمپ کے ساتھ ایک راستہ بالتورو کے کنارے تک جاتا تھا۔

اس کنارے پر پہنچ کر اردوکس ایک بہت بڑے سیٹ کی طرح آپ کے عین سامنے آ جاتا ہے۔ وہاں درجنوں خیمے ہیں اور ان کے آس پاس باہر کے گورے گورے بھی ہیں اور اپنے کالے کالے بھی —— نیلی ترپال کے باہر غلام بھی دکھائی دے رہا ہے اور یہاں سے ان خیموں کو دیکھ کر حیرت بھی ہوتی ہے کہ اتنی عمودی چڑھائی پر یہ خیمے کیسے اٹکے ہوئے ہیں اور لوگ چل پھر رہے ہیں تو گر کیوں نہیں جاتے —— اور تیز ہوا میں سبز گھاس سرسراتی ہے اور کیا رونق ہے —— وہاں تک پہنچنے میں صرف ایک قباحت ہے۔

جہاں آپ کنارے پر کھڑے ہیں اور سامنے نظر آتے چھوٹے سے قصبے کے درمیان میں ایک گہری کھائی ہے۔ اردوکس پہنچنے کے لئے آپ نیچے اترتے ہیں اور پھر اس کی [illegible]

UrduPhoto.com

اس کھائی میں اترنا مشکل نہ تھا —— یہاں بھی خالی ڈبوں کے ڈھیر تھے ——

نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھا تو اردوکس غائب —— یہ ڈھلوان ازمنہ قدیم کی کسی فصیل کی طرح سربلند تھی —— اس پر چڑھنا خطرناک تو نہ تھا البتہ اوپر جانے کے لئے یا تو بہت ساری ہمت کی ضرورت تھی اور یا مجبوری کی —— ہمت تمام کی تمام بالتورو میں صرف ہو چکی تھی اس لئے مجبوری کے تحت چڑھنا شروع کر دیا۔

چونکہ مجبوری میں جگہ جگہ رک کر سانس لینے پر پابندی نہیں ہے اس لئے ہم نے جگہ جگہ رک کر یہ لمبے لمبے اور ہونکتے ہوئے سانس لئے....

جو شخص اس ڈھلوان پر چڑھ رہا ہے اس کی جان پر بنی ہوئی ہے۔

اور جو حضرات اوپر خیمہ زن ہیں اور مزے کر رہے ہیں ان کے لئے یہ تفریح ہے۔

وہ اوپر سے جھانک جھانک کر آپ کا تماشا دیکھتے ہیں —— آپ کی ہمت

بندھ جاتے ہیں —— بلکہ ان کی جو ہمت کر کے چڑھتے ہیں اور ہم تو مجبوری کے ساتھ چڑھ رہے تھے —— ہماری مجبوری کوئی نہیں بندھا تا تھا —— آپ اکثر اوقات ان کے ہاتھ ہلا ہلا کر "کم آن کم آن" کے جواب میں انہیں ایک زہر آلود مسکراہٹ سے نوازتے ہیں اور پھر ہانپنے لگتے ہیں —— بالآخر جب آپ اوپر پہنچتے ہیں تو ہر شخص آپ کو ایک شاباشی مسکراہٹ کے ساتھ تھپکی دیتا ہے اور پھر آپ کے بعد آنے والے کسی اور بیوقوف کی تلاش میں اوپر سے نیچے جھانکنے لگتا ہے۔

میں نے اپنا جغرافیہ درست کرنے کی غرض سے سر کو جھٹکا اور ادھر ادھر دیکھا کہ کہاں پہنچ گیا ہوں تب اردوکس کی عظیم پیالہ نما وسعت میں غلام کی ہنسی میکبتھ کی چڑیلوں کی طرح اترتی اور گونجتی ہوئی میرے پاس پہنچ گئی۔ وہ ذرا بلندی پر نیلی ترپال کے باہر کھڑا ہنس رہا تھا اور مجھے بلا رہا تھا۔ میں نے پھر اپنے آپ پر جبر کیا اور دو دکھتی ٹانگوں کے ساتھ چلتا ہوا بلکہ چڑھتا ہوا نیلی ترپال کے قریب پہنچا اور ڈھیر ہو گیا ——

میں دیر تک ہلا نہیں۔

اور اس نے حرکت تب کی جب اس نے پہلے ازجائل کے تین گلاس پیے۔ پھر گرم قلفل سوپ کو شڑپ شڑپ کر کے پیا اور آخر میں کافی کی چسکیاں لیں۔

میں وہیں نیلی ترپال کے باہر پڑا اردوکس کو دیکھتا رہا۔

UrduPhoto.com

"کنکورڈیا کا دروازہ اور زرد خیمے اور ہریاول"

کوہ پیما دنیا میں ایک خوابناک نام ——— اردوکس۔

جو کوہ پیما کے ٹو۔ براڈ پیک۔ گشا برم اور چوغولیزا کی برفانی بلندیوں پر برے موسموں کا شکار ہوتے ہیں اور جب وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو رہے ہوتے ہیں اور منجمد ہونے لگتے ہیں اور وہ جان جاتے ہیں کہ وہ جان سے جا رہے ہیں تو وہ اردوکس کی گھاس بھری چٹانوں کے خواب دیکھتے ہیں۔ برف کی سفیدی اور موسم کی شدت سے تنگ آئے ہوئے کوہ پیما کے لئے اردوکس کی پہلی جھلک گویا گھر واپس [illegible] گزر رہا ہے تو وہ اس وقت کو خیال میں لاتے ہیں جب وہ واپس جائیں گے اور زندگی سے بھرپور اردوکس کی گھاس اور سبز ڈھلوانوں کو دیکھیں گے۔

یہ کیفیت ان کی ہوتی ہے جو ادھر جا کر واپس آ رہے ہوتے ہیں۔

اور جو ابھی کے ٹو کی جانب سفر میں ہوتے ہیں ان کے بارے میں روایت ہے کہ جو اردوکس پہنچ جائے اس کے لئے کنکورڈیا کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

زمین بہت ٹھنڈی تھی۔ پتھر بھی سرد تھے اور گھاس میں گیلاہٹ تھی ——— آج صبح ہلکی برف باری ہوئی تھی۔

وحید ڈھلوان پر سے چلتا ہوا نیچے آ رہا تھا ——— "صاحب اوپر آ کر بتاؤ کہ تمہارا ٹینٹ کدھر لگائے گا ———"

"کہیں بھی لگا دو ———"

"جب لگاتا ہے تو پھر اعتراض کرتا ہے کہ ادھر کیوں لگایا۔ آپ اوپر آ جاؤ"

یہ کہہ کر وہ ایک بندر کی طرح اوپر چلا گیا۔

UrduPhoto.com

اصل مسئلہ اوپر جانا تھا۔ اردوکس کی ڈھلوان پر راستے بنے ہوئے تھے اور ان کے آس پاس کئی برس پیشتر کہیں کہیں پتھریلی زمین ہموار کر کے خیموں کے لئے جگہ بنائی گئی تھی۔ ان خیمہ پلیٹ فارموں کے علاوہ اردوکس پیسا کے جھکے ہوئے مینار کی طرح تھا —— ایک ایسی شدید ڈھلوان جسے پہلی نظر میں دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ کیا اتنے جھکاؤ پر خیمے لگ سکتے ہیں —— بہرحال تھوڑی سی مجبوری ابھی باقی تھی اسے بروئے کار لا کر انہا —— اور ذرا جھک کر جیسے سیڑھی پر چڑھتے ہیں اوپر جانے والے راستے پر چڑھنے لگا۔

ہم نے اب تک جتنی کیمپنگ سائٹس میں قیام کیا تھا اردوکس ان سب کی نسبت زیادہ بارونق تھی۔ دور سے جو زرد خیمے نظر آتے تھے وہ ایک چوڑے پلیٹ فارم پر نصب تھے اور امریکی ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کے تھے جو کنکورڈیا کی طرف جارہی تھی۔ غیر ملکی ٹریکروں کی ایک دو ٹیمیں اور بھی تھیں۔ ان کے علاوہ بے شمار پورٹر تھے جو اوپر جارہے تھے یا واپس آرہے تھے۔ ان پورٹروں کی پسندیدہ جگہ اردوکس [illegible] جگہ ہے اور جس پر وہ کھانا پکانا بھی کرتے ہیں اور چٹان کے آگے بیٹھ کر دھوپ سینکتے ہوئے سامنے کا نظارہ بھی کرتے ہیں۔ میری خواہش تھی کہ میں اوپر اس چٹان تک جاؤں لیکن خواہش ہی کی ہمت نہ تھی۔

UrduPhoto.com

نیچے —— ہمارے کچن ٹینٹ سے بھی نیچے دو ڈائننگ ٹینٹ تھے جن کے اندر باقاعدہ ڈائننگ ٹیبل اور کرسیاں تھیں۔ مختلف خیموں میں سے مختلف ملکوں کی موسیقی بھی سنائی دے رہی تھی۔ اکثر سیاح اور کوہ پیما ادھر ادھر گھوم رہے تھے اور تصویر کشی کر رہے تھے اور اردوکس ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ کو تصویر اتارنے کے لئے فریم نہیں بنانا پڑتا —— آپ کیمرے کا رخ کسی جانب کر کے بٹن دبا دیں —— آپ کے پاس دنیا کی خوبصورت ترین چوٹیوں کی ایک خوبصورت تصویر ہوگی۔

اردوکس میں دنیا بھر کی زبانوں کے انداز سنائی دیتے تھے۔ اسے ایک بین الاقوامی خیمہ قصبہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

اردو کس راک کے عین نیچے وحید مجھے اوپر آتا دیکھ رہا تھا۔ اس نے سہارے کے لئے ہاتھ آگے کیا جو میں نے تھینک یو کہہ کر تھام لیا۔ یہ مقام ہمارے کچن ٹینٹ سے خاصی بلندی پر تھا اور یہاں سے پار کا منظر آپ کی آنکھوں کی سطح پر آجاتا تھا۔

پار کا منظر کیا تھا اس کا بیان شام ڈھلے ہو گا۔

سانس درست کرنے کے بعد میں نے وحید سے شاہد اور میاں صاحب کے بارے میں دریافت کیا۔

"وہ دونوں اپنے ٹینٹ میں ریسٹ کرتا ہے ——— شاہد صاحب کچھ ڈاؤن ہے ———"

ان کا خیمہ اوپر سے آتے راستے کی دوسری جانب تھا "شاہد صاحب ——— میں نے آواز دی "کیا بات ہے ڈاؤن ہو گئے ———"

"تھوڑا سا ڈاؤن ہوا تھا مائی لیڈر ———" ان کی ٹھہری آواز آئی ادھر اردو کس [illegible]

UrduPhoto.com

"اور ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں وحید؟"

"ادھر [illegible] خیموں کے پاس ہیں صاحب ———"

"اور مرزا صاحب نظر نہیں آئے"

"وہ بھی ادھر ٹہلتا ہے صاحب ———"

"اور عامر ———"

"ادھر ہی ہے زرد خیموں کے پاس ———"

"ادھر زرد خیموں میں کیا ہے وحید؟"

"ادھر اچھا اچھا میم صاحب ہے صاحب ———" وہ داڑھی پر ہاتھ پھیر کر مسکرانے لگا۔

"اگر ادھر اچھا اچھا میم صاحب ہے تو ہم ادھر کیا کر رہا ہے ——— بس تم یہاں میرا ٹینٹ لگاؤ اور اس کا پردہ ادھر بالتورو کی طرف کھلے ———"

"بالتورو سے رات کو سردی آئے گا ———"

"آنے دو ——"

امریکی ٹیم کے زرد خیمے ایک قطار میں تھے۔ بہت عمدہ کوالٹی کے تھے اور ان کے آگے اتنی جگہ تھی کہ انسان اطمینان سے بیٹھ کر پار کے منظر کو دیکھ سکے۔

ٹریک میں یہ پہلی دوپہر تھی جب احساس ہوا کہ بلندی ایک تکلیف وہ چیز ہے اور یہ آپ کے بدن پر اپنا بوجھ ڈالتی ہے۔ اور ہر جگہ بھی اردوکس ہو جس کی ڈھلوان پر اوپر جائیں یا نیچے آئیں سانس کا مسئلہ ہوگا۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی چیزیں گھومتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں —— میں اب حد درجہ احتیاط کر رہا تھا اور اتنے قدم چلتا تھا جتنے آسانی سے چل سکتا تھا اور اگر محسوس کرتا تھا کہ چکر آنے کو ہے تو آرام کر لیتا تھا۔

اردوکس کے عین اوپر جو برف پوش چوٹی میٹر ہارن سے مشابہ ہے وہ اردوکس پیک ہے —— کاؤنٹ ابروزی نے پہلی مرتبہ کے ٹو کو اردوکس کی اسی بلندی پر جا کر دیکھا تھا —— اور یہ بلندی ہمارے خیموں سے بہت بلند تھی اور وہاں تک [illegible]

امریکی زرد خیموں کے باہر جو پبلک نظارہ کر رہی تھی وہ خاصی برگزیدہ تھی —— ٹیم کے لیڈر صرف بہتر برس کے تھے اور خاصے بجھے ہوئے تھے۔ باقی ممبر نوجوان تھے اور پچاس اور ستر کے درمیان تھے —— ان سب کا تعلق میڈیکل کے شعبے سے تھا۔

اپنے ڈاکٹر عمر صاحب ایک سنہری بالوں والی ماہی منڈا قسم کی ڈھلتی عمر کی نرس کے ساتھ مشغول تھے.... وہ جب بھی میری جانب دیکھتے تو ذرا شرما کر مسکراتے۔ مرزا صاحب ایک سرجن کی بیزار سی ٹین ایج بچی کے ساتھ مسلسل محوِ گفتگو تھے۔ البتہ عامر ابھی تک بے یقین سا تھا اور تعین نہیں کر پایا تھا کہ نظرِ التفات کدھر کرے۔

"چوہدری صاحب ذرا ادھر تو آئیں —— " ڈاکٹر صاحب نے ہاتھ سے اشارہ کیا "ان سے ملاقات کریں —— " انہوں نے ماہی منڈا نرس کے ساتھ میرا تعارف کروایا اور پھر مجھے یکسر بھول گئے اور اس خاتون کو بتانے لگے کہ کس طرح

انہوں نے امریکہ کی راکی ماؤنٹینز میں آوارہ گردی کی تھی اور کیا یہ حسین اتفاق نہیں کہ جو کیمرہ وہ استعمال کر رہی ہیں پاکستان میں' یہی کیمرہ انہوں نے امریکہ میں استعمال کیا تھا۔

مادی منڈا زس بہت غور سے ڈاکٹر صاحب کی گفتگو سن رہی تھی اور اکثر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر ایک جنسی "اوہ واقعی ——" کہتی تھی اور اس کے سینے پر بہت جگہ تھی ہاتھ رکھنے کے لئے —— اس دوران مرزا صاحب فارغ ہو گئے' "مارڈ صاحب میں نے اسے ڈنر کے لئے دعوت دے دی ہے"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ اس نے قبول نہیں کی"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ کچھ معاملہ شروع تو ہوا ہے ناں ——"

میں نے محسوس کیا کہ اس [illegible] مجھے [illegible] کہا گیا اور وہاں [illegible] ہونے کی اجازت چاہی جو انہوں نے بخوشی دے دی اور میں اپنے خیمے کے راستے پر چڑھنے لگا۔

اردوکس کی [illegible] میرا خیمہ دھوپ میں تھا اور وحید نے میرا نیلا سلیپنگ بیگ ایک پتھر پر پھیلا رکھا تھا تاکہ وہ تھوڑی سی دھوپ اپنے ٹھنڈے وجود میں جذب کر سکے۔ سلیپنگ بیگ کے اوپر میری جرابیں سوکھ رہی تھیں اور ان کے پہلو میں میری بیچاری کیمرہ بیٹریاں سورج کی شعاعوں سے چارج ہونے کی کوشش کر رہی تھیں۔

خیمے کے لئے جگہ کا تعین کرتے ہوئے تھوڑی سی حماقت ہو گئی تھی۔ اور ظاہر ہے وحید سے نہیں مجھ سے ہو گئی تھی —— مختلف راستوں میں سے ایک راستہ میرے خیمے کے پاس سے گزرتا تھا چنانچہ اردوکس چٹان سے اترتا ہوا ہر پورٹر اس خیمے میں جھانک کر پھر نیچے جاتا —— لیکن ابھی پورٹروں کے علاوہ اس راستے پر خچروں کو اترنا تھا اور ان کے گلے میں بندھی گھنٹیوں کی آواز نے مجھے ساری رات

جگائے رکھنا تھا—— لیکن یہ تو رات کی بات ہے اور بعد میں—— فی الحال میں نے اپنے ٹریکنگ بوٹ اتار کر پاؤں پر پاؤڈر لگایا تھا اور خیمے کے اندر رک سیک سے ٹیک لگا کر اپنے بدن کو آرام دے رہا تھا——

کھابرسے میں کنکورڈیا کی امید کی جو دیئے جھلملائے تھے یہاں اردوکس میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

یہاں جو بھی بات کرتا مشرق کی جانب ہاتھ لہرا کر کہتا—— ادھر کنکورڈیا میں —— یا پرسوں جب میں کے ٹو بیس کیمپ سے واپس آ رہا تھا——

اور خبر یہ بھی تھی کہ موسم صاف اور چمکیلے ہیں.... برف باری کا بھی امکان نہیں۔ میری واحد فکرمندی بلندی کو سہار جانے کا مسئلہ تھا۔ سب کہتے تھے کہ جو شخص اردوکس میں بغیر کسی پرابلم کے رات گزار لیتا ہے اسے آگے جا کر بھی دشواری پیش نہیں آتی—— چنانچہ آج کی رات نے یا تو دیئے بجھانے تھے اور یا دیوں کے [illegible] شعلے روشن کیے تھے——

UrduPhoto.com

"اردوکس کے تھیٹر میں چٹانوں کا کھیل"

میرے خیمے کا پردہ سرکا اور سرد ہوا کے ساتھ ایک ہاتھ اندر آیا جس نے کافی کا ایک مگ تھام رکھا تھا —— "صاحب ——" یہ غلام تھا۔

"میں باہر آتا ہوں ——"

باہر آیا تو یہ ایک مختلف اردوکس تھا۔ سورج ڈھل چکا تھا اور سرسبز ڈھلوان پر خیمے اور پتھر سائے میں آ چکے تھے۔

خیمے کے ساتھ ایک بہت بڑا ہموار سطح کا پتھر تھا۔ اس کے اوپر صبح کی ہلکی برف باری [illegible] گیا۔

UrduPhoto.com

سفری نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ اور مار کر اور کافی کا مگ اس کے اوپر رکھ کر غلام کی مدد سے میں اس چھوٹے سے راج سنگھاسن پر جا بیٹھا ——

"بسکٹ کھائے گا ——" غلام نے پوچھا۔

"کھائے گا ——"

وہ بسکٹ لینے کے لئے اتر گیا۔

یہ پتھر واقعی ایک سنگی تخت کی مانند تھا اور میں اس پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا —— اور پار کا منظر میرے سامنے تھا —— میں نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا اور سر جھکا کر نوٹس لکھنے لگا —— لیکن میں بے ربط ہو رہا تھا۔ میرے ذہن سے بالتورو پر سفر کی پوری دوپہریں غائب ہو رہی تھیں۔ کچھ یاد نہیں آ رہا تھا۔ شائد یہ بلندی کا اثر تھا یا پار کے منظر کے سامنے بیٹھے ہر شخص کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے —— وہ بے ربط ہو جاتا ہے ——

"بسکٹ:" غلام کی تیز آواز ——

"شکریہ غلام——"

"ادھر زیادہ دیر نہیں بیٹھو—— یہ سردی بیمار کرے گا——" وہ نیچے چلا گیا۔

اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ اردو کس کا کونسا ایسا امیج ہے جو اس جگہ کو تمہارے ذہن میں زندہ کرتا ہے تو میں کہوں گا خیموں کے باہر بیٹھے سیاح۔ کوہ پیما اور کوہ نورد جو حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے ہیں جو ان کے سامنے ہے۔

جی ہاں ہمہ وقت لوگ ادھر دیکھتے رہتے ہیں۔

سورج کے ساتھ ساتھ سائے بڑھتے اور کم ہوتے ہیں اور سارا دن مختلف اوقات میں یہ منظر مختلف رنگوں اور موسموں میں نظر آتا ہے۔

پار کے اس منظر میں دنیا کی مشہور یا بلند ترین چوٹیاں نہیں ہیں۔

وہاں صرف ٹرانگو چٹانیں اور ٹاور ہیں اور ایسے ہیں جیسے کسی تصویر کو آپ اپنی آنکھوں کی سطح پر دیکھ رہے ہوں۔

UrduPhoto.com

[illegible] اترتی ہے۔

پھر وہاں سے بالتورو ابھرتا ہے اور ایک لق ودق صحرا کے ٹیلوں کی طرح پھیلتا چلا جاتا ہے۔ دوسرے کنارے پر اور حیرت ہے کہ یہاں سے یہ کنارہ دور نہیں لگتا—— لگتا ہے کہ ایک سیر ہوگی وہاں تک لیکن یہ ایک دن کا سفر ہوگا کھائیوں دراڑوں اور ندیوں کے پار—— تو دوسرے کنارے پر تانبے رنگ کی چٹانیں سیدھی اوپر جاتی ہیں اور ان پر برف بہت کم ہے کیونکہ برف کو رکنے کے لئے جگہ چاہئے اور ان چٹانوں میں کوہ پیماؤں کے پاؤں ٹکنے کے لئے جگہ نہیں تو برف کے لئے کہاں سے آئے گی..... ٹرانگوز کے برابر میں ہیا گو کا گلیشیئر ہے۔

یہاں سے پائیو پیک کی برفیلی بلندی بھی بہت دل نشین ہونے لگتی ہے۔ پائیو بھی اسی لئے مشکل چوٹی ہے کہ یہ بھی ایک بہت بڑی عمودی چٹان ہے——

پائیو اس سامنے والے منظر کی بائیں ہاتھ پر پہلی تصویر ہے۔ اس کے برابر میں ال بہاؤ کا ٹاور ہے..... پھر ٹرانگو چٹانیں اور پھر نیم لیس ٹاور——

نیم لیس ٹاور—— یعنی اس ٹاور کا کوئی نام نہیں—— بے نام مینار——

6257 میٹر اونچا ایک اور بابل کا مینار——

اس کی شکل اور وجاہت حیرت انگیز ہے—— یہ بھی ایک فینٹسی لگتا ہے —— داستانوں میں سے ایک مینار جس پر کوئی شہزادی قید کر دی جاتی ہے—— جس پر وہ پرندہ بسیرا کرتا ہے جس کے پنجوں میں سند باد جہازی ہے—— اور ایک ایسا مینار جو وادی طلسم کے آگے ایک پردہ ہے ایک حجاب ہے—— جس کو بیانے پہلی بار اس کی چوٹی پر قدم رکھا ہوگا اس نے کیا محسوس کیا ہوگا——

لیکن یہ نیم لیس کیوں ہے؟ اس کا نام کیوں نہیں رکھا گیا؟

گیلین رووِیل کا کہنا ہے کہ——

یہ ناممکن ہے کہ اسے کوئی بھی نام دیا جائے

کسی بھی نام کے ساتھ جو شکل ذہن میں آتی ہے اس کی وہ شکل نہیں——

یہ ٹاور نام سے زیادہ بلند ہے——

یہ اتنا ابدی ہے کہ اس کا ایک فنا ہو جانے والا نام نہیں رکھا جا سکتا——

اس لئے——

UrduPhoto.com

شام گہری ہو رہی تھی اور اردو کس میں تاریکی اتر رہی تھی—— لیکن پار کے منظر میں آخری زرد روشنیوں اور کہیں کہیں چھید کرتی تیز شعاعوں کا اور چٹانوں پر چھائے سفید بادلوں کا ایک رنگین کھیل تھا——

ٹرانگو کی چٹانیں سائے میں تھیں اور الی پہاڑ اور نیم لیس ٹاور کے نصف حصے دھوپ میں تھے اور ان سے سفید بادل بڑے بڑے مرغولوں کی طرح لپٹے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک گلیشیر کی برف پر زرد روشنی تھی۔

پھر میں نے انہیں ابھی بہت دیر تک نہیں دیکھا تھا کہ وہ سب دھوپ اور ہلکی زرد روشنی سے خالی ہو گئے اور چند لمحوں کے بعد وہاں تاریکی کے گہرے ہونے کا عمل شروع ہو گیا۔ بادلوں کی سفیدی اور ٹرانگوز میں بکھری برف دیر تک آنکھوں کے سامنے رہی—— پھر آنکھوں کے اندر آ گئی۔ پھر تاریک ہو گئی۔ میں جس پتھر پر بیٹھا اس چٹانوں کے شاہکار کی صدارت کر رہا تھا وہ برف ہو چکا تھا۔ اور نیچے کچن ٹینٹ میں لالٹین جل چکی تھی——

یہ ایک بہت بڑا اوپن ایئر تھیٹر تھا جس کے سٹیج پر پائیو پیک۔ الی بہاؤ ٹاور۔ ٹرانگو ٹاورز، نیم لیس ٹاور اور بیانگو آئے اپنے جلال اور جمال کے ساتھ اور رنگوں کے بدلتے روپ دکھا کر شام کے پردے کے پیچھے روپوش ہو گئے۔

ایک کے سوا تمام زرد خیموں میں روشنی تھی——

میرے اوپر اردوکس چٹان کے اندر پورٹروں نے آگ جلا رکھی تھی اور اس کی لو باہر آ کر چٹان پر جھلملاتی تھی۔

نیچے سے کسی نے مجھے پکارا۔ کچن ٹینٹ کے باہر وحید کھڑا تھا—— ہاتھ میں لالٹین لئے "صاحب.... کھانا کھاؤ——"

اردوکس کی ڈھلوان پر کچھ دکھائی نہ دیتا تھا "لالٹین کے ساتھ اوپر آ جاؤ وحید——"

تاریکی میں لالٹین کی روشنی ایک پینڈولم کی طرح جھولتی اوپر آنے لگی۔

UrduPhoto.com

"چھوڑیں جی ان گوروں میں اخلاق نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی——"

مرزا بے حد مایوسی میں سر ہلا رہا تھا "یہ بھلا کوئی بات ہے——"

"کیا ہوا مرزا صاحب——" ناصر نے جان بوجھ کر پوچھا حالانکہ وہ جانتا تھا۔

"دیکھیں جناب—— میں نے اس گوری کو کھانے پہ بلایا—— وہ نہیں آئی۔ چلو اس کی مرضی—— اب میں نے ابھی ابھی اوپر سے جھانکا تو اپنے ڈائننگ ٹینٹ میں کھانا کھا رہی ہے——"

"نہ کھاتی۔ بھوکی مر جاتی؟" میاں صاحب بولے۔

"آپ سمجھے نہیں۔ میں نے اسے کھانے پہ بلایا تھا ناں؟—— ٹھیک؟ تو اسے بھی مجھے کھانے پر بلانا چاہئے تھا۔ اس نے نہیں بلایا——"

"لیکن مرزا صاحب—— اس نے تو آپ کی دعوت قبول نہیں کی تھی——"

"لیکن میں نے تو اس کی دعوت قبول کرنی تھی ناں—— یہ ہے ان گوروں کا اخلاق——" مرزا بہت اپ سیٹ تھا۔

"خان صاحب آپ کے کیس کا کیا ہوا؟" ڈاکٹر صاحب سے دریافت کیا گیا۔

"چوہدری صاحب نرس ہو۔ امریکی ہو۔ ایک مہینے سے بزرگ حضرات کے ساتھ خالی پھرتی رہی ہو۔ اور پھر اردو کس جیسی جگہ ہو تو——" انہوں نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

پھر....؟ پھر....؟ پھر....؟ سب نے کھسک کر ڈاکٹر صاحب کے قریب ہونے کی کوشش کی——غلام نے بھی ہی ہی کرنے کی تیاری مکمل کر لی۔

"پھر کیا؟" ڈاکٹر صاحب نے معصومیت سے پوچھا۔

"پھر کوئی ہلا گلا کوئی پیار اقرار——کوئی میل ملاپ...." میاں صاحب لہر میں آ گئے "کچھ ہوا؟"

"نہیں——"

"کیوں؟"

"عامر سے پوچھیں——"

سب لوگ عامر کی طرف دیکھنے لگے کہ بھلا کیس ڈاکٹر صاحب کا اور اس کی تشخیص [illegible]

UrduPhoto.com

"میں یونہی ٹہلتا ہوا ادھر چلا گیا——"

"جی ہاں یونہی ٹہلتا——" مرزا صاحب نے ناک چڑھائی۔

"یار پوری بات تو سن لو——" عامر نے ذرا غصے سے کہا "تو وہ نرس ایک بوڑھے کے ساتھ کھڑی تھی جو تیس برس پیشتر بھی ان علاقوں میں آیا تھا اور وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ دیکھو ان نیٹو (NATIVE) لوگوں میں دلچسپی لینا اچھی بات نہیں۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ یہ نیٹو (NATIVE) بڑے عیار اور کینے ہوتے ہیں —— میں نے واپس آ کر یہی ڈائیلاگ ڈاکٹر صاحب کو سنا دیئے۔"

"پھر؟" سب نے پھر پوچھا اور ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھا۔

"چوہدری صاحب یہ باندر کا بچہ امریکن مجھ جیسے غیور پٹھان کے بارے میں کہے کہ میں NATIVE ہوں اور کینہ اور عیار ہوں—— میں رہ کر آیا ہوں امریکہ اور میں نے ان کی—— بہرحال میں تو کرشی سیک اس گوری نرس کے ساتھ گپ شپ کر رہا تھا بھلا میں پرواہ کرتا ہوں ان گوریوں کی——"

"ہم تو جی کرتے ہیں—" شاہد صاحب آرام سے بولے۔ "اللہ کی مخلوق ہیں—"

"میں صرف یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک گوری نرس چاہے تیار بھی ہو ایک پٹھان اور ایک پاکستانی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا—"

"بڑے ضبط اور حوصلے کا کام ہے جی—" شاہد صاحب پھر بولے—

"میں گواہ ہوں جی—" عامر کہنے لگا "نرس نے دو تین بار ڈاکٹر صاحب کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا اور "ہائے" وغیرہ کہا لیکن انہوں نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں—"

ڈز سرو کیا گیا اور جو کچھ بھی تھا ذرا کچا تھا—پکا نہ تھا—

"اوچی ہائٹ ہے سر—دال نہیں گلتا—پریشر ککر میں بھی نہیں گلتا۔" غلام نے جواز پیش کیا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی [illegible] شاہد [illegible] کہنے لگے "یار... لگ رہا ہے کہ ہم پرسوں تک کنکورڈیا پہنچ جائیں گے—"

"اوئے چپ—" میاں صاحب نے فوراً ٹوک دیا۔ "بس چپ—جب پہنچ جائیں تو پھر بات کرنا—"

"لیکن میاں صاحب—کل شام انشاء اللہ گورو نے تو اور پرسوں—"

"خدا کے لئے چپ—" میاں صاحب کا بس چلتا تو اٹھ کر لوگوں کے منہ پر ٹیپ لگا دیتے" ابھی کچھ پتہ نہیں—ایک پورٹر کہہ رہا تھا کہ یہاں سے جو دو دن کا سفر کنکورڈیا تک ہے بس اللہ ہی اللہ—کئی ٹریکر یہاں سے واپس ہو جاتے ہیں—اس لئے ابھی چپ—"

مرزا صاحب کہنے لگے "ویسے کیا خیال ہے ڈاکٹر صاحب اس گوری نے میرے ساتھ زیادتی نہیں کی؟"

"آپ بھی چپ" ڈاکٹر صاحب نے کہا پھر شاید اپنے آپ سے کہنے لگے "واقعی کوئی گلیشئر تب تک آپ کا نہیں ہو جاتا جب تک آپ واپس گھر نہیں پہنچ جاتے کیونکہ وہ کسی لمحے بھی آپ کو اپنے اندر دفن کر سکتا ہے—اسی طرح جب

تک ہم کنکورڈیا نہیں پہنچ جاتے ___ پھر خیریت سے اپنے گھروں کی چوکھٹیں پار نہیں کر جاتے تب تک ___ چپ!"

UrduPhoto.com

"اردوکس کی لمبی لٹکتی گھاس کو ہم پیچھے چھوڑتے ہیں"

اس شب اردوکس کی ڈھلوانوں پر خچر پریڈ ہوتی رہی۔

یہ پریڈ گیارہ بجے رات کے لگ بھگ شروع ہوئی اور صبح صادق تک جاری رہی——

یہ خچر وہاں کیوں گھوم رہے تھے اور کبھی ہمارے خیموں کی رسیوں سے کیوں الجھ جاتے تھے اور اگر ان کے معدے خراب تھے تو خیمے کے اندر تک یہ اطلاع [illegible] پہنچا جاتی تھی۔ [illegible]

UrduPhoto.com

[illegible] ہم تو اپنے سلیپنگ بیگ میں پیک ہو کر سونا چاہتے تھے اور ان کی سریلی [illegible] کبھی ہمارے کانوں میں بجتی تھیں اور کبھی دور سے سنائی دیتی تھیں —— سونے نہ دیتی تھیں۔ کبھی وہ ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے اور اٹکھیلیاں کرتے تھے۔

اور اگر انسان شدید سردی میں بہت دیر جاگے تو اسے دیگر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے.... ایسے مسائل جن کے حل کے لئے سلیپنگ بیگ کی زپ کھول کر باہر آنا۔ پھر اندھیرے میں بیٹری تلاش کرنا۔ پھر سویٹر پہننا اور سلیپر ڈھونڈھنا اور —— خیمے کی تین زپیں کھول کر کسی طرح باہر آنا.... اور باہر آ کر سردی سے کبڑے ہوتے ہوئے کسی پتھر کی اوٹ میں کھڑے ہو کر ایک اور زپ کھولنا —— بہت ضروری ہے——

یہ سب کچھ کرنا اور اردوکس کی رات میں کرنا ایک عام انسان کے بس کی بات نہیں اس لئے عام انسان صبح تک ان "مسائل" کو دبائے بیٹھا رہتا ہے۔

روشنی ہوگی تو دیکھیں گے لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے۔

اس رات دو مرتبہ اردوکس کا پورا علاقہ گونج دار اور مسلسل آوازوں سے جیسے متحرک ہوا۔ شائد بیا نگو ——— یا نیم لیس ٹاور سے ایولانچ نیچے بالتورو تک آیا تھا.... اردوکس کے وسیع تھیٹر میں ساؤنڈ سسٹم اس نوعیت کا تھا کہ یہاں آواز گونجتی بہت تھی۔

برفانی تودہ گرنے کے بہت دیر بعد تک اس کی گونج سنائی دیتی رہی۔

ان کی وجہ سے خچر پریڈ تھوڑی دیر کے لئے رکی اور پھر جاری ہوگئی ———

اور ہم اپنے "مسائل" دبائے بیٹھے رہے۔ پھر بیٹھے بیٹھے اونگھ گئے ———

خیمے کا پردہ تیز روشنی سے جو دھوپ کی تھی ——— جگمگاتا تھا ———

خچر پریڈ ختم ہو چکی تھی اور اب پورٹر پریڈ شروع تھی ——— جو بھی نیچے آرہا ہوتا وہ میرے خیمے کے پردے میں سے جھانک کر مجھے ایک مسکراہٹ سے نوازتا اور چلا جاتا ———

[illegible] میں خیمے سے باہر آگیا۔ اردوکس چٹان ایک سنہری مشروم کی طرح روشن تھی اور اس کے چوڑے پلیٹ فارم پر دو پورٹر آنکھوں پر ہاتھ رکھے نیچے میری طرف دیکھ رہے تھے۔

UrduPhoto.com

میں نے پار کے منظری طرف دیکھا تو وہ منظر وہاں نہیں تھا۔

پائیو پیک۔ الی بھاؤ ٹاور۔ ٹرانگو اور نیم لیس ٹاور اور بیانگو موجود تھے ———

لیکن پچھلی شام والا منظر موجود نہ تھا ——— موسم اتنا صاف تھا۔ آسمان اتنا نیلا تھا کہ یہ چٹانیں اور مینار بالکل صاف اور ننگے نظر آرہے تھے۔ جیسے بھورے گتے سے بنا کر بالتورو کے کنارے پر رکھ دیئے ہوں۔ یہ بے رنگ اور بغیر شخصیت کے تھے۔ جیسے کتابوں میں شائع شدہ تصویریں ہوتی ہیں۔ کل شام نے۔ سفید بادلوں نے اور زرد روشنیوں نے انہیں زندگی دی تھی جو اب نہیں تھی۔ ان کی شخصیت ختم ہو گئی تھی اور اب چمکتی دھوپ میں وہ بے جان چٹانیں اور پتھروں کے مینار تھے ———

میرے سوا سب لوگ اتنے صاف اور روشن منظر سے خوش تھے اور ان

کے کیمرے کلک کلک چل رہے تھے.... میں نے بے دلی سے وڈیو کا ایک منظر بنایا اور پیکنگ شروع کر دی ——— آج ہمارے سامنے ایک طویل دن تھا ——— طویل اور مشقت والا اور پر خطر۔ ہمیں گورے ٹو تک پہنچنا تھا ——— غلام کچن ٹینٹ سمیٹ چکا تھا اور پورٹروں کے ذمے بوجھ لگا رہا تھا۔

میں نیچے گیا تو کہنے لگا صاحب ایک مسئلہ ہے۔

میں نے کہا ——— بولو ———

پرے کھڑے ایک بلتی شکل کے مسوڑھے دکھاتے پورٹر کو اس نے بلایا ——— اسحاق ادھر آؤ ———

اسحاق آ گیا ——— اور بلتی میں ایک لمبی تقریر شروع کر دی ———

"غلام ——— یہ کیا کہتا ہے ———"

"یہ ہم دو پڑاؤ بعد جتنا سامان کم ہوتا ہے اتنا پورٹر فارغ کر دیتا ہے ——— پہلے پائیو میں دو واپس کیا ——— آج اردوکس میں اس کو فارغ کیا ہے اور معاہدے کے [illegible]"

"یہ روتا ہے ———" میں نے اس کی بے دانت مسکراہٹ کو دیکھا "یہ تو ہنستا ہے"

"یہ ہنستا ہے تو روتا ہے ———"

"تو ٹھیک ہے یہ روتا ہے تو کیوں روتا ہے؟"

——— "کیوں روتا ہے؟" غلام نے گرج کر کہا اور اسحاق نے پھر مسوڑھوں میں اگے چند دانت نکال کر بلتی میں تقریر شروع کر دی۔

"غلام ——— یہ کیا کہتا ہے؟"

"یہ روتا ہے صاحب ———" غلام نے پھر کہا "کہتا ہے مجھے خدا کے واسطے فارغ نہ کرو کنکورڈیا لے جاؤ پھر اسکولے تک واپسی پر ساتھ رکھو ——— نہیں رکھو گے تو میری بیوی بھاگ جائے گا ———"

"بیوی بھاگ جائے گا ———" میں نے ذرا دلچسپی لی "اگر بیوی اس قسم کی ہے تو اسے ہر صورت فارغ کر دو تاکہ یہ گھر واپس جا کر اس کا بندوبست کرے

UrduPhoto.com

——ویسے اس کا بیوی کس کے ساتھ بھاگ جائے گا؟"

"اپنے باپ کے ساتھ——"

"یہ کیا بکواس ہے اس کا بیوی اپنے باپ کے ساتھ کس طرح بھاگ سکتی ہے——" میں نے سوچا یہ غلام کا بچہ اپنی حیثیت نہیں پہچانتا اور مالک کے ساتھ خواہ مخواہ فری ہو رہا ہے—— لیکن غلام کا چہرہ مکمل طور پر سنجیدہ تھا——

"اس لئے کہ وہ ابھی اس کا بیوی نہیں ہے——"

"یعنی طے یہ ہوا کہ اسحاق کو اگر ہم آج اردو کس میں فارغ کرکے واپس بھیج دیتے ہیں تو اس کا بیوی جو ابھی اس کا بیوی نہیں ہے اپنے باپ کے ساتھ بھاگ جائے گا—— ٹھیک؟"

"بالکل ٹھیک صاحب——" غلام نے خوشی کا اظہار کیا۔

وحید کے علاوہ دوسرے پورٹر بھی اپنے سامان اور بوجھ وغیرہ سے ٹیک لگائے ان مذاکرات کو بڑے غور سے سن رہے تھے——

[illegible] ...سی سمجھا کر سر ہلایا۔

"ہاں تم بھی کوشش کرو——"

"اسحاق کے گلے میں ایک سفید رومال تھا اور اس نے سر کو ایک بائدر ٹوپی سے ڈھانک رکھا تھا۔ اس کی مسکراہٹ مسلسل تھی۔

"صاحب اگر آپ اسحاق کو ادھر سے فارغ کرتا ہے تو اس کے پاس کم پیسہ ہوگا۔ اگر کم پیسہ ہوگا تو یہ اپنے لئے بیوی کیسے خریدے گا——"

"بیوی خریدے گا؟" حیرت سے میرا منہ کھل گیا۔

"نہیں صاحب—— خریدے گا نہیں۔ ہمارا اردو ٹھیک نہیں.... اس نے بیوی کے باپ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کنکورڈیا سے واپسی پر اسے ایک خاص رقم دے گا—— اگر یہ رقم دے گا تو اس کا باپ اس کے ساتھ شادی بنا دے گا—— نہیں تو نہیں بنائے گا—— اور اپنا بیٹی کو لے کر خپلو چلا جائے گا—— یعنی بھاگ جائے گا——"

"شادی تو اس غریب کا ہونا چاہئے غلام ـــ" میں نے اسحاق کے کندھے کو تھپک کر کہا "اس کو جواب نہیں دو ـــ"

"تھینک یو سر ـــ" اسحاق بے حد شکر گزار ہو رہا تھا ـــ اس نے تھینک یو کے بعد پھر بلتی میں تقریر شروع کر دی۔

"اب یہ کیا کہتا ہے غلام ـــ"

"سر یہ کہتا ہے کہ میرا دونوں بیوی آپ کو بہت دعا دے گا ـــ"

"کونسا بیوی؟"

"پہلے والا بیوی سر ـــ اس کا پہلے دو بیوی ہے۔ اب یہ تیسرا بیوی کے لئے رقم جمع کر رہا ہے۔ پہلے والا بیوی آپ کو دعا اس لئے دے گا سر کہ تیسرا بیوی جب آئے گا تو کھیت اور گھر کا سارا کام وہ کرے گا ـــ"

"تھینک یو سر ـــ" اسحاق نے پھر کہا۔

"تین بیوی؟" میں نے تین انگلیاں اٹھا کر پوچھا۔

UrduPhoto.com

[illegible] اٹھانے کی تیاری کرنے لگا ـــ بقیہ پورٹر بھی کوچ کی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔ اردوکس اجڑ رہا تھا۔ بیشتر آگے جا چکے تھے اور کچھ تیار بیٹھے تھے۔

بیافو گلیشئر کی جانب سے ایک دھماکہ نما گونج بیافو جوٹی اور پالتورو پر سفر کرتی ہوئی ہم تک پہنچی اور مدھم ہو گئی ـــ سب لوگ ادھر دیکھنے لگے ـــ بیافو پر ایک سفید ہلکا سا غبار ابھر رہا تھا ـــ موسم صاف ہو تو دھوپ تیز ہوتی ہے اور اس کی گرمی سے تودے صبح سویرے ہی کھسکنے لگتے ہیں۔ اردوکس چٹان پوری کی پوری دھوپ میں آ چکی تھی ـــ اور حیرت انگیز طور پر ایک پتھریلے سنہری مشروم سے مشابہ تھی۔

نیم لیس ٹاور کے گرد ایک چھوٹا سا بادل وجود میں آ چکا تھا۔

کیا واقعی یہ ناممکن ہے کہ اسے کوئی بھی نام دیا جائے ـــ

کسی بھی نام کے ساتھ جو شکل ذہن میں آتی ہے اس کی وہ شکل نہیں۔

کیا یہ درست ہے کہ یہ ٹاور نام سے زیادہ بلند ہے ـــ

انتا ابدی ہے کہ اس کا ایک فنا ہو جانے والا نام نہیں رکھا جا سکتا——

اردوکس کی لمبی لٹکتی گھاس میں سے ایک راستہ نیچے بالتورو تک جاتا تھا اور پھر اس کا رخ گورے ٹو کی جانب ہو جاتا تھا۔ اس راستے پر مجھے یہاں سے دکھائی دیتا تھا کہ ایک بڑے پتھر کی پہلو میں تین چار قبروں کے نشان ہیں۔ یہ قبریں ان پورٹروں کی تھیں جو بیمار ہوئے یا کسی حادثے کا شکار ہوئے اور ان کے ساتھیوں نے انہیں یہیں دفن کر دیا.... چند پتھر اور گھاس اور دو تین چیتھڑے جو کبھی کبھی ہوا کے زور سے سر اٹھا لیتے تھے—— اس راستے پر پورٹر اتر رہے تھے۔ قبروں کے نزدیک پہنچ کر وہ رکتے اور دعا کرتے—— اور پھر چلے جاتے—— ایک پورٹر اپنے بوجھ سمیت بہت دیر سے ان قبروں کے سرہانے کھڑا تھا۔ پس منظر میں بیافو کی برف پوش چٹانیں اور گلیشیئر صاف موسموں میں شفاف دکھائی دیتے تھے۔ سوال یہ ہے کہ یہ پورٹر جو بہت دیر سے قبروں کے سرہانے کھڑا ہے اس کا نام کیا ہے——

ان قبروں میں اس کے جو ساتھی دفن ہیں ان کا کیا نام ہے—— وہ بھی بے نام ہے

قبروں میں دفن لوگ بھی بے نام ہیں——

اور وہ پورٹر بھی بے نام ہے——

اس لئے کہ فنا کے حوالے سے ہر شے بے نام ہے——

میں بھی بے نام قبروں کے پاس جا کر رکا—— ان میں دفن بے نام لوگوں کے لئے دعا کی اور آگے بڑھ گیا——

آج ہمیں گورے تو پہنچنا تھا—— زیک کا سب سے طویل اور مشکل دن۔ چنانچہ گورے گورے۔ او بانکے چھورے۔ کبھی میری گلی آیا کرو۔ اور ہم گورے کی گلی میں جا رہے تھے——

لیکن فی الحال میں اکیلا جا رہا تھا کیونکہ میں ایک تجربہ کرنا چاہتا تھا—— اگر میں کنکورڈیا کے سفر کے لئے بالکل اکیلا نکلتا تو بالتورو کی ویران وسعت میں تنہا چلنا کیسا لگتا۔ پندرہ بیس منٹ میں اردوکس میں سے نکلنے والی ٹریفک ختم ہو گئی.... میں پانچ سات منٹ تو بہت آرام سے چلا۔ گہرے سانس لیتا بہت سنجیدگی سے آس پاس

دیکھتا —— جو چیزیں حیران کرتی تھیں ان پر غور کرتا ——

اردو کس سے گورے ٹو کے درمیان آپ کو حیران کرنے کے لئے اتنا کچھ ہے کہ دنیا کی خوبصورت ترین چوٹیاں۔ گلیشئر اور ان کی شکلیں۔ ندیاں اور برف کے انبار اور بالتورو کے قصبے اور شہر جو ویران ہیں کہ آپ انہیں دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں اور بالآخر ہریان ہو جاتے ہیں۔ ہریان ہونا حیرانی کی حد سے پرے ایک منزل ہے ——

جی ہاں میں پانچ سات منٹ ہی آرام سے چلا اور پھر مجھ پر اللہ تعالیٰ کی تراشی ہوئی سب سے شاندار لینڈ سکیپ کی دہشت طاری ہو گئی۔ میری کیا اوقات کہ میں اس میں چل رہا ہوں...... میری کیا حیثیت کہ یہاں سانس لوں اور اپنا نام یاد رکھوں —— یہاں تو دنیا کا بلند ترین چٹانی ٹاور بھی بے نام ہے —— میرے اندر خوف پھیلنے لگا —— بالتورو اور اس کی ویران وسعت مجھ پر حاوی ہونے لگی ——

UrduPhoto.com

میں [illegible] —— اور اس جگہ پتھر لڑھکتے ہیں اور تالابوں میں گرتے ہیں ان کی آوازیں خاموشی میں اٹھتی ہیں اور میرے اندر خوف کی جھیل میں اتر جاتی تھیں اور اسے ہوا کر رہی تھیں۔ اور یہاں ڈاکٹر صاحب والے خدشے نے بھی مجھے پریشان کیا —— یہاں اگر مجھے کچھ ہو جائے تو ——

میں ایک گلیشئر کے کنارے پر پتھروں اور سنگریزوں پر چل رہا ہوں اور میرا راستہ اس کی دھار پر ہے۔ برف کی ڈھلوان نیچے جا رہی ہے اور نیچے ایک ندی بہہ رہی ہے اور اس میں برف کے ٹکڑے تیرتے ڈوبتے چلے آتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہاں سے گرے تو ان برف کے ٹکڑوں میں نظر نہیں آئے گا۔ اور دو چار لمحوں کے بعد بہاؤ کے ساتھ گلیشئر کے نیچے چلا جائے گا اور کہاں جا کر نکلے گا؟" —— شائد لاہور میں۔

ایک ایسی دراڑ راستے میں آئی جس کی طرف اب ہم دیکھتے بھی نہیں تھے لاپرواہی سے پھلانگ جاتے تھے لیکن —— میں یہاں رکا اور بہت دیر تک اسے

دیکھتا رہا۔ معمولی سی دراڑ تھی لیکن —— مجھ میں تنہا اسے پھلانگنے کی جرات نہ تھی۔

کوئی تو ہو جو دیکھ رہا ہو ——

اور وہاں کوئی بھی نہ تھا ——

اسے پھلانگتے ہوئے میں مکمل دہشت کی زد میں تھا۔

میرا خیال تھا کہ بالتورو کے ویرانے میں تنہا چلوں گا تو پتہ نہیں کیا کیا اچھوتے احساس میرے بدن اور دماغ پر وارد ہوں گے —— چوٹیوں کی بلندیوں سے مجھ پر ایسے خیال اتریں گے جو آج تک کسی اور کے نصیب میں نہیں تھے —— لیکن ایسا نہ ہوا —— میں بالتورو پر اکیلا نہیں چل سکتا تھا۔ میں نے رک سیک اتار کر نیچے رکھا اور پانی کے دو تین گھونٹ حلق سے اتارنے کے بعد ایک پتھر سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہو گیا۔ میرے عین سامنے بالتورو کے بھورے ٹیلوں کے پار ماشربرم کی سفید برفانی دیواریں تھیں۔ مجھے ابھی سے اکیلے پن کا احساس ہو گیا —— اردو کس [illegible] پکا [illegible] اور [illegible] تھی اور اس حساب سے بلندیاں بھی بڑھتی جاتی تھیں۔ گلیشئر کے بڑے بڑے حصے دھوپ سے پگھل رہے تھے اور پانی بہنے کا شور زیادہ ہو رہا تھا۔ یہاں راستے بھی زیادہ واضح نہیں تھے۔ آپ کو اپنے تجربے کے مطابق چلنا پڑتا تھا —— پہلے کی طرح یہاں بھی آپ کی بہتری اسی میں تھی کہ احتیاط سے چلیں اور کوئی غلطی نہ کریں۔

اردو کس کی جانب سے سب سے پہلے پورٹر اسحاق آیا.... مجھے آرام کرتا دیکھ کر اس نے اپنی مسوڑھا مسکراہٹ کی نمائش کی اور میں نے جواب میں ہاتھ اٹھا کر تین انگلیاں کھڑی کر دیں —— اس نے زور زور سے سر ہلایا۔ اور مسرور و شادماں آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے غلام تھا اور پھر بقیہ پورٹر.... ہم سب میں سے میاں صاحب، عامر، مرزا صاحب اور ڈاکٹر صاحب بہت اچھا چلنے والوں میں سے تھے —— اگرچہ میاں صاحب کا پاؤں زخمی تھا اور پہلے روز کے چھالے ابھی تک تکلیف دے رہے تھے لیکن وہ اپنے دبلے پتلے جسم کے ساتھ تیر کی طرح تیرتے جاتے تھے۔ عامر اپنی دونوں واکنگ سٹکس کے ساتھ ایک خاص ٹھہراؤ اور ردھم کے

UrduPhoto.com

ساتھ تھکے بغیر چلتا جاتا تھا —— مرزا صاحب چونکہ ذرا مختصر تھے اس لئے بہت پھرتیلے تھے۔ ڈاکٹر صاحب ذرا جھکتے ہوئے ٹہلتے ہوئے چلتے تھے —— شاہد صاحب آہستہ آہستہ کچھوے کی طرح سلو اینڈ سٹیڈی چلتے جاتے تھے —— اور میں چونکہ لیڈر تھا اس لئے مجبوری کے تحت مجھے تو چلنا ہی پڑتا تھا۔

لیکن میں اپنے آپ سے بہت خوش تھا۔ جی ہی جی میں اپنے آپ کو شاباش دیتا تھا —— اس عمر رسیدگی میں اتنے بھدے جسم کے ساتھ چلنا اور بالتورو پر چلنا —— اور یقین کریں نو پرابلم! —— میں اپنے آپ سے خوش تھا۔

میرا خیال ہے ہر انسان کے ہر اندر ہمت اور طاقت کے خفیہ ریزرو موجود ہوتے ہیں جو ایمرجنسی میں اپنا کام دکھا جاتے ہیں لیکن صرف ان انسانوں کے لئے جو ارادہ مضبوط رکھتے ہیں —— ارادہ مضبوط رکھنا میری مجبوری تھا کیونکہ میں ماشاءاللہ لیڈر جو تھا۔

اکثر [illegible] مجھے [illegible] گئے [illegible] کرتے کے بجائے [illegible] کی جیب [illegible] رکھی تھی۔

تھیلے کی ایک بہت اہم چیز کا تذکرہ کرنا میں بھول گیا۔ جہاں ہم الٹرا وائلٹ شعاؤں سے بچاؤ کے لئے چہرے اور ہاتھوں پر سن بلاک کریم ملتے تھے وہاں یہ احتیاط بھی کرتے تھے کہ [illegible] سیاہ چشمہ ضرور استعمال کریں —— جہاں سفید برف کی چمک ہو گی سیاہ چشمے کے بغیر آپ کی آنکھیں زخمی ہو سکتی ہیں اور بینائی میں واضح فرق آ سکتا ہے —— اس لئے دوائیوں کے سٹاک میں آئی ڈراپس بھی ضروری ہیں۔

"جی چوہدری صاحب آج تو بہت پھرتیاں دکھا رہے ہیں —— یہ لیجئے اپنے حصے کے وٹامن ——" انہوں نے چند رنگ برنگی گولیاں مجھے تھما دیں۔

"سوری —— مجھے یاد ہی نہیں تھا"

"مجھے تو یاد تھا۔ آیئے ——"

"ویسے ڈاکٹر صاحب آج میں صحیح سے یہی محسوس کر رہا ہوں کہ میں گھوڑا نہیں ہوں بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ کچھ گدھا سا ہو رہا ہوں۔"

"اگر آپ کہتے ہیں تو میں اختلاف کرنے والا کون ہوتا ہوں ویسے یہ وٹامن پھانک لیجئے انشاء اللہ افاقہ ہوگا۔۔۔ آج ٹریک بھی ذرا اٹھن ہے۔"

اتنی دیر میں عامر بھی پہنچ گیا۔ وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا' میں کہہ رہا تھا ناں کہ تارڑ کے ٹو کہانی کا نام بدل دیں۔ آج بھی پی۔پی والا معاملہ ہے۔"

اردوکس بالتورو کے دائیں کنارے پر تھا اور ہم اس وقت آہستہ آہستہ بائیں کنارے کی جانب بیافو کی سمت میں چل رہے تھے۔

ایک بھربھری سلیٹی بلندی آئی۔ ہم اوپر پہنچے تو وہ پھر نیچے جا رہی تھی اور نیچے ایک بہت زوردار نالہ پتہ نہیں کہاں سے آ رہا تھا اور کہاں جا رہا تھا۔ اس نالے نے ہمیں خوفزدہ نہیں کیا لیکن [illegible] اوپر اٹھتا ہوا راستہ تھا اور جس پر اس وقت ایک پورٹر بہت احتیاط کے ساتھ قدم اٹھا رہا تھا ہمیں اس راستے نے تشویش میں مبتلا کیا۔۔۔ جیسے آپ سٹیج پر جب اپنا کردار ادا کرنے کے لئے داخل ہوتے ہیں تو آپ کا صرف اپنے آپ پر انحصار ہوتا ہے کوئی دوسرا آپ کی مدد [illegible] آپ ایکٹنگ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ان علاقوں میں جو موت کی آغوش والے راستے ہوتے ہیں ان پر چلنا تو آپ ہی کو ہوتا ہے چاہے آپ کے ساتھی اور پورٹر آپ کی ہمت بندھاتے رہیں۔۔۔ سفر کے دوران بہت خطرناک مراحل درپیش ہوئے میں نے ان سب کا ذکر نہیں کیا.... کیونکہ میں وہی لفظ اور وہی خوف دہراتا۔ اکثر ایک ایسا راستہ سامنے آتا جس پر شاہد صاحب ڈولتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔ چھوٹے چھوٹے سنگریزے ان کے بوٹوں سے ٹکرا کر گلیشیر سے گرتے نیچے جاتے ہیں اور نیچے ایک بہت بڑی دراڑ ہے۔۔۔ اور یہ سنگریزے اس دراڑ میں گم ہو رہے ہیں۔۔۔ ظاہر ہے سنگریزوں کے علاوہ جو کچھ بھی نیچے جائے گا اس میں گم ہو جائے گا۔۔۔ چنانچہ آپ زیادہ بحث نہیں کرتے اور چپکے سے اس راستے پر قدم رکھ دیتے ہیں۔ دل کو مضبوط کر کے پاؤں جما کر اور نظر راستے پر ایسے کہ ایک ایک سنگریزے کی شکل یاد ہو جائے۔۔۔ آپ کے بعد آنے والا بھی یہی سوچے گا کہ تارڑ صاحب چلتے جا رہے ہیں تو اللہ کا مالک ہے۔۔۔ البتہ اس مقام سے گزر

کر ہر شخص ماتھے سے پسینہ پونچھ کر سر ضرور ہلاتا۔

ہم بالتورو کی بھربھری بجری پر قدم جماتے نیچے نالے تک پہنچ گئے—— یہاں عجیب منظر تھا۔ دونوں جانب ڈھلوانیں بلند ہو رہی تھیں اور ان کے درمیان میں یہ نالہ جھاگ اچھالتا بہتا جا رہا تھا اور ہم نے دیکھا کہ یہ گلیشیر کے ایک حصے کے نیچے سے آ رہا ہے اور پھر ذرا دور جا کر اسی گلیشیر کے اندر بہتا جا رہا ہے۔ اسے ہم نے پورٹروں کی مدد سے عبور کیا—— اب وہ راستہ تھا جس نے دوسری جانب سے ہمیں تشویش میں مبتلا کیا تھا.... ہم آہستہ آہستہ اس پر چڑھتے گئے—— اور ہم نے محسوس کیا کہ جو راستے دور سے خطرناک دکھائی دیتے ہیں وہ قریب آ کر بھی خطرناک ہی رہتے ہیں۔

اوپر پہنچ کر سب نے از جائل کا ایک، ایک جام زندہ بچ جانے کی خوشی میں نوش کیا۔ اس حصے میں بالتورو گیلی بجری کے ڈھیروں جیسا تھا۔ ایک ڈھیر پر چڑھ گئے تو دوسرا سامنے تھا

UrduPhoto.com

"اس سرزمین میں جہاں پہاڑوں کے دیوتاؤں کے تخت بچھے ہیں اور مشابرم کی چوٹی پر ان کے رتھ اترتے ہیں تو سفید برف اڑتی ہے"

مجھے معلوم نہیں کہ ہم اردوکس سے کتنے فاصلے پر تھے جب ہم نے پہلی بار قراقرم کی ان برفانی بلند اور شاندار شہرتوں کو دیکھا جن کی وجہ سے انہیں "دنیا میں پہاڑوں کے عظیم ترین مناظر" کا علاقہ کہا گیا۔

مجھے معلوم نہیں کہ اردوکس سے چلتے ہوئے ہمیں کتنا عرصہ ہوا تھا جب ہم اس مقام [illegible] پہاڑوں [illegible] اور تخت ہی تو تھے جن پر وہ برفانی دیوتا تمکنت سے براجمان تھے....

مشابرم	"برف کی دیوار"	7820 میٹر بلند
گشابرم IV	"چمکتی دیوار"	7980 میٹر بلند
براڈ پیک		8047 میٹر بلند
مشاگ ٹاور		7263 میٹر بلند

کچھ برس پہلے میں مشابرم کے اس پار تھا۔ ہاں آج وہ میرے دائیں جانب ایک گلیشئر ڈھیر کے عقب سے بلند ہو رہی تھی لیکن گزرے ہوئے کل نے مجھے اس کے دامن میں واقع تھیے ہوشے میں دیکھا تھا۔

"سورمو کے قریب دریا اور پھیل گیا —— اور دریا کے خشک ریتلے جزیروں سے پرے جو خشک پہاڑ تھے ان کے سنگم پر صاف نیلے شفاف آسمان میں

مشابرم دکھائی دینے لگی۔ وہ حیرت انگیز حد تک سوئٹزرلینڈ کی بلند ترین چوٹی میٹرہارن سے مشابہ تھی بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ میٹرہارن مشابرم سے مشابہ تھی کیونکہ یہ اس کی نسبت کہیں بلند تھی —

میں بچوں سے مخاطب ہوا "ہمیں وہاں جانا ہے —"

"کہاں؟ مشابرم پر؟" عینی نے چونک کر کہا۔

"اس کے عین نیچے ہوشے کا گاؤں ہے وہاں — ابھی ہم دریا پار کریں گے اور سیدھے اس چوٹی کی جانب سفر کرنے لگیں گے —"

(نانگا پربت)

ہاں اس کے عین نیچے ہوشے کا گاؤں ہے —

کیا ہوشے میں — مجھے یہ خیال آ سکتا تھا کہ چند برس بعد میں مشابرم کے دوسری جانب بالتورو پر سفر کروں گا اور اسے دیکھوں گا۔

[illegible] م کو دیکھتا

تھا۔

[illegible] اسے دیکھتا تھا کہ ہر آدھ گھنٹے بعد اگر آپ نے دوبارہ اس کی طرف نظر کی ہے تو دل [illegible] کہ یہ کونسی چوٹی ابھر آئی ہے۔ [illegible] میں نے تو اس چوٹی کو اس سے پیشتر نہیں دیکھا۔ آپ پھر دیکھتے ہیں تو یہ ایک اور پہاڑ ہے ایک اور وادی ہے۔ اس کی برفیں مختلف ہیں اس کے گرد بادل کے بادل مختلف ہیں۔ اس کی بجونچ نما بلندی پر تیز ہوائیں جو برف کا سفوف اڑاتی ہیں وہ کسی اور چوٹی کا ہے — مشابرم کے آگے کبھی چٹانیں ہیں — کبھی بھورے گلیشئر ہیں — کبھی سفید برفیں ہیں اور کبھی خشک پتھر ہیں۔ اور یہ مختلف شاندار نوعیت کے فریم ہیں جن میں لگی مشابرم کی تصویر ہر مرتبہ مختلف نظر آتی ہے۔

سورموسے یا ہوشے سے جو مشابرم نظر آتی ہے وہ اس کے برفانی دامن کا ایک حصہ ہے — اس کے حسن کی سرسری جھلک ہے — دراصل ہوشے والی مشابرم اور اردوکس سے کنکورڈیا کے راستے میں آپ کے ساتھ چلتی ہوئی مشابرم

UrduPhoto.com

دو مختلف چوٹیاں ہیں —— ہوشے سے صرف اس کی ناک دکھائی دیتی ہے۔

یہاں سے یہ چوٹی پورے بالتورو پر بلند برفانی وادیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ خود برف ہی برف ہے نیچے دامن تک اور ایک دولہن کی طرح اس کا سفید لباس اسکے پیچھے گھسٹتا چلا آ رہا ہے۔

ہم نے جو مصیبت کی تھی —— سفر میں جو صعوبتیں سہی تھیں اگر ان کے بعد صرف مشابرم دیکھنے کو مل جاتی تو بھی شکایت نہ ہوتی۔

میں نے اس سفر کے دوران جتنی بھی چوٹیاں دیکھیں ان میں مشابرم ایسی چوٹی تھی جو بھید والی تھی۔ جس میں اسرار تھے۔

اور پچھلی شب میں نے مشابرم کو خواب میں دیکھا۔

اور اس کی مڑی ہوئی چونچ نما چوٹی پر تازہ برف کا دکھ سفوف اڑتا تھا جیسے اس پر مسلسل دیوتاؤں کے رتھ اتر رہے ہوں۔

میں نے جب بھی اس سفر کے دوران مشابرم کی طرف نگاہ کی —— اور میں نے کب [illegible] سفوف اڑتا دیکھا دریا ایک سفید بادل لپٹا ہوا دیکھا۔

انسان اگر مشابرم کی جانب مسلسل دیکھتا رہے تو وہ اس کی تعریف میں مسلسل لکھ سکتا ہے۔ اسے پہلی بار ولی ان سولڈ اور جارج بینڈ نے سر کیا۔ ان کے ہمراہ کیپٹن جاوید اختر بھی تھے جو کسی بھی اہم چوٹی پر پہنچنے والے پہلے پاکستانی ہیں۔

مشابرم دائیں ہاتھ پر آپ کا منظر ہے اور آپ کے عین سامنے بالتورو کے خشک ڈھیروں سفید اور سیاہ برفوں کے آخر میں راستے کے اختتام پر گشابرم IV کی پرکشش تکون نما چوٹی ہے —— اوپر سے ہموار ہے جیسے تکون کے تیسرے کونے کو قینچی سے کاٹ دیا جائے —— اور کیا یہ "چمکتی دیوار" اس "برف کی دیوار" سے کم خوبصورت ہے؟

نہیں —— آٹھ ہزار میٹر کے طلسمی ہندسے سے صرف بیس میٹر کم بلند یہ چوٹی دنیا کی خوبصورت ترین چوٹیوں میں شمار ہوتی ہے اور یہ میسنر کا کہنا ہے۔ اسے 1958ء میں والٹر بوناٹی اور کارلو ماری نے سر کیا —— بہت کم کوہ پیما اس کو سر

UrduPhoto.com

کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ سنگ زنی اور برف باری کے لئے بدنام ہے۔

چنانچہ گشابرم IV اب آپ کے سامنے رہے گی —— آپ اس کی جانب چلتے رہیں گے —— اور بالآخر ایک بہت بڑا چوک آئے گا —— پیرس کے کنکورڈ چوک کی طرح اور وہاں دنیا کے عظیم ترین برفانی سلسلوں کے سنگم پر گشابرم کھڑی ہو گی ——

گشابرم IV کے برابر میں گشابرم III ہے جو 7925 میٹر بلند ہے اور یہاں سے اس کا ایک چھوٹا سا حصہ نظر آتا ہے۔ اور گشابرم II ان سب میں زیادہ اونچی 8035 میٹر کی بلندی پر ہے —— اسے "چھپی ہوئی چوٹی" یا "ہڈن پیک" بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ کسی بھی زاویے سے نظر نہیں آتی اور ایک عرصہ انسانی نگاہوں سے اوجھل رہی ——

گشابرم IV کے بائیں جانب مشہور چوٹی براڈ پیک کا ایک حصہ نظر آتا ہے —— لیکن اس کی اصل شان و شوکت کنکورڈیا میں ظاہر ہوتی ہے۔

UrduPhoto.com

[illegible] ر دکھائی دیتے ہیں.... اسے بھی مکمل طور پر دیکھنے کے لئے ہمیں تورے تو تک جانا پڑتا ہے۔

ہم واقعی پہاڑوں کے دیوتاؤں کی سلطنت میں داخل ہو چکے تھے۔

اور جو لوگ پہاڑوں کی سلطنت میں داخل ہوتے ہیں پہاڑ ان کا ستیاناس کر دیتے ہیں ——

میری خواہش تھی کہ میں اس سفر کا ایک ایک قدم کیمرے میں بند کر لوں لیکن اس کے لئے رکنا پڑتا تھا۔ کیمرہ نکال کر مناسب زاویہ تلاش کر کے پھر تصویر بنا کر کیمرے کو پیک کرنا پڑتا تھا اور اتنی دیر میں آپ اکیلے رہ جاتے تھے آپ کے ساتھی آگے نکل جاتے تھے۔

جی ہاں آج ہمارا ستیاناس ہو چکا تھا۔

مجھے یقین تھا کہ میرے پاؤں سوج چکے ہیں اور اگر میں ایک قدم بھی اور چلوں گا تو ڈھیر ہو جاؤں گا اور میں اپنے آپ کو فریب دیتا تھا کہ بس دو قدم

اور چلو —— دو قدم اور —— پھر آرام کریں گے بلکہ رات کے لئے یہیں قیام کریں گے —— لیکن غلام کہاں تھا —— پورٹر کہاں تھے —— وہ غائب ہو چکے تھے —— شائد یہ بلندی کا اثر تھا یا ہماری جسمانی طاقت ہمیں جواب دے گئی تھی.... نہ صرف میں بلکہ ٹیم کے بھی افراد آج پاؤں مشقت سے اٹھاتے تھے —— ایک دوسرے سے کم بولتے تھے اور بس زیر لب اپنے آپ کو کوستے ہوئے چلتے رہتے تھے۔

دوپہر کے دو بج گئے۔

ہم اب جسمانی تھکاوٹ کے علاوہ بھوک اور پیاس سے بھی نڈھال ہو چکے تھے۔ ہمارا جی چاہتا تھا کہ ہم ٹھنڈی سکنجبین پئیں۔ مالٹے کا جوس پئیں اور پتھروں پر سو جائیں.... مشابرم کی ایک کی بجائے دو چوٹیاں ہو گئیں پھر پتہ نہیں کتنی ہو گئیں۔ مشابرم کی چوٹیوں کی تو قطار لگ گئی۔

ہم آنکھوں سے پسینہ پونچھتے تھے اور پھر بھی چوٹیوں کی تعداد کم نہ ہوتی تھی۔

یہ کوئی اچھے آثار نہ تھے ——

ڈاکٹر صاحب ہم سب کو تشویش سے دیکھتے تھے اور ہم ان کو تشویش سے دیکھتے تھے.... یہ کوئی اچھے آثار اس لئے نہ تھے کہ بالتورو کے خطرات تو وہیں پر تھے —— دراڑیں غائب تو نہیں ہو گئی تھیں —— کھائیاں بھی موجود تھیں اور تیز ندیاں اور موت کے تالاب بھی —— آپ ایسے تالاب میں گر کر بے شک نہ ڈوبیں لیکن صرف تیس سیکنڈ میں تقریباً منجمد ہو کر حواس کھو بیٹھیں گے —— ہم آج تک نہیں جان سکے کہ اس روز اردوکس سے گورے تو جاتے ہوئے ہماری اتنی بری حالت کیوں ہوئی تھی۔

پتہ نہیں ہم نے کتنے صحرا عبور کئے۔ کتنے سمندروں میں سے راستہ تلاش کیا —— کن بلاؤں کا مقابلہ کر کے بالآخر ایک ایسی جگہ پر پہنچے جہاں نیلے آسمان میں صرف مشابرم کی شاندار برفیں تھیں اور پتھروں اور سنگریزوں پر ہماری مہم کے نیلے ڈرم اور سامان پڑا تھا اور غلام کھانا تیار کر رہا تھا۔

UrduPhoto.com

میں بے حد غصے میں تھا کہ یہ بدبخت کا بچہ کہاں غائب ہو گیا تھا۔ ہم بھوک سے اور پیاس سے بالتورو گلیشئر پر فوت ہو جاتے تو —— میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ ایک بجے کے قریب رک جائے اور ہمارے کھانے کا بندوبست کرے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا —— اور یہ دیکھے بغیر کہ ہم زندہ بھی ہیں یا نہیں وہ منزلیں مارتا یہاں پہنچ گیا تھا —— لیکن میں یہ سب کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ مجھ میں بولنے کی ہمت نہ تھی —— میں نے کندھے سے رک سیک اتارا اور پتھروں پر بچھی ہوئی نیلی ترپال پر ڈھیر ہو گیا۔

موسم بہار کے اختتام پر جب گرمی کی پہلی دھوپ پڑتی ہے تو کئی پودے نڈھال ہو کر گر جاتے ہیں ایسے مرجھاتے ہیں جیسے مر گئے ہوں۔ لیکن انہیں وافر پانی دیجئے اور آدھ گھنٹے کے بعد پھر دیکھئے تو وہ حیرت انگیز طور پر پھر اپنے پاؤں پر کھڑے نظر آتے ہیں اور تازہ دم ہوتے ہیں ——

میرا خیال تھا کہ میں آج کے دن کے لئے مکمل طور پر مرجھا چکا ہوں لیکن [illegible] کے جوس اور سوپ نے مجھے بحال کر [illegible] نے مجھے کسی حد تک تازہ دم کر دیا۔ [illegible] تو میں غلام پر برس پڑا —— [illegible] اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا اس لئے اس نے فوراً" معذرت کر لی۔ یہ معاملہ چونکہ "[illegible]" ہی ختم ہو گیا اس لئے میں اس پورٹر کے پیچھے پڑ گیا جو دوسرے پورٹروں کو [illegible] تھا کہ [illegible] سامان چھوڑ کر چلے جاؤ —— کنکورڈیا میں بہتر مزدوری ملے گی —— اور یوں بھی مجھے اس پورٹر کا انداز گفتگو بدتمیزانہ لگتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب فوراً" تصویر میں آ گئے "چوہدری صاحب —— آرام سے —— آپ بہت تھک چکے ہیں اور بلندی کا اثر بھی ہے —— آرام سے"

میں ان پر برس پڑا "کمال کرتے ہیں آپ بھی —— میں نے غلام کو باقاعدہ ہدایت دی تھی کہ کہیں بھی ہمیں نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے —— میری بوتل میں پانی ختم ہو گیا تھا —— میں دو گھنٹے تک پیاسا چلتا رہا ہوں —— اور کہا بھی تھا کہ جہاں بھی ہو ایک بجے رک جائے —— کیوں نہیں رکا؟"

"چوہدری صاحب ——— ذرا آرام سے"

"اور یہ بدتمیز پورٹر ——— یہ سازش کرتا ہے میرے خلاف' کہتا ہے کہ میں تمام پورٹروں کو ساتھ لے جاؤں گا آپ لوگ بالتورو پر بھوکے پیاسے مرجائیں گے ——— اس کی میں ——— میرا نام تارڑ ہے ——— جاٹ ہوں اور کسی سے نہیں ڈرتا ——— میں بالتورو کو کیا سمجھتا ہوں ——— ٹھیک ہے چلا جائے تمام پورٹرز کو لے کر ——— بلکہ یہ اپنے باپ کا نہیں اگر پورٹروں کو لے کر یہاں سے دفع نہ ہو جائے ——— میں یہاں اپنی ٹیم سمیت مشابرم کے سائے میں فوت ہو جاؤں گا لیکن بلیک میل برداشت نہیں کروں گا ———"

"چوہدری صاحب ———"

"اور آپ نے یہ کیا چوہدری صاحب چوہدری صاحب کی رٹ لگا رکھی ہے ——— آپ کا خیال ہے کہ مجھ پر بلندی اور تھکاوٹ کا اثر ہو گیا ہے ——— آپ جتنے ڈاکٹر ہیں میں جانتا ہوں اس خالد غریب کو تھنگل سے واپس بھیج دیا۔ شاہد کو بھی ڈیپیچ کرنا چاہتا [illegible] ہو گیا ہوں بلندی کی وجہ سے ——— میں نہیں ہوا ———"

"بالکل نہیں ہوا ———" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"اور میں لیڈر ہوں اس ٹیم کا۔ میں واپس نہیں جاؤں گا ———"

"بالکل نہیں جائیں گے"

"اور ——— اور..... آپ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟"

"کچھ بھی نہیں ———"

"اچھا تو ——— اچھا ——— ٹھیک ہے اگر آپ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تو ———" میرا غصہ دھیما پڑنے لگا۔ "آئی ایم سوری ——— میرا خیال ہے کہ مجھ پر بلندی اور تھکاوٹ کا اثر ہو گیا ہے ———"

"ہو گیا تھا ——— اب آپ بہتر ہیں۔ لیجئے وٹامن کی یہ دو گولیاں اور کھالیں ——— اور چلنا شروع کر دیں گورے زیادہ دور نہیں ———"

"گورے گورے ——— او بانکے چھورے"

UrduPhoto.com

"بالکل ــــ آیئے چوہدری صاحب" ــــ میں پھر چلنے لگا ــــ
کسی نے کہا تھا کہ عقل مندی کا میری مہم جوئی سے کوئی واسطہ نہیں ــــ
میں بلندیوں پر جاتا ہوں تو عقل پیچھے رہ جاتی ہے ــــ
میری عقل بھی آج پیچھے رہ گئی تھی ــــ بہت پیچھے ــــ شائد اردوکس میں ــــ

چونکہ ہم نامعلوم انداز میں بلندی کی طرف مائل تھے اس لئے چوٹیوں کی برف نیچے تک آ رہی تھی اور جابجا برف کے سفید ڈھیر اور تودے تھے جو ابھی تک پگھل نہیں پائے تھے اور اگست تک نہیں پگھلے تو نومبر میں ان پر مزید برف پڑ جائے گی.....

دھوپ میں ایک خاص وقت تک ہلکی حدت تھی اور پھر ایک لمحہ ایسا آیا کہ اس میں صرف روشنی رہ گئی اور گرمی خارج ہو گئی۔ شام ہونے کے آثار نمایاں ہونے لگے ــــ اور اس شام میں ایک ایسی یخ بستگی تھی جو سفر کی کسی بھی شام میں ہمارے [illegible] ــــ

دائیں جانب مشابرم اور اس کی وادیاں گویا اس ٹھنڈک کے تاثر سے ساکت سی ہو گئیں ــــ سامنے کنکورڈیا کی پہرے دار گشابرم IV کی برفوں کی سفیدی پیلاہٹ میں ڈھلنے لگی ــــ اور پہلی مرتبہ بائیں جانب ایک بھورے گلیشئر کے پار ہمیں 7263 میٹر بلند مشہور زمانہ مستاگ ٹاور مکمل طور پر نظر آیا۔

بالتورو کے ملبے کے اوپر ایک سفید سا ڈھیر تھا جسے ہم پہلے تو کوئی برفانی تودہ سمجھے جو ابھی تک پگھلا نہیں تھا لیکن زیادہ نزدیک ہوئے تو یہ پاکستان آرمی کا ایک کیمپ تھا ــــ ایک اگلو ــــ

اگلو کے دوسری جانب گلیشئر کے ملبے پر ایک ویران اور غیر مؤثر جگہ پر ہمارے خیمے دکھائی دیئے ــــ ہمارے ٹریک کی سب سے ذلیل اور غیر آرام دہ کیمپنگ سائٹ ــــ گورے لو ــــ

UrduPhoto.com

”گورے گورے اور بے فیلی شام“

گورے تو —— یہ تھا۔

اور گورے دن —— بھورے گلیشئر کے پار یہاں سے تین گھنٹے کی مسافت پر ایک بڑا آرمی کیمپ تھا..... جہاں ہیلی کاپٹر اترتے تھے اور جہاں جی ایم بیگ صاحب کے بیٹے ڈاکٹر انعام بیگ ایک زمانے میں تعینات تھے۔

تو وہ آرمی کیمپ گورے دن تھا۔

اور گورے تھا —— گورے دو نمبر کہیں بھی سطح ہموار نہیں تھی خیمے بھی کچھ [illegible] لگے تھے۔

گورے تو میں سب سے پُر فضا اور خوبصورت مقام نیلی ترپال کے نیچے ہمارا کچن ٹینٹ تھا جہاں چولہا گرم تھا اور غلام تھرموبیوں کی طرح گھٹنے جوڑے بیٹھا تھا اور سب کو نوڈل سوپ [illegible] رہا تھا۔ میں جب جھک کر اندر گیا تو سب نے مجھے تشویش سے دیکھا اور یہ تشویش کچھ سوپ پینے سے اور کچھ میرے معذرت کرنے سے تھوڑی ہی دیر میں دور ہو گئی —— سوپ کے بعد غلام نے ہم سب کو ایک سرپرائز دی۔ سب کے ہاتھوں میں ایک ایک پلیٹ تھما دی ——

”صاحب آپ نے کھاریاں میں بولا تھا کہ آلو چھولے ہوں تیز مرچوں والے اور ذرا لیموں بھی نچوڑا گیا ہو تو ذرا —— یہ کھاؤ۔“

اور حیرت در حیرت کہ کنکورڈیا سے صرف ایک دن کی مسافت پر واقع گورے تو میں..... مشاگ ٹاور کے سائے میں ہم واقعی لاہوری آلو چھولے کھا رہے تھے مرچوں سے سی سی کر رہے تھے اور غلام کی تعریف کر رہے تھے.....

”اوئے یار یہ آ کہاں سے گئے؟“ میاں صاحب کھا بھی رہے تھے اور ہنس بھی

رہے تھے.....

"جناب چنے تو ساتھ لایا تھا وہ ابال لیا آلو بھی تھا پھر فروٹ سلاد کا ایک ٹین کھول کر اس میں ملایا——"

"اور لیموں کہاں سے آیا غلام جی——" شاہد صاحب دھیرے سے بولے۔

"ہمارے پاس سنگترے کا جوس بنانے کے لئے پاؤڈر ہے وہ اس میں مکس کر دیا صاحب——"

"اور غلام——یار آج ڈنر کے ساتھ ٹیونا فش کے ٹکڑے یا سٹیک بھی کھلا دو تو مزا آ جائے——" ڈاکٹر صاحب نے اس کے کندھے کو تھپکتے ہوئے فرمائش کی۔

ٹیونا فش کا نام سن کر غلام ذرا چوکنا ہو گیا "کیوں نہیں کھلائے گا صاحب ——ضرور کھلائے گا"

"اور غلام——ٹیونا فش——اور سارڈین فش میں فرق ہوتا ہے—— ٹھیک ہے——"

"ٹھیک ہے صاحب——"

UrduPhoto.com

ہمارے خوراک کے ذخیرے میں ان ہر دو مچھلی جات کا وافر سٹاک تھا—— ٹیونا مچھلی' سارڈین کی نسبت زیادہ مہنگی اور مزیدار ہوتی ہے۔ پورے ٹریک کے دوران غلام ٹیونا مچھلی سرو کرنے سے اجتناب کرتا رہا اور صرف سارڈین کے ٹین کھول کر ہمارے سامنے رکھتا رہا——ڈاکٹر صاحب خاص طور پر ٹیونا کی فرمائش کرتے تو غلام بہت بے مزہ ہوتا——کبھی انہیں سارڈین کھلا کر کہتا کہ صاحب یہی ٹیونا ہے——کبھی کہتا کہ ٹیونا میں بکٹیریا بہت ہوتا ہے اور کبھی بہانہ کرتا کہ ٹیونا کے ٹین آسانی سے کھلتے نہیں——غلام کی ٹیونا بچاؤ سرگرمی کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہر ٹریک کے اختتام پر جو خوراک بچ جاتی ہے وہ عام طور پر کک کو بخشش کے طور دے دی جاتی ہے اور وہ چاہتا تھا کہ آئندہ سردیوں میں برف باری کے دوران وادیٔ شیلو میں واقع اپنے گھر میں بیٹھ کر ٹیونا جیسی مہنگی اور مزیدار مچھلی سے لطف اندوز ہو۔ اسی منصوبہ بندی کے تحت بہترین تھائی سوئیٹس اور فروٹ سلاد وغیرہ ذرا

کم کم نظر آئے ـــــ ادھر ڈاکٹر صاحب غلام کی اس دکھتی رگ سے واقف تھے اس لئے ناشتے پر بھی ٹیونا کی فرمائش کر دیتے ـــــ انہوں نے طے کر رکھا تھا کہ چاہے خوراک کی ساری سپلائی بچ جائے لیکن ٹیونا کا ایک ڈبہ بھی غلام کے ہاتھ نہ لگے ـــــ اور یوں یہ ڈیتھ آف فش جاری رہتی۔

ڈنر میں ابھی کچھ وقت تھا۔ سب لوگ ایک ایک کر کے اٹھنے لگے میرے بدن کا عجیب بیان میں نہ آنے والا حال تھا ـــــ تھکاوٹ تو تھی لیکن آرام کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ رگ و پے میں ایک برداشت سے باہر ہوتی ہوئی بے چینی تھی۔

"غلام ادھر سردی زیادہ نہیں ہے ـــــ؟" ـــــ مجھے گورے کی سردی اچھی نہیں لگ رہی تھی

"آپ تھکا ہوا ہے صاحب ـــــ اس لئے زیادہ لگتی ہے ـــــ ذرا تھوڑا سیر کرو تو اچھا ہے ـــــ"

[illegible]

آج دوسری مرتبہ ہم بالتورو کے کناروں پر رات بسر کرنے کی بجائے اس کے عین درمیان خیمہ زن ہوئے تھے۔ پتھروں اور بجری کے اونچے نیچے ٹیلوں میں کہیں کہیں برف کے ٹکڑے تھے ـــــ ویسے تو ہم جہاں کھڑے تھے اس بجری اور ملبے کے تقریباً" ایک ڈیڑھ فٹ نیچے جو گلیشیئر کی ابدی برفانی تہہ تھی وہ تقریباً" ایک کلومیٹر گہری تھی ـــــ

اور جو سردی میرے اندر راستے بنا رہی تھی وہ بھی اس ایک کلومیٹر موٹی برف کی تہہ سے براہ راست میرے اندر چلی آ رہی تھی لیکن جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں یہاں جو ٹھنڈک تھی اس میں ایک ٹھہراؤ تھا.... جیسے کسی کولڈ سٹوریج میں ہوتا ہے ـــــ اس قسم کا ٹھہراؤ جو ڈیپ فریزر میں رکھی سبزیاں محسوس کرتی ہوں گی۔

میں نے پہلی بار کرنل مبشر کی دی ہوئی کوہ پیماؤں والی اونی ٹوپی اوڑھی اور اسے کانوں تک کھینچ لیا ـــــ

عجیب ٹھہراؤ تھا ـــــ

عجیب ٹھنڈک تھی جو ٹھہری ہوئی تھی ——

کچھ دور آرمی کیمپ کا تنہا اگلو —— ہمارے چند خیمے —— خیموں سے پرے ایک پتھریلی چار دیواری میں ٹھٹھرتے ہوئے چند پورٹر جو بوجھ کی تلاش میں کنکورڈیا گئے تھے اور وہاں سے ناکام ہو کر اب گورے میں رات بسر کر رہے تھے۔ کھلی فضا میں سلیپنگ بیگوں اور کمبلوں کے بغیر —— آرمی کیمپ اور ہمارے خیموں کے درمیان کنکورڈیا جانے والا راستہ —— یا وہاں سے آنے والا راستہ —— اور اس سے پرے مشابرم اور اس کی سفید ہم جولیاں جو ایک ٹیلے کی وجہ سے مکمل طور پر نظر کے سامنے نہیں آ رہی تھیں —— جدھر راستہ جاتا تھا جدھر پورٹروں کا ایک گروپ بلتی سٹائل کے لکڑی سے بنے ہوئے خالی رَک سیکوں سے ٹیک لگائے رات گزارنے کی کوشش میں تھا ادھر مشابرم گروپ کا سلسلہ کوہ ٹھٹھری زردی میں تھا —— بالتورو کے اوپر پایو سے کنکورڈیا تک شام ہو رہی تھی —— بائیں ہاتھ پر ہمارے خیموں کی قربت میں برف ہی برف تھی یعنی گلیشیئر کے اوپر برف کے تودے [illegible] گلیشیئر کا آغاز ہو رہا تھا جس کے اختتام پر مشاگ ٹاور کی مشہور زمانہ دو چوٹیاں تھیں۔ مشاگ یعنی "برف کا پہاڑ"۔ کسی کوہ نورد نے بہت عرصہ پہلے اس ٹاور کی ایک بہت دل کش اور حیرت انگیز کر دینے والی تصویر کھینچی —— ایک ایسی بلند چٹان جس پر کوئی ذی روح قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ عمودی بلندیاں ایسی کہ ان پر چڑھنا ناممکن دکھائی دیتا تھا —— اس تصویر نے پورے یورپ کو مسحور کر دیا۔ اور تصویر کا عنوان ہوتا تھا "آخری قلعہ —— اسے زیر کرنے کا کوئی خواب بھی نہیں دیکھ سکتا ——" کہا جاتا ہے کہ یہ تصویر ایک خاص زاویے سے اتاری گئی تھی حالانکہ یہ ٹاور نیم لیس ٹاور اور ٹرانگو کی نسبت کم دشوار ہے ——

23860 فٹ بلند مشاگ صرف ایک چوٹی کا نام ہی نہیں اس پورے علاقے میں تاریخی اعتبار سے اس کی اہمیت بھی منفرد ہے۔

ینگ ہسبینڈ اسی درے کے راستے چین سے بلتستان میں داخل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ مشاگ گلیشیئر کے اوپر پہنچا تو اسے عبور کرنے کے لئے کوئی راستہ

نہ تھا۔ صرف ایک کئی سو میٹر گہری کھائی تھی —— اس میں اترنے کے لئے ینگ ہسبنڈ کا بلتی گائیڈ جو اسکولے کا رہنے والا تھا مددگار ثابت ہوا —— جب ینگ ہسبنڈ اسکولے پہنچا تو مقامی آبادی نے اس ہم وطن گائیڈ کی اس حرکت کو ناپسند کیا کہ اس نے ایک غیر ملکی کو ان کے دور افتادہ گاؤں کا راستہ دکھا دیا ہے۔ جہاں ہنزہ اور نگر والے بیافو گلیشیر کے راستے اسکولے آ کر لوٹ مار کرتے تھے وہاں تبت کے لوگ مستاگ ٹاور کے راستے بلتستان میں داخل ہوتے تھے۔

1930ء میں مستاگ گلیشیر کے نزدیک شاراگن نامی ایک گاؤں کے کھنڈر دریافت ہوئے.... یہ ایک حیرت انگیز دریافت تھی۔ دنیا کی سرد ترین چوٹیوں کے دامن میں برفانی آب و ہوا میں ایک آبادی کیسے ہو سکتی تھی —— گاؤں میں ایک پولو گراؤنڈ کے آثار ہیں جس کی لمبائی آٹھ سو فٹ اور چوڑائی ایک سو ساٹھ فٹ کے قریب ہے —— بقول عباس کاظمی اس پولو گراؤنڈ سے گھوڑوں کی نعلیں اور چابک ملے [illegible] یارقند اور تبت کے تجارتی قافلے اسی دشوار گزار راستے سے بلتستان آتے تھے۔

UrduPhoto.com

شام گہری ہو چکی تھی۔

ہمارے ٹینٹ میں [illegible] تھی۔

مشابرم گروپ پر جو زردی آئی تھی اس کی جگہ نیم اندھیرے نے لے لی تھی۔

گئے وقتوں میں جب مستاگ کے کنارے پر شاراگن آباد ہو گا تو شام ڈھلے وہاں بھی دیئے جلتے ہوں گے اور دور سے کچھ شائبہ سا ہوتا ہو گا کہ وہاں ایک پر ہیبت چٹان کے سائے میں ایک جھلملاہٹ یا مشعلوں کی روشنی ہے اور پولو میدان میں یارقند اور تبت کے قافلے خیمہ زن ہیں ——

میں اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لئے اس پگڈنڈی پر چل رہا تھا جو کنکورڈیا کو جا رہی تھی —— میرے بھاری بوٹوں سے بجری دبتی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے شب کی تاریکی اور خاموشی میں شیشہ کرچ کرچ ٹوٹتا جاتا ہے۔ کبھی میں رک کر

مسّاگ اور گشابرم کو ایک نظر دیکھتا اور جتنی دیر رکتا بس اتنی دیر میں ہی بدن میں سردی سرایت کر جاتی۔

عجیب ٹھہراؤ تھا۔

عجیب ٹھنڈک تھی جو ٹھہری ہوئی تھی۔

اور عجیب سلیٹی سی تاریک تھی جو میرے آس پاس تھی ——

بہت کم سجھائی دیتا تھا ——

میرے سامنے گلیشئر کے ایک ابھار پر کوئی تھا جو نیم تاریکی میں ادھر آ رہا تھا

شائد کوئی پورٹر —— لیکن پورٹرز ہمیشہ گروپ میں سفر کرتے ہیں۔

شائد کوئی ٹریکر —— لیکن کوئی بھی ٹریکر اتنے اندھیرے میں بالتورو پر چلنے کا رسک نہیں لے سکتا۔

یہ کون تھا ——

[illegible]

اس کے بوٹوں تلے بھی بھربھری بجری ایک پتّے کی طرح ٹوٹتی تھی۔ کرچ کرچ کی آواز قریب آتی گئی۔ کوئی غیر ملکی ٹریکر تھا —— شائد راستہ بھول گیا تھا —— یقیناً "کنکورڈیا" سے آ رہا تھا۔ وہ قریب ہوا تو میں ایک جانب سے آگے آیا اور تقریباً" اندھیرے سے مخاطب ہو کر کہا

"ہیلو —— کون ہے؟"

ایک حیران چیخ نما آواز آئی —— "یہ میں ہوں ——"

"کیا حال ہے؟" میں نے ہاتھ آگے کر دیا۔ ادھر سے جو ہاتھ آگے آیا وہ بھاری دستانے میں ملفوف تھا —— پھر وہ ٹریکر بھی آگے آ گیا

"آئی ایم فائن —— لیکن تم کون ہو؟" یہ آواز ایک خاتون کی تھی —— بلندیوں کے لئے موزوں بھاری جیکٹ اور پتلون میں ملبوس۔ سر پر اونی ٹوپی اور دونوں ہاتھوں میں واکنگ سٹکس ——

"میں —— میں ابامینیبل سنومین ہوں ——" میں نے ہنس کر کہا۔

"تم یقیناً" دکھائی دیتے ہو ——" وہ رک گئی "لیکن تم اس اندھیرے

UrduPhoto.com

میں یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کی آواز میں تھوڑا سا خوف آیا۔

"میں تم سے بھی یہی سوال پوچھ سکتا ہوں؟"

اس کے لہجے سے میں نے جان لیا تھا کہ وہ کوئی پڑھی لکھی برطانوی خاتون ہے۔

"دراصل میں ایک گروپ کے ساتھ ہوں.... ہم لوگ کے ٹو بیس کیمپ سے واپس آ رہے تھے.... راستے میں ایک دو ایسے مقام آئے کہ میں تصویریں اتارنے لگی۔ مجھے خیال ہی نہ رہا کہ شام ہو رہی ہے۔ بس دیر ہو گئی ——"

"کیا تم رات بھر چل کر صبح تک اسکولے پہنچنا چاہتی ہو؟"

"نہیں نہیں —— وہ ایک بس مجھے [illegible] خوش شکل خاتون تھی.... جی ہاں اندھیرے میں بھی ایسی کرنیں ہوتی ہیں کو کسی خاتون کی خوش شکلی کو صبح تک منتقل کر دیتی ہیں۔

[illegible] نے ایک عجیب [illegible] تنہائی [illegible] یہاں آس پاس [illegible] تاریک برف اور سیاہ [illegible] تھا اور اس سرد ویرانے میں ہم دونوں کے سوا آس پاس کوئی اور سانس نہ لیتا تھا —— میں نے پتہ نہیں کیا محسوس کیا —— جیسے یہ ایک تاریک اور سرد پرکشش خواب ہے ——

تو اس ٹھہری ہوئی [illegible] کہا "نہیں نہیں —— میں رات بھر چل کر صبح تک اسکولے نہیں پہنچنا چاہتی —— ہمارا گروپ گورے تو میں کیمپ کرے گا —— گورے تو یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"بہت دور ہے —— تم وہاں تک پہنچ نہیں سکو گی —— بلکہ گورے تو ادھر نہیں ہے تم راستہ بھول چکی ہو ——"

"نہیں ——" وہ ہنسی "میں ادھر سے گزر کر گورو دیا گئی تھی۔ گورے اس ڈھلوان کے دوسری جانب ہونا چاہئے —— تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اس سوال کا ایک جواب تو وہ بھی ہو سکتا تھا جو میں نے جھولا عبور کرنے کے بعد اس بڑے میدان میں ایک ٹریکر کو دیا نیلی جھاڑیوں والے میدان میں

UrduPhoto.com

——کہ میں یہاں آیا ہی تمہارے لئے ہوں۔ لیکن یہاں صورت حال مختلف تھی یہ لڑکی اپنے بھاری بھرکم لباس کے اندر بہت کومل اور بہت شکل والی تھی——

"میں گورے میں ہوں اور اس سرد ٹھہراؤ اور تنہائی کو محسوس کرنے کے لئے ادھر آگیا ہوں——"

"کیا تم رائٹر ہو؟" اس نے فوراً پوچھا۔

"ہاں——" میں نے ذرا جھجک کر جواب دیا۔

"اس قسم کی بیوقوفانہ حرکتیں رائٹر لوگ ہی کرتے ہیں۔ ہمارے گروپ میں وکٹر ساؤنڈرز بھی ہے—— کیا تم اسے جانتے ہو—— نہیں؟ اس نے کوہ پیمائی کے بارے میں "ELUSIVE SUMMITS" نامی کتاب لکھی ہے——"

میں نے اس کتاب کی شہرت سن رکھی تھی۔

"میرا گروپ گورے کیمپنگ سے پرے آرمی اگلو کے پاس خیمہ زن ہو گا۔ تم ابھی کپ کافی کے لئے ہمارے پاس آؤ—— وکٹر تم سے مل کر بہت خوش ہو گا

—— اور یہاں کیوں آئے ہو—— کوئی پرابلم——"

"تو پرابلم——"

"کیا یہ داڑھی بھی تمہاری اپنی ہے——"

"کیا مطلب——" میں نے اپنی داڑھی کھجائی "میری اپنی ہے۔"

"میرا مطلب ہے کہ تم نے داڑھی رکھی ہوئی ہے یا پہاڑوں کے سفر کے وجہ سے ہے—— یہ تمہیں سوٹ کرتی ہے—— تم کچھ کچھ ارنسٹ ہیمنگوے لگتے ہو۔"

"میں بہت کچھ ارنسٹ ہیمنگوے ہوں—— مجھ میں اس کی بہت ساری خامیاں موجود ہیں——"

"میں دیکھ سکتی ہوں—— یہ ایک رائٹر کا فقرہ ہی ہو سکتا ہے کہ میں سرد ٹھہراؤ اور تنہائی کو محسوس کرنے کے لئے ادھر آگیا ہوں—— تو پھر تم ہماری کیمپنگ میں آؤ گے—— وکٹر تمہیں مل کر بہت خوش ہو گا——"

"ٹھیک ہے میری داڑھی سفید ہو رہی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ایک پرکشش لڑکی بار بار یہ کہے کہ تم ایک کپ کافی کے لئے ہمارے ہاں آؤ اور ——وکٹر تمہیں مل کر بہت خوش ہوگا——"

"تم سے بچنا چاہئے اور تمہاری سفید داڑھی کا ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہئے——" وہ بہت خوش ہو کر ہنسنے لگی "ٹھیک ہے وکٹر کے علاوہ میں بھی تم سے مل کر بہت خوش ہوں گی——"

"شائد میں آ جاؤں—— شائد میں نہ آسکوں—— میں بہت تھک چکا ہوں اور—— میں آرام کرنا چاہوں گا—— دعوت کا شکریہ—— میں نے تمہارے ساتھ تھوڑا سا فلرٹ کیا اور تم نے مائنڈ نہیں کیا اس کا بھی شکریہ——"

"تمہیں یہاں ملنا—— اس—— بقول تمہارے کولڈ مَیس میں اور ڈیسولیشن میں—— مجھے بہت اچھا لگا——"

"اور پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا——

اور [illegible]

اتار کر اپنا ہاتھ آگے کر دیا—— "شائد ہم کبھی دوبارہ ملیں——" اور اس کا ہاتھ گرم تھا اور اس نے جان بوجھ کر کچھ دیر میرے ہاتھ میں رہنے دیا—— اور جب وہ چلنے لگی تو میں نے کہا "رکو کیا تم جانتی ہو کہ تم ابھی ابھی ایک ایسے یکتا تجربے میں سے گزری ہو جو دوبارہ کبھی نہ ہوگا—— یہاں ہمارے آس پاس اس وقت کوئی نہیں—— سوائے اس برفیلی شام میں بجھتی ہوئی لینڈ سکیپ کے—— اور یہاں کون ہے جو ہمیں دیکھتا ہے—— سوائے مشابرم کے "مشابرم کے—— مشاگ ٹاور کے—— دنیا کی بلندی ترین چوٹیوں کے سائے میں ایک مکمل طور پر ویران گلیشئر پر ایسی سرد شام میں کبھی تم سے ہاتھ نہیں ملائے گا—— یہ یاد رکھنا—— یہ دوبارہ نہ ہوگا——

وہ جاتے ہوئے رک گئی جیسے اسے دھچکا سا لگا ہو "ہاں—— مجھے یقین ہے کہ یہ دوبارہ نہیں ہوگا——"

سردی اندھیرے کے زینے سے اترتی چلی آ رہی تھی۔ ہر شے میں سرایت

کرتی تھی اور ہر شے جیسے انجماد کی طرف بڑھ رہی تھی ——اشیاء جیسے ساکت ہو رہی تھیں ——

وہ ابھی تک کھڑی تھی اس تاریک برفیلی شام میں بجھتی ہوئی لینڈ سکیپ میں ——اور مجھے بھی دھچکا سا لگا——شائد یہ وہی لمحہ ہے جب ہر شے رک جاتی ہے ——وقت تھم جاتا ہے اور خانہ بدوش خواہش کرتے ہیں اور وہ خواہش پوری ہوتی ہے۔ پہاڑ ساکت تھے اور گلیشئر خاموش.... کوئی آواز نہ تھی—— لیکن یہ وہ لمحہ نہ تھا کیونکہ جب وہ چلی تو اس کے بوٹوں تلے دبنے والی بجری ایک شیشے کی طرح کرچ کرچ ٹوٹنے لگی۔ یہ وہ لمحہ نہ تھا یہ خانہ بدوشوں کی خواہش پوری ہونے والا لمحہ نہ تھا۔

UrduPhoto.com

"منفی چودہ درجے سنٹی گریڈ کی رات
اور آج کی رات بچیں گے تو سحر دیکھیں گے"

اگر میری حالت ہے تو وہ کس حال میں ہوں گے۔

"کھلے آسمان تلے۔ ایک سرد لیے ٹھہراؤ میں برف کی ایک وسیع دنیا میں جہاں آنکھ کا آنسو رخسار پہ بہنے سے پہلے ہی جم جاتا تھا ان سب کے چہروں اور آنکھوں پر بجھتے الاؤ کی مدھم سرخی لو دیتی تھیں، ناکافی کپڑوں میں، پھٹی ہوئی ٹوپیوں میں ـــــ پلاسٹک کے شوز میں وہ آگ پر جھکے جاتے تھے تاکہ اس میں سے تھوڑی سی حرارت حاصل کر لیں۔

"آپ لوگ رات ادھر ہی کریں گے؟"

"جی صاحب ـــــ"

"کوئی ترپال یا ٹینٹ وغیرہ نہیں ہے؟"

"نہیں صاحب ـــــ"

"سردی نہیں لگے گی؟"

"لگے گی صاحب ـــــ"

"کدھر سے آئے ہو؟"

"ادھر کسی نے بتایا کہ ایک ٹیم کو پورٹر چاہیے تو ہم لوگ شگر سے چل کر ادھر پہنچا ـــــ کنکورڈیا۔ ادھر گیا تو کچھ کو بوجھ مل گیا۔ ہم کو نہیں ملا۔ ہم واپس جاتا ہے ـــــ"

"کوئی چیز چاہیے؟"

"تھوڑی چائے اور تھوڑی چینی مل جائے تو بہت اچھا ہے۔ چائے پئے گا؟"

رات گزر جائے گا صاحب ———"

میں کچن ٹینٹ کی جانب گیا ——— "غلام ان پورٹروں کو چائے اور چینی دے دو ——— بے چارے اوپن ایئر میں رات گزار رہے ہیں ———"

"تو کیا ہوا ——— گزارے گا صاحب۔ مرے گا نہیں۔ چائے اور چینی کیوں ضائع کرتا ہے ———"

"ضائع کرتا ہے۔ ابھی میرے سامنے دے کر آؤ۔"

غلام جب ان کی طرف گیا تو بڑبڑاتا ہوا گیا۔

اگر میری یہ حالت ہے تو وہ کس حال میں ہوں گے ———

کھانے کے بعد ہم لوگ بہت دیر تک کچن ٹینٹ کی گرم آسودگی میں بیٹھے رہے۔ اگرچہ بیٹھنے سے پتھر ہڈیوں میں چبھتے تھے لیکن باہر جو سردی تھی وہ زیادہ تکلیف دہ تھی۔ غلام نے بہت خستہ فرنچ فرائیز بنائے تھے۔ سوپ کے بعد بہت عمدہ دال جو اس بلندی پر بھی گل گئی تھی اور پھر کافی ———

"غلام [illegible] ذرا [illegible]"

"ڈاکٹر صاحب وہ ابھی ٹن اوپنر نہیں مل رہا ——— ابھی [illegible] تو ٹین کھولے ———"

کچن ٹینٹ میں سے نکل کر ہم سیدھے اپنے اپنے خیموں میں گھس گئے۔

میں نے ٹارچ جلا کر خیمے کی [illegible] ترتیب سے رکھیں۔ پھر اپنے سرہانے پانی کی بوتل رکھی کیونکہ مجھے ہمیشہ رات کو پیاس محسوس ہوتی ہے۔ کیمرہ بیٹریاں سلیپنگ بیگ میں رکھیں۔ عینک خیمے کی جیب میں ڈالی اور پھر رک سیک میں سے سویٹر اور جیکٹیں نکال کر ان کا تکیہ بنایا اور پھر خود بھی سلیپنگ بیگ میں لیٹ گیا میرے پاؤں میں اونی جرابیں موجود تھیں اور میں نے جین کے اوپر ایک موٹا سویٹر پہنا ہوا تھا۔ سر کو میں نے کوہ پیماؤں والی ٹوپی سے ڈھانک لیا ———

نیند نہیں آ رہی تھی۔

ایک بے چینی تھی جو ٹانگوں میں چیونٹیوں کی طرح رینگتی تھی۔

میرے خیمے کے عین باہر بہت دیر تک بلتی زبان میں پورٹر باتیں کرتے

رہے۔ کبھی یوں لگتا جیسے جھگڑ رہے ہوں۔ تقریباً" ایک گھنٹے کے بعد میں نے خیمے میں سے غلام کو آواز دی کیونکہ اس کی ہنسی بھی کبھی کبھی پورٹروں کی باتوں میں شامل ہو کر مجھ تک پہنچ جاتی تھی——

"غلام—— یہ باہر کیا ہو رہا ہے—— بہت شور ہے سویا نہیں جا رہا——"

"صاب——" وہ میرے خیمے کے قریب آ کر بولا "ادھر پورٹروں کا آئل سٹوو نہیں جل رہا۔ وہ اس کو مرمت کرتا ہے—— انہوں نے روٹی نہیں کھایا۔ سٹوو چلے گا تو چائے بنے گا اور پھر یہ روٹی کھائے گا——"

"بابا ان کو اپنے سٹوو پر چائے بنا دو اور یہ شور بند کرو——"

"نہیں صاحب—— آج اپنے سٹوو پر چائے بنا دے گا تو کل یہ ہمارے ٹینٹ میں گھس جائے گا—— ان کو ٹھیک کرنے دو"

چنانچہ آدھی رات تک سٹوو ٹھیک ہوتا رہا اور پھر چائے تیار ہوئی اور تب جا کر کیمپ سائٹ میں امن و امان ہوا—

[illegible] مجھے شور شرابے کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی—— سکون ہوا تب بھی وہی بے چینی اور بے خوابی کی کیفیت برقرار رہی.... شاید چند لمحوں کے لئے میری آنکھ لگ گئی۔ پھر جیسے زبان پر کانٹے اگ آئے ہوں [illegible] حلق خشک.... میں نے ہاتھ بڑھا کر بیٹری جلائی اور پانی کی بوتل کا ڈھکن کھول کر اسے منہ سے لگا لیا—— اور میرا منہ کھلا رہا—— اس میں پانی نہ تھا—— میرا خیال تھا میں نے سونے سے پیشتر اس میں پانی بھرا تھا لیکن —— ظاہر ہے بھول گیا تھا اور مجھے بہت زیادہ پیاس محسوس ہو رہی تھی.... میں پھر لیٹ گیا—— جب لیٹا ہوں تو خیال آیا کہ سلیپنگ بیگ کے اوپر لیٹ گیا ہوں کیونکہ سردی بہت تھی۔ ہاتھ آگے بڑھایا تو معلوم ہوا کہ سلیپنگ بیگ کے اندر ہوں اور وہ ٹھنڈا ٹھار ہو رہا ہے—— جیسے کسی سوتی چادر میں لیٹ کر سونے کی کوشش کر رہا ہوں——

عام حالات میں دس پندرہ منٹ کے اندر اندر سلیپنگ بیگ بدن کی گرمی سے تھوڑا سا گرم ہو جاتا تھا لیکن آج رات حالات کچھ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے

میں نے اٹھ کر ایک اور سویٹر پہنا اور پھر لیٹ گیا —— لیکن میں نے جو کچھ بھی پہن رکھا تھا اور میرا باریک پروں والا پہاڑی سلیپنگ بیگ آج برف کے بنتے جا رہے تھے اور وہ حدت دینے کے بجائے میرے بدن کی گرمی کو بھی ساتھ زائل کر رہے تھے۔

پھر کپکپی شروع ہو گئی۔

"یہ ناممکن ہے ——" میں نے اپنے آپ سے کہا "خیمے کے اندر اس سلیپنگ بیگ اور دو سویٹروں میں مجھے سردی نہیں لگ سکتی —— میں یقیناً کسی بیماری کا شکار ہو گیا ہوں جس کا تعلق بلندی سے ہے ——"

میں بہت اپنے آپ میں سمٹا، سردی کو بھولنے کی کوشش کی۔ آنکھیں بند کر کے اپنے آپ کو مسمرائز کیا کہ —— تم سو رہے ہو —— سردی نہیں تمہارا وہم ہے —— ابھی تم سو جاؤ گے —— لیکن میرا بدن ایسے کانپتا تھا جیسے میں کسی گلیشیر پر کپڑوں کے بغیر لیٹا ہوا ہوں —— یا کسی برفانی تالاب میں گر چکا ہوں۔

[illegible] ہوا کہ کہیں اتنی شدید سردی سے مجھے نمونیا نہ ہو جائے —— لیکن میں بے بس تھا —— سوائے اس کے کہ کانپتا رہوں اور برداشت کرنے کی کوشش کروں میں اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

کافی دیر تک میں اپنے آپ کو سنبھالتا رہا لیکن میں کانپتے ہوئے بے اختیار سا ہو جاتا تھا —— کسی حد تک میری سوچ دھندلانے لگی —— میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں کہاں ہوں ——

میں لاہور میں ہوں۔ اپنے گھر میں ہوں اور ہار سنگھار کے پھول ٹپ ٹپ آنسوؤں کی طرح گر رہے ہیں اور میں کسی کو بتا رہا ہوں کہ یہ پھول سورج کی پہلی کرن کی حدت برداشت نہیں کرتے اور روشنی ہوتے ہی ٹہنیوں سے گرنے لگتے ہیں —— مجھے ان کی خوشبو آ رہی تھی اس خیمے میں۔ کبھی میں صبح کی نشریات کے لئے کیمرے کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور کیمرے کی سرخ بتی آن ہو گئی ہے اور میں بول نہیں رہا۔ کیمرہ مین بے تحاشا ہاتھ ہلائے جا رہا ہے کہ بولو بولو تم آن ایئر ہو

اور میں بول نہیں رہا ـــــ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ میں تھنگل میں ہوں اور شور مچا رہا ہوں کہ میں کنکورڈیا نہیں جاؤں گا وہاں سردی بہت ہے۔ نہیں جاؤں گا ـــــ اور مجھے سردی لگ رہی ہے یا میں سنولیک میں تیر رہا ہوں اور یکدم پانی منجمد ہو گئے ہیں اور میں ہاتھ پاؤں نہیں ہلا سکتا اور میرا بدن کپکپا رہا ہے ـــــ تب کوئی کہتا ہے کہ کیوں اترے تھے سنولیک میں ـــــ اور میں کہتا ہوں کہ آئندہ نہیں اتروں گا مجھے باہر نکال لو ـــــ لیکن کوئی میری مدد کو نہیں آتا ـــــ

کس نے کہا تھا کہ

UPON THE MOUNTAIN OF MY FEARS I CLIMB.

پتہ نہیں کس نے کہا تھا ـــــ میں اپنے خدشوں کے پہاڑ پر چڑھتا ہوں ـــــ ایسے پہاڑوں پر چڑھنے کے لئے بالتورو پر آنا تو ضروری نہیں ہوتا۔ خدشوں کے پہاڑ زیادہ تر اسکولے سے پرے اور سکردو کے دوسری جانب ہے اسی دنیا میں پائے جاتے [illegible] خدشوں کے پہاڑ [illegible] تو آڈن نے کہا تھا [illegible]

کس نے کہا تھا؟ مجھے تو [illegible] نہیں آتا تھا [illegible] مجھے تو سردی لگ رہی ہے ـــــ اس کے باوجود کہ میں سنولیک میں نہیں تیر رہا ـــــ مجھے سردی لگ رہی ہے۔

باہر خاموشی تھی ایک ٹھنڈی ٹھٹھری ہوئی خاموشی ـــــ اور اس میں کوئی سرسراہٹ تھی....

جیسے کوئی پہلو بدلتا ہو ـــــ پھر شاہد کی آواز آئی "مائی لیڈر کیا حال ہے؟" میں خوش ہو گیا کہ کوئی اور بھی جاگتا ہے ـــــ "شاہد صاحب آپ ابھی تک سوئے نہیں؟"

"ـــــ نہیں"

"کیوں نہیں سوئے؟"

"آپ کیوں نہیں سوئے؟"

"مجھے تو سردی لگ رہی ہے ـــــ"

"مجھے بھی سردی لگ رہی ہے ـــــ" شاہد کا جواب آیا "بہت برا حال

ہے۔"

اب عامر کے ٹینٹ کی طرف سے ایک آواز آئی "بہت ہی پی سردی تارڑ صاحب اللہ رحم کرے ـــــ"

"اللہ کرم کرے گا جی ـــــ" شاہد صاحب نے کہا۔

"ہاں جی تارڑ صاحب آپ بھی جاگ رہے ہو ـــــ" یہ میاں صاحب تھے۔

"بڑا مشکل وقت ہے جی ـــــ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی یہ سردی ـــــ"

صرف ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب محو خواب تھے باقی حضرات کروٹیں بدل رہے تھے۔

"عامر ـــــ آپ کی بوتل میں پانی ہے؟"

"پہلے تھا ـــــ اب نہیں ہے ـــــ جم چکا ہے ـــــ"

تب مجھے احساس ہوا کہ میں اپنی بوتل کو پانی سے بھرنا نہیں بھولا تھا بلکہ بھرا ہوا پانی برف میں بدل چکا تھا۔ میں نے بوتل اٹھا کر اسے ہلایا تو اس میں جو کچھ تھا وہ برف [illegible] چھوٹے سے [illegible] پر بھی برف ٹوٹ کر گرنے لگی ـــــ سردی تو محسوس ہونی [illegible]۔ درجہ حرارت [illegible] نقطۂ انجماد سے گر چکا تھا.....

"یعنی ادھر یہ عالم ہے تو کنکورڈیا میں پتہ نہیں کیا عالم سردی ہوگی ـــــ"

"آج کی رات بچیں گے تو سحر دیکھیں گے ـــــ اور زخم جگر دیکھیں گے۔"

"واہ جی واہ ـــــ کیا حسب رات بات کی ہے ـــــ سبحان اللہ ـــــ"

"برادران اگر قوالی شروع کر دی جائے تو رات ذرا اچھی گزر جائے گی ـــــ آج کی رات ساز دل پر درد نہ چھیڑ ـــــ آج کی رات ـــــ"

خیموں میں سے جس قسم کی آوازیں یا فقرے برآمد ہو رہے تھے ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ "اثر" ہو چکا تھا۔

ویسے میرا خیال ہے کہ ہم صبح ہوتے ہی کنکورڈیا کے لئے روانہ ہو جائیں اور وہاں پہنچ کر کے تو پر ایک نظر ڈالیں اور فوراً یہاں واپس آ کر رات کریں ـــــ کیونکہ ـــــ ادھر تو یہاں سے زیادہ سردی ہوگی ـــــ" یہ میرا خیال تھا۔

"یہ آپ کا خیال ہے۔ میرا خیال ہے کہ صبح واپس اردو کس چلا جائے —— خواہ مخواہ اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالیں۔ ٹریکنگ کافی ہو گئی ہے۔" یہ کسی اور کا خیال تھا۔

میں نے بہت سنجیدگی سے واپس جانے کے بارے میں سوچا —— ٹریک کے آغاز پر ہم سب اس بات پر متفق تھے کہ ہم سب صرف اپنی خوشی کے لئے اپنی مخبوط الحواسی کے لئے اس سفر پر جا رہے ہیں —— ہم کوئی کوہ نوردیا کوہ پیما نہیں ہیں اس لئے وہاں تک جائیں گے جہاں تک جا سکے —— اپنے آپ کو تھوڑے بہت خطرے میں تو ڈال دیں گے لیکن جہاں موت نظر آتی ہو وہاں بہادری ہرگز نہیں دکھائیں گے اور وہیں سے کان لپیٹ کر واپس آجائیں گے۔ اور یہاں تو کانوں کے علاوہ پورا بدن لپیٹ کر واپس جانے ہی میں عافیت تھی ——

"ہاں —— اگر صبح ہونے پر ہماری کیفیت اسی قسم کی رہی تو پھر واپس جانے کے بارے میں سوچیں گے ——"

UrduPhoto.com

[illegible]

"—— دواؤں کا اثر دیکھیں گے"

"—— واہ جی واہ —— اور زخم جگر دیکھیں گے ——"

"آج کی رات فضول پر ورو —— نہ چھیڑ"

"بالکل نہ چھیڑ ——"

"نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری ——"

"اور ہم بیزار بیٹھے ہیں ——"

"نہ نہ بیزار نہیں —— بیدار بیٹھے ہیں ——"

"واہ جی واہ —— بیدار بیٹھے ہیں ——"

پھانسی کے تختے پر اگرچہ گھاس نہیں اگتی لیکن —— نیند آجاتی ہے اور ہمیں بھی آ گئی ——

”منجمد جھیلیں اور برفانی شکلوں کا عجائب گھر“

جھیل ڈل میں اس پانی کا شائد ایک قطرہ بھی نہ ہو ——

وقت کے ساتھ جھیلوں میں سے بھی بہت سارا پانی بہہ جاتا ہے —— اسی لئے سرینگر کی جھیل ڈل میں اس پانی کا شائد ایک قطرہ بھی اب موجود نہ ہو جس میں ہمارا شکارا تیرتا تھا.... اور میں شکارے کے کنارے بیٹھا پانی پر جھکا ان سرخ مچھلیوں کو دیکھتا تھا جو میرے پھینکے ہوئے آموں کے چھلکوں کے پیچھے آتی تھیں —— اور جھیل کی تہہ میں سے اوپر آنے والے کنول کے ڈنٹھل دیکھتا تھا جن کے تھال جھیل کی سطح پر معلق تھے.... میں نے ایک ایسے ہی پتے کو پکڑا تو وہ کچھ دیر میرے ہاتھ میں رہا اور پھر مجھے [illegible] جھیل کی تہہ میں مضبوط جڑیں رکھتا تھا ——

جھیل کا پانی بے حد سرد تھا اور اس میں سرخ مچھلیاں ہمارے شکارے کے پیچھے آتی تھیں۔ سرینگر سے کچھ فاصلے پر ڈہلیا کے پھولوں کا ایک وسیع کھیت تھا۔ اور ہر پھول ایک مختلف رنگ کی پتیوں کا ڈھیر تھا —— میں دونوں ہاتھوں سے صرف ایک پھول اٹھا سکتا تھا۔

کراچی کے سینڈ سپٹ آئی لینڈ کے ایک وڈن ہٹ میں مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور کے چھٹی جماعت کے بچے سونے کی کوشش کر رہے ہیں اور دروازوں میں سے' سوراخوں میں سے تیز ہوا اندر آ رہی ہے۔ سمندر کا شور آ رہا ہے اور چاندنی کی کترن آ رہی ہے —— میں باہر جاتا ہوں اور پہلی بار چاند کے بڑے تھال اور سمندر کے جوش کو دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں —— میں اس منظر کو دیکھ کر بول نہیں سکتا —— یہ منظر مجھ سے بہت بڑا اور سمجھ میں نہ آنے والا ہے —— پھر سکول سے

کالج تک کا سفر۔

گورنمنٹ کالج کی کوہ پیما ٹیم کے لڑکے رتی گلی چوٹی کے پار نیلے پہاڑوں میں دو ایسی جھیلوں کو دیکھ رہے ہیں جن کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اگلے لمحے بھی وہاں موجود ہوں گی یا صرف جوانی کی حدت بھرے دنوں کا ایک شائبہ ہیں——

پھر کوہ آرارات کی برلیں جب پہلی بار نظر آتی ہیں——

بھاری برف باری کے بعد جنگل میں جو ایک خاموشی اترتی ہے اور اس میں ٹہنیاں برف کے بوجھ سے جھکتی جاتی ہیں اور برف جب ان سے گرتی ہے تو ٹھنڈی سی بے شمار سرگوشیاں سنائی دیتی ہیں——

نانگا پربت کے الپ میدان کی وسعت میں پہلی بار داخل ہونا....

نانگا پربت کے دوسری جانب اس کے بیس کیمپ سے واپسی پر رات کے وقت جلتی ہوئی لکڑیوں کی روشنی میں فیری میڈو کے جنگل میں——

UrduPhoto.com

[illegible] ہیں

جنہیں میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے خانہ بدوشوں اور آوارہ گردوں کے لئے خصوصی انکلام کہتا ہوں۔ ان میں سانس لیتے ہوئے۔ ان میں سے گزرتے ہوئے——انہیں دیکھتے ہوئے ایک چپ سی لگ جاتی ہے.... ریڑھ کی ہڈی میں ایک خنک لہر اٹھتی ہے.... ٹھنڈی چیونٹیاں چلتی ہیں اور رینگتی ہوئی گردن تک پہنچ جاتی ہیں——گورے سے چھٹنے کے بعد ہم ایسے ہی منظروں میں تھے——

اور پچھلی شب میں نے خواب میں دیکھا——

"مشابرم کی مڑی ہوئی چونچ نما چوٹی پر تازہ برف کا دھندلا طوفان اڑتا تھا جیسے اس پر مسلسل دیوتاؤں کے رتھ اتر رہے ہوں اور اس کے دامن میں برفانی صورتوں شکلوں اور مجسموں کی ایک نمائش تھی اور میں اس میں سے ایک بے یقین حیرت کے ساتھ گزرتا تھا——عجب شکلیں تھیں——برف کے سفید ڈھیر جو مجسموں میں بدل چکے تھے——ہنری مور کا سوچ میں گم انسان——ایک دس میٹر اونچا ہاتھ جو آسمانوں کی جانب اشارہ کرتا تھا——ایک اداس ریچھ——سر

جھکائے چادروں میں لپٹی عورتیں اور یہ سب کچھ برف کا اور سفید ——— اور ناقابلِ یقین ———

اور کیا یہ بھی پچھلی شب ہی تھی جب میں نے بالتورو پر ایسی چھوٹی منجمد جھیلیں دیکھیں تھیں جن کے پانیوں میں لہریں تک جم چکی تھیں ——— اور میں چاہتا تو ان پر چل سکتا تھا۔ گورے سے چلنے کے بعد ہم ایسے ہی منظروں میں تھے۔

ٹھٹھرنے والی سرد رات کے بعد جب سورج کی پہلی کرن ہمارے خیموں تک آئی ہے تو ہم رینگتے ہوئے باہر آتے ہیں اور بھیگے ہوئے بلوں کی طرح اپنے آپ کو گرمانے کی کوشش کرتے ہیں ——— یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ ہم آج جلد از جلد کنکورڈیا پہنچیں گے اور کے ٹو پر ایک نظر ڈال کر چند تصاویر اتارنے کے بعد فوراً واپس آجائیں گے ——— وہاں پتہ نہیں سردی کا کیا عالم ہے ——— لیکن ایک تجربہ کار پورٹر نے ہمیں بتایا کہ گورے میں ہمیشہ بہت سردی ہوتی ہے اور اس کا سبب مشابرگ گلیشئر سے آنے والا برفانی نالہ ہے ——— گورے کیمپنگ اس نالے کے او[illegible] کے آغاز کے بعد ہمارے خیمے پہلی مرتبہ بالتورو گلیشئر کے اوپر نصب کیے گئے تھے ——— اور جب ہم اپنے خیموں میں لیٹے تھے تو گلیشئر کی مکمل موٹائی میں سے گزر کے اوپر آنے والی سیت سردی کو وصول کرتے تھے ———

ایک اور سبب درجہ حرارت تھا ——— نقطہ انجماد سے صرف چودہ درجے نیچے ——— لیکن آج ہم حد درجہ احتیاط کر رہے تھے ——— ہم کنکورڈیا کے دروازے گورے کو ہاتھ لگا کر واپس نہیں جانا چاہتے تھے۔

برفانی منظروں کی فینٹسی گورے کے فوراً بعد شروع ہو گئی۔

یہ ایک الگ دنیا تھی۔

یہ منظر بہت ہی عجیب تھے۔

ہر منظر کسی نہ کسی حد بندی میں آجاتا ہے کہ یہ پہاڑی منظر ہے ——— یہ میدانی لینڈ سکیپ ہے.... یہاں پانی کا کمال ہے ——— لیکن اس منظر کو کسی بھی کیٹگری میں نہیں ڈالا جا سکتا تھا۔ ہم میں سے کسی نے بھی اسے کسی بھی شکل میں

UrduPhoto.com

پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اسی لئے ہم سنو فینٹسی میں داخل ہوئے تو ہمیں چپ لگ گئی۔

ہماری ریڑھ کی ہڈی میں ایک خنک لہر اٹھی اور ٹھنڈی چیونٹیاں چلیں اور وہ رینگتی ہوئی گردن تک پہنچ گئیں ——

مشابرم کی چوٹی پر اب بھی برفانی سفوف اڑتا تھا —— اور یہ برفانی شکلیں گویا مشابرم کے بونے ساتھی تھے جو ادھر ادھر بیٹھے ہوئے تھے۔

بالتورو گلیشئر کی بھوری پتھریلی سطح پر کچھ یہاں کچھ وہاں سفید برف کی اصنام نما بلندیاں تھیں۔ ڈھیر تھے۔ شکلیں تھیں۔

ہم ان کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنی واکنگ سٹکس ان کی پسلیوں میں چبھوتے —— برف بے حد نرم تھی۔

یہ کیسے وجود میں آئے تھے۔

کچھ یہاں۔ کچھ وہاں۔ مشابرم کے آس پاس —— سفید تکونیں —— سفید ڈھیر —— کچھ ہمارے قد کے —— کچھ ہم سے کئی گنا بلند

اور [illegible] برف پگھل جاتی ہے کہ وہاں سورج کی شعاعیں مسلسل پڑتی ہیں اور پتھریلی سطح گرم ہو کر معاون ثابت ہوتی ہے۔ لیکن یہاں شائد بالتورو کی برف نزدیک ہے اور اس کی سردی سے تازہ برف پگھلتی نہیں —— نامعلوم کیا راز ہے۔ کیا بھید ہے۔

کسی نے بتایا کہ جب یہاں برفانی طوفان آتے ہیں تو ہوا کی شدت سے یہ شکلیں ظہور میں آتی ہیں ——

یا کسی مجسمہ ساز کا اوپن ایئر برفانی عجائب گھر ——

ہم اس عجائب گھر میں بغیر ٹکٹ کے گھوم رہے تھے۔

پہلے پہل ہم ان شکلوں کو کھڑے ہو کر دیکھتے —— حیرت سے —— پریشان ہو کر —— ان کے بارے میں گفتگو کرتے —— پھر ہم الگ ہو گئے —— ہم جانتے تھے کہ ہر شخص فوٹو گرافی پیپر کی طرح ہے —— اس کی سفید اور سادہ سطح پر آہستہ آہستہ اثر ہو رہا ہے اور تصویر بن رہی ہے —— یہ شکلیں گویا سفید نگیٹو تھے جن کے سامنے ہمارے بن تصویر کاغذ تھے اور ان پر دھیرے دھیرے منظر ابھر رہا تھا۔

ہر شخص کی تصویر الگ بن رہی تھی کیونکہ ہر شخص کا تصویری کاغذ الگ الگ کیمیکلز سے تیار کردہ تھا۔

بہت سارے لوگوں کے تصویری کاغذ پر صرف کرنسی نوٹوں کی تصویر ہی بن سکتی ہے۔۔۔ اس قسم کے مناظر کے سامنے وہ سادہ اور بلینک رہتے ہیں لیکن ہماری مہم میں شامل تمام افراد ایسے تھے جن کے بدن اور احساس کے تصویری کاغذ کے سامنے سے اگر دھند کا ایک ذرہ بھی گزر جاتا تھا تو اس کا نقش ثبت ہو جاتا تھا۔

ان برفانی شکلوں کی دنیا میں چھوٹی چھوٹی ندیاں مسلسل چل رہی ہیں۔

ان ندیوں پر گلیشئرز کے کنارے جھکے ہوئے تھے اور پگھل رہے تھے۔

ان میں سے ایک ندی ہو ایسے نیگوں پانیوں کی بوچھاڑ تھی جن کا نیلا رنگ کسی اور منظر یا کسی تصویر میں نہیں ملتا' صرف اس ایک ندی کے پانیوں میں نظر آتا ہے تو اس کے آرزش آنکھوں ایسی نیلاہٹ والے پانیوں کے اوپر برف کی ایک ہلکی تہہ ابھی تک نہیں پگھلی تھی اور اس شفاف برف کی چادر کے نیچے ندی بہتی تھی ۔۔۔ [illegible] آپ ان پانیوں کو ایک خاص زاویے سے دیکھتے تھے۔

تو آپ اس سفید میوزیم میں چلتے جا رہے ہیں اور اس ندی کے پگھلاؤ کو دیکھتے جا رہے ہیں اور پھر یوں لگتا ہے جیسے پانیوں کے اوپر کسی نے یکدم سفید شیشہ رکھ کر انہیں بند کر دیا ہو۔۔۔

ایسی اور بھی ندیاں تھیں۔۔۔

ان پر برفیلے شیشے کی پتلی چادریں تھیں۔۔۔ ندیاں ان کے نیچے بہتی تھی۔ آج چلتے ہوئے ہم یوں بھی ذرا دیکھ کر چلتے تھے کہ جہاں پانی چھلکتا تھا وہاں بوٹ پڑتا تھا تو شڑاپ کی آواز کی بجائے دھپ کی آواز آتی تھی اور آپ کو اپنا آپ سنبھالنا پڑتا تھا کیونکہ ہر شے منجمد تھی اور وہاں پانی کی بجائے آئس کی چمک ہوتی تھی۔۔۔ اگر سنبھل کر نہ چلیں تو کسی بھی ندی میں با آسانی گر سکتے ہیں اور گر کر باہر اس لئے نہیں آ سکتے کہ ندی کے اوپر برف کی چادر ہوگی۔۔۔

یہیں پر وہ چھوٹی چھوٹی جھیلیں تھیں جو منجمد تھیں۔۔۔ وہ تالاب تھے جن

UrduPhoto.com

کی تہہ نظر آتی تھی لیکن ان کی سطح پر چھوٹے بڑے پتھر اور سنگریزے پڑے ہوئے تھے کیونکہ ان کا پانی بھی جم چکا تھا۔

میں راستے سے اتر کر گیلی بجری پر چلتا ہوا ——— ایک ایسے ہی تالاب کے کنارے پر پہنچ گیا ——— اس کی سطح کو واکنگ سٹک سے چھوا ——— وہ لوہے کی طرح سخت تھی لیکن اس منجمد لوہے کے نیچے بہت سے پتھر اور سنگریزے نظر آ رہے تھے ——— میں نے نہایت احتیاط سے ایک پاؤں پانی کی سطح پر رکھا ——— زمین کی طرح سخت تھا ——— میں اس پر چل سکتا تھا ——— لیکن ایسے تالابوں اور جھیلوں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ ان پر جمی ہوئی برف کی تہہ کہاں سے اتنی باریک ہو چکی ہے کہ آپ اس پر قدم رکھیں گے تو برفیلے پانی میں غرق ہو جائیں گے ——— اس لئے میں نے ایک پتھر اٹھایا اور بازو گھما کر جھیل کی سطح پر پھینک دیا ——— پتھر اچھلتا ہوا گیا اور پھر رک گیا ——— اور وہیں رکا رہا ——— نظروں کو عادت ہوتی ہے کہ پانی کی سطح پر پھینکا گیا پتھر جب رکے گا تو ڈوبے گا ——— اور جب وہ رک کر بھی نظر آتا رہتا ہے اور نہیں ڈوبتا تو ...

UrduPhoto.com

آج میں اپنے آپ کو بھی حیران کر رہا تھا۔ میں ریک ... کی نسبت آج بہت اچھا چل رہا تھا۔ میں نہ صرف گھوڑا ہو چکا تھا بلکہ اعلیٰ نسل کا عربی گھوڑا ہو چکا تھا ——— میرے پاؤں آسانی سے اٹھتے تھے۔ میرے گھٹنوں اور ٹخنوں میں تھکاوٹ نہ تھی۔ میں آرام ... محسوس کر رہا تھا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ میں چلتا جاؤں ——— سب سے آگے عامر چلا جا رہا تھا۔ اگرچہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی لیکن اس کے باوجود وہ ٹھیک چل رہا تھا....

اس کے پیچھے پیچھے میں گھوڑا ہو رہا تھا۔

دیگر حضرات بھی آج اچھی صحت میں تھے۔

چند غیر ملکی ٹریکر چلتے آ رہے تھے۔ وہ قریب پہنچے تو میں رکا اور انہیں رستہ دیا۔ ان میں سے ایک خاتون بہت اچھی اور دل ربا قسم کی شکل والی تھی چنانچہ جب وہ گزر گئی تو میں نے خاص طور پر مڑ کر اسے کچھ دیر کے لئے دیکھا اور اچھا محسوس کیا ——— آپ بے شک دنیا کے عظیم ترین اور سب سے حسین منظر میں

کھڑے ہوں انسانی حسن کا ذرا سا لشکارا آپ کو ہر شے سے غافل کر دیتا ہے ——
لیکن میں زیادہ دیر کے لئے غافل نہیں ہوا اور پھر چلنے لگا —— تھوڑی دیر کے بعد میں نے سوچا کہ پھر غافل ہوا جائے اور مڑ کر اس راستے کو دیکھا جس پر وہ خاتون ٹریکر چلی جا رہی تھی —— کیا دیکھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اپنا سفید ہیٹ اٹھا کر اسے سلام کر رہے ہیں اور پھر محو گفتگو ہو گئے ہیں —— خاصی دیر تک اس کے ساتھ غافل رہنے کے بعد انہوں نے پھر ہیٹ اٹھا کر اسے سلام کیا اور گنگناتے ہوئے اپنے آپ سے خوش چلنے لگے۔ مجھ تک پہنچے تو ذرا ٹھٹکے جیسے اس سے پیشتر انہیں معلوم نہ تھا کہ میں وہاں کھڑا ان کا انتظار کر رہا ہوں۔

"چوہدری صاحب بہت اچھا چل رہے ہیں آپ۔ نہیں ریساں تیری تور دیاں ——"

"کیا راز و نیاز ہوئے ہیں اس فرنگی حسینہ کے ساتھ؟"

"اچھا وہ ——" وہ پھر ٹھٹکے "گفتگو [illegible] کا تقاضا یہی ہے کہ انسان [illegible] ہے ——"

"اچھی صورت تھی؟"

"ہاں —— بہت اچھی ——"

"اتنی دیر آپ گفتگو کیا کرتے رہے؟؟"

"ایک تو آپ کنکورڈیا سے آگے کے ٹو بیس کیمپ تک نہیں جا سکتے ——"

"یعنی اس فرنگی حسینہ نے آپ کو کے ٹو بیس کیمپ تک جانے سے منع کر دیا ہے —— کیوں؟"

"اس کا جس مہم سے تعلق ہے اس کے ارکان کل صبح بیس کیمپ کی طرف سے کنکورڈیا آئے تھے۔ ابھی پرسوں برف باری ہوئی ہے جس کی وجہ سے گلیشیئرز کی بیشتر دراڑیں تازہ برف سے ڈھک گئی ہیں اور نظر نہیں آتیں۔ ان کی مہم کے دو ارکان دراڑوں میں گر گئے تھے ——"

"فوت ہو گئے؟"

"نہیں —— انہوں نے اپنے آپ کو رسوں سے باندھ رکھا تھا اس لئے

UrduPhoto.com

انہیں باہر نکال لیا گیا ـــــ چوہدری صاحب ہمارے پاس تو رستے بھی نہیں ہیں ـــــ ہم ہیں کیمپ تک نہیں جا سکتے ـــــ"

"پہلا ٹارگٹ تو کنکورڈیا ہے ڈاکٹر صاحب ـــــ اس کے بعد دیکھا جائے گا ـــــ ویسے آج گورے میں مہم کے دو ارکان نے مجھ سے کہہ دیا تھا کہ وہ کنکورڈیا سے آگے جانے میں دلچسپی نہیں رکھتے ـــــ عامر نے تو صاف جواب دے دیا ہے ـــــ اس کی طبیعت بہت خراب ہو رہی ہے۔ شائد بلندی کی وجہ سے ـــــ"

"کنکورڈیا سے آگے جا کر کرنا کیا ہے چوہدری صاحب ـــــ؟"

"بس خواہش تھی کہ کے ٹو کو ہاتھ لگایا جائے ـــــ"

"کے ٹو تو کنکورڈیا ہے ـــــ اس کا بہترین منظر تو وہیں سے ہے ـــــ آگے جا کر کیا کرنا ہے۔ بہر حال وہاں جا کر فیصلہ کریں گے ـــــ"

ڈاکٹر صاحب یہ کہہ کر چلنے لگے تو میں نے روک لیا "کتنی خوبصورتی سے ٹال گئے ـــــ [illegible] کیا ہے؟"

ڈاکٹر صاحب مسکرائے پھر ذرا زیادہ مسکرائے [illegible] کی نمائش بڑے حجاب کتاب سے کرتے ہیں ـــــ "میں نے ایک اچھے مسلمان کی طرح اس کافر حسینہ کے سامنے تین آپشن رکھے۔ یا تو مسلمان ہو جائے یا پھر جزیہ ادا کرے اور یا پھر جہاد کے لئے تیار ہو جائے ـــــ"

"جانے دیں ڈاکٹر صاحب ـــــ" میں بے اختیار مسکرانے لگا۔

"آپ بھی جانے دیں چوہدری صاحب ـــــ"

ہم پھر چلنے لگے۔

ڈاکٹر صاحب موڈ میں تھے۔ گنگنا رہے تھے اس لئے پیچھے رہ گئے۔

"کے ٹو مائی لو"

ہمارے اردگرد جو لینڈ سکیپ تھی اس کا رنگ بدلنے لگا——اس میں نیلاہٹ اور سفیدی زیادہ آنے لگی۔ دائیں جانب جو پہاڑ بلند ہو رہے تھے ان پر برف بہت زیادہ تھی اور [illegible] تھے۔ بالتورو کی بھوری سطح پر بھی اب برف کے ڈھیر زیادہ ہو رہے تھے۔ بائیں جانب کرسٹل پیک اور ماربل پیک نظر آ رہی تھیں جو بیس ہزار فٹ سے زیادہ بلند ہیں۔ یہاں سے دائیں ہاتھ پر پہاڑی سلسلے کے آخر میں مترے پیک بھی دکھائی دیتی تھی جو بیس ہزار فٹ سے ذرا کم [illegible] نشانی ہے ——ان چوٹیوں کے علاوہ پہلی مرتبہ دنیا کی مشہور ترین چوٹیوں میں سے ایک یعنی براڈ پیک [illegible] طور پر سامنے آئی——

براڈ پیک دنیا کی چودہ بلند ترین چوٹیوں میں سے ایک ہے۔ آٹھ ہزار سینتالیس میٹر بلند اس پہاڑ کی چوٹی اوپر سے خاصی چوڑی اور ہموار ہے اسی لئے اسے براڈ پیک کہا جاتا ہے——

براڈ پیک کا حجم بہت زیادہ ہے——

یہ ایک وسیع تن و توش کے مالک جاپانی سومو پہلوان کی طرح کنکورڈیا کے چوک میں براجمان ہے۔

براڈ پیک کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ ایک قلعہ ہے۔ ایک حصار ہے جو کنکورڈیا کی حفاظت کر رہا ہے۔ اس کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ مختلف زاویوں سے بالکل مختلف چوٹی لگتی ہے۔ اس کی کوئی ایک واضح شکل نہیں ہے ——اسے آپ جس موڈ میں دیکھیں یہ اسی موڈ میں ڈھل جاتی ہے اور اسے آپ

مختلف موسموں میں دیکھیں گے تو اس کا تاثر مختلف ہوگا۔ یہاں تک کہ اس کا منظر آپ کی جسمانی حالت کے مختلف ہونے سے بھی بدلتا ہے —— 1982ء میں نذیر صابر اور شیر خان نے رائن ہولڈ میسنر کے ہمراہ پہلے گشابرم II کو سر کیا اور پھر براڈ پیک کی چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ——

میسنر نے کنکورڈیا کی انہی چوٹیوں کے بارے میں کہا تھا —— "یہ بلند چوٹیاں مجھ پر ایک جنسی تاثر ڈالتی ہیں۔ ایک ایسے احساس کو جنم دیتی ہیں جو ذہن سے چلنے والے خیالات کی دھارے کے بجائے میرے بدن میں چلتا ہے ——"

دور ایک نامعلوم راستے پر عامر ایک بھوری بلندی پر چڑھ رہا تھا —— مشابرم کے دامن میں پھیلا برف سنگوں کا شہر پیچھے رہ گیا تھا ——

میں نے عامر کو دیکھا کہ وہ رک گیا ہے اور ہاتھ اٹھا کر دوسری جانب اشارہ کر رہا ہے —— یقیناً وہاں کنکورڈیا تھا جو اسے پہلی مرتبہ دکھائی دیا تھا۔

[illegible]

سے جسم ... راہیں کر دیا۔ وہ مجھے دیکھتے اور خیر مقدمی ... جان کر حیرت زدہ ہوتے پھر خوشی سے سر ہلاتے اور میں انہیں سلام کرنے میں پہل کرتا۔ وہ جواب میں وعلیکم السلام بھی کہتے اور گڈ مارننگ۔ ہیلو۔ ہاؤ آر یو اور ویری گڈ بھی کہہ جاتے .... وہ گزرتے جاتے ننگے پاؤں ... ٹوٹے ہوئے بوٹوں میں، چند ایک اچھے ہائیکنگ بوٹس میں —— سب کے سب ناکافی کپڑوں میں —— اور میں ان سے باتیں کرتا جاتا ——

"السلام علیکم —— کیا حال ہے؟"

"ٹھیک ہے صاب ——"

"ویری گڈ۔ ویری گڈ ——"

"کنکورڈیا کتنی دور ہے؟"

"نزدیک ہے ——"

"ادھر پیچھے ہے کنکورڈیا —— آپ افسر ہے؟"

"بیس کیمپ تک راستہ کیسا ہے؟"

UrduPhoto.com

"اچھا نہیں ہے —— آج ہمارا ایک ساتھی کریوس میں گرا ہے اور اس کا ٹانگ ٹوٹ گیا ہے ——"

آخری پورٹر گزرا تو میں پھر اپنے راستے پر آ گیا۔ بھوری اور گیلی بجری اور سنگریزوں کے بڑے بڑے ٹیلے جن پر برف کے ڈھیر دھوپ میں آنکھوں کو چندھیاتے تھے —— جب بھی میں اپنی سیاہ عینک اتار کر دیکھتا تو منظر کی چمک ناقابل برداشت ہوتی۔ آنکھ کے سامنے اور آس پاس جو کچھ تھا اس میں سفید برف نسبتاً زیادہ تھی۔

سامنے سے ایک غیر ملکی ٹریکر چلا آ رہا تھا۔ اس کے ہمراہ ایک بلتی گائیڈ تھا۔ یہ ٹریکر ذرا جھوم کر چلتا تھا اس لیے نہیں کہ اس پر بلندی کا اثر ہو چکا تھا بلکہ اس لیے کہ وہ عمر کے اس حصے میں تھا جس میں آل اولاد بابا جی کو اکیلے گھر سے باہر نہیں جانے دیتی کہ راستہ بھول کر کہیں اور نہ چلے جائیں یا کہیں فوت نہ ہو جائیں اور یہ والے بابا جی کنکورڈیا سے واپس آ رہے تھے۔

UrduPhoto.com

"بابا جی فوراً" رک گئے کیونکہ وہ بھی سانس درست کرنے کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے —— "ہیلو ——"

"کدھر سے آ رہے ہو؟"

"تمام راستے کنکورڈیا کو جاتے ہیں۔ میں بھی وہیں سے آ رہا ہوں —— اس بھوری پہاڑی کے دوسری جانب کنکورڈیا ہے —— تم دس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤ گے —— لیکن تم تو پاکستانی ہو؟"

"جی ہاں ——"

"آج ایک عجیب بات ہوئی ہے۔ میں کافی دن کنکورڈیا میں رہا ہوں لیکن وہاں کسی پاکستانی ٹریکر کو نہیں دیکھا۔ آج چلنے لگا ہوں تو وہاں ایک پاکستانی ملا ہے اور اب دس منٹ میں تم دوسرے پاکستانی ہو —— عجیب بات"

"عجیب بات یہ ہے کہ ابھی میرے بعد آپ کو چار اور پاکستان ٹریکر ملیں گے —— ہم ایک ہی گروپ ہیں —— آپ کیا کرتے ہیں؟"

"میں پولینڈ کی ایمبیسی میں سفارت دار ہوں اور پاکستانی پہاڑوں کا شیدائی ہوں——"

"دنیا کی پہلی خاتون جو کے ٹو کی چوٹی پر پہنچی تھی وہ بھی تو پولش ہے—— وانڈا....."

"ہاں ہماری وانڈا—— عجیب بات ہے کہ پولینڈ کے مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ بہتر کوہ پیما ہیں—— اور تمہاری مہم کا کیا نام ہے؟——"

"کے ٹو کہانی—— انگریزی میں آپ اسے سٹوری آف کے ٹو کہہ سکتے ہیں۔"

"ایک منٹ——" بابا جی نے ہاتھ اٹھا دیا—— "یہ تم نے پہلے کیا کہا تھا؟"

"کے ٹو کہانی——"

"کیا تم جانتے ہو کہ پولش زبان میں "کہانی" کا مطلب "مائی لو" ہوتا ہے—— ایک ایکسپی ڈیشن کا اس سے زیادہ خوبصورت نام نہیں ہو سکتا—— کے ٹو مائی لو——"

UrduPhoto.com

"خوبصورت—— عجیب——"

"تم جاؤ—— کنکورڈیا تمہارا منتظر ہے—— اور میں جانتا ہوں کوئی بھی میرا منتظر نہیں——"

وہ پولش بابا چلا گیا لیکن مجھے ہر شے بے معنی لگنے لگی—— جہاں میں کھڑا ہوں وہاں سے دس منٹ کے فاصلے پر دنیا کا عظیم ترین منظر کنکورڈیا ہے—— مجھے بہت زیادہ امید نہیں تھی کہ میں وہاں پہنچ جاؤں گا—— تھنکی میں کوروفون میں—— یہاں تک کہ پچھلی رات گورے میں—— یہ امید کم ہوتی چلی گئی تھی۔ میں اسی پر قناعت کر رہا تھا کہ کم از کم میں بالتورو پر چلا ہوں۔ میں پائیو پہنچ گیا ہوں۔ میں نے اردوکس کی سرسبز ڈھلوانیں دیکھ لی ہیں۔ میں اسی پر قناعت کر رہا تھا—— ایک ناموزوں جسم اور عمر کے ساتھ میں کنکورڈیا سے دس منٹ کے فاصلے پر تھا——

اور میں اب وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔ میں کنکورڈیا میں دلچسپی کھو چکا تھا۔ اگر دس منٹ کے بعد وہاں پہنچ جاتا ہوں تو کیا ہوگا—— کچھ بھی نہیں——

زندگی کی لایعنیت بدستور قائم رہے گی۔ میں وہاں پہنچ کر اس منظر کو دیکھ لوں گا تو زندگی کی ایک اور کشش کم ہو جائے گی ـــ

کئی لوگ ہوتے ہیں جو دستک دیتے رہتے ہیں اور جب دروازہ وا ہونے کا امکان ہوتا ہے تو چلے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے ـــ کیا سفر کی تیاری اور سفر ہی اصل ہے اور منزل ایک بہانہ ہے ـــ سفر کی تیاری کا ـــ راستے کی صعوبتوں اور خطرناکیوں کا ـــ جب منزل سامنے آ جاتی ہے تو انسان مایوس کیوں ہوتا ہے ـــ وہ کیوں دلچسپی کھو بیٹھتا ہے اور منزل کی طرف دو گام نہیں چلنا چاہتا۔

دس منٹ کے فاصلے پر کنکورڈیا ـــ تھرون روم آف ماؤنٹین گاڈز ـــ دنیا بھر کی چودہ بلند ترین چوٹیوں میں سے چار ـــ ہڈن پیک یا گشابرم I ، گشابرم II براڈ پیک اور کے ٹو ـــ دس منٹ کے فاصلے پر ایک ہی مقام پر ـــ اور مقام کنکورڈیا.... جہاں دنیا کے عظیم ترین گلیشیئر ایک دوسرے سے ملتے ہیں ـــ لوئر بالتورو ـــ گاڈون آسٹن ـــ جہاں بالتورو کا گمنامی نام کی چوٹی [illegible]

UrduPhoto.com

یہ سب بلندیاں اور برفیں اور دنیا کا سب سے بڑا منظر ـــ صرف دس منٹ کے فاصلے پر ـــ

میں چل رہا تھا لیکن خواہش میرا ساتھ چھوڑ چکی تھی ـــ دروازہ وا ہونے کو تھا اور میں واپس ہو جانا چاہتا تھا ـــ

اس بھوری بلندی سے پرے' جہاں عامر نے رک کر ہاتھ ہلایا تھا۔ برف اور بڑے بڑے پتھروں کے درمیان ایک سفید اگلو نظر آیا ـــ یہ آرمی کیمپ تھا ـــ پہلے مجھے وہاں پہنچنا تھا.... میں آہستہ آہستہ چلتا رہا۔

پونے دو بج رہے تھے جب میں اس اگلو کے قریب ہوا۔ سفید فائبر گلاس سے بنا ہوا منگول طرز کا ایک اگلو ـــ اس کے سامنے پتھروں کا ایک پلیٹ فارم تھا جس پر خالی کنستر اور کین ترتیب سے رکھے ہوئے تھے ـــ یہاں سرخ ٹریک سوٹ میں ملبوس ایک فوجی "جوان" ایک پرانی طرز کے ٹیلی فون کی ہتھی گھما رہا تھا اور اتنی بلند آواز میں محوِ گفتگو تھا کہ آس پاس کے پہاڑوں میں اس کی آواز سفر

کرتی تھی۔ اس کی آواز قدرے مخدوش سی تھی ——— بلکہ خاصی مخدوش تھی یعنی وہ ایک خاص لے میں بولتا تھا اور صرف تالی نہیں بجاتا تھا.... اس وقت گورے ون کے فوجی کیمپ کے ساتھ اس کا رابطہ تھا لیکن ٹیلی فون لائن چونکہ صرف ایک تھی اس لئے اس میں بار بار دوسرے کیمپوں کے آپریٹر بھی دخل اندازہو جاتے تھے....

"گورے ون ——— وے گورے ون ——— آواز نہیں آرہی تمہاری ٹھیک ہے ——— گورے ون.... نہ سپلائی روانہ ہوئی ہے کہ نہیں ——— اچار کی چار بوتلیں لکھائی ہیں ——— وہ ضروری بھیجنا ——— دفع دفع یہ درمیان میں کون آگیا ہے وے بھائی میں ناں گورے ون سے بات کررہا ہوں ——— بند کرو ——— بند کرو ——— گورے ون؟ ——— لو اب گورے ون دفع ہو گیا ہے ——— "اس نے پھر ہتھی گھما کر رابطے کی کوشش شروع کردی۔ میں سانس لینے کے لئے رکا ہوا تھا جب اس نے مجھے دیکھا۔ مجھے دیکھا تو فوراً" اٹھ کر میرے پاس آگیا "آؤ بھائی جی۔ کوئی چائے پانی پیش ...

"نہیں شکریہ ———"

"شکریہ ویہ ——— میں تو ادھر گوروں کو بھی چائے پانی بنا کر بھیجتا ہوں آپ تو اپنے گرائیں ہو ——— کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"لاہور کے ———"

"موجی میں سیالکوٹ کا ہوں ——— آجاؤ ——— لنگھ آؤ ———"

اس نے مجھے ایک خالی کنستروں کے صوفے پر بٹھایا اور اندر جا کر کل کا ایک جگ بنا کر لے آیا "بسم اللہ ———" اس نے ذرا انگ کر گلاس تھما دیا ——— اتنی دیر میں فون کی گھنٹی بجنے لگی ———

"ہاں جی ——— گورے ون" ——— تو بھائی صاحب اچار کی بوتلیں چار۔ سوئی دھاگہ.... پر دھاگہ کچا نہ بھیجنا یونیفارم کو ٹروپے لگانے ہیں ——— چائے کونسی بھیجو گے؟ ——— ناں ناں چار ڈبے کافی نہیں یہاں بڑی مہمانداری رہتی ہے ——— ابھی ابھی ایک سر آئے ہیں نیچے سے ——— اور ہاں اچار کی چار بوتلیں

UrduPhoto.com

مکس ہوں —— پچھلی بار مرچاں ہی مرچاں —— اوئے گورے ون.... پر توں کون ہیں؟ —— اوئے بند کر —— اوئے تیری میں ماں کی —— "اس مقام سے ان صاحب نے اعلیٰ ترین اور نہایت مفرح قسم کی پنجابی گالیوں کا ایک سلسلہ شروع کردیا.... اور یہ فی البدیہہ نہیں تھیں بلکہ ان کی باقاعدہ ریہرسل ہو چکی تھی —— ان میں ایک خاص توازن اور مخصوص پیچیدگیاں تھیں —— "اوئے تیری بہن کے نال میں کنکورڈیا میں —— اور یہ جو کے ٹو ہے ناں تو پورا کا پورا اس کی —— اوئے بکواس نہ کر میں تو تیری کنواری کی —— "اس سنہری گالی کے بعد یکدم اس نے میری طرف دیکھا اور مجھے مسکراتے دیکھا —— "اوئے تیرے ساتھ پھر میل ہوگا ابھی میرے مہمان آئے ہوئے ہیں.... تو اگر اپنے پیو کا ہے ناں تو دو گھنٹے بعد پھر فون کرنا —— میں انتظار کروں گا —— پھر میں تیری ناں نال دی کی —— کروں گا —— سلاما لیکم"

اس نے انرجائل کا جگ اٹھا کر میرا گلاس پھر بھر دیا ——

[illegible] —— پوچھا

"نہ جی نہ —— یہ تو کوئی اپنی ماں کا یار تھا ——"

"یقیناً ——" میں نے سر ہلایا۔

"سر جی ہماری لائن ایک ہے —— ادھر سیاچین والی طرف یہ ماں کے یار بیٹھے ہوئے ہیں.... خواہ مخواہ بھی آجاتے ہیں لائن میں.... پھر گالیاں دیتے ہیں ——"

"اور آپ ان کا جواب دیتے ہیں ——"

"بالکل جی —— ملک کی عزت بے عزتی کا سوال ہے.... ہم بھی ناں ایسی ایسی تول تول کر دیتے ہیں کہ یاد ہی کرتے ہیں —— ہم تو جی ملک پر جان قربان کردیں —— گالیوں میں ہم پیچھے رہتے ہیں؟.... ویسے سر جی آج میں ناں بہت خوش ہوں۔ ادھر پاکستانی تو آتا نہیں ہے —— فوجی آتے ہیں اور افسر ٹائپ لیکن جس طرح یہ گورے پاگلوں کی طرح پھرتے ہیں اس طرح کوئی پاکستانی پھرتا نہیں دیکھا تھا —— آپ ناں میرے سیالکوٹی بھائی ہیں کسی شے کی ضرورت ہو تو بس آپ نے حکم کرنا ہے —— اچھا بھائی جی آپ میں سے تارڑ صاحب کون ہے؟ ——"

"میرا نام تارڑ ہے——"

"اچھا؟—— آپ کو ایک صاحب ملنے آئے تھے آج صبح—— انہوں نے آ کر پوچھا کہ تارڑ صاحب آئے ہیں—— تو آپ نہیں آئے تھے تو وہ واپس چلے گئے۔"

"مجھے؟—— کوئی صاحب یہاں ملنے آئے تھے؟" حیرت سے میرا منہ کھل گیا۔

"آہو جی۔ گورے دن سے ڈاکٹر انعام بیگ آئے تھے۔ آپ کا پتہ کر کے واپس ہو گئے۔ میں ابھی ان کو فون کرتا ہوں۔ وہ کل پھر آئیں گے——"

اکرام بیگ کے بھائی اور جی ایم بیگ کے صاحبزادے ڈاکٹر انعام ان دنوں گورے دن میں تعینات تھے اور وہ خاص طور پر مجھے ملنے کے لئے ادھر آئے تھے —— میں اس برفانی وسعت میں بیگ خاندان کا بے حد شکر گزار ہوا کہ ان کے دلوں میں میرے لئے بے پناہ محبت تھی——

[illegible]

"آپ کن کو رڈیا میں ہی تو بیٹھے ہو——" گورے دن۔ گورے دن فوجی کہنے لگا۔

"سامنے جو گلیشیئر نہیں نظر آ رہے—— جلے پیلے—— یہی کن کو رڈیا ہے۔"

سامنے کوئی انوکھا یا الگ منظر تو نہ تھا—— کچھ فاصلے پر زرد اور نیلے ٹینٹ نظر آ رہے تھے۔

"لیکن کے ٹو کدھر ہے؟"

"وہ یہاں سے تو نہیں دکھائی دیتا سر جی—— وہ تو ادھر جاؤ گے تو نظر آئے گا—— پر پہلے چائے پی کر جانا—— آپ میرے سیالکوٹی بھائی ہو—— کے ٹو نے کہیں نہیں جانا۔ ادھر ہی رہنا ہے—— چائے پی کر جانا——" ٹیلی فون کی گھنٹی ایک تسلسل کے ساتھ پھر بجنے لگی۔ اس نے فوراً" اٹھا لیا——" ہاں جی—— اوئے تیری میں—— تو پھر آ گیا ہے بمن سے یار—— میں نے تجھے کہا تھا کہ ابھی

مہمان آئے ہوئے ہیں دو گھنٹے بعد کرنا ـــــ اچھا.... اچھا.... تجھ سے صبر نہیں ہو سکا ـــــ سواد آتا ہے ناں میری گالیاں سن کر ـــــ تو پھر میں ناں تیری ماں ـــــ"

میں اٹھا اور رک سیک کاندھے پر ڈال کر خیموں کی جانب چلنے لگا ـــــ کبھی کبھی سیالکوٹی کی آواز صاف سنائی دینے لگتی ـــــ اوئے یہ جو گشابرم ہے ناں پہاڑ تو یہ سارے کا سارا.... اور میں ناں تیری بہن کو لے کر جاؤں چوغولیزا پر ـــــ اور وہاں اس کے ساتھ چوغولیزا کروں.... اوئے ـــــ

UrduPhoto.com

”گوری ہو گوری —— اور کنکورڈیا کے سمندر میں میری کشتی“

پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا۔
اور اس گوری کو دیکھنے کے لئے میں نے کیا کیا کشٹ کاٹے تھے ——
میں کتنے سمندروں کا سینہ چیر کے صحراؤں کو عبور کر کے یہاں تک پہنچا تھا ——
چند لمحوں کے بعد یہ گوری میری آنکھوں کے سامنے ہوگی ——
گو [illegible]

UrduPhoto.com

ہمالیہ کے اندر کہیں اس کے درمیان میں وہاں ایک روایت ہے ایک بلند اور مقدس پہاڑ کے بارے میں —— اس کی چوٹی سے تمہارا سایہ نیچے زمین پر پڑتا ہے اور تم پر کھلتا ہے، تم پر آشکار ہوتا ہے کہ تمہاری موت کیسے ہوگی۔ تم کیسے اپنے آخری سفر پر جاؤ گے —— تم اپنے آپ کو ایسے دیکھتے ہو جیسے ایک خواب میں دیکھ رہے ہو —— ہمالیہ کے اندر —— ایک روایت ہے۔

میں ہمالیہ کے اندر پہنچ چکا تھا —— قراقرم کے دل میں چلتا تھا —— اور چند قدم کے فاصلے پر ایک بلند اور مقدس پہاڑ ہے جس کے بارے میں روایت ہے۔

مجھے کچھ فاصلے پر زرد اور نیلے خیمے نظر آتے تھے۔ ان سے ادھر برفوں اور پتھروں کے انباروں میں مترے پیک کے سائے میں میرا زرد اور نیلا خیمہ نصب ہو چکا تھا۔ وہاں خاصے لوگ تھے۔ غیر ملکی ٹریکر تھے۔ پورٹر تھے —— اور میرے خیمے کے نزدیک برف کا ایک مجسمہ تھا.... ایک سنو مین جو پچھلی برف باری کے بعد کسی کوہ نورد نے بنایا تھا اور وہ ابھی تک منجمد حالت میں کھڑا تھا —— سنو مین آف

کنکورڈیا —— وہاں خاصی رونق تھی لیکن میں اس سے تقریباً بے خبر تھا۔ میرا دھیان کہیں اور تھا —— ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھ پر ایک مایوسی اور ایک ڈیپریشن طاری ہوئے تھے —— میں منزل کے قریب پہنچ کر یکدم لاتعلق ہو گیا تھا۔ دلچسپی کھو بیٹھا تھا —— لیکن صورت حال بدل رہی تھی ——

میں گوری دیکھنا چاہتا تھا ——

کوہ نورد تو زائر ہوتے ہیں۔ گھر بار چھوڑتے ہیں جان جوکھوں میں ڈالتے ہیں تاکہ زیارت کر سکیں۔ اور زیارت اگر گوری کی ہو اور شاہ گوری کی ہو تو اس کے لئے صحرا تو عبور کرنے پڑتے ہیں ——

میں ایسے چل رہا تھا جیسے سامنے کنکورڈیا میں کوئی خیمہ نہیں۔ کوئی ذی روح نہیں —— میرے آگے پیچھے بھی کوئی نہیں —— صرف میں ہوں اور چند لمحوں میں شاہ گوری میرے سامنے ہوگی —— جب ایک یورپی باشندے نے مشابرم کے سامنے ایک پہاڑ کی چوٹی پر سے پہلی مرتبہ کے ٹو کو دیکھا تو ... اور اس کی طرف [illegible]

UrduPhoto.com

کنکورڈیا کی برفانی وسعتوں کو گھیرے ہوئے جو عظیم برف پوش بلندیاں ہیں ان کی ایک کشش ہے —— اور یہ کشش صرف اس وقت آپ کے بدن پر اثر انداز ہوتی ہے جب آپ ... پہنچ کر رک جاتے ہیں۔ رک جانا شرط ہے —— آپ پہلی بار جب کھڑے ہوتے ہیں تو بلندیاں اپنا کام دکھانا شروع کر دیتی ہیں۔ ان میں سے ایسی نامعلوم شعاعیں اور لہریں آتی ہیں جو آپ کے اندر ٹھہراؤ پیدا کرتی ہیں۔ آپ کو شانت کر دیتی ہیں۔ پھر دھیرے دھیرے آپ کو اس کی وسعت کا اندازہ ہونے لگتا ہے —— اور آپ اس کے رعب میں آجاتے ہیں.... کنکورڈیا میں ہم جتنا عرصہ ٹھہرے ہمیں اطمینان نہیں ہوا —— یہاں بے چینی سی رہتی ہے —— آپ بلندیوں سے ڈرے ڈرے رہتے ہیں۔ کبھی بھی ریلیکس نہیں کرتے۔ جس جگہ کو تھرون روم آف ماؤنٹین گاڈز کہا جائے وہاں آپ ریلیکس کس طرح کر سکتے ہیں۔

میرے خیمے کے باہر میرا رک سیک اور کچھ دوسرا سامان پڑا تھا۔ غلام میرا

انتظار کر رہا تھا——

"سر ہم پہنچ گئے——"

"ہاں——"

"سر۔ مبارک ہو——"

"تھینک یو—— تم اگر راستے میں اتنی زبردست فوڈ بنا کر نہ کھلاتے تو ہم کبھی بھی یہاں تک نہ پہنچتے——"

غلام اس کامپلیمنٹ پر خوش ہوا اور خوش ہو کر اپنا پسندیدہ لگڑبگڑ قہقہہ لگایا —— جو پورے کنکورڈیا میں دور دور تک گیا اور مجھے یقین ہے کہ کسی بلندی پر اس کے ارتعاش کے باعث کوئی چھوٹا موٹا ایوالانچ بھی آیا ہوگا——

"میں نے آپ کا ٹینٹ مترے پیک کے سائے میں اس جگہ لگایا ہے صاحب جہاں مسٹر صاحب نے اپنا ٹینٹ لگایا تھا——"

"شکریہ غلام—— اور غلام ذرا بتاؤ تو سہی کہ ہم کہاں ہیں"

[illegible] میں سننا چاہتا تھا کہ میں کہاں ہوں——

"صاحب آپ کنکورڈیا میں ہو——"

"اور ہمارے ارد گرد کیا ہے؟"

غلام مسکرایا۔ جان گیا کہ میں کیا چاہتا ہوں—— "صاحب خیمے کے اوپر مترے پیک اور یہاں سے ابھی نظر نہیں آرہی۔—— اس کے پیچھے چوغولیزا—— سامنے گشابرم کی تینوں چوٹیاں ہیں اور بڈن پیک نظر نہیں آتی—— اور سر ادھر ماربل پیک اور کرسٹل پیک—— اور ادھر گولڈن تھرون ہے صاحب——"

"اور——"

"اور بس صاحب——"

"اور کے ٹو کہاں ہے؟"

"وہ تو ابھی نظر نہیں آرہی صاحب——"

میں نے غلام کی طرف انتہائی قہر آلود نظروں سے دیکھا جیسے کے ٹو کی

پوشیدگی کا وہ ذمہ دار ہو——

"تھوڑی سی دکھائی دیتا ہے صاحب —— ادھر دیکھیں ——"

شاہ گوری نے اپنے روپ کی تھوڑی سی جھلک دکھائی ——

براڈ پیک اور ایک بھورے رنگ کی پہاڑی کے درمیان میں —— بھوری پہاڑی پر بادل کا سایہ تھا۔ کے ٹو کا ایک چھوٹا سا حصہ —— ایڑھی سے لے کر چوٹی تک کی ایک چھوٹی سی سفید چوڑائی ——

پہاڑی کی تاریک ڈھلوان کے ساتھ —— اوپر تک ایک برفانی پٹی —— اور اس پر بھی کہیں کہیں بادل ——

اور گوری —— کچھ تکلف میں شرمائے

یہ عجیب پوشیدگی تھی —— صاف چھپتے بھی نہیں ——

میں اس طرف چلنے لگا جہاں زرد خیموں کا ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو اس جگہ آباد تھا جہاں بالتورو کا اختتام ہوتا تھا۔ خیمے گلیشیئر کے ایک بلند کنارے پر ایستادہ تھے ——

UrduPhoto.com

اور اس طرح چلتے ہوئے میں اپنے بائیں جانب ہی دیکھتا تھا اور ٹھوکریں کھاتا تھا.... اور مسلسل ٹھوکریں کھاتا تھا کیونکہ اس جانب چلتے ہوئے بائیں جانب دیکھتے ہوئے سامنے میں کھڑی ہوئی پہاڑی دھیرے دھیرے چھپتی تھی اور شاہ گوری کی سفید ڈھلوان آگے آتی جاتی تھی —— وہاں اب بھی بادل تھے لیکن اس کی صورت چونکہ میرے اندر نقش تھی اس لئے اس کے ایک ایک حصے کو پہچانتا تھا۔

غلام نے کنکورڈیا کے آغاز میں ہی خیمے نصب کروا دیئے تھے —— کے ٹو تک یہاں پہنچ کر نمایاں ہوتا تھا.... خیمہ بستی میں بہت رونق تھی لیکن میں ابھی خوشگوار گفتگو کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا.... میں جس کے لئے آیا تھا صرف اس میں دلچسپی رکھتا تھا۔

کنکورڈیا کو اگر بلندی سے دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے جیسے بلند پہاڑوں کے درمیان میں سفید اور بھوری شاہراہیں ہیں —— جیسے ریسنگ ٹریک ہوتے ہیں —— میں بھی اسی خیال میں تھا کہ کنکورڈیا سے کے ٹو تک ایک بے حد وسیع اور چوڑی

شاہراہ جاتی ہے جس پر بے شک آپ جیپ کے ساتھ سفر کریں —— لیکن یہ تاثر سراسر غلط تھا —— ان پہاڑوں کے درمیان جو علاقے ہیں وہ سب کے سب اونچے نیچے دراڑوں اور کھائیوں سے بھرے ہوئے خطرناک گلیشئر ہیں۔ بھورے اور ہموار حصے بھی کھائیوں والے خوفناک گلیشئر ہیں۔ یہاں اس خیمہ بستی کے آگے بھی یہی عالم تھا —— گلیشئر یکدم نیچے جاتا تھا اور اس کے بعد اللہ ہی اللہ ——

کے ٹو کا بیشتر حصہ ابھی بادلوں میں گھرا ہوا تھا ——

ویسے کے ٹو کو دیکھ کر لطف نہیں آیا تھا —— میں نے اپنے آپ کو بہت ایکسائٹ کیا تھا کہ.... دنیا کا عظیم ترین پہاڑ اور دوسری بلند ترین چوٹی وغیرہ —— لیکن سچی بات ہے اس نے میری ریڑھ کی ہڈی کو خنک کر کے گردن تک ٹھنڈی چیونٹیاں محسوس نہیں کروائی تھیں —— انگریزی محاورے کے مطابق IT LEFT ME COLD —— اس نے مجھ میں حدت نہیں بھری تھی بلکہ سرد چھوڑ دیا تھا —— یہ میرے نزدیک آکر میرے بدن کا ایک حصہ نہیں بنا تھا —— ویسے میں ایسے بلند بلندیوں [illegible] کر کے تو ان میں سے فی الحال ایک تھا —— صرف اکیلا نہیں تھا.... جیسے ننگی پربت دیکھ وہ نانگا پربت پورے منظر پر محیط ہو جاتی ہے اور اگر سورج ڈھل رہا ہو تو جنگل کے اوپر آسمان گلابی ہو جاتا ہے —— راکا پوشی بھی منظر پر چھا جاتی ہے —— اور مٹ سے میٹرہارن بھی سب سے الگ اور ممتاز دکھائی دیتی ہے۔

لیکن یہاں کے ٹو بڑی مشکل میں ہے —— اگر براڈ پیک، گشابرم اور چوغولیزا کو نظر انداز کر بھی دیں تو کنکورڈیا کے وسیع گلیشئر منظر پر چھا جاتے ہیں۔

کے ٹو کو لارڈ آف قراقرم بھی کہا جاتا ہے —— یعنی قراقرم کا چوہدری —— لیکن اس کے آس پاس بھی کوئی کی کمین نہیں ہیں، وہ بھی حیثیت والے چوہدری ہیں.... ذرا چھوٹے سہی ——

میں نے چند تصویریں اتاریں اور اپنے خیموں کی طرف آ گیا جہاں اونچے نیچے پتھروں اور برف پر نیلی ترپالیں بچھی تھیں اور مہم کے ارکان کے چہرے برف کی چمک کے علاوہ بالآخر کنکورڈیا پہنچ جانے کی مسرت سے بھی دمکتے تھے —— اور

UrduPhoto.com

غلام گرم بھاپ دیتے نوڈل سوپ کے مگ سرو کر رہا تھا ——

"مائی لیڈر ——" شاہد صاحب بڑے اہتمام سے کھڑے ہو گئے۔ "ہم پہنچ گئے ہیں —— اور گریٹ کے ٹو ہمارے سامنے ہے ——"

"سامنے کہاں ہے یار ——"

"ابھی تو بادل ہیں بہرحال سامنے آ جائے گا —— تو مائی لیڈر تھینک یو۔"

چونکہ سردی بہت تھی اس لئے مہم کے ارکان نے صرف ہاتھ گرم کرنے کے لئے خوب زور زور سے تالیاں بجائیں ——

"اگر میں اپنے منصوبے کے تحت اکیلا اس سفر پر نکلتا تو یقیناً کوروفون سے ہی خوفزدہ ہو کر واپس چلا جاتا —— اگر میں یہاں ہوں —— تو آپ کی وجہ سے ہوں۔"

مزید تالیاں۔

اور غلام —— "غلام" جھک کر غور سے ہماری باتیں سن رہا تھا۔ "یار آپ نے میرا خیمہ غلط مقام پر لگایا ہے —— یہاں سے [illegible] موسم صاف بھی ہو گیا تو کے ٹو کی ایک چٹی سی نظر آتی ہے ——"

"ادھر اچھا ہے ناں ——"

"ادھر اچھا —— میں صاحب غلام [illegible] جہاں گوروں کے ٹینٹ ہیں ان کے قریب میں ایک ایسی جگہ دیکھ کر آیا ہوں جہاں سے کے ٹو ایسے نظر آتا ہے جیسے سگریٹ کی ڈبیا سامنے کھڑی ہو —— میں چاہتا ہوں کہ میں کل صبح جب خیمے کا پردہ اٹھاؤں تو سامنے شاہ گوری ہو —— پوری کی پوری ——"

"ٹھیک ہے ہم آپ کا ٹینٹ ادھر لے جاتا ہے لیکن رات کو آپ ادھر روئے گا ——"

"کیوں روئے گا؟"

"ادھر ہوا کا راستہ ہے ناں صاحب —— پہلا ہوا گولڈن تھرون سے چلتا ہے اور دوسرا چوغولیزا سے چلتا ہے اور تیسرا ہوا کے ٹو سے اتر کر آتا ہے اور چوتھا ہوا چین سے آتا ہے اور یہ سب ہوا گلیشیر پر چلتا آتا ہے اور کدھر آ کر ملتا ہے؟

۔۔۔ ادھر جدھر آپ کہتا ہے کہ ٹینٹ لگاؤ۔۔۔ لگا دوں؟"

اگر میں نے گورے تو میں وہ برفانی موت سے نزدیکی والی رات نہ گزاری ہوتی تو شائد میں فوراً" کہتا کہ غلام۔۔۔ شاہ گوری کے لئے ہم جان قربان کر دیں گے۔ لگا دو ٹینٹ۔۔۔ لیکن فوراً" جان قربان کر دینا اور بات ہوتی ہے اور منفی چودہ درجے میں پوری رات ٹھٹھرنا اور بات ہوتی ہے.... اور غلام جس قسم کی اندوہناک صورت حال بیان کر رہا تھا یہاں منفی چودہ سے کہیں نیچے جانے کا اندیشہ تھا۔۔۔ ویسے میرے ذہن میں ایک شک تھا کہ غلام اس صورت حال کو صرف اس لئے اندوہناک بنا رہا تھا کیونکہ وہ اپنا کچن قائم کر چکا ہے خیمے لگا چکا ہے اور اب اس موڈ میں نہیں ہے کہ سب کچھ سمیٹ کر ایک مرتبہ پھر ادھر صرف کے ٹو کے بہتر منظر کے لئے شفٹ کرے۔۔۔

"ریلیکس کریں چوہدری صاحب۔۔۔" ڈاکٹر عمر جو نیلی ترپال پر نیم دراز ہو کر بھی نہیں ... تھے باہر منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے وہیں نیم درازی میں بولے "لیکن ذرا کرسی ایک طرف کریں.... ذرا سر کو نیلی ترپال پہ ٹیک دیں باہر اور آپ کے اوپر جو بلندیاں جھکتی ہیں ان کا لطف لیں۔۔۔ آ جائیں"

اور میں بھی تھک چکا تھا۔ گورے کے بعد جب میں کنکورڈیا پہنچا ہوں تو آرام کرنے کی بجائے کے ٹو کے منظر کے لئے ادھر ادھر بھٹکتا رہا۔ یہ بھی خیال نہ رہا کہ آج سانس لینے میں واضح دشواری پیش آ رہی ہے یا چند قدم چلنے کے بعد سانس ذرا اوپر جاتا ہے اور مشکل سے نیچے آتا ہے تو یہ کنکورڈیا کی سولہ ہزار فٹ کی بلندی کا سبب ہے۔۔۔

نیلی ترپال کے نیچے ہر پتھر کا زاویہ طالع بیدار کا سا تھا جو رات بھر سونے نہیں دیتا۔۔۔ میں اس پر لیٹا تو اس انڈین فقیر کی طرح محسوس کیا جو کیلوں کے بستر پر لیٹتا ہے۔ لیکن۔۔۔ یہاں نیلی ترپال پر لیٹ کر جو کچھ مجھے دکھائی دیا اس کے لئے اس نوکیلی تکلیف کی کوئی حیثیت نہ تھی۔۔۔

برف کی ایک دنیا مجھ پر جھکنے لگی.... ایک سفید جہان کی بلندیاں جیسے اپنی جگہ چھوڑ کر مجھے دیکھنے کے لئے۔۔۔ جی ہاں میں انہیں نہیں دیکھتا تھا وہ مجھے دیکھنے

UrduPhoto.com

کے لئے آگے آ گئیں ——— وہ مجھ پر جھکتی جا رہی تھیں اور ان کے ساتھ ان کی چوٹیوں پر چلنے والی تیز ہواؤں کی صدا بھی میرے کانوں میں آتی تھی۔ وہاں جو برف کے طوفان اٹھ رہے تھے میں انھیں بھی محسوس کر رہا تھا ——— کنکورڈیا کا طلسم مجھ پر حاوی ہو رہا تھا ———

یہ وہی جزیرہ تھا جہاں سے سائرن جادوگرنیوں کے طلسمی گیت جنم لیتے ہیں۔ ادھر سے جو جہاز راں گزرتے ہیں انھیں خبردار تو کیا جاتا ہے کہ ان کے گیت نہ سننا ——— سنو گے تو رہ نہ سکو گے اور کشاں کشاں ادھر ہی جاؤ گے اور فنا کی جانب جاؤ گے ——— اور اس کے باوجود لوگ ادھر کا رخ کرتے ہیں.... ہم میں سے کتنے اوڈیسیس ہوتے ہیں جو ساتھیوں کے کانوں میں موم پگھلا کر اپنے آپ کو کشتی کے مستول سے باندھ لیتے ہیں تاکہ سائرن کے گیت سن کر بھی ادھر نہ جا سکیں ——— "ہمارے پاس آؤ اے شاندار اوڈیسیس کشتی روک دو اور آ جاؤ.... آؤ ہم تمہیں ان کارناموں کے گیت سنائیں جو تم نے ٹرائے کی دیواروں تلے سرانجام دیئے ——— کشتی ———

یہ تو درست ہے کہ اوڈیسیس نے کشتی نہ روکی اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بچا کر چلا گیا ——— لیکن یہ بھی درست ہے کہ سائرن کے طلسمی گیت سن کر چٹانوں والے جزیرے کا رخ کرنا اور پھر فنا ہو جانا بھی ایک ایسا تجربہ ہے جو اوڈیسیس نے مس کر دیا ——— جن کے چہرے خوبصورت ترین عورتوں کے ہوں اور دھڑ پرندوں کے اور جو پھولوں کے کھیتوں میں لیٹی خوبصورت گیت گا کر مسافروں کو مسحور کرتی ہیں ——— ان کے سحر میں گرفتار ہو جانے کا مزہ بھی تو الگ ہوتا ہے ———

مجھ پر غنودگی طاری ہو رہی تھی ——— میں اٹھا اور اپنے خیمے میں جا لیٹا ——— اور مجھے اپنا خیمہ ڈولتا ہوا محسوس ہوتا تھا ——— جیسے ایک کشتی ہو ——— اجنبی سمندر میں ہو.... اور ان پانیوں میں آ گئی ہو جہاں سائرن جادوگرنیوں کے گیت سنائی دیتے ہیں.... اور میں نے ان کی آواز پر کان دھرا ——— ان کے سحر میں مبتلا ہوا تو اس سفید جزیرے کی طرف آیا جو کنکورڈیا ہے ——— یہ بلندیاں ——— یہ برف

UrduPhoto.com

پوش چوٹیاں جن میں برفیلے طوفان سفید سفوف اڑاتے ہیں تو یہ وہی سائرن جادوگرنیاں ہیں جو کوہ نوردوں کو اپنے پاس بلاتی ہیں —— اور کئی بار فنا کر دیتی ہیں۔

اے شاندار اوڈیسیس کشتی روک لو —— اور میں نے کشتی روک دی تھی —— میں اس جزیرے میں پہنچ گیا تھا ——

کیا میں اس جزیرے میں سے فرار ہو کر گھر واپس پہنچ سکوں گا —— یا میرے بوٹوں کے تسمے کوئی اور کھولے گا ——

UrduPhoto.com

''کنکورڈیا میں شام''

پوری دنیا میں شام ہوتی ہے ——

لیکن کنکورڈیا کی ایک اپنی شام ہے —— گلیشئر اور بلندیاں اسے آگے بڑھ کر خوش آمدید کہتے ہیں چنانچہ وہ دہلیز پر کھڑی ہو کر انتظار نہیں کرتی —— فوراً آ جاتی ہے ——

میں باہر آیا تو ان پہاڑوں پر ہلکی سی روشنی تھی جہاں سے ہم گزرے تھے —— شگری زانگوز تھے جن پر چند بادل بجھنے والی آگ کی لپک لئے ہوئے تھے ——

[illegible]

پتھروں کی تاریکی —— برف کی سفیدی ان پتھروں پر کہیں کہیں اوپر چوٹیوں سے اترتی ہوئی —— دو خیمے —— ایک کی زردی —— دوسرے کی سرخی —— بس یہ چار رنگ باقی تھے اور ان کے علاوہ سردی کا رنگ تھا جو دکھائی نہ دیتا تھا۔

اور ہاں سنو مین آف کنکورڈیا ابھی تک وہیں تھا —— وہ قدرے جھکا ہوا تھا جیسے رک سیک اٹھا رکھا ہو ——

کچن ٹینٹ میں لالٹین روشن تھی۔

کنکورڈیا کے چوک کی جانب جو زرد خیمے تھے وہ اب ویران نظر آ رہے تھے جیسے ان کے مکین کہیں جا چکے ہوں —— یہ وقت ہی ایسا تھا کہ ہر کوئی پناہ تلاش کرتا تھا —— رفاقت چاہتا تھا۔ کنکورڈیا کے سفید جزیرے میں اکیلے آدمی کے لئے شام اچھی نہیں ہوتی.... مجھے یقین تھا کہ سب لوگ کچن ٹینٹ میں آگ کے گرد جمع تھے ——

میرے سامنے —— دیکھتے دیکھتے شام گہری ہو گئی —— پتھر جو ابھی الگ الگ

UrduPhoto.com

دکھائی دیتے تھے اپنا وجود کھو کر صرف تاریک ہونے لگے——

میرے خیمے سے سنومین صرف چند قدم کے فاصلے پر تھا—— وہ میرا ہمسایہ تھا.... میں اس کی جانب چلنے لگا——

گورے جیسا ٹھہراؤ تھا—— ایک سرد سکوت جس میں جو شے حرکت کرتی ہے وہ جیسے برف کی پتلی چادر کو توڑتی ہوئی چلتی ہے——

کسی نے بہت محنت کے ساتھ اور شائد کسی شکل کو ذہن میں رکھ کر برف کا یہ آدمی بنایا تھا—— وہ تقریباً" میرے قد کا تھا۔ دن کی دھوپ میں وہ تھوڑا سا پگھلا تھا اس لئے وہ بدوضع ہو رہا تھا۔ میں ایک نوکیلا پتھر اٹھا کر اس کے خدوخال کھرچنے لگا—— اس کی ناک بہت بھدی ہو رہی تھی۔ پھر مجھے اس سنومین کا خیال آیا جو میں نے مانچسٹر میں اپنی یادداشت کی پہلی بھاری برفباری کے بعد اپنے گھر کے صحن میں بنایا تھا—— یا پھر جب ہم سوات میں مالم جبہ کے مقام پر گئے تھے تو [illegible] ہم سب [illegible]

کیا یہ واقعی سنومین تھا—— یا کوئی مسافر——

کوئی مسافر جو سفید جزیرے کے سحر میں مبتلا ہو کر اپنی کشتی ادھر لے آیا اور بلندی کی جادوگرنیوں نے اسے [illegible] کر دیا۔

میں نے دو گول پتھر اس کی آنکھوں کی جگہ لگائے اور ایک تیز سا پتھر منہ کی جگہ تو وہ—— اندھیرے میں دیکھنے لگا—— مسکرانے لگا—— اور میں تھوڑا سا حیران ہوا کہ وہ دیکھتا تھا تو اس کی جانب دیکھتا تھا جہاں سیاہ پہاڑ کے ڈھلوان کناروں پر شاہ گوری کا آنچل ابھی تک دکھائی دیتا تھا——

جو دیکھے گا وہ پتھر ہو جائے گا—— یا پھر برف ہو جائے گا۔

یقیناً ایک ایسا کوہ نورد جو شاہ گوری کے عشق میں مبتلا ہوا اور برف ہوا۔

نیلی ترپال کے نیچے لالٹین جلتی تھی۔ اس کی روشنی دور تک نہیں جاتی تھی —— ہر انسان کے اندر—— جب وہ غاروں میں رہتا تھا—— ویرانوں میں تھا—— تب سے ایک قطب نما ہے—— وہ جہاں کہیں بھی ہو اسے گھر کی سمت کا اندازہ

ہو جاتا ہے ——— عظیم سمندروں میں بھٹکنے والے تنہا کشتی ران کئی بار اسی اندر کے قطب نما کی مدد سے ساحل پر پہنچ جاتے ہیں۔ اسی لئے انسان جب کبھی سفر پر نکلتا ہے اور تنہا ہوتا ہے تو فوراً "اپنے آپ سے پوچھتا ہے کہ میں کہاں ہوں؟ ——— وہ اپنی سمت کا اندازہ کرنا چاہتا ہے ——— اور جب وہ جان جاتا ہے کہ وہ کہاں ہے تو اسے اطمینان ہو جاتا ہے ———

کنکورڈیا کی گہری تاریک شام میں صرف سنو مین کی رفاقت تھی جب میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ میں کہاں ہوں؟ ———

اور میں گھر سے بہت دور تھا ———

میں لاہور سے ——— بلتوق ——— [illegible] سے بہت دور تھا۔ ان کے اور میرے درمیان بے شمار پڑاؤ تھے۔ اور فاصلے ایسے تھے جو صرف صبح سے لے کر شام تک پیدل چل کر ہی ختم ہوتے تھے ——— گورے ——— اردوکس ——— کھابرے ——— [illegible] ——— کوروفون ——— اسکولے ——— گردو ——— اسلام آباد ——— لاہور..... [illegible] ..... ان کے درمیان جو دراڑیں اور کھائیاں اور چٹانی بلندیاں تھیں وہ بھی کم نہیں ہو سکتی تھیں..... شاہ گوری کا ایک رخ میری طرف تھا اور دوسرا چین کی جانب تھا ———

میں دنیا کے آخری [illegible] پہنچ چکا تھا

میں دنیا کی تنہا ترین جگہ سے خوشی لینے آیا تھا۔

اور میں گھر سے بہت دور تھا ———

اگر وہاں کچھ ہو جائے تو مجھے پتہ نہیں چلے گا ——— اگر مجھے کچھ ہو جائے تو انہیں بہت دیر میں پتہ چلے گا ———

میں نے سنو مین آف کنکورڈیا ——— کی جانب دیکھا ——— وہ مسکرا رہا تھا۔

"غلام بابا ——— یار آج تو فیوناشن کھلا دے ——— "ڈاکٹر صاحب غلام کے گھٹنے کو تھپک رہے تھے۔ "آج ہم کنکورڈیا پہنچے ہیں۔ کچھ تو سیلی برشن ہونی چاہئے۔"

"آج تو میں نے آلو قیمہ پکایا ہے صاحب ———" غلام نے پریشر ککر کے اوپر

UrduPhoto.com

ذوئی بجائی "اور آلو قیمہ کے ساتھ اگر فش کھائے گا تو ڈائریا ہو جائے گا——"

"ہو جائے——" ڈاکٹر صاحب کھلکھلا کر ہنسے "میں بعد میں علاج کر لوں گا لیکن—— آج ٹیونا فش ضرور کھاؤں گا——"

"میں آپ کو نوڈل سوپ پلاتا ہوں——" غلام نے ٹیونا بچانے کی ایک اور کوشش کی۔

"یہ دیکھو——" میاں صاحب نے ہاتھ جوڑ کر کہا "اس ٹرپ میں تم نے اتنا نوڈل سوپ پلایا ہے کہ اب تو نتھنوں سے نوڈل نکلنے لگے ہیں—— ناں—— نو نوڈل سوپ——"

"تو صبح ناشتے میں آپ کو ٹیونا سینڈوچ کھلاؤں گا—— ٹھیک ہے؟" غلام نے ایک اور پیشکش کی۔

غلام——" ڈاکٹر صاحب نے انگلی کھڑی کر کے کہا "وعدہ کرو کہ تم مجھے کل صبح ٹیونا فش کا سینڈوچ کھلاؤ گے؟"

[illegible]

ٹینٹ میں نیلی ترپال کے نیچے ہم کپڑے ہو کر بیٹھے تھے اور ہمارے ہاتھ ادھر تھے جدھر سٹوو جل رہا تھا۔ باہر تشویش ناک حد تک خاموشی تھی—— کوئی سرسراہٹ—— ہوا کا—— کوئی آواز نہ تھی—— صرف ہمارے سٹوو کے شعلے کی لپک کی گراری سی چل رہی تھی—— سردی تھی لیکن گورے سے کہیں کم تھی—— شاید نقطہ انجماد سے صرف دس بارہ درجے نیچے—— اور ہم اس میں خاصے خوشگوار محسوس کر رہے تھے۔ یوں بھی ہم خوش قسمت رہے تھے—— یہاں پہنچنے پر ہمیں بتایا گیا تھا کہ پورے کنکورڈیا میں بائیس روز تک مسلسل موسم خراب رہا تھا—— تیز ہوائیں بارشیں اور برف باری—— صرف تین روز پیشتر بادل کم ہوئے تھے اور موسم بہتر ہوا تھا—— ہم سب کے ذہنوں میں ایک خواہش تھی کہ ایک سوال تھا—— اور یہ خواہش اس لمحے پیدا ہوئی تھی جس لمحے میں ہم نے کنکورڈیا میں قدم رکھا تھا—— ہمیں علم تھا کہ یہ سفر کا اختتام ہے.... اور جب اختتام ہوتا ہے تو واپسی کا سفر شروع ہو جاتا ہے—— ہم جاننا چاہتے تھے کہ واپسی

کب ہو گی — بلندی کے اثر کے علاوہ واپسی کی بے چینی بھی ہمیں بے آرام کرتی تھی —

"جی تو ڈاکٹر صاحب — کل کا کیا پروگرام ہے؟"

"جو نیت امام کی چوہدری صاحب — آپ بتائیں —"

"مہم کے آغاز میں فیصلہ تو یہی ہوا تھا کہ ہم کے ٹو کے بیس کیمپ تک جائیں گے — بے شک کنکورڈیا سے آنا جانا کرلیں لیکن جائیں گے ضرور —"

"میں تو نہیں جاؤں گا جی — " عامر کہنے لگا "میری طبیعت ٹھیک نہیں — میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا —"

"کسی بھی ٹیم ممبر کو چھوڑ کر ہم آگے تو نہیں جا سکتے — " شاہد صاحب کہنے لگے۔

"نہیں آپ بے شک ہو آئیں — " عامر بولا "میں آپ کو نہیں روکتا — ایک ٹینٹ میرے لئے چھوڑ جائیں میں آرام کرلوں گا —"

"[illegible] بہتر ہے —"

"دیکھیں جی میرا تو بہت جی چاہتا ہے آگے جانے کو — یہ سامنے ہی تو ہے — کیوں غلام ہم صبح جا کر شام تک واپس آسکتے ہیں؟"

"میرا خیال ہے تک آسکتے ہیں —"

"تم بیس کیمپ تک گئے ہو ناں؟"

غلام ذرا جھجکا "گیا تو نہیں — لیکن لے جاؤں گا صاحب —"

"میں نے آج جو معلومات جمع کی ہیں ان کے مطابق — کے ٹو بیس کیمپ یہاں سے ایک دن کا سفر ہے۔ راستے میں بہت دراڑیں ہیں اور رسے کے بغیر چلنا دانش مندی نہیں ہے —"

"چھوڑیں چوہدری صاحب — " ڈاکٹر صاحب مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولے "اللہ کے فضل سے یہاں تک خیر خیریت سے پہنچ گئے ہیں — صرف بیس کیمپ کو ہاتھ لگانے کے لئے کوئی رسک نہیں لینا چاہئے — یہاں اگر کسی کو بھی کچھ ہو جاتا ہے تو آپ کو ہی ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا — ایک دو دن یہاں آرام

UrduPhoto.com

کرتے ہیں۔ کنکورڈیا میں گھومتے ہیں اور پھر واپس چلتے ہیں ——"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم لوگ کل صبح ناشتے کے بعد کے ٹو کی جانب روانہ ہو جائیں؟ —— کچھ نہیں تو براڈ پیک کے بیس کیمپ تک ہی پہنچ جائیں اور پھر شام تک واپس آ جائیں —— اور اگر راستے میں کہیں بھی کوئی خطرناک مقام آ جائے تو بالکل اسے عبور کرنے کی کوشش نہ کریں اور وہیں سے واپس آ جائیں۔"

"ہاں یہ ہو سکتا ہے ——" مرزا صاحب بولے "جس کی مرضی ہو وہ چلے باقی لوگ یہاں آرام کریں ——"

"ہاں آں ——" غلام کو شائد کچھ یاد آ گیا "وحید پورٹر آپ کے ساتھ جائے گا صاحب —— وہ بیس کیمپ کا راستہ جانتا ہے ——"

"تو کل صبح ناشتے کے بعد کے ٹو کی جانب روانگی —— جہاں تک جا سکے وہاں تک اور پھر واپسی ——"

غلام کھانا سرو کرنے لگا —— کہتے ہیں بلندی پر بھوک مٹ جاتی ہے لیکن ہمارے [illegible] ختم تو نہیں ہو گیا —— روٹیاں ابھی ہیں یا غلام کو کہیں کہ ابھی سے دوبارہ آٹا گوندھنا شروع کر دے —— کھانے کے بعد مکسڈ فروٹ کی سویٹ ڈش سامنے آئی سامنے آئی اور غائب ہو گئی۔

پھر کافی اور بہت گرم کافی اور اس کی تیز بھاپ اور گاڑھی مہک۔

"چوہدری صاحب ——"

"جناب خان صاحب ——"

"اب میں پوری ٹیم کی جانب سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں ——" ڈاکٹر صاحب پتہ نہیں کیوں قدرے سنجیدہ نظر آنے لگے۔

"جی فرمایئے ——"

"واپسی کے بارے میں ٹیم کو ذرا تشویش ہے —— آپ تو رکشے پر بیٹھ کر چلے جائیں گے ہم کیا کریں گے؟؟"

یہ رکشا کیا تھا؟

UrduPhoto.com

اس نے کہاں سے آنا تھا ——

اور اس پر بیٹھ کر میں نے کہاں چلے جانا تھا ——

یہ وہ مقام ہے جہاں مجھے ان سوالوں کے پس منظر کے بارے میں آپ سے ——یعنی پڑھنے والے سے کچھ کہنا ہے ——

جن دنوں کنکورڈیا مہم کی منصوبہ بندی جاری تھی میں نے ٹیم کے تمام ممبران کی خدمت میں بصد ادب گزارش کی تھی کہ یہ بندۂ ناچیز حقیر پُرتقصیر چونکہ آپ سب سے برسوں سینئر ہے اور عناصر میں اعتدال کہاں ہے اور قویٰ مضمحل ہو رہے ہیں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو یہ بندہ کنکورڈیا سے واپسی کے لئے اپنی شہرت کا جائز اور ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے اور تگ و دو کر کے اگر ممکن ہو سکے تو —— ہیلی کاپٹر پر سکردو واپس آ جائے .... اگرچہ امید کم ہے لیکن آپ اجازت دے دیں تو کوشش میں کیا حرج ہے —— میری اس گزارش پر تمام ممبران نے فوراً فوراً آنکھوں میں آنسو بھر کر گلوگیر ہو کر یہ کہا تھا کہ تارڑ صاحب ہم کوئی بیوقوف [illegible] جائیں تو ہمیں بے پناہ خوشی ہو گی بلکہ ہم شادیانے وغیرہ بجائیں گے —— نزدیک ترین چوٹی پر چڑھ کر —— جی ہاں مسرت کے شادیانے —— آپ کوشش کریں۔

چنانچہ سکردو میں —— گورے میں —— یہاں کنکورڈیا میں —— میں نے ادھر ادھر فون پر —— زبانی کلامی —— کنڈیاں کھٹکائی تھیں کہ —— میں قوم کا سرمایہ ہوں —— مجھے کنکورڈیا سے نکال لیجئے گا ورنہ یہ سرمایہ وہیں منجمد ہو جائے گا —— ابھی تک تو ردعمل کچھ اسی قسم کا تھا کہ ٹھیک ہے جس قسم کے سرمائے آپ ہیں یہ منجمد ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ کنکورڈیا کے راستے میں ہر منزل پر —— ہر صبح —— ہر شام —— پوری ٹیم مجھے یقین دلاتی کہ اگر میں ہیلی کاپٹر پر واپس آ جاتا ہوں تو وہ بالکل مائنڈ نہیں کریں گے بلکہ جونہی بالتورو کے اوپر کسی ہیلی کاپٹر کی ٹھک ٹھک سنائی دیتی تو ٹیم خیموں میں سے نکل کر نعرے لگانے لگتی کہ وہ گیا تارڑ صاحب کا رکشا —— تارڑ صاحب کا رکشا —— جی ہاں کے ٹو کا رکشہ تو میں نے اس لئے لکھا تھا کہ میں یہ راز افشا نہیں کرنا چاہتا تھا ——

UrduPhoto.com

تو آج کنکورڈیا میں ہماری پہلی رات تھی اور کچن ٹینٹ کی آسودگی میں ڈاکٹر صاحب نے مجھے پوری ٹیم کی تشویش سے آگاہ کیا تھا کہ اگر میں رکشے پر بیٹھ کر چلا جاتا ہوں تو پھر وہ کیا کریں گے ——

"خان صاحب ابھی تک کوئی امید نظر نہیں آئی —— میں انشاء اللہ آپ سب کے ساتھ ہی پیدل مارچ کرتا ہوا سکردو پہنچوں گا ——"

"نہیں جی —— ہم فرض کر لیتے ہیں کہ آپ کا کوئی بندوبست ہو جائے گا —— جس محبت سے آرمی والے آپ سے ملتے ہیں اس سے ہمیں بہت سارے خدشات ہیں —— تو جناب اگر آپ کا بندوبست ہو جاتا ہے تو ہم کیا کریں گے ——"

"آپ —— آپ اسی طرح یوسف اور غلام کے ہمراہ بالتورو پر سفر کرتے ہوئے سکردو آ جائیے گا۔"

"جی نہیں —— ہم آپ کے بغیر سفر نہیں کریں گے ——"

"کیوں؟"

"[illegible] ہیلی کاپٹر پر نہیں جانے دیں گے —— یہ پوری ٹیم کا فیصلہ ہے ——"

"اور ہاں لیڈر —— "شاہد صاحب کھانے اور مؤدب ہو کر کھانسے "اگر آپ نے ہیلی کاپٹر پر سوار ہونے کی کوشش کی تو ہم آپ کی ٹانگ کھینچ کر آپ کو نیچے اتار لیں گے —— یہ بھی پوری ٹیم کا فیصلہ ہے ——"

"یہ تو بڑی کمینگی ہے —— "میں نے غصے سے کہا۔

"نہیں —— چھوٹی کمینگی ہے —— بڑی نہیں —— ڈاکٹر صاحب اپنی بڑھی ہوئی داڑھی کو کھجا کر مزے کر رہے تھے "ٹیم کا فیصلہ ہے ——"

"چونکہ ابھی تک کسی طرف سے بھی کوئی اشارہ نہیں ملا اس لئے ٹیم کو انشاء اللہ میری ٹانگ کھینچنے کا موقع نہیں ملے گا —— ویسے ٹیم ذرا یہ تو بتائے کہ ہر منزل پر۔ ہر پڑاؤ میں مجھے یقین دلایا گیا تھا کہ اگر واپسی کے لئے ہیلی کاپٹر کا بندوبست ہو جاتا ہے تو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا بلکہ مسرتوں کے شادیانے بجائے جائیں گے —— کیا یہ کنکورڈیا کی بلندی کا اثر ہے کہ یہاں پہنچ کر ٹیم فوری طور پر

ٹکر گئی ہے اور انتہائی ڈھٹائی سے میری ــــ یعنی لیڈر محترم کی ٹانگ کھینچنے کا ارادہ رکھتی ہے۔"

"ٹیم دراصل اداس ہو گئی ہے ــــ" عامر بہت متانت سے بولا۔

"ٹیم کا کوئی بھی ممبر الگ ہو جائے تو وہ ٹیم نہیں رہتی۔ الگ الگ ناموں والے مختلف لوگ رہ جاتے ہیں۔ اگر آپ چلے جاتے ہیں تو ہم بھی الگ الگ ہو جائیں گے۔" مرزا صاحب کہہ رہے تھے۔

"اور آپ یہاں کنکورڈیا پہنچ کر اس نتیجے پر پہنچے ہیں؟"

"چوہدری صاحب ــــ عامر نے درست کہا ہے کہ ہم پہلے تو منزل کی جانب سفر میں تھے اور خواہش کی تھی کہ کنکورڈیا ہماری آنکھوں کے سامنے آجائے۔ اور جب اسے دیکھ لیا تو یکدم واپسی کی اداسی شروع ہو گئی ---- اس واپسی میں اگر آپ ساتھ نہیں ہوں گے تو ہم بہت بکھرے ہوئے سے اور دل گرفتہ چلیں گے اور ہمارے اندر دراڑوں اور کھائیوں کا خوف زیادہ ہو گا ــــ"

[illegible]

UrduPhoto.com

غلام نے نیلی ترپال اٹھا کر باہر دیکھا اور کسی کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

نیلی یونیفارم جیکٹ اور نیلی پی کیپ اور سنہری مونچھوں والا ایک دراز قامت نوجوان جھکتا ہوا اندر آ گیا۔ ہم نے ادھر ادھر کھسک کر اس کے لئے جگہ بنائی اور وہ اطمینان سے بیٹھ گیا ــــ پھر اس نے ہم سب کی طرف دیکھا اور میری طرف ہاتھ بڑھا دیا "میرا نام کیپٹن اقبال نیازی ہے ــــ میں اپنے ساتھیوں سمیت ایچ اے پوسٹنگ پر اوپر جا رہا ہوں ــــ سگنل کے جوان سے آپ کی آمد کا پتہ چلا تو ملنے چلا آیا ــــ"

میں نے اس سفید رنگت اور نیلی آنکھوں والے نیازی کو دیکھا جو اوپر جا رہا تھا۔

کیا وہ اپنے دو ماہ پورے کرنے کے بعد نیچے آئے گا ــــ یا اسے نیچے لایا جائے گا ــــ اس بلند پوسٹ پر جو نوجوان پوسٹنگ پر جاتے تھے ان کی واپسی کا امکان زیادہ نہیں ہوتا تھا ــــ

دنیا کے بلند ترین محاذ پر دو قومیں برف اور اپنی انا سے جنگ کر رہی تھیں۔
ایک بیوقوف نے یہ جنگ شروع کی تھی اور دوسرے کو بھی اس بیوقوفی میں مجبوراً شامل ہونا پڑا تھا۔

ایک بار اتفاقاً مصور سعید اختر کے ہمراہ اس وقت کے کمانڈر انچیف جنرل مرزا اسلم بیگ سے ملاقات ہو گئی——

"تارڑ صاحب آپ کو سیاچین جانا چاہئے —— ہم بندوبست کر دیں گے —— آپ جا کر دیکھیں کہ ہمارے جوان کن حالات میں دشمن کے سامنے سینہ سپر ہیں—— اور واپسی پر سیاچین کی روداد تحریر کیجئے——"

"مجھے یہ جنگ اچھی نہیں لگتی سر—— میں جو کچھ لکھوں گا شاید وہ آپ کو اچھا نہ لگے——"

"نہیں—— آپ جو کچھ بھی لکھیں گے ہمیں اچھا لگے گا——" جنرل صاحب کی مسکراہٹ بے حد دھیمی تھی۔

[illegible]

—— شاید میری حب الوطنی پر شک کیا جاتا—— اگر ہندوستان نے چپ چاپ ہمارے بلند علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا تو یہ کس کی بھول تھی؟—— میں تو نہیں تھی —— ان بیٹوں اور جوانوں کی بھی نہیں تھی جو برف اور بلندی سے لڑتے ہوئے اپاہج ہو جاتے ہیں یا گلیشیئرز میں دب جاتے ہیں—— ان کی بھی نہیں جو کہتے تھے کہ سیاچین ویران علاقہ ہے وہاں تو گھاس کا ایک تنکا بھی نہیں اگتا——؟

کنکورڈیا سے واپسی پر لاہور میں ایڈونچر ٹورازم کے حوالے سے پانا کانفرنس منعقد ہوئی—— ایک ڈنر کے دوران کے ٹو پر قدم رکھنے والا پہلا پاکستانی اشرف امان مجھے ایک طرف لے گیا "تارڑ صاحب —— آپ اس مضبوط جسم کے کم بالوں والے شخص کو دیکھ رہے ہیں—— یہ نریندر کمار ہے —— ہندوستان کا مشہور کوہ پیما ہے —— یہ دو ماہ تک سیاچین کے علاقے میں گھومتا تھا—— نقشے بنائے تھے اور پھر ہندوستانی فوج انہی نقشوں کی مدد سے سیاچین میں آئی تھی—— کہا جاتا ہے کہ آپریشن کے دوران یہ شخص انڈین آرمی کے ہیڈ کوارٹرز میں موجود تھا——

اسے پورا ہندوستان سیاچین کے حوالے سے جانتا ہے اور ہیرو مانتا ہے ــــ انٹیلی جنس کا آدمی ہے ــــ"

"تو پھر یہ یہاں ــــ پاکستان میں کیا کر رہا ہے ــــ"

اشرف نے کندھے سکیڑ دیئے۔

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں ــــ"

نریندر کمار ساٹھ کے لگ بھگ تھا اور اس کی نظروں میں میرے لئے شک ہی شک تھا۔

"میں نے کوہ پیمائی پر کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کو بھجواؤں گا ــــ میرے ساتھ بے شک پنجابی میں بات کریں میں جہلم کا رہنے والا ہوں اور ابتدائی تعلیم ایک مولوی صاحب سے حاصل کی تھی ــــ"

کانفرنس کے بعد مندوبین کو ایئر سفاری پر لے جایا گیا ــــ

پی آئی اے کا بوئنگ بہت آہستگی سے کم رفتار پر اڑان کرتا ہے ــــ نانگا پربت [illegible] میں نے ایئر سفاری کے دوران پائیو۔ ٹرانگو ٹاورز۔ اردوکس اور کنکورڈیا کو سلیٹ کیا۔ برالڈو کو محسوس کیا۔ اور اوپر سے بالتورو اور سیاچین بھی دکھائی دیتے ہیں۔

UrduPhoto.com

اور اس ایئر سفاری پر نریندر کمار کو بھی لے جایا گیا ــــ کرنل (ریٹائرڈ) نریندر کمار ــــ اس نے جو کچھ زمین پر دیکھ کر رپورٹیں مرتب کی تھیں اب اسے ایئر سے بھی دکھا دیا گیا ــــ تو یہ کس کی بھول تھی؟

میری تو نہیں تھی ــــ

اس نیلی آنکھوں والے نیازی کی بھی نہیں تھی جو کنکورڈیا کی برف زدہ شام میں ہمارے کچن ٹینٹ میں داخل ہوا تھا۔

کنکورڈیا کی رات ــــ

کنکورڈیا کی بلندی ــــ

اس رات اور اس بلندی نے مجھ پر مہربانی ــــ اس نے گورے کی طرح

مجھے زندہ درگور کرنے کی کوشش نہیں کی۔

برفیلی ٹھنڈک قابل برداشت تھی۔

اگرچہ میں ایک سرد خانے میں تھا لیکن سانس دشواری سے ہی سہی ــــ لے سکتا تھا ---- ایک اور سرد خانہ میرے وہم اور گمان اور پلکوں میں سے گم ہوتی نیند میں تھا ــــ کسی ہسپتال کا مردہ خانہ ــــ ایک سرد خانہ جس میں ایک بوڑھے باپ کی لاش دھری تھی اور اسے اپنے بیٹے کا انتظار تھا۔

یہ سرد خانہ بہت دور اطالیہ میں تھا۔ روم کے کسی ہسپتال میں تھا ---- جہاں باپ تھا ---- اور بیٹا یہاں تھا ــــ کنکورڈیا کے سرد خانے میں ــــ

ان دونوں کا ملاپ کیسے ہو گا ــــ

رات آرمی پوسٹ کے فون پر سکردو سے اطلاع آئی تھی ــــ ایک اطالوی کوہ پیما جو اس وقت کے ٹو بیس کیمپ میں اپنی مہم کے ساتھ تھا ــــ اس کے والد کا انتقال ہو گیا تھا ــــ روم میں ــــ والد نے مرتے ہوئے کہا تھا کہ میرے [illegible] میری آخری خواہش ہے ــــ

کوہ پیما کو اطلاع کر دی گئی تھی۔

وہ صبح کنکورڈیا آ رہا تھا ــــ اور اس کی درخواست پر ایک ہیلی کاپٹر اسے لینے کے لئے کنکورڈیا آئے گا ــــ

روم کے سرد خانے میں باپ منتظر ہے ــــ

کنکورڈیا کے سرد خانے میں بیٹا منتظر ہو گا ــــ ہیلی کاپٹر کی آواز کا ــــ کل صبح ــــ ہمالیہ کے اندر ایک روایت ہے ــــ

ایک بلند اور مقدس پہاڑ کے بارے میں ــــ

تمہاری موت کیسے ہو گی ــــ تم کیسے اپنے آخری سفر پر جاؤ گے ــــ تم اپنے آپ کو ایسے دیکھتے ہو جیسے ایک خواب میں دیکھ رہے ہو ــــ ہمالیہ کے اندر۔

کے ٹو کی برفوں میں دنیا کے بہترین کوہ پیما اور پورٹر دفن ہیں ــــ برف پگھلتی ہے تو وہ نظر آ جاتے ہیں ــــ

UrduPhoto.com

ان میں لشکر خان کا قصہ بہت مشہور ہے اور میں یہ قصہ بیان کر چکا ہوں۔
صرف اس کا چہرہ ترپال سے باہر ہے۔
اس کی موت کو چودہ برس ہو چکے۔
اب بھی کسی نہ کسی کوہ پیما کو لشکر خان نظر آ جاتا ہے۔
صرف اس کا چہرہ اب قدرے سیاہی مائل ہے——

کرٹ ڈمبرگر جس نے نانگا پربت کو پہلی بار سر کرنے والے جرمن ہرمن بوہل کے ہمراہ براڈپیک کو سر کیا تھا—— اس کی عزیز ترین ساتھی کوہ پیما جولی کے ٹو کی کسی ڈھلوان پر شائد ابھی تک نصب خیمے میں مردہ اور منجمد پڑی ہے—— لوگ آج تک ڈمبرگر کو معاف نہیں کر سکے—— وہ اسے بیماری کی حالت میں چھوڑ کر نیچے کیوں آ گیا تھا—— درجنوں بلکہ سینکڑوں لوگ شاہ گوری کی سرد آغوش میں منجمد ہیں۔

پچھلے برس کیپٹن نیازی نے بتایا تھا کہ ۱۹۹۷ء میں گم ہو جانے والے ایک کوہ پیما کی لاش کل صبح نظر آئی ہے اور اسے نیچے لانے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں——

نیچے بیس کیمپ کے نواح میں "گلکی میموریل" ہے—— پہاڑ کے ٹو کا قبرستان ہے—— چٹان پر تمام پیتل اور سٹیل کی تھالیاں کیلوں سے ٹھونک دی گئی ہیں۔ ان پر مرنے والوں کے نام ہیں۔ اور مرنے والے چٹانوں کے نیچے دراڑوں میں ہیں—— کے ٹو پہ مرنے والوں میں ایک نام امریکی سمولج کا بھی ہے——

اور ہماری ایک مختصر ملاقات تھی——

جان سمولج نے کوہ پیمائی کے سامان سے بھرا ہوا کارڈ بورڈ کا ایک بوکس نائلون کی مضبوط ڈوری سے باندھا اور مسکرا کے کہنے لگا—— "مجھے بتاؤ کیا میں بھی مشہور ہو جاؤں گا؟"

"جان تم تو یوں بھی مشہور ہو——" میں نے بھی مسکرا کر کہا تھا" جو شخص ماؤنٹ ایورسٹ اور ترچ میر کی کوہ پیمائی پر جا چکا ہو۔ تقریباً نوے کوہ پیما ٹیموں کے ہمراہ گائیڈ کے طور پر گیا ہو اسے شہرت کی کیا ضرورت ہے؟"

"نہیں نہیں مجھے شہرت کی ضرورت ہے ——" وہ شرارت سے کہنے لگا "اب تم جلدی سے ان تعلقات کا فائدہ اٹھاؤ جو تمہارے ٹیلی ویژن والوں کے ساتھ ہیں اور میرا اور میری پوری ٹیم کا انٹرویو کرواؤ تاکہ میں بھی مشہور ہو جاؤں ——"

مجھے معلوم تھا کہ اسے شہرت کی رتی بھر پرواہ نہیں ہے —— شہرت کا پیچھا کرنے والے اکثر بزدل ہوتے ہیں اور خطرات کی بو سونگھتے ہی راستہ بدل لیتے ہیں —— اور جان تو خطرے کا راستہ تلاش کر کے اس پر چلنے کو آیا تھا۔

جان ایک ایسا نوجوان امریکی تھا جس کا چہرہ ایک سکول بوائے کی معصومیت لئے ہوئے تھا.... آپ جان ہی نہیں سکتے تھے کہ وہ ایک ایسی امریکی کوہ پیما ٹیم کا لیڈر ہے جو "ساؤتھ پلر" کی جانب سے کے ٹو پر چڑھنے نکل آئی ہے۔" ساؤتھ پلر کے راستے کو میسنر نے "جادوئی راستے" کا نام دیا تھا اور جان سوچ اسی جادوئی راستے پر جانے کے لئے سامان باندھ رہا تھا اور میں اسے حسرت سے دیکھ رہا تھا۔

ہم اب راولپنڈی کے ہوٹل فلیش مین کے ایک ایسے کمرے میں تھے جس میں کوہ پیمائی کے سامان کے انبار چھت تک جاتے تھے —— اور ہم کون تھے؟ جان سوچ اور اس کی ٹیم کے چند ممبر۔ میرا چھوٹا بھائی میجر مبشر حسن مارڈ جو ان کے ہمراہ لیزاں آفیسر کے طور پر جا رہا تھا اور نور حیات —— جسے میں پانچ روز پیشتر بورودل میں ملا تھا.... رخصت ہوتے ہوئے میں نے جان سے ہاتھ ملایا "بہر حال خوش نصیبی تمہارے ساتھ ہو۔ میرے بھائی کا خیال رکھنا ——"

میں اس سے حسد کر رہا تھا کیونکہ وہ کنکورڈیا جا رہا تھا اور میں لاہور کی گرمیوں میں واپس جا رہا تھا۔

کے ٹو کے بیس کیمپ پر پہنچنے کے بعد مبشر باقاعدگی سے خط بھجواتا رہا۔ 23 جون کو تحریر کردہ خط مجھے بے حد تاخیر سے ملا۔

"پیارے بھائی جان .... امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ میں یہاں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں —— یہاں خاصی رونق ہو گئی ہے۔ کچھ فاصلے پر ایک جاپانی

UrduPhoto.com

اور ایک اطالوی ٹیم کیمپ کر رہی ہے۔ موسم بے حد خراب تھا۔ مسلسل برف باری ہوتی رہی ہے۔ اب موسم بہتر ہو چکا ہے —— پرسوں یعنی 21 جون کو کیمپ نمبر ایک اور دو کے درمیان ہماری مہم کا لیڈر جان سموئلج اور ایک اور ممبر برف کا تودہ گرنے سے ہلاک ہو گئے .... مہم ترک کر دی گئی ہے —— ہم سب واپس آ رہے ہیں —— آپ کا —— بشرا!"

بشرا واپس آیا تو اس کے پاس ایک ٹیپ تھی جس میں دونوں کوہ پیماؤں کو تلاش کرنے والے ساتھیوں کی گفتگو تھی —— حیرت ہے کہ برف کا جو عظیم حصہ ان پر گرا وہ کئی برسوں سے معلق تھا —— اور عین اس وقت گرا جب یہ دونوں اس کے نیچے سے گزر رہے تھے ...." ہاں ہاں ہم برف میں ایک ہاتھ دیکھ رہے ہیں .... جیسے وہ باہر آنے کی جستجو میں ہو .... برف لوہے کی طرح سخت ہو چکی ہے ہم لاش کو کھود کر نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں ——"

لاش ایک سٹریچر پر باندھ کر نیچے لائی جا رہی ہے —— ایک تصویر۔ اسے [illegible] واپس آ رہی ہے —— تیسری تصویر۔

اور کنکورڈیا کی پہلی رات میں میرا وہم میرا گمان موت کی طرف کیوں جاتا تھا۔ —— اس فون کال کی وجہ سے جو روم کے کسی سرد خانے سے سکردو کے راستے کنکورڈیا تک آئی تھی۔

ہر شخص موت کی خبر سن کر اپنی موت کی دہشت سے خوفزدہ ہوتا ہے۔

ہر شخص کسی دوسرے کے عزیز کی موت کی خبر سنتا ہے تو اسے اپنے عزیز یاد آتے ہیں .... میرے والد بھی بیمار تھے اور میں ان کے لئے فکر کرتا تھا۔

اسی لئے میرا دھیان موت کی طرف جاتا تھا —— لیکن بالآخر اس سرد خانے میں بھی نیند غالب آ گئی —— اور نیند میں بھی ایک خیال مسلسل دستک دیتا رہا کہ وہاں میدانوں میں تو وہ صورتیں —— سب کہاں —— کچھ صورتیں لالہ و گل میں نمایاں ہو جاتی ہیں لیکن یہاں —— کنکورڈیا کی برفوں میں وہ صورتیں —— سب کہاں —— کچھ صورتیں کیسے اور کیونکر نمایاں ہوتی ہوں گی ——

UrduPhoto.com

"شاہ گوری پر شاندار سورج طلوع ہو رہا ہے"

"شاندار سورج طلوع ہو رہا ہے۔
شاندار سورج آہستہ آہستہ ابھر رہا ہے ——
ایک شاندار دن کا سورج
پانچ رنگوں میں ——
خدا کرے کچھ نہ بدلے
خدا کرے قسمت ساتھ دے
خدا کرے [illegible]
خدا کرے آج ہر طرف شگوفے کھلیں ——"

(ایک قدیم تبتی نظم)

UrduPhoto.com

میں دنیا کی تنہا ترین جگہ سے خوشی لینے کے لئے آیا تھا۔
میں نے کروٹ بدلی' چہرے پر سے سلیپنگ بیگ سرکایا اور آنکھیں کھول دیں۔
خیمے کے کپڑے پر سویر کی بجھی بجھی سفیدی تھی اور باہر رات کی طرح خاموشی تھی —— بجھی ہوئی سفیدی کا رنگ بہت ٹھہراؤ سے نکھرنے لگا ——
میں نے سلیپنگ بیگ کی سرخ کینچلی اتاری اور زپیں کھول کر خیمے کا پردہ سرکایا۔
پتھروں سے پرے برف کے تودے۔ ان سے پرے بھورا گلیشیئر اور بھورے گلیشیئر میں سے بلند ہوتا ہوا براڈ پیک کا عظیم قلعہ نما جسم —— پتھروں اور برف کا ایک عالی شان ڈھیر ——

براڈ پیک کے دائیں شانے کے اوپر آسمان کا جو حصہ تھا وہ شفاف تھا اور اس پر ہلکی سی سرخی تھی ---- چین میں کہیں سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس کی سرخی آنے والی روشنی کا پتہ دیتی تھی ---- آسمان صاف ہے ---- میرا دل تھوڑی دیر کے لئے رکا ---- کیا کے ٹو بھی براڈ پیک کی طرح صاف نظر آ رہا ہو گا ---- میں نے جلدی سے ڈاؤن جیکٹ پہنی، ملک صاحب کے عطا کردہ ملتان دستانے ہاتھوں پر چڑھائے اور جھک کر خیمے میں سے باہر آ گیا۔

خیمے کے اندرون کی نسبت باہر سردی تھی اور بہت زیادہ سردی تھی ----

ابھی سب کچھ صاف دکھائی نہیں دیتا تھا ---- کنکورڈیا میں سویر کی سفیدی بہت اطمینان سے اتر رہی تھی ---- صرف ایک جگہ مکمل دھوپ تھی ---- شاہ گوری کی چوٹی سے لے کر پاؤں تک کی ایک سفید پٹی پر جو پیلاہٹ سے دکھائی دیتی تھی ----

کسی بادل کا شائبہ تک نہ تھا ---- آسمان کورا تھا، صاف تھا اور گہرا نیلا تھا۔ [illegible] دکھائی دے رہا تھا۔ میں فوری طور پر ہوشیار ہو گیا ---- جیسے میں نے فیئری میڈو کے جنگل میں ایک لمبی رنگین دم والے مرغ زریں کو دیکھ لیا ہو جو ذرا سی آہٹ پر اڑ جائے گا ---- جو میرے سانس لینے پر بھی غائب ہو جائے گا ---- میں دبے پاؤں خیمے کی طرف گیا جھکا اور بے حد احتیاط سے اپنے کیمرے نکالے ---- ایک نظر مڑ کر دیکھا ---- کے ٹو کا مرغ سفید ابھی تک وہیں براجمان تھا ----

میں پتھروں پر سنبھل کر چلتا ہوا بالتورو کے اختتام پر جو خیمہ بستی تھی وہاں تک گیا ---- صرف ایک غیر ملکی ٹریکر جس کے بال بہت لمبے اور سنہری تھے بالکل میری طرح بہت احتیاط سے اور مؤدب ہو کر کے ٹو کی تصویریں اتار رہا تھا ---- اس کا بس چلتا تو وہ کیمرے کی کلک کی آواز بھی گھونٹ دیتا ---- اس نے مجھے دیکھ کر صرف مسکرانے پر اکتفا کیا ---- جیسے کہتا ہو کہ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی اتنی بڑی ہے کہ میں تمہیں اس میں شریک کر سکتا ہوں ---- آؤ اور اسے اس روپ میں دیکھو جو آج تک کسی کے نصیب میں نہیں آیا ----

شاہ گوری میرے سامنے تھی ——
ایسے کہ پورے کنکورڈیا اور گاڈون آسٹن گلیشیئر پر تو ابھی نیم تاریکی تھی
—— اور شاہ گوری دھوپ میں تھی ——
سردی زیادہ ہو رہی تھی اور میرے منہ سے بھاپ نکلتی تھی —— یوں بھی میرا منہ زیادہ کھلا تھا —— حیرت سے!
انسان کا اور پہاڑ کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟
اسے سب سے بڑی سچائی کی جستجو ہمیشہ بلندیوں کی جانب کیوں لے کر جاتی ہے ——

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بلند مقام پر جا کر طلوع آفتاب کو دیکھ کر اسے اپنا رب خیال کیا —— حضرت موسیٰ علیہ السلام اور کوہ طور اور دس خدائی احکام جو طور کے پتھروں پر نقش ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مشہور "سرمن آن دے ماؤنٹ" ایک بلند جگہ پر ——
ا[illegible] غار کے پتھر کیسے نصیب والے تھے کہ ان پر جبریل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سانس بھیلا —— کیسے نصیب والے تھے ——
شاہ گوری کا بلند اور سفید اہرام نیلے آسمان کے پس منظر میں میرے قریب آتا جاتا تھا .... اسے خاص طور پر چھن سے آنے والی دھوپ سے روشن کیا گیا تھا۔
شاہ گوری —— او گوری!
میں نے اسی شاہ گوری کو پچھلی شب خواب میں دیکھا تھا ——
ہمالیہ کے اندر کہیں ایک بلند اور مقدس پہاڑ ہے ——
اور وہ پہاڑ میرے سامنے ہے ——
تم اپنے آپ کو ایسے دیکھتے ہو جیسے ایک خواب میں دیکھ رہے ہو —— ہمالیہ کے اندر ....
کنکورڈیا میں سفیدی اتر رہی ہے۔ گلیشیئر پر نصب خیموں کے رنگ واضح

UrduPhoto.com

ہو رہے ہیں —— اور یہ ایک خواب ہے جو میں نے پچھلی شب دیکھا تھا —— غیر ملکی ٹریکر تصویریں اتار کر اپنے خیمے میں واپس جا چکا ہے اور اب میں شاہ گوری کے ساتھ تنہا ہوں —— اس عظیم برفانی تھیٹر میں ——

سر سے پاؤں تک دھوپ میں شاہ گوری ایک ہیرے کی طرح لشکارے مارتی ہے بلکہ ایک ہیر کی طرح ——

چینی اسے کوگیر QOGIR کہتے ہیں ——

مقامی لوگ اسے شاہ گوری یعنی "بڑا پہاڑ" کہتے تھے۔

پھر منٹگمری نے قراقرم کی چوٹیوں کے نام رکھتے ہوئے اسے کے ٹو کہا ——

اسے ماؤنٹ گاڈون آسٹن بھی کہا گیا ——

ینگ ہس بینڈ نے لکھا کہ —— ہم حیرت سے یہ سوچتے ہیں کہ اتنی بلند چوٹی کا نام کیوں نہ رکھا گیا۔ اور اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ اتنی بلند ہونے کے باوجود یہ کسی بھی آباد مقام سے دکھائی نہیں دیتی [illegible] سلسلے میں روپوش ہے اور دیگر چوٹیوں کے درمیان میں ہے جو [illegible] عظیم الشان ہیں۔ کے ٹو کے قریب پاس کم از کم چھ دن کی مسافت پر —— کوئی گاؤں نہیں —— یہ ایک ایسا پہاڑ تھا جو ہمارے گمان سے بھی کہیں زیادہ بلند تھا اور ہم اس سے چند میل کے فاصلے پر تھا چنانچہ آخر کار ہم پوری بلندی کو دیکھ رہے تھے ——

ینگ ہس بینڈ چونکہ درہ مستاگ کے راستے بالتورو پر اترا تھا اس لئے عین ممکن ہے کہ اس نے یہیں سے جس مقام پر میں کھڑا تھا کے ٹو پہلی بار دیکھا ——

کرٹ ڈمبرگر کہتا ہے —— کچھ زاویوں سے دیکھا جائے تو کے ٹو کے خدوخال ایک مخروط کی طرح لگتے ہیں —— جیسے ایک ہیرے کی طرح اسے کمال فن سے تراشا گیا —— شاید اسے ہمالیہ کا کوہ نور کہنا زیادہ مناسب ہو گا —— یعنی روشنی کا پہاڑ —— اور کوہ نور ہیرے کی طرح یہ پہاڑ خوش نصیبی اور بدقسمتی کا امتزاج رہا ہے ——

ایک روایت میں شاہ گوری کو زمین اور آسمان کے درمیان پل قرار دیا گیا —— گریٹ کرسٹل —— جو دیکھنے والے پر سحر طاری کر دیتا ہے۔

پہاڑوں کا پہاڑ ——
اس کی چوٹی پر پہلی مرتبہ اطالوی کوہ پیما کمپاگنونی اور ریلیچے ڈیلی پہنچے۔
اسے سر کرنے والی پہلی خاتون پولینڈ کی کوہ پیما وانڈا ہے ——
وانڈا دنیائے کوہ پیمائی کا ایک حیرت انگیز کردار تھا ——
جولیزاں آفیسر اس کے ہمراہ پہاڑوں کے اندر تک جاتے وہ اس کے بارے میں عجیب جنسی کہانیاں بیان کرتے۔

اسلام آباد کے فٹ پاتھ پر سے میں نے جم کرآن کی کتاب "کے ٹو: ٹرائمف اینڈ ٹریجڈی" خریدی۔ اس کتاب میں اس موسم گرما کا قصہ تھا جب کے ٹو تک پہنچنے کی کوشش میں اٹھارہ کوہ پیما ہلاک ہوئے اور اسی موسم گرما میں وانڈا نے شاہ گوری کی چوٹی پر قدم رکھا —— ایک روز میں نے اس کتاب کے پہلے صفحوں پر لکھی ہوئی عبارت کو غور سے پڑھا —— اس پر وانڈا کے دستخط تھے۔ انہوں نے یہ کتاب [illegible] میں [illegible] فروخت کر ڈالا۔ [illegible] ابھی یہ کتاب پڑھ رہا تھا [illegible] ہمالیہ کی ایک چوٹی [illegible] نیچے آ رہی تھی —— اور بالآخر عمر اور بدن نے اس کا ساتھ چھوڑا اور نڈھال ہو کر [illegible] رہ گئی —— جیسے ملاح سمندر میں دفن ہوتا ہے ایسے کوہ پیما کے لئے برف کی قبر ہوتی ہے۔

UrduPhoto.com

1977ء میں شاہ گوری پر پہلے پاکستانی نے قدم رکھا —— اشرف امان۔

اشرف امان ایک بہت باتیں کرنے والا۔ بہت خواب دیکھنے والا —— سادھو قسم کا شخص ہے۔ اس کے ہمراہ آپ بڑے اطمینان سے کسی برفانی دراڑ میں گر سکتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو بھول کر آپ کے لئے فکر مند ہو گا اور پہلے آپ کو باہر نکالے گا —— شرط صرف یہ ہے کہ وہ دراڑ میں گر کر آپ کے ساتھ پہاڑوں۔ تبت کے بھکشوؤں اور مشہور کوہ پیماؤں کے بارے میں باتیں نہ شروع کر دے۔ آپ منجمد ہو جائیں گے اور وہ گفتگو جاری رکھے گا ——

"پرانا سوال ہے —— ہر ایک نے پوچھا ہو گا —— " میں نے اشرف سے کہا تھا "میں بھی پوچھوں گا کہ دنیا کی بلند ترین چوٹی پر جب آپ پہنچے تو کیا محسوس

کیا ــــــ؟"

اس نے کہا ــــــ کے ٹو دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی تو ہے لیکن ایورسٹ سے کتنی کم ہے؟ صرف 256 میٹر ــــــ لیکن ایورسٹ سے کہیں زیادہ مشکل بھی اور پر کشش بھی ــــــ آج بھی ایورسٹ پر ایک وقت میں تیس تیس لوگ چوٹی پر چلے جاتے ہیں ــــــ لیکن کے ٹو پر کئی برس گزر جاتے ہیں اور پھر کوئی ایک دو کوہ پیما کامیاب ہو جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ کے ٹو مشکل ہے۔ بہت مشکل ــــــ

جب میں بچہ تھا تو مجھے پہاڑوں پر چڑھنے کا بہت شوق تھا۔ سکول میں جب بھی چھٹیاں ہو جاتیں میں بڑے زور و شور سے پہاڑ پر چڑھنے کی تیاری کرتا۔ اس طرح کرتا گیا۔ وہاں تو بہت ساری چوٹیاں ہیں جن میں چھوٹی بھی اور بڑی بھی اس لئے میں بھی باری باری مختلف چوٹیاں سر کرتا رہتا۔

میں کوہ پیمائی کے لئے مختلف ملکوں کے مختلف لوگوں سے مل جل گیا۔ اور میرے دل میں اور بھی شوق بڑھ گیا اور میرے ذہن میں سب سے بڑی حسرت یہی تھی کہ [illegible] 1977 [illegible] جاپان کی کوہ پیما ٹیم اسلوشکائی کی قیادت میں K-2 سر کرنے کی غرض سے پاکستان آگئی۔ اسی ٹیم میں ایک ممبر کی حیثیت سے میں بھی منسلک ہوا۔ دل کے تمام ارمان ملک اور قوم کے امیدیں لے کر منزل کی طرف چل دیا۔ لیکن یقین جانیئے میرا میرے خدا پاک پر پورا بھروسہ تھا۔ انشاء اللہ میرا خواب کامیاب ہو جائے گا ملک اور قوم کا نام روشن ہو گا۔ ملک و قوم کے ساتھ والد محترم کا نام بلند ہو گا۔ ہمت مرداں مدد خدا بسم اللہ پڑھ کر شروع ہو گیا۔ جوں جوں اوپر چڑھتا تھا اور بھی مزہ آجاتا اور خوشی محسوس ہوتی تھی شوق بھی آجاتا K-2 چھ کیمپوں (6 CAMPS) پر مشتمل ہے۔ جس کو ہم نے پانچ دن میں SUMMIT کیا یعنی 7 اگست 1977ء کو پاکستان کا پرچم K-2 کی چوٹی پر میرے ہاتھوں سے لہرا رہا تھا پہلے شکر الحمدللہ پڑھ لیا۔ میرے دل میں خوشی کی انتہاء ہو گئی رنگ برنگ کا سماں جیسے میرے دامن میں ستارے ایک ہاتھ میں سورج دوسرے ہاتھ میں چاند۔ ویسے بھی میرے ہاتھوں میں ہلال اور ستارہ سے بھرا ہوا پاکستان کا سبز پرچم تھا یہ پرچم پاکستان اور بھی خوبصورت لگ رہا

UrduPhoto.com

تھا۔ پرچم کو چوم لیا اور بلند کیا اس وقت میرے خوشی کے لمحات دیکھنے والے تھے۔

ایک عجیب سماں ہے۔ بہر حال میرے پاس وہ الفاظ نہیں جو اظہار خیال کروں یہ وہی آدمی جانتا ہے جس نے ایسی خوشی دیکھ لیا ہو۔ ایسی منزل پالیا ہو یا سینہ بھرے خواہشات لے کر اس حد تک پہنچ گیا ہو؟ یوں اللہ پاک نے میرا سوہنا خواب کی تعبیر پورا کیا۔ اور ملک اور قوم کی رنگین امیدیں پوری ہو گئیں۔ اگرچہ میرے ایک پاؤں کی انگلیاں جل گئی تھیں۔"

1981ء میں واسیڈا یونیورسٹی جاپان کی مہم کے ہمراہ نذیر صابر کے ٹو کے بیس کیمپ تک پہنچا——

اس مہم کے لیڈر اتسوا ——ی ملک—— 8 اگست کو صبح پانچ بجے تین کوہ پیماؤں—— اوتانی —— یاما شیتا اور نذیر پر مشتمل ایک ٹیم کیمپ نمبر پانچ سے روانہ ہوئی —— یہ ٹیم ساؤتھ پلر کے پاس 8540 میٹر کی بلندی تک پہنچ گئی۔ شام چھ بجے انھوں نے رات گزارنے کے لئے برف میں ایک غار کھودی۔ تینوں کوہ پیماؤں ... ان کے پاس سونے کے لئے سلیپنگ بیگ بھی نہیں تھے اس لئے یہ ایک اذیت ناک تجربہ تھا —— اگلی صبح 8 اگست کو جب سورج طلوع ہوا تو ان کے منجمد جسموں کو کچھ گرمی پہنچی۔ انھیں معلوم ہوا کہ وہ ابھی زندہ ہیں اور ان میں چوٹی پر پہنچنے کا جذبہ باقی ہے۔ چار گھنٹوں میں وہ صرف سو میٹر کا فاصلہ طے کر سکے —— یاما شیتا کی ہمت چوٹی سے صرف پچاس میٹر کے فاصلے پر جواب دے گئی۔ اوتانی اور نذیر ساڑھے گیارہ بجے کے ٹو کی چوٹی پر پہنچ گئے ...

نذیر صابر بھورے گھنگھریالے بالوں والا ایک خوش لباس اور خوش مزاج شخص ہے—— پاکستان میں واقع پانچ آٹھ ہزار میٹر بلند چوٹیوں میں سے صرف نانگا پربت پر اس کے قدم نہیں پہنچے۔ جاپان اس کے لئے خوش بختی کی علامت ہے اسی لئے شادی بھی اس نے ایک جاپانی خاتون سے کی——

"پرانا سوال ہے—— ہر ایک نے پوچھا ہو گا——" میں نے نذیر سے کہا تھا "میں بھی پوچھوں گا کہ دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی——"

اس نے کہا:

"وہ بہت مشکل دن تھا۔ کوئی امید نہ تھی۔ رات ہونے لگی تو ہم نے بہت مشقت سے برف کی ایک غار بنائی اور اس میں ایک دوسرے کے ساتھ چپک کر ایسے بیٹھ گئے جیسے چوزے ہوتے ہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے پاؤں کے انگوٹھے منجمد ہو رہے ہیں۔ میں نے بوٹ اتارے تو اندر سٹریپ جم چکے تھے—— اوتانی ایک موم بتی جلا کر اپنے بدن کے ساتھ لگا لگا کر کچھ حدت حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا—— یہ میری زندگی کی طویل ترین رات تھی اور جب براڈپیک کے پیچھے سے سورج کی روشنی دکھائی دی تو یہ زندگی کے پہلے آثار تھے۔ ماشتا نے مجھ سے کہا نذیر آپ تھک گئے ہو آپ یہاں بیٹھو ہم اوپر سے ہو کر آتے ہیں۔ میں نے دل ہی دل میں انہیں ایک چھوٹی سی گالی دی۔ جاپانی نہیں چاہتے تھے کہ میں چوٹی پر پہنچوں۔ مجھے بہت غصہ آیا اور ان کے جاتے ہی میں نے اسٹک 'بوٹ پہنے اور انہیں جا لیا۔ وہ ابھی صرف سو میٹر دور گئے تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے

اوتانی کہنے لگا "نذیر ہمیں نیچے واپس جانا پڑے گا کیونکہ لیڈر کے ساتھ ٹرانسمٹر پر بات ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ واپس آؤ——"

میں نے کہا نہیں۔ 79ء میں میں چوٹی سے صرف تین سو میٹر رہ گیا تھا۔ اور مجھے واپس جانا پڑا تھا۔ آج نہیں جاؤں گا——

لیڈر نے مجھ سے بات کی "تم تھک چکے ہو۔ میں تمہاری جان کا رسک نہیں لے سکتا۔ واپس آجاؤ"

"نہیں—— میں جاؤں گا"

"اگر تم مر گئے نذیر تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا——"

میں نے ٹرانسمٹر برف پر پھینک دیا اور چلا کر کہا "میں یہاں کے ٹو کو فتح کرنے آیا ہوں۔ میں مر جاؤں گا۔ اکیلا واپس نہیں آؤں گا۔"

اوتانی نے کہا "میں بھی آتا ہوں——"

یاماشتا ہمت ہار چکا تھا اور برف پر لیٹا ہوا تھا اور ہمیں جاتا دیکھ کر رو رہا

UrduPhoto.com

تھا۔ ہم دونوں چوٹی کی طرف بڑھنے لگے۔

چوٹی جب دس بارہ فٹ رہ گئی تو میں رک گیا "اوتانی ـــــ تم پہلے جاؤ۔"

"نہیں" اوتانی کہنے لگا۔ "یہ پہاڑ تمہارا ہے تم پہلے جاؤ"

"نہیں میں تو تمہاری ٹیم کا مہمان ہوں تمہارا حق ہے چوٹی پر پہلے قدم رکھنے کا" اس نے پھر "نہیں نہیں" کہا۔

ہم چوٹی کے سامنے "پہلے آپ" کا ڈرامہ کر رہے تھے۔

آخر کار ہم نے ایک دوسرے کے بازوؤں میں بازو ڈالے اور اکٹھے قدم اٹھاتے چوٹی پر چڑھ گئے۔

ہم ایک دوسرے کو گلے لگا رہے تھے۔ بے تحاشا رو رہے تھے۔ پھر میں سجدے میں چلا گیا ـــــ اوتانی تصویریں اتارنے لگا۔

سجدے سے سر اٹھا کر میں نے اوتانی سے کہا 'مجھے صرف ایک منٹ کے لئے تنہا چھوڑ دو ـــــ تب میں نے 77ء کے ان دوستوں کو یاد کیا جن کے ساتھ میں نے چوٹی [illegible] دوبارہ اکٹھے آئیں گے لیکن وہ اب مر چکے تھے۔ ایک کنگورے چین میں ہلاک ہوچکا دوسرا مشابرم پانچ پر ـــــ تیسرا ایورسٹ پر۔ چوتھا جاپان میں ـــــ

میں نے ان دوستوں کے بارے میں سوچا۔ کاش وہ نہ مرتے اور آج میرے ساتھ ہوتے۔ ان کو یاد کرنے سے مجھے روحانی مدد ملی۔ اس ایک منٹ میں میں نے رشتے داروں اور دوستوں کو بھی یاد کیا ـــــ

ہم تقریباً 35 منٹ چوٹی پر رہے۔

نیچے بیس کیمپ میں ہماری کامیابی پر پاکستانی پورٹرز اور لیزاں افسر نعرے لگا رہے تھے جو ٹرانسمٹر میں مجھے سنائی دے رہے تھے اور میں ان کے جواب میں نعرے لگا رہا تھا ـــــ نعرہ حیدری اور میں یا علی کہتا تھا اور ادھر سے پاکستان اور میں گلا پھاڑ کر زندہ باد ـــــ زندہ باد کہتا نہ تھکتا تھا۔

ہم نے چوٹی سے نیچے دیکھا۔ یاماشتا ہمیں نظر آ رہا تھا اور ہم اس کے لئے اداس ہوئے کہ وہ سامنے ہے اور یہاں ہمارے ساتھ نہیں آ سکا۔

UrduPhoto.com

شاہ گوری اور میں زیادہ دیر تک تنہائی میں نہ رہ سکے۔

کنکورڈیا کے ایک کونے میں سے دھوپ اندر آئی اور پھیلنے لگی۔

سرد ٹھہراؤ میں سلیپنگ بیگز اور خیموں کی زپوں کے اترنے کی آواز بھی سنائی دے جاتی تھی۔ لوگ جاگ رہے تھے۔

پھر جیسے بارش کے بعد بیر بہوٹیاں نکلتی ہیں ایسے خیموں میں سے سرخ جیکٹوں میں ملبوس کوہ نورد اور کوہ نوردیاں نکلنے لگیں....

وہ آنکھیں ملتے ہوئے باہر آتے اور شفاف صبح میں سے ایک سفید اہرام کو اپنے سامنے بلند پاتے اور ان کی آنکھیں کھل جاتیں —— ایک کوہ نوردی نے اپنے بازو فضا میں بلند کئے ایک گہرا سانس لیا اور پھر سامنے دیکھا اور اس کے بازو جیسے وہیں منجمد ہو گئے .... آہستہ آہستہ میلہ لگ گیا۔ ایسی شفاف سویر بہت دنوں بعد آئی تھی —— بہت کم لوگ شاہ گوری کو کیمرہ لینز کے بغیر دیکھتے تھے ... لگتا تھا کہ ہر شخص کی دائیں آنکھ پر پیدائشی طور پر ایک مشین فٹ ہے جو کلک کلک کر رہی ہے۔

[illegible] میں وہ [illegible] تھی جس کے لئے میں نے وڈیو کیمرہ کی بیٹریوں کو سردی سے بچایا تھا سینے سے لگایا تھا اور لاکھوں کے بول [illegible] تھے۔

میں اپنی خیمہ گاہ کی طرف گیا تو پوری ٹیم "نظارہ" کرنے میں محو تھی۔ میں نے وڈیو کیمرے میں بیٹری فٹ کی تو وہ سب مسکرائے —— ان کے ذہن میں وہ تمام چبھتے ہوئے فقرے آئے جو انہوں نے میری ڈارلنگ بیٹریوں کے بارے میں کہے تھے ——

کنکورڈیا میں دنیا کا بدترین فوٹوگرافر بھی بہترین تصویر اتارتا ہے —— کہیں بھی کسی جانب بھی کیمرے کا رخ کر کے بٹن دباتا ہے اور تصویر میں ایسا منظر ہو گا جو آپ کو حیرت زدہ کر دے گا۔ لاہور واپسی پر جب میں نے پرنٹ نکلوائے تو ان میں ایسی تصاویر تھیں جن کے بارے میں مجھے آج بھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ میری کھینچی ہوئی نہیں ہیں اور یہ منظر تو میں نے دیکھے ہی نہیں' یہ کہاں سے آگئے ——

ہم سب شاہ گوری کے وسیع نظارے کے لئے بالتورو کے آخر میں آگئے

جہاں سُرخ کے علاوہ اب نیلی بیر بوٹیاں بھی گھومتی تھیں ـــ لیکن آج شاہ گوری سب پر حاوی تھی۔ اس کا شفاف حسن ایسے دمکتا تھا کہ کسی نے بھی بیر بوٹیوں کی طرف ایک نظر بھی نہ دیکھا ـــ

میں نے سانس روک کر وڈیو کو آنکھ سے لگایا اور بٹن دبا دیا۔

آج ـــ یہ کتاب ـــ یہ کے ٹو کہانی لکھتے ہوئے جب میں حوالے کے لئے اور ان موسموں میں سانس لینے کے لئے وہ وڈیو فلم دیکھتا ہوں تو اس کے ایک کونے میں 22 اگست ـــ چھ بج کر چالیس منٹ لکھا نظر آتا ہے ـــ

ہماری مہم کے ارکان باری باری سکرین پر نظر آتے ہیں ـــ مسرت سے بے بس ہوتے ہوئے۔ دمکتے چہرے اور گلیشیروں کی ہوا کی کاٹ دار سردی میں منہ سے بھاپ نکلتی ہوئی ..... پس منظر ایک ہے ـــ یعنی شاہ گوری ـــ اور چہرے بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان چہروں کا کم سے کم حصہ سرد موسم کے سامنے بے نقاب ہے۔ سیاہ چشموں ـــ اونی ٹوپیوں ـــ جیکٹوں اور دستانوں میں ملفوف ـــ [illegible] میگنفی سینٹ ـــ قید نہیں کر سکتی ـــ اسے صرف دیکھ کر ہی اس کی عظمت اور شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ جہاں کنکورڈیا پہنچ جانے کی خوشی ہے وہاں افسوس بھی ہے کہ سفر ختم ہو گیا ـــ

میاں صاحب کہتے ہیں کہ ایک خوبصورت اور خطرناک سفر کا بہترین انجام ـــ ہم ایک نئی دنیا میں پہنچ گئے ہیں

ڈاکٹر عمر کے ٹو کو دیکھ رہے ہیں اور پھر کیمرے کی طرف دیکھتے ہیں ـــ وِن اینڈ اونلی کے ٹو ..... میں پوچھتا ہوں ' برا نہیں؟

کہتے ہیں ـــ بالکل نہیں ـــ منظر اتنا شاندار ہے کہ آپ اس کے سامنے بڑے بے چارے سے محسوس کرتے ہیں۔ چاروں جانب اتنے بلند اور عالی شان پہاڑ ہیں کہ ان میں سے کوئی ایک بھی امریکہ یا یورپ میں ہوتا تو وہاں دھوم پڑ جاتی ـــ

مرزا صاحب ہنستے ہوئے سکرین پر نمودار ہوتے ہیں ـــ یہاں کے ٹو تک

پہنچنا میری زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد تھا۔ اتنی مشکلوں سے پہنچے ہیں۔ رات کو سردی بہت لگتی ہے۔ اوپر سے اتنی نہیں جتنی نیچے سے لگتی ہے کیونکہ نیچے برف ہے۔ شاہد صاحب کہتے ہیں —— یہاں ایک خوابناک منظر ہے —— سانس لینے میں وقت پیش آ رہی ہے —— اور جو پہاڑ ہے —— یہ —— یہ ……

یہاں شاہد صاحب کے ٹو کا نام بھول گئے —— چنانچہ انہیں لقمہ دیا گیا کہ کے ٹو کے ٹو —— ہاں تو یہ جو پہاڑ ہے کے ٹو یہ —— بہت اچھا پہاڑ ہے۔

میں کیمرہ مرزا صاحب کو تھماتا ہوں اور اپنی "فوٹو" کھنچوانے لگتا ہوں۔

"کیا آپ میرا خوش خوش چہرہ نوٹ کر رہے ہیں —— ٹیلی ویژن کیمرے کے سامنے بات کرنا بہت آسان ہے لیکن یہاں کے ٹو کی موفقت میں کوئی بھی با ربط گفتگو کرنا بہت مشکل ہے —— ویسے بھی مجھ پر بلندی کا اثر ہو گیا ہے ——"

شاہد ڈاکٹر عمر کی آواز پوچھتی ہے —— تارڑ صاحب دوبارہ آنا پسند کریں گے؟

[illegible]

فلم بنانے کے بعد ہم واپس اپنے خیموں کی طرف آتے ہیں جہاں غلام ایک عرصے کے بعد دل کھول کر اپنی کھوکھلی ہنسی ہنستا ہے اور ہمیں یہ ہنسی پہلی بار بے حد پیاری لگتی ہے ——

"ناشتہ تیار صاحب ——"

دھوپ میں حدت کے ذرے زیادہ ہو رہے ہیں۔ ہم دستانے اور ٹوپیاں اتار دیتے ہیں اور ذرا آزاد محسوس کرتے ہیں ——

اردوکس کی جانب سے ایک میکانکی کھٹ کھٹ کی آواز آتی ہے اور قریب آتی جاتی ہے …. ہیلی کاپٹر کا انجن جیسے بالتورو کی برف وادی میں ایک دھڑکتا ہوا دل ہے —— پہاڑوں کی پسلیوں سے ٹکراتا ایک گونج کے ساتھ ہماری جانب آ رہا ہے —— سب لوگ میری جانب دیکھتے ہیں اور پھر اوپر دیکھتے ہیں …. پیوما ہیلی کاپٹر ہمارے سروں پر سے گزر کر سیاچین کی طرف کھٹ کھٹ کرتا چلا جاتا ہے ——

نیلی ترپال پتھروں پر بچھی ہے اور اس پر ناشتے کی گرم مہک والے برتن اور

UrduPhoto.com

تک بھاپ دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر عمر گرم دودھ میں کڑکڑاتے کارن فلیکس پر سے نظریں اٹھا کر غلام کو دیکھتے ہیں ——— یار غلام اب تو ٹیونا فش کا ایک ٹن کھول لو ———

ٹیونا فش؟ ——— غلام کی لگڑ بگڑ ہنسی ——— صاحب ناشتے میں ٹیونا کھائے گا تو پیٹ میں گڑبڑ ہو گا ——— لنچ میں کھلائے گا ——— پرامس!

ٹھیک ہے لنچ تک انتظار کر لیتے ہیں ——— ڈاکٹر عمر اپنے کارن فلیکس پر جھک جاتے ہیں ..... موسم کی شفافی بدستور قائم ہے ———

البتہ بادل کی دو تین چھوٹی چھوٹی سفیدیاں نمودار ہو چکی ہیں اور شاہ گوری کی ڈھلوانوں کے ساتھ لگنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

ناشتے کے دوران آئندہ پروگرام پر گفتگو ہوتی ہے ———

میرا خیال ہے کہ ہم ابھی دو تین روز کے لئے ادھر قیام کریں [illegible] روزانہ کسی ایک اہم چوٹی کی جانب ٹریک کریں ———

[illegible] رش کا آغاز ہو گیا تو بادل اور دھند نیچے آ جاتے ہیں اور کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اس صورت میں [illegible] پر چلنا بہت خطرناک ہوتا ہے ——— اگر کوئی شخص [illegible] میں گرتا ہے تو دوسروں کو علم بھی نہیں ہوتا کہ کہاں گیا ———

کے ٹو بیس کیمپ تک جانے کا مسئلہ پھر زیر بحث آتا ہے۔

ہر کسی کی خواہش تو ہے کہ شاہ گوری کے دامن کو ہاتھ لگایا جائے لیکن اس خواہش کے راستے میں جو خطرات ہیں وہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ آج صبح امیر اللہ نے بھی یہی کہا تھا کہ رسوں کے بغیر ادھر جانا دانش مندی نہیں ہے۔

ہم نے دیکھا کہ زرد خیموں کا قصبہ جو بالتورو کے کنارے پر کے ٹو کے سامنے آباد تھا آہستہ آہستہ زمین بوس ہو رہا ہے بلکہ گلیشیئر بوس ہو رہا ہے ——— یہ لوگ بھی کنکورڈیا میں ایک رات سے زیادہ رکنے کا خطرہ مول نہیں لے رہے تھے اور واپس جا رہے تھے۔

شاہد صاحب اپنے مخصوص انداز میں کھانسے ——— ویسے لیڈر کا کیا خیال

ہے؟

"لیڈر کا یہ خیال ہے کہ ہم دو تین دن اور ادھر ٹھہریں۔ اگر موسم خراب ہو جائے تو انتظار کریں۔ ہمارے پاس راشن پانی وافر ہے۔"

"نہیں صاحب" ——— یکدم غلامی نے انگلی کھڑی کر دی ——— "آٹا اور مٹی کا تیل ختم ہو رہا ہے آپ آرمی کیمپ سے کہو تو وہ دے دیں گے ———"

"آپ کیوں نہیں کہتے؟"

"ہمیں نہیں دیں گے صاحب ——— آپ کو دیں گے۔"

"بہر حال آج تو ٹھہریں گے۔" لیڈر نے فیصلہ دے دیا ——— "اور میں ناشتے کے بعد ارادہ رکھتا ہوں کہ کسی طور بیس کیمپ کی جانب سفر اختیار کروں ———"

"نائی لیڈر ہم آپ کو نہیں جانے دیں گے" ——— شاہد صاحب نے مجھے ٹوک دیا ——— "نہ بیس کیمپ کی طرف جانے دیں گے نہ ہیلی کا پٹر جانے دیں گے۔"

[illegible]

"بس اردو کس کی طرف سے آ گیا ———" شاہد نے کہا ———

ابھی خدشات وہیں کے وہیں تھے وہ مجھے اپنے آپ بیس سے ایک ہیلی کاپٹر پر آسمانوں میں بلند ہوتا دیکھتے تھے۔

"چوہدری صاحب کیا آپ واقعی بیس کیمپ کی جانب سفر کا ارادہ رکھتے ہیں۔"

"ہاں ———"

"سنجیدگی سے؟"

"نہیں ———"

"تو پھر کس طرح؟"

"میری خواہش ہے کہ ہم خیمے یہیں رہنے دیں اور ہلکے پھلکے سامان کے ساتھ کنکورڈیا سے نکل کر شاہ گوری کی طرف چلنے لگیں ——— ظاہر ہے یہ ایک دن کا سفر ہے اور ہم وہاں پہنچ کر واپس نہیں آ سکتے۔ اس صورت میں ہم اگر براڈ پیک کے

میں کیمپ تک ہو آئیں تو یہ ایک زبردست ٹریک ہو گا—وہاں—راستے میں کہیں بھی اگر کوئی خطرناکی ہوئی تو فوراً واپسی—کیا خیال ہے؟"

"کوئی حرج نہیں—" ڈاکٹر صاحب نے سر ہلا کر تائید کی "آؤٹنگ ہو جائے گی—لیکن جہاں پہلی دراڑ ہو گی وہاں سے یہ بندہ تو واپس آ جائے گا—"

"میں ادھر ٹھہروں گا صاحب—" غلام بولا "ادھر ٹینٹ ہے اور سارا سامان ہے—"

"ہم اس سیالکوٹی فوجی بھائی سے درخواست کریں گے کہ ہماری سامان کا خیال رکھے—تم ساتھ چلو"

"صاحب مشکل ہے—" غلام نے ذرا شرمندہ ہو کر کہا "مجھے تو راستہ نہیں معلوم—کبھی بیس کیمپ نہیں گیا—ادھر سے واپس ہوتا ہے—"

"پھر ہمیں راستہ کون دکھائے گا؟"

"[illegible]"

"[illegible] ادھر گیا ہے—"

"کیوں وحید بیس کیمپ گیا ہے؟" غلام نے وحید کو پاس بلا کر پوچھا۔ وحید سوچ میں پڑ گیا اور پھر بہت سوچ سوچ کر کہنے لگا "میرا خیال ہے گیا ہے—"

اور ہم جان گئے کہ وہ نہیں گیا—

آرمی انگلو کی طرف سے کیپٹن نیازی اور ان کا عملہ چلا آ رہا تھا—رک سیک اٹھائے کڑی کمانوں ایسے جوان وہ اس رات پیدا نہیں ہوئے تھے جس رات لوگوں کی قسمت میں خوف لکھا جاتا ہے—ان سب نے باری باری ہم سے ہاتھ ملایا اور گولڈن تھرون کی جانب بالتورو پر اترنے لگے—کچھ دیر رینگتے ہوئے نظر آتے رہے اور پھر اس عظیم برف زار کی وسعت میں لاپتہ ہو گئے۔

"کے ٹو بیس کیمپ کی طرف ایک مختصر سفر"

میں سر جھکائے واکنگ سٹک تھامے اپنے براؤن بوٹوں کو دیکھ رہا تھا جو ایک خاص تواتر کے ساتھ میری نظروں کے سامنے آگے پیچھے ہوتے جاتے تھے اور ان کے نیچے کبھی بھربھری بجری آتی تھی کبھی سخت برف اور کبھی منجمد پانی کے تالاب ----

ہم شاہ گوری کو سامنے رکھ کر اس کی جانب چل رہے تھے۔

میرے بوٹوں کی سطح پر ہلکی ہلکی خراشیں تھیں ---- چہرا چھلا ہوا نظر آتا تھا ---- انہوں نے بالتورو [illegible] میرے پاؤں کے ڈھال بنے تھے ---- میں یہاں تک نصیب والا رہا تھا ---- میری جسمانی صحت نے مجھے بھی حیران کر دیا تھا ---- میں بہت ہانپا تھا ---- تھکاوٹ نے مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا ---- سردی سے میں بہت کانپا تھا ---- ہر روز ٹریکنگ کے اختتام پر میرا بدن ٹوٹ پھوٹ جاتا تھا ---- اس کے ریزوں اور بالتورو کے سنگریزوں میں فرق نہ رہتا تھا لیکن اگلی صبح یہ ریزہ ریزہ بدن پھر سے جڑ جاتا تھا ---- میرے پاؤں نومولود بچے کی پیٹھ کی طرح نرم اور نازک اور معصوم رہے تھے انہیں گزند نہ پہنچی تھی ---- میں اپنی جسمانی فٹ نیس کا تذکرہ کرنے سے گریز کرتا تھا ---- کہیں مجھے نظر نہ لگ جائے ---- بلکہ اکثر عوام الناس کی تسلی کے لئے ---- تھوڑا سا "ہائے ہائے" کرتا رہتا تھا ----

کنکورڈیا سے نکل کر جب ہم کے ٹو کی جانب چلے اور پہلے پتھروں میں چلتے بہت نیچے گئے ---- پھر ایک ندی کو پھلانگ کر بلند ہوتے ہوئے برفانی ٹیلے پر چڑھے اور جب دوسری جانب اترے اور کنکورڈیا اس ٹیلے کے پیچھے رہ گیا تو یکدم

خاموشی ہو گئی ---- ہم سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا کہ کیا ہوا ہے ---- گلیشئر پر بکھری بجری میں ہم بوٹ جما کر چلتے تھے تو آواز آتی تھی ---- کریچ ---- کریچ رگڑ کی ناگوار آواز ---- میں اپنے آپ میں مسکرایا کیونکہ مجھے میمونہ یاد آ گئی تھی ---- اگر وہ یہاں ہوتی تو کانوں پر ہتھیلیاں رکھ کر کہتی ---- نہیں چلو اس ریت پر نہیں چلو ---- وہ ریت پر گھسٹتے ہوئے شوز کی کریچ کریچ سے سخت الرجک تھی ---- گھر میں کہیں ریت سیمنٹ کا کام ہوتا تو بچوں کے فرش پر چلنے پھرنے پر پابندی لگ جاتی ---- اور وہ ہمہ وقت کانوں پر ہتھیلیاں جمائے بیٹھی رہتی ---- اس آواز کے علاوہ گلیشئر کے کناروں پر بہتے پانیوں میں سرسراہٹ ایک تسلسل کے ساتھ چل رہی تھی ----

اور ہم سب نے ایک دوسرے کی جانب اس لئے بھی دیکھا کہ ہم پہلی بار کنکورڈیا کی خیمہ بستیوں سے الگ ہو کر اس کے گلیشئرز کی دنیا میں اترے تھے اور یہ دنیا [illegible] ہماری وحشت کی وجہ سے زیادہ خاموش اور زیادہ [illegible] ہوتی جا رہی تھی ---- اور ہم اس میں بے [illegible] قدم [illegible] چلے جاتے تھے۔ شاہ گوری کی بلندی میں بھی اضافہ ہو رہا تھا اور براڈ پیک کی چوٹی بڑھتی چلی جا رہی تھی ہماری نظروں کے سامنے ---- یہاں کی نسبت بالتورو پر چلنا واقعی "مال روڈ" تھا ---- یہاں [illegible] ہوئے ہم کئی بار گھٹنوں تک نیچے گئے اور ساتھ ہی ہمارے دل بھی نیچے گئے کیونکہ جب پاؤں سفید سطح میں دھنس کر رکتا نہیں تھا اور نیچے جاتا تھا تو خدشہ رہتا تھا کہ شاید اب یہ کہیں بھی نہیں رکے گا اور شاید برف کے نیچے کوئی پوشیدہ دراڑ ہے ---- یہاں بزرگ برفیں تھیں جو ازل سے تھیں اور پتھر ہو چکی تھیں اور بھورے رنگ کے پتھروں اور ریت سے ڈھکی تھیں ---- ہموار ایک قدم نہ تھا ---- چڑھائی یا اترائی یا پھسلن ---- ہر گلیشئر کے کنارے کے ساتھ لگ کر بہنے والی نیلی ندی ---- ان کے پانی گلیشئر کے کناروں کے نیچے تک بہتے اور ہم جب انہیں عبور کرنے لگتے تو خدشہ رہتا کہ یہ کنارہ ٹوٹے گا اور ہم ندی میں ہوں گے ---- اور یہاں شاندار پھٹے ہوئے دہن والی دراڑیں تھیں ---- جس ڈھلوان پر چلتے اس کے سنگریزے

UrduPhoto.com

ان دراڑوں میں لڑھکتے ہوئے جاتے اور اندر تاریکی میں دور تک جاتے۔ ہمیں احساس ہو چکا تھا کہ اس دنیا میں تکنیکی مہارت اور مناسب سامان کے بغیر آنا موت کو ڈنر پر مدعو کرنے کے مترادف ہے ـــــ ہمیں یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ وحید واقعی بیس کیمپ تک کا راستہ نہیں جانتا اور ٹامک ٹوئیاں مارتا ہوا چلا جاتا ہے۔

وہ کسی بھی ٹیلے پر چڑھ کر آس پاس نظر دوڑاتا اور ہمیں آنے کا اشارہ کرتا ـــــ ہم وہاں پہنچ کر دریافت کرتے کہ اب کدھر ـــــ تو وہ کہتا ـــــ اب ادھر ٹھہرو میں دیکھتا ہوں ـــــ اور پھر غائب ہو جاتا ـــــ

"آجاؤ ـــــ" وہ یکدم کسی دراڑ کے کنارے سنبھلا ہوا نظر آجاتا۔

"نہ ..... نہ ....." ہم سب ہربڑاتے "اس دراڑ کی جانب سے نہیں ـــــ نہ ـــــ نہ"

ایک پتھریلے اور بھربھرے ٹیلے پر بمشکل چڑھے اور بائیں ہاتھ پر منہ کھولے منتظر ایک واہیات دراڑ سے بچتے ہوئے بمشکل چڑھے ـــــ اور وہاں [illegible] کے تو اور [illegible] جیسے ہم کوئی تصویر دیکھ رہے ہوں ...

"واہ واہ واہ کیا شاندار منظر ہے ـــــ" میاں صاحب کی جب بھی سردی زیادہ لگتی تھی تو ان کی "ر" فوری طور پر "ڑ" میں بدل جاتی تھی ..... میں نے جب کہا تھا کہ کنکورڈیا میں گورے کی نسبت سردی کم تھی تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہاں شریفانہ سردی تھی ـــــ ہر گلیشئر کے کناروں سے ٹپکنے والا پانی دیکھتے دیکھتے جم جاتا تھا۔ اور ایک خوبصورت جھالر کی شکل اختیار کر جاتا تھا .... جہاں کہیں تالاب تھے ان کی سطح برف شیشہ تھی .... ندیوں کے درمیان میں پانی بہتا تھا اور کناروں میں پتھروں میں اٹکنے والا پانی برف بنا تھا ـــــ نہ صرف میاں صاحب کی "ر" یہاں "ڑ" میں بدلتی تھی بلکہ دیگر احباب کی "ب" بھی "پ" ہو چکی تھی۔

ہم نے اس ٹیلے پر کھڑے ہو کر ـــــ اور ذرا دھیان سے کھڑے ہو کر شاہ گوری کا جمال دیکھا اور روبرو دیکھا ـــــ

UrduPhoto.com

یہاں سے براڈ پیک کا بیس کیمپ نظر آ رہا تھا اور راستے میں پڑتے خوفناک گلیشئر اور کھائیاں اور گہرائیاں تھیں وہ بھی نظر آ رہے تھے ——— ہم سب نے دل ہی دل میں وہاں جانے کا ارادہ فی الفور ترک کر دیا ———

تصویریں ——— بہت ساری تصویریں ——— ہر ایک کو وہ تصویر درکار تھی جس میں وہ ٹیلے کے بالکل کنارے پر کھڑا ہے ۔۔۔ پاؤں کے نیچے جو پتھر ہیں ان کے کھسکنے کا احتمال ہے ۔۔۔ اور ان کے ذرا سا کھسکنے سے دل کھسکتا ہے کیونکہ آپ کے عین نیچے وہی وکیل کے چوڑے منہ والی دراڑ ہے ——— لیکن آپ کے چہرے پر ایک شاندار فاتحانہ مسکراہٹ ہے ۔۔۔ وانگ سنگ والا ہاتھ اکڑا ہوا ہے جیسے وانگ سنگ نہ ہو بندوق ہو جو شکار کرتے ہوئے شیر کے سینے پر رکھی ہے ——— اور پس منظر میں دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے ٹو ہے ۔۔۔ اور آپ کے قدرے لاتعلق بھی ہیں کہ یہاں پہنچنا کون سا مشکل کام تھا ۔۔۔ اور اسے فوٹوگراف تصویر میں اگر کے ٹو بھی آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔۔۔ ایک کو یہ تصویر درکار تھی ۔۔۔ اپنی البم کے لئے ——— اپنے بیٹے کے لئے ——— اپنے بچوں کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے ——— یہ تمہارے مرحوم دادا جان ہیں ——— یہ جو آؤٹ آف فیشن قسم کے کپڑے پہنے کھڑے ہیں ——— پہاڑوں میں بہت جاتے تھے ——— ایک مرتبہ ایسے گئے کہ پھر واپس نہیں آئے ۔۔۔

UrduPhoto.com

تصویریں اتر چکیں تو ڈاکٹر عمر نے ٹیلے سے نیچے جھانکا اور پھر کے ٹو تک پھیلے ہوئے کٹے پھٹے گلیشئر اور برفانی ٹیلوں کو دیکھ کر بولے "چوہدری صاحب ——— میری تسلی تو یہیں سے ہو گئی ہے ۔۔۔ کے ٹو کی مزید قربت کی خواہش نہیں ——— میں کنکورڈیا واپس جا رہا ہوں ———"

عامر نے بھی پر مسرت ہو کر سر ہلایا ——— وہ بھی واپس جانا چاہتا تھا۔

"مائی لیڈر ———" شاہد صاحب نے مجھے متوجہ کیا "اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو میں بھی یہیں سے واپس چلا جاؤں ———"

وہ تینوں جب گلیشئرز سے پرے ہو گئے تو ہم زیادہ اکیلے ہو گئے ———

"تارڑ صاحب اب کیا ارادہ ہے؟" مرزا نے سیاہ چشمہ اتار کر جمائی

ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھا۔ یہاں برف کا لشکارا ناقابل برداشت تھا۔

"آگے چلتے ہیں —— جہاں تک جا سکے ——"

ہم پھر چلنے لگے لیکن —— اب ہم الگ الگ چل رہے تھے —— ہر ایک اپنی صلیب خود اٹھائے ہوئے تھا ——

دراڑوں کے کنارے چلتے ہوئے کوئی کسی کو سہارا نہ دیتا تھا —— برفانی نالوں میں کوئی ہاتھ نہیں تھامتا تھا —— کوئی انتظار نہیں کرتا تھا —— اس لئے کہ یہاں خدشے زیادہ تھے —— یہاں دھیان لگا کے —— نظر جما کے —— دل کی دھڑکن کا حساب رکھ کر چلنا پڑتا تھا ——

کبھی ہم اتنے نیچے چلے جاتے کہ کے ٹو کی چوٹی بھی کسی ٹیلے کے پیچھے روپوش ہو جاتی ---- اور یہاں پانی کے بہاؤ کی آواز بھی جیسے تھم جاتی اور ہم گھبرا کر تیز تیز چڑھنے لگتے ---- اور ہمارے بوٹ سخت برف پر پھسلتے ---- ماتھے پر آئے ہوئے پسینے سے بھرد ہوا چھوتی تو وہ برف ہونے لگتا

[illegible]

جیسے باتھ ٹب میں سے ایک کیڑا باہر آنے کی کوشش کرتا ہے اور پھسلتا ہے —— بلکل ایسے —— ہم ایک بھورے گلیشئر پر چڑھتے گئے —— پھر نیچے اترے —— ہمارے سامنے بھورے برف کی دیوار تھی اور ہم اب پہنچ سکتے تھے اگر —— ایک چوڑی اور تاریک دراڑ کو پھلانگ کر عبور کرتے —— وحید دوسری جانب چلا گیا ——

"صاحب آپ آؤ —— میں پکڑ لوں گا ——" اس نے ہاتھ آگے کر دیا ----

وحید کی مدد سے میں نے بالتورو پر کئی دراڑوں کو عبور کیا تھا —— لیکن یہ والی مجھے "کمینی" دراڑ لگ رہی تھی —— یہ ذرا زیادہ چوڑی تھی —— اس کے اندر جو تاریکی تھی وہ ذرا زیادہ گہری تھی اور دوسرا کنارہ ڈھلوان تھا اور اس پر پاؤں اگر پڑتا ہے تو پھسلنے کا امکان ہے ---- اور اس صورت میں دراڑ میں گرنے کا امکان ہے ——

"وحید —— یہاں سے آگے پیچھے اور کوئی جگہ نہیں جہاں سے اسے عبور

کیا جا سکے؟"

"صاحب یہ دور تک ہے —— اور جگہ نہیں ہے ——"

"میرا خیال ہے میں نے شاہ گوری کے نزدیک جتنا پہنچنا تھا —— پہنچ چکا —— ختم ہوئی بارش سنگ ——"

میاں صاحب اور مرزا نے فی الفور اتفاق کیا ——

ہم واپس ہو گئے۔

یہ کے ٹو کہانی کا اختتام تھا —— یہاں سے واپسی شروع ہوتی تھی —— لیکن یہ میرا خیال تھا کہ یہاں سے واپسی شروع ہوتی ہے —— ہواؤں میں کچھ اور لکھا تھا .... یہ درست ہے کہ مجھے اب گوڈون آسٹن کی طرف .... کھوبر سے۔ پائیو۔ بوردول۔ کوروفون اور کشمل میں پھر راتیں آئیں گی .... میرا خیمہ واپسی پر انہیں منزلوں میں پڑ سمیٹے گا۔ میرے بوٹوں تلے وہی پتھر آئیں گے لیکن منظر مختلف ہو گا۔ واپسی پر ہمیشہ منظر بدل جاتا ہے —— چٹانوں کے چہرے اور گلیشیرز کے اتار چڑھاؤ اور پہاڑ [illegible] اب ان سے دور ہوتا جاؤں گا ——

میرے ساتھی تیز چلتے تھے —— وہ برفانی دیواروں میں روپوش ہو چکے تھے۔

میں سانس کھینچتا ہوا چل رہا تھا ——

میری پشت پر جیسے شاہ گوری سانس لیتی تھی ——

گلیشیرز کے کناروں سے کرسٹل کی شفاف جھالریں معلق تھیں .... منجمد پانی جس کے آرپار دکھائی دیتا تھا ....

میں ایک برفانی تودے کے اوپر آیا تو کنکورڈیا سامنے آ گیا —— خیموں کے شوخ دھبے .... برف کی کائنات میں حشرے بیک کی چونچ کے سامنے میں میرا نیلا دھبہ .... ابھی میں بہت فاصلے پر تھا۔

ایک نالہ جسے میں کچھ دیر پہلے آسانی سے پار کر گیا تھا اب زیادہ پُرشور ہو رہا تھا۔ اس میں شفاف برف کی ڈلیاں ڈولتی ہوئی چلی آ رہی تھیں۔ پہلے جن پتھروں پر قدم رکھے تھے وہ اب پانی میں تھے —— میں بے حد احتیاط سے ان پر

UrduPhoto.com

چلا۔ بوٹ بھگوئے اور بمشکل دوسری جانب آیا۔ اگر میں یہاں کسی پتھر پر سے پھسلتا تو وہاں کنکورڈیا میں کوئی نہ جانتا کہ کیا ہوا ہے اور میں کہاں ہوں——

یہاں سے پھر چڑھائی شروع ہو گئی ---- لیکن یہ مشکل نہ تھی صرف صبر اور سانس مانگتی تھی۔ میں اوپر پہنچا اپنے خیموں کے پاس ہانپتا ہوا تو وہاں ایک شخص تھا اور ایک خبر تھی اور دونوں میرے منتظر تھے۔

UrduPhoto.com

"سنوز آف شاہ گوری"

خبر کا تذکرہ بعد میں کروں گا لیکن جو شخص میرا منتظر تھا وہ ڈاکٹر کیپٹن انعام بیگ تھا جو گورے ون سے ٹریک کرتا ہوا ایک مرتبہ پھر صرف مجھ سے ملاقات کی خاطر کنکورڈیا آیا تھا—— ایک سادگی ایک بے چارگی ایک خلوص اس کے چہرے پر تھا اور وہ اپنی عینک درست کرتا ہوا مجھے اپنی طرف آتا دیکھ رہا تھا——

"آخر آپ کنکورڈیا پہنچ ہی گئے تارڑ صاحب——" اس نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا----

[illegible] ون سے ایک خطرناک گلیشیر پر دو مرتبہ صرف میرے لئے چلتا ہوا آیا۔

"وہ کیا---- آپ بڑے بھائی ہیں اور---- والد صاحب کے دوست بھی ہیں تو---- نہیں نہیں بالکل تکلیف نہیں کی---- آپ بتائیں کوئی مسئلہ—— کوئی تکلیف----"

ہم چلتے ہوئے اپنے کچن کے پاس آ گئے جہاں نیلی ترپال پر سب لوگ انتہائی بیزار شکلیں بنائے ہوئے بیٹھے تھے اور اس سے پیشتر جنہوں نے مجھے صرف محبت کی نگاہوں سے دیکھا تھا اب مجھ پر قہر آلود نظریں ڈالتے تھے—— میں نے ذرا خوشگوار ہونے کی کوشش کی تو وہ لاتعلقی سے کے ٹو کو دیکھنے لگے۔

"چوہدری صاحب——" ڈاکٹر صاحب نے میری جانب دیکھے بغیر ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا---- اور کنکورڈیا میں سرد آہ بھرنے کے لئے کوئی خاص اہتمام نہیں کرنا پڑتا "اٹ از ہائی ٹریزن----"

"تارڑ صاحب آپ سے یہ امید نہ تھی——" عامر----

UrduPhoto.com

"مائی لیڈر —— آپ نے ٹیم کو مایوس کیا ہے ——"

غرض کہ جتنے بھی منہ تھے اتنی ہی باتیں ہوئیں —— اور ٹیم کی سرد مہری کا سبب وہ خبر تھی جو میری منتظر تھی ——

اور یہ خبر آرمی کیمپ کے ٹیلی فون پر آئی تھی ——

ایک پیوما ہیلی کاپٹر تارڑ صاحب کو اٹھانے کے لئے کنکورڈیا آ رہا ہے ——

ہیلی کاپٹر پہلے سیاچین کی جانب جائے گا کسی کو ڈراپ کرنے کے لئے اور واپسی پر تارڑ صاحب کو پک کرے گا —— وہ تیار رہیں ——

میں سناٹے میں آ گیا —— یوں بیٹھے بٹھائے یک لخت میں شاہ گوری سے جدا ہو جاؤں گا ابھی آیا ہوں تو ابھی چلا جاؤں گا —— جدائی کی ناخوشی نے مجھے بہت بے چین کیا ---- لیکن یہ ہیلی کاپٹر بالتورو کی دراڑوں اور بلند برفوں کے اوپر سے پرواز کر جائے گا —— دریائے برالڈو کے اوپر کھائیوں میں معلق راستوں سے نجات دلا دے گا —— اور مجھے اس راستے پر سے دوبارہ نہیں گزرنا ہو گا جہاں ایک [illegible] دن کی مسافت ہیلی کاپٹر کے بلیڈ میں کھٹ کھٹ کرتی کٹ گئی اور آٹھ لمحوں میں مکمل ہو جائے گی

نیچے کنکورڈیا ہے ——

ہم گورے پر سے گزر رہے ہیں ——

ذرا دیکھئے اردوکس نظر آ رہا ہے ----

اور ----

اور یوں آٹھ دن کی مسافت آٹھ فقروں میں —— آٹھ لمحوں میں ——

لیکن میری ٹیم کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ وہ بہت ناخوش اور اداس تھے اور میں جب ان کی طرف دیکھتا تھا تو شرمندگی سے دیکھتا تھا اور خود بھی ناخوش اور اداس ہوتا تھا ---- وہ مجھ سے روٹھے ہوئے پھرتے تھے ---- ایسے بچے تھے جنہیں میں ایک سفید جنگل میں تنہا چھوڑ کر جانے والا تھا۔

میں جب کنکورڈیا کی جانب واپس آ رہا تھا تو دور سے ایک مچھر سا نظر آیا تھا

لیکن اس کے بلیڈز کی کھٹ کھٹ کی گونج سارے میں تھی —— وہ آرمی پوسٹ کے قریب اترا تھا اور پھر اٹھ کر گورے کی طرف چلا گیا تھا —— یہ ہیلی کاپٹر اس اطالوی ٹریکر کو اٹھانے آیا تھا جس کا باپ روم کے مردہ خانے میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔

غلام کو کہا گیا کہ وہ ہمارا آخری کھانا تیار کرے ——

کنکورڈین لاسٹ سپر ——

اس لئے کہ میری رخصتی کی خبر سے پوری ٹیم بددل ہو گئی تھی .... اور انہوں نے بھی آج ہی روانگی کا فیصلہ کر لیا تھا ——

وہ خیمہ بستی اجڑنے لگی جو ہم نے کنکورڈیا میں آباد کی تھی —— پیکنگ شروع ہو گئی —— پورٹر یکدم حرکت میں آ گئے۔

"آپ کو جو ہیلی کاپٹر لینے آ رہا ہے وہ چھوٹا ہے اور اس میں صرف ایک شخص کی گنجائش ہوتی ہے۔ کیمپ کے سامنے اترے گا۔ انجن بند نہیں کرے گا کیونکہ [illegible] زرا سوار ہوں گے اور پھر یہ آج آپ کو گورے ون لے جائے گا ——" ڈاکٹر انعام مجھے ہدایات دے رہا تھا —— "اور وہاں پر میں ہوں گا ...."

"لیکن تم تو یہاں ہو ——"

"تو میں کل صبح آ جاؤں گا —— اور پھر گورے ون سے کل آپ بڑے ہیلی کاپٹر لاما میں واسو تک جائیں گے اور وہاں سے سکردو ——"

"بڑے ہیلی کاپٹر پر ——" ڈاکٹر عمر چونک گئے "ڈاکٹر انعام ایک بات بتائیے ——"

"جی جی ——"

"اگر ہم کسی نہ کسی طرح گورے ون پہنچ جائیں سب کے سب —— تو کیا ہمیں بھی وہاں سے ہیلی کاپٹر پر لفٹ مل سکتی ہے ——؟"

انعام ایک سدا مسکرانے والا شخص ہے .... لیکن اس کی مسکراہٹ ذرا مدھم ہو گئی "ایک دو آدمی ہوں تو کوشش ہو سکتی ہے لیکن .... بہت مشکل ہے"

UrduPhoto.com

"اگر تارڑ صاحب اپنی شہرت کو بے دریغ استعمال کریں اور زندگی میں پہلی بار اپنی بجائے ہمارے لئے کریں تو کیا اس صورت میں یہ ممکن ہے——"

انعام نے میری جانب دیکھا "پتہ نہیں—— لیکن"

"بس جی فیصلہ ہو گیا ہے—— ہم ابھی گورے نو کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں۔ شام تک وہاں پہنچ جائیں گے اور کل صبح وہاں سے چل کر تین چار گھنٹے کی مسافت کے بعد گورے دن پہنچ جائیں گے——اور وہاں سے ہمارا بندوبست تارڑ صاحب کے ذمے——"

میرا دل بیٹھ گیا۔ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں—— ہم ایک بے حد حساس علاقے میں ہیں—— کیا میرے کہنے سے فوری طور پر ایک ہیلی کاپٹر مہیا کر دیا جائے گا کہ جناب تارڑ صاحب یہ ہیلی حاضر ہے—— آپ کی خدمت کے لئے——"

دیکھیں ڈاکٹر عمر اور میری بات غور سے سنیں پلیز—— "میں نے ہونٹ بھینچ کر کہنا شروع کیا اور میرے ماتھے پر یقیناً شکنیں ابھر رہی تھیں" میری اپنی [illegible] —— عزت عطا کر دی گئی ہے۔ اب جو ہیلی کاپٹر آ رہا ہے یہ کہیں کسی ایک شخص کی میرے لئے محبت کی اکڑ سے چلا آ رہا ہے۔ اور میں اس شخص کو نہیں جانتا—— شاید وہ ایک ہے یا کئی ہیں میرے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں—— میرا کوئی استحقاق نہیں—— میں پھر بھی ڈیزرو نہیں کرتا لیکن—— وہاں کوئی ہے جو سمجھتا ہے کہ اگر تارڑ شنگو روڈیا تک پہنچ گیا ہے اور اپنے وطن کی محبت میں مبتلا ہو کر پہنچ گیا ہے تو وہ ایک ہیلی کاپٹر پک اپ ڈیزرو کرتا ہے——اب اگر آپ میرے پیچھے پیچھے گورے دن پہنچ جاتے ہیں تو یقیناً آپ کے لئے کوشش کروں گا—— میں لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی طرف دیکھ دیکھ کر اتنا مسکراؤں گا اور مسلسل مسکراؤں گا کہ میرے کلّے دکھنے لگیں گے—— ہر شخص کو سلام کروں گا اور اس کی وردی کے کالر پر گرد کا جو ذرہ نہیں ہو گا اسے صاف کرنے کی کوشش کروں گا—— بلکہ کاروں کی ونڈ سکرین صاف کرنے والے چھوٹے بچوں کی طرح ایک "ٹاکی" لے کر جو بھی ہیلی کاپٹر نظر آیا اس کی جانب بھاگا جاؤں گا اور اس کی ونڈ سکرین کو صاف

UrduPhoto.com

کرتے ہوئے پائلٹ کو سلام کروں گا اور کہوں گا کہ ——صاحب جی تیرے بچے جئیں میری ٹیم کو لے جاؤ۔"

"ڈرامہ نہ کریں چودھری صاحب——" ڈاکٹر عمر مسکرانے لگے۔ "ہمیں آپ پر اعتبار ہے"

"لیکن——میں وعدہ تو نہیں کر سکتا صرف کوشش کر سکتا ہوں——اگر میں کامیاب نہ ہوا تو پھر آپ لوگ کیا کریں گے؟؟"

"ہم غلام اور پورٹرز کو کہیں گے کہ وہ اردوکس پہنچ کر ہمارا انتظار کریں ——ہم اگلے روز گورے سے اردوکس کی جانب چلے جائیں گے اور پھر وہاں سے 'اللہ تیری یاری——"

"ٹھیک ہے——" میں نے سر ہلایا "اب براہ کرم سب اپنی اپنی بوتھیاں درست کر لیں اور میری طرف پیار سے دیکھیں——"

سب نے عجیب عجیب شکلیں بنا کر میری طرف پیار سے دیکھا۔

UrduPhoto.com

[illegible]

ہی ہی——جیسے بجلی کا پیڑ کی آواز کنکورڈیا میں گونجتی تھی ایسے غلام کی ہنسی ہر سو گونجی۔ ——کی چڑیلیں——وہ شکل سے زمین کی باسی نہیں لگتی تھیں لیکن زمین پر تھیں——لنچ ریڈی ہو گیا——"

ہمارا کنکورڈین لاسٹ پہر ایک نہ بھولنے والا تجربہ تھا——

بہت اعلیٰ ذائقے کا حامل پلاؤ۔ چکن کے مصالحے دار ٹکڑے ----اورنج جوس----کافی----اور ڈاکٹر صاحب کے لئے ٹیونا فش——

ہم کھانا کھاتے ہوئے بھی مسلسل آسمان کو دیکھتے تھے——موسم صاف اور نیلے تھے اور برف کی چمک اتنی تیز اور شدید تھی کہ عینک کے بغیر آنکھیں کھولنا اور دیکھنا ناممکن ہو رہا تھا۔

ڈاکٹر انعام کہنے لگے "ادھر جو لوگ آتے ہیں تو شروع میں احتیاط نہیں کرتے ----تو اکثر عارضی طور پر اندھے ہو جاتے ہیں اور چند روز کے لئے اپنے خیمے سے باہر نہیں نکل سکتے ----بعد میں اتنی احتیاط کرتے ہیں کہ رات کے وقت

بھی سیاہ گلاسز پہننے لگتے ہیں ----"

"شائد اسی لئے یہاں کوئی جانور دکھائی نہیں دیا ـــــ" شاہد صاحب نے ایک عالمانہ نکتہ پیش کیا "ظاہر ہے ان کے پاس سیاہ گلاسز نہیں ہوتے تو وہ یہاں کس طرح رہ سکتے ہیں ـــــ"

"ہاں شائد ـــــ" ڈاکٹر انعام اس بیان پر ذرا مسرور ہوئے "میں نے کبھی غور نہیں کیا ـــــ"

"اوئے نہیں جی یہاں جانور اس لئے نہیں ہوتے کہ یہاں سردی جو بی پی قسم کی ہوتی ہے ـــــ" یہ عامر کا تجسس تھا۔

"ویسے یہاں جو ٹھیکیدار ہیں ایک آدھ سکے ہیں ـــــ تو وہ خچروں پر سامان لاد کر ادھر لاتے ہیں تو ایک بار ان کے خچر بہت بیمار ہو گئے ـــــ" ڈاکٹر انعام بدستور مسرور تھے "تو وہ ان خچروں کو چیک اپ کے لئے میرے پاس لے آئے ـــــ"

"اچھا تو آپ ڈنگر ڈاکٹر ہیں؟" میاں صاحب حیرت سے بولے۔

[illegible] آپ کروانا ہے

UrduPhoto.com

"دراصل ادھر اور کوئی کسی قسم کے ڈاکٹر ان کو نہیں مل سکتی تھی اس لئے میرے پاس لے آئے ـــــ کہنے لگے 'یہ چلتے چلتے گر جاتے ہیں ـــــ دریا میں بہت گرے ہیں اور پھر وہ اڑ پر سے گزرتے ہیں تو اس میں گر جاتے ہیں' بہت نقصان ہوتا ہے ـــــ میں نے خچروں کو بہت چیک کی لیکن ان کی صحت بالکل نارمل تھی ـــــ پھر میں نے ان کی آنکھیں دیکھیں تو وہ سرخ ہو رہی تھی اور کئی خچر اندھے ہو چکے تھے' یہ سنو بلائنڈنیس تھی ----"

"ہیں ـــــ خچروں کو بھی سنو بلائنڈنیس ہو جاتی ہے ـــــ" مرزا صاحب اپنے پتلے سگار کا کش لگا کر بولے ---- اور ہاں آج صبح انہوں نے کے ٹو کے سامنے کھڑے ہو کر وہ تصویر اتروائی تھی جس کی انہیں آرزو تھی ـــــ ایک ہاتھ میں سگار اور دوسرے میں ہیپی کاٹن ـــــ اب چونکہ کوچ کا نقارہ بج چکا تھا اس لئے وہ اپنے سگارز کے معاملے میں بے حد فراخ دل ہو رہے تھے ـــــ غلام ایک پتھر پر

آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا اور ان کا عنایت کردہ ایک سگار پینے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک کش لگاتا تھا اور کھانستا تھا—— پھر ایک اور کش لگاتا تھا اور پھر بھی کھانستا تھا اور سگار کو غور سے دیکھتا تھا——

"ہاں جی ایسا ہو جاتا ہے۔ خچر بھی برف کی چمک سے اندھے ہو جاتے ہیں ——"

"تو پھر آپ نے ان کی آنکھوں میں آئی ڈراپس ڈالے؟" میاں صاحب نے پوچھا۔

"جی نہیں —— میں نے ٹھیکیدار کو بتایا کہ اگر وہ اپنے خچروں کو صحت چاہتا ہے تو انہیں ادھر بلندی پر لانے سے پہلے سیاہ چشمے پہنائے ——"

"سیاہ چشمے —— "عمار کھل کر ہنسنے لگا "خچروں کے لئے —— واقعی؟"

"ہاں جی —— اس کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔ تو اب اس نے دو سو سیاہ چشموں کا آرڈر دیا ہے ——"

[illegible] لگا کر لگائے ہیروؤں کی طرح گھوم رہیں گے ——" میاں صاحب کھلکھلا کر ہنسنے لگے۔

ڈاکٹر عمر کافی دیر بعد گفتگو میں شریک ہوئے "اگلے سال کے انتظار کی کیا ضرورت ہے ابھی دیکھ لیں ——"

سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا —— سب نے سیاہ چشمے لگا رکھے تھے۔

اور پھر ایک مدھم سی آواز آئی —— ہمارا خیال تھا کہ یہ ہمارے اندر ہے۔ کیونکہ ایک کھٹ کھٹ ہمارے بدن میں چل رہی تھی لیکن نہیں —— بالتورو کے برفانی ٹیلوں اور دراڑوں پر سے اٹھی اور گونجی یہ آواز حقیقت تھی .... پھر ایک پھڑپھڑاتا سا دھبہ دکھائی دیا جو دیکھتے دیکھتے ایک اڑتے پرندے میں بدلا اور ہمارے سروں پر سے گزر کر چوغولیزا کی جانب چلا گیا ——

"تارڑ صاحب ——" ڈاکٹر انعام نے فوراً کلائی اٹھا کر گھڑی پر نگاہ ڈالی "یہ آپ کا ہیلی کاپٹر ہے —— تقریباً آدھ گھنٹے میں واپس آ جائے گا۔ آپ فوراً تیار

ہو کر آرمی کیمپ پہنچیں —— وہیں لینڈ کرے گا ——"

کنکورڈین لاسٹ سپر کے دسترخوان سے لوگ بھاری دلوں سے اٹھے۔

میری پیکنگ مکمل تھی —— میں نے کیمروں کا بیگ کندھے پر ڈالا اور آرمی کیمپ کے سفید اگلو کی جانب چلنے لگا —— لیکن نہیں —— فوراً نہیں چلنے لگا —— میں نے شاہ گوری کو آخری بار دیکھا ——

گوری ہو گوری!

تو میرے اندر رچ گئی ہے گوری —— لیکن میں تجھے جی بھر کے دیکھ نہ سکا۔

شاعر ابو نواس نے کہا۔ جب موت کا گھنگھرو تیرے گلے میں بجے گا تو تم کہو گے۔ میں تو ابھی دنیا میں آیا ہوں اور ابھی سے چلا جاؤں ——

میں نے بھی ابھی ابھی شاہ گوری کو دیکھا تھا اور ابھی سے جدا ہو رہا تھا۔

تیرے بھید بھرے برفوں کے دروازے کے پیچھے کیا ہے؟ یہ اگر کسی پہ کھلا تو اسے کیا دکھائی دیا ——

[illegible] وہ جو [illegible] نے کھڑے تھے بلند آواز میں کہنے لگے 'دروازہ کھول دو ——

تم جانتے ہو کہ ہمارا قیام بہت مختصر ہے۔

اور ایک مرتبہ چلے گئے تو —— پھر کبھی واپس نہیں آئیں گے"

ہمارا قیام بھی مختصر تھا —— اور ایک مرتبہ چلے گئے تو —— پھر بھی واپس نہیں آئیں گے —— یا —— آئیں گے ——

شاہ گوری ایک دنیا تھی اور ہم اس دنیا میں آئے تھے اور ہم نے بلند آواز میں کہا تھا 'دروازہ کھول دو —— ہمارا قیام بہت مختصر ہے ——

"یادوں[۲] میں قدموں کی چاپ گونجتی ہے ——

اس راہداری میں جس پر ہم نہیں چلے

---

۱ : عمر خیام

۲ : ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ

اس دروازے کی جانب جو ہم نے کبھی نہیں کھولا
اس باغ میں جہاں گلاب کھلتے ہیں ——"

شاہ گوری کی جانب جاتی ہوئی گلیشئر راہداری پر ہم تھوڑی دور چلے —— اس دروازے کی جانب جسے چھوئے بغیر ہم لوٹ آئے ——

جی ہاں میں نے شاہ گوری کو آخری بار دیکھا اور تب میں نے کیمروں کا بیگ کندھے پر ڈالا اور آرمی کیمپ کے سفید اگلو کی جانب چلنے لگا —— اور میرے ساتھ میری ٹیم کے ممبر، غلام اور پورٹر حضرات یوں چلنے لگے جیسے دیہات میں حج پر جانے والے بزرگ کو اس کے رشتے دار ایک ہجوم کی صورت میں ریلوے سٹیشن تک چھوڑنے جاتے ہیں ——

آرمی کیمپ کے باہر سیالکوٹی جوان حسب معمول ٹیلی فون پہ مصروف تھا بلکہ مشغول تھا ——

"اوئے [illegible] ہوں —— [illegible] بولی ہوئی [illegible] ہے تو شمع کو بلایا تھا —— ہاں —— میں شمع —— ہائے یہ شمع کہاں سے —— منہ تو کہاں سے بیچ میں آ گیا ہے کالے منہ والا —— دفع ہو جا —— اچھا تو آج پھر تیرے منہ سے کچھ سننا ہے —— اوئے ماں کے .... میں کہتا ہوں مجھے شمع سے بات کرنے دے .... ناں ناں تیری بچھ [illegible] شمع میری [illegible] ناں تیری بہن کو —— ہاں گلیشئر کے اوپر .... دفع ہو جا اب تیرا گالیوں کا کوٹہ پورا نہیں ہوا —— شمع —— میں شمع ——" اس نے ہمیں مسکراتا دیکھ کر چونگا رکھ دیا "آؤ جی بسم اللہ ——"

"جناب یہ جو خاتون شمع نامی ہیں تو یہ .... ادھر کنکورڈیا میں ہیں؟" شاہد نے پوچھا۔

"ہاہائے —— یہ تو ہماری پوسٹ کا نام ہے" سیالکوٹی جوان ذرا لجا کر بولا "آپ ہی تارڑ صاحب ہو ناں تو بس ہیلی آ رہا ہے آپ کو لینے —— میں ازجا کل لاتا ہوں بنا کے ——"

ہم براؤن رنگ کے خالی کنستروں پر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے ——

UrduPhoto.com

ادھر دیکھنے لگے جو غولیزا اور گولڈن تھرون کی جانب جدھر سے اس نے آنا تھا۔۔۔

سیالکوٹی جوان ہمیں انرجائل پلا کر پھر سے ٹیلی فون پر مشغول ہو گیا اور شمع کے ساتھ رابطے کی کوشش کرنے لگا۔

ہم سب چپ بیٹھے تھے پھر یکدم باتیں شروع کر دیتے تھے پھر خواہ مخواہ ہنستے تھے اور پھر چپ ہو جاتے تھے اور پھر اوپر دیکھنے لگتے تھے —— ہمارے گلے سوکھتے تھے —— ہم کنکورڈیا سے' قراقرم کے سب سے وسیع اور بلند معبد سے لاپرواہ ہو چکے تھے —— صرف آسمان کو تکتے تھے اور انتظار کرتے تھے ——

کبھی ہم چونک جاتے کہ شاید —— یہ آواز —— لیکن یہ واہمہ ہوتا —— وہاں صرف سرد برفیلا خلا تھا جس میں ہم سانس کھینچتے تھے اور انتظار کرتے تھے۔

پاپا ہیمنگوے کی کہانی "سنوز آف کلی منجاروز" میں بھی انتظار تھا۔

میں اور خاور زمان سکول سے بھاگ کر لاہور کے اوڈین سینما میں اس کہانی پر مبنی فلم دیکھنے جایا کرتے تھے —— جتنے روز فلم دکھائی گئی تقریباً اتنے روز جایا کرتے [illegible] کلی منجاروز [illegible] میں ایک ویرانہ ہے —— جنگلی جانوروں کا مسکن اور وہاں ایک کیمپ ہے۔ اس کیمپ میں ایک قریب المرگ شخص اس چھوٹے سے جہاز کا انتظار کر رہا ہے جو شاید آ جائے اور اسے موت [illegible] اس کی نظریں ہمیشہ آسمان پر لگی رہتی ہیں اور کان جہاز کے انجن کی آواز سننے کے لئے بے تاب رہتے ہیں —— اس کی ٹانگ کا زخم خراب ہو چکا ہے اور پورے بدن میں زہر پھیل رہا ہے —— اور کیمپ کے قریب ایک خشک درخت پر گدھ بیٹھے رہتے ہیں —— وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ——

ہم یہ فلم بار بار اس لئے دیکھتے تھے کہ اس میں فلیش بیک کے ایک منظر میں ایوا گارڈنر کی خوبصورت نیلی آنکھیں تھیں اور دھند آلود پیرس تھا ——

سنوز آف کلی منجاروز ——

اور یہاں —— سنوز آف شاہ گوری —— کے سائے میں ہم بھی انتظار کرتے تھے۔۔۔۔ آسمان سے اترنے والے ایک رتھ کا —— ہماری حالت اتنی

تشویشناک تو نہ تھی اور نہ ہی گدھ ہمارے منتظر تھے لیکن ہمارے انتظار کی شدت اتنی ہی تھی ——— ہم میں اتنی ہی بے چینی تھی .... سنوز آف شاہ گوری کے سائے میں ہم انتظار کرتے تھے ——

UrduPhoto.com

"میں شاہ گوری کی چوٹی پر پہنچتا ہوں اور رنگوں کے نقشوں میں اڑتا ہیلی کاپٹر"

پھر پتہ نہیں سب سے پہلے کس نے سنا اور کس کی آنکھوں نے اسے بلندیوں میں دیکھ لیا اور وہ [illegible] اپنے ساتھ لئے ہماری جانب چلا آ رہا تھا۔ اس کے بلیڈز کنکورڈیا کی باریک ہوا کو تیزی سے کاٹتے ہوئے کھٹ کھٹ چلے آ رہے تھے اور ان کی آواز ہماری باڈی بیٹ کے ساتھ ہم آہنگ ہو رہی تھی ..... اور اس لمحے سب کو پہلی بار احساس ہوا کہ صرف ایک مسافر نے جانا ہے اور [illegible] مسافر [illegible] جس [illegible] ہوا تھا اور وہ بار بار تھوک نگلنے کی کوشش کرتا تھا۔

ایک بھگدڑ سی مچ گئی۔ ایک افراتفری سی پھیل گئی۔

ہیلی کاپٹر آیا تو ہوا کے تند جھکڑ بھی ساتھ لایا اور کیمپ کے مگ ---- ٹین کے برتن ---- پتھروں پر اچھلنے لگے اور ان کا شور ہمیں نروس کرنے لگا —— ہر ایک اپنی دستار کی فکر میں تھا' اسے سنبھالتا تھا —— ایک ہاتھ ہیٹ پر اور دوسرا عینک پر ---- اور یہ دونوں زور لگا کر الگ ہونے کی کوشش میں —— شور اتنا تھا کہ ہم بات نہیں کر سکتے تھے ---- ہیلی آہستہ آہستہ نیچے آیا اور کچھ دیر ہیلی پیڈ کے سفید کراس کے اوپر معلق ہو کر جیسے سوچتا رہا اور پھر لینڈ کر گیا۔

ہم سب اس کی جانب دوڑنے لگے۔ انجن بدستور چل رہے تھے اور پورا کنکورڈیا ان کے شور سے گونج رہا تھا اور پائلٹ کچھ اشارے کر رہا تھا۔ اپنے آپ کو گھومتے ہوئے بلیڈز کی زد سے نیچے رکھتے ہوئے میں نے قریب پہنچ کر پچھلی نشست پر اپنا رک سیک پھینکا اور پھر بڑے بے ہنگم طریقے سے گرتا پڑتا اس میں

UrduPhoto.com

سوار ہو گیا——

پائلٹ گردن موڑ کر پیچھے دیکھتا تھا اور اس کا سفید دستانے والا ہاتھ کچھ اشارے کرتا تھا—— میرے ساتھی بھی ہاتھ ہلا ہلا کر مجھے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہے تھے اور میں ایک پریشان جل ککڑ کی طرح گردن گھما گھما کر کبھی پائلٹ کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے ساتھیوں کو—— کہ یہ چاہتے کیا ہیں۔ پھر ڈاکٹر انعام جھکا ہوا' عینک تھامے منہ بھینچے ہوئے آگے آیا اور میں نے سمجھا وہ ایک مرتبہ پھر مجھ سے ہاتھ ملانا چاہتا ہے چنانچہ میں نے دانت نکال کر ہاتھ آگے کیا جو اس نے دیکھا تک نہیں اور ہیلی کاپٹر کا کھلا ہوا دروازہ ایک جھٹکے سے بند کر کے پیچھے ہٹ گیا۔

وہ مجھے دروازہ بند کرنے کا اشارہ کر رہے تھے——

دروازہ بند ہوتے ہی انجن کا بیشتر شور بھی باہر رہ گیا——

ہیلی خاصا مختصر تھا—— اگلی نشست پہ پائلٹ اور کو پائلٹ تھے—— کوگلز چڑھائے' کانوں پر ہیڈ فون' سفید دستانوں میں—— اور پچھلی نشست پر میں اور میرا رک [illegible] بعد [illegible] پیچھے سے ایک اور پائلٹ نما چیز برآمد ہونے لگی جو ماسک پہنے ہوئے تھی لیکن اس کے باوجود اس کا غصہ صاف ظاہر تھا—— دراصل میں نے پہلی مرتبہ ٹرین پر سوار ہونے والے دیہاتی کی طرح اپنا سامان اندھا دھند اندر پھینکا تھا اور وہاں بیٹھے ہوئے نیوی گیٹر صاحب کے اوپر پھینکا تھا اور پھر خود سوار ہو گیا تھا—— اب وہ نیوی گیٹر صاحب میرے رک سیک کو پرے دھکیل کر اپنے غصے کا اظہار کر رہے تھے۔۔۔۔ چونکہ ہم آپس میں گفتگو نہیں کر سکتے تھے—— شور کی وجہ سے بھی اور ان کے چہروں پر نصب ماسک کی وجہ سے بھی—— اس لئے میں نے خاموش فلموں کی طرح اشاروں کنایوں میں اپنی شرمندگی کا اظہار کیا اور چارلی چپلن کی سی بھیگی بلی ایسی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلا ہلا کر متعدد بار معذرت کی بلکہ ایک بار ہیٹ اتار کر جھکنے کی کوشش بھی کی لیکن ہیلی کاپٹر میں اتنی جگہ نہ تھی۔

پائلٹ نے سفید دستانے والا انگوٹھا بلند کیا—— اور ہیلی کاپٹر ایک ہلکی سی گونج کے ساتھ ابر اور برف کے جہان سے اٹھنے لگا جس میں میرے ساتھی کھڑے ہاتھ

UrduPhoto.com

ہلا رہے تھے اور وہ تیزی سے پیچھے جا رہے تھے 'دور ہو رہے تھے۔

ظاہر ہے وڈیو کیمرہ میری آنکھ کے ساتھ لگا تھا اور میں سارے منظر اس کے لینز کے راستے سے دیکھ رہا تھا۔

ہیلی نے آہستہ آہستہ اوپر اٹھتے ہوئے ایک خاص بلندی حاصل کر لی تو اس نے اپنا رخ بدلا ——

اسے جدھر سے ہم آئے تھے بالتورو گلیشئر کے اوپر گورے کی جانب جانا تھا —— لیکن اس کا رخ بالکل مخالف سمت میں تھا۔ عجب بے بسی تھی۔ وہ تینوں حضرات جسمانی طور پر بکتر بند ہو کر اپنے آلات اور ماسکس میں پیک ہو کر ایسے بیٹھے تھے کہ میں ان سے بات بھی نہیں کر سکتا تھا —— البتہ وہ آپس میں رابطہ رکھتے تھے اور گفتگو کر رہے تھے ——

میں نے قدرے زور سے ہاتھ ہلا کر اور چارلی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے پوچھنے کی کوشش کی کہ بھائی کہاں لے کر جا رہے ہو ——

[illegible] اٹھا کر کے ٹو کی جانب اشارہ دیا —— میرا دل رک گیا —— وہ مجھے خاص طور پر کے ٹو کے قریب لے جا رہے تھے ——

گوری ہو گوری ——

پچھلی شب میں نے تمام کوری کو خواب میں دیکھا۔

جتنی دیر میں ہم ایک سانس لیتے ہیں اتنی دیر میں ہم اس مقام پر سے گزر گئے جہاں سے ہم کے ٹو کے قریب ترین ہوئے تھے اور پھر کنکورڈیا واپس چلے گئے تھے ....

انجن کی آواز مدھم ہو رہی تھی ——

اوپر ہیلی کے بلیڈ کھٹ کھٹ چل رہے تھے۔

پائلٹ کے سامنے تمام مکانکی آلات اور ڈائل تھے لیکن ذرا نیچے تھے اور اس کے سامنے ونڈ سکرین تھی —— سب کچھ دکھائی دیتا تھا —— اور ہمارے آس پاس بھی شفاف پلاسٹک کی باڈی تھی اور وہاں سے بھی سب کچھ نظر آتا تھا ——

لگتا تھا کہ آپ کھلی فضا میں ہیں ایک پرواز کرنے والے قالین پر ——

ہیلی کاپٹر اتنا مختصر تھا کہ اس کے ہونے کا احساس ختم ہو جاتا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آپ خود آپ کا بدن کنکورڈیا کے اوپر ہوا میں چلا جا رہا ہے —— اڑن کھٹولے میں اڑ جاؤں —— تیرے ہاتھ نہ آؤں ——

نیچے کسی ریس ٹریک کی طرح سیاہ اور سفید اور بھوری شاہراہیں تھیں جو گاڈون آسٹن گلیشئرز کی ازلی برفیں تھیں۔ ان کے ساتھ برف کے اہرام تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں بکھرے اہرام ——

ہم شاہ گوری کے قریب ہوتے جا رہے تھے۔

نیوی گیٹر اشارے سے میری توجہ عظیم چوٹیوں کی جانب مبذول کرواتا —— اور میں گشابرم اور براڈ پیک کو ایک نئے رخ سے دیکھ رہا تھا —— یہ اب مختلف منظروں والی اجنبی چوٹیاں لگتی تھیں۔ ہم ان کی بلندی کی درمیانی فضا میں پرواز کر رہے تھے۔

[illegible] اشارہ ہوا جو اوپر تک جا رہا تھا۔ اس کے علاوہ بہت سارے گلیشئر تھے جو دائیں اور بائیں جانب دور تک دکھائی دیتے تھے۔

شاہ گوری قریب آگئی ——

بیس کیمپ کی خشک پٹی نظر آتے ہی ہیلی ذرا نیچے ہوا۔ وہاں کسی ٹیم کے خیمے نصب تھے۔ کسی نے نیچے سے ہاتھ ہلایا۔

چھوٹا کے ٹو بائیں ہاتھ پر رہ گیا تھا۔ اور یہاں سے ہمارا ہیلی کاپٹر کے ٹو کے عظیم اہرام کی جانب یوں کھنچتا چلا گیا جیسے وہ ایک مقناطیس ہو۔ ہم اتنے قریب ہوئے کہ اس کے پتھر —— کھائیاں —— برفیں اور برف کی رگیں الگ الگ نظر آنے لگے اور ہمارے احساس اور بدن کا ایک حصہ ہوئے ——

ہم چاہتے تو شاہ گوری کا دامن چھو لیتے ——

ہم اس کے ساتھ لگ کر جا رہے تھے اور اس کے گرد پرواز کر رہے تھے۔

یہاں سے میں نے کیمرہ اوپر کیا اور کے ٹو کی چوٹی کو ہیلی کاپٹر کے گھومتے

ہوئے بلیڈوں میں سے زوم ان کیا —— اور جب میں نے کیمرے میں سے دنیا کے دوسرے بلند ترین مقام کو اپنے سامنے دیکھا —— اور وہاں خاصی جگہ تھی —— پتھر تھے بڑے بڑے اور برف کے معلق چھجے تھے اور ہیلی کی کھٹ کھٹ تھی —— تو میرا حلق خشک ہو گیا۔ میرے ہاتھوں میں لرزش آ گئی ......

ایک لمحے کے لئے میں وہاں تھا چوٹی پر ——

اور ہیلی کاپٹر مجھ سے دور ہو رہا تھا ——

وہ مجھے وہاں چھوڑ کر جا رہے تھے اور دھوپ ڈھل رہی تھی اور میرا سایہ نیچے —— کے ٹو کے سائے کے ساتھ نیچے زمین پر نظر آ رہا تھا —— اور تم اپنے آپ کو ایسے دیکھتے ہو جیسے اس دن دیکھو گے جب تمہارا آخری دن ہو گا۔

دھوپ ڈھل رہی ہے اور میرا سایہ طویل ہو رہا ہے —— شام ہونے کو ہے اور ہیلی مجھ سے دور ہو رہا ہے —— اور پائلٹ نہیں جانتا کہ میں یہیں رہ گیا ہوں۔

[illegible] کی چوٹی پر [illegible] یہاں [illegible] جنوب کی طرف قراقرم کی عظمت والی شاندار چوٹیاں ہڈن پیک اور تمام گشابرم —— تین۔ چار اور براڈ پیک کی تینوں چوٹیاں دکھائی دے رہی ہیں —— پھر کے ٹو کی چوٹی سے مجھے دکھائی دے رہا ہے —— مشرق کی سمت میں سنکیانگ کی سرمئی پہاڑی سلسلے ہیں ——

تم جانتے ہو کہ ہمارا قیام بہت مختصر ہے ——

اور ایک مرتبہ چلے گئے تو —— پھر کبھی واپس نہیں آئیں گے ——

یادوں میں قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے —— نہیں یہ قدموں کی چاپ نہیں ہیلی کے بلیڈز کی کھٹ کھٹ ہے اور میں شاہ گوری کی چوٹی سے نیچے آ چکا ہوں واپس اپنی نشست پر ——

ہیلی کاپٹر ایک خاص مقام پر آہستہ ہو جاتا ہے۔ پھر کے ٹو سے الگ ہو کر مڑتا ہے اور ہم کنکورڈیا کی جانب واپس سفر کرنے لگتے ہیں۔

ہم چوٹی کے اتنے قریب تھے کہ اگر اس لمحے وہاں کوئی کوہ پیما ہوتا تو ہم

اسے دیکھ سکتے تھے ـــــ یا میں دیکھ سکتا تھا اپنے کیمرے میں سے ـــــ

ہیلی کاپٹر اب مجھے براڈ پیک کے قریب لے جا رہا ہے ـــــ

پھر کشا برم ـــــ

مجھے نیچے مشرکے پیک کے سائے میں وہ جگہ نظر آنے لگتی ہے جہاں ہمارے خیمے تھے لیکن ہم بالتورو کی جانب رخ نہیں کرتے ـــــ سیدھے چلے جاتے ہیں۔

چوغولیزا کی جانب ـــــ برف کے انبار در انبار کی طرف۔ ہم اتنے براہ راست سیدھے چلے جا رہے ہیں کہ میں ڈرتا ہوں۔ مجھے خدشہ رہتا ہے۔ ہمیں چوغولیزا کے کسی ایک دھندلے برف کنارے سے ہرمن بوہل نیچے گرا تھا ----

چوغولیزا کا یہ شاندار برفوں والا منظر صرف ایک چھوٹے سے پوما ہیلی کاپٹر سے ہی دیکھا جا سکتا ہے جو اس کے اتنا قریب ہو سکتا ہے۔

ہیلی کے بلیڈز ذرا آہستہ ہوئے اور ہم رخ بدل کر واپس ہوئے

اب ہم [illegible] ہوئے

سامنے شاہ گوری کی بلندی تھی ـــــ

چوغولیزا کی بھری نیں ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے۔

اور یہاں سے ہمیں بائیں جانب بالتورو گلیشئر کی جانب مڑنا تھا۔ ہیلی کاپٹر رخ بدلنے لگا ـــــ اب وہ پہاڑ تھے اور دونوں جانب پہاڑ تھے اور ان کے درمیان میں بالتورو کا برف اور پتھر دریا تھا جو سکوت میں تھا۔

ہیلی کاپٹر رخ بدل چکا تھا لیکن میں نے کیمرے کا رخ ادھر ہی رکھا جدھر شاہ گوری تھی ..... بے حد آہستگی سے ـــــ جیسے کوئی سلوموشن میں پردہ کرتا ہے ـــــ نہ چاہتے ہوئے بھی ایک جھجک کے ساتھ روپوش ہوتا ہے ایسے شاہ گوری چھپتی گئی۔ اس بنجر اور بھورے پہاڑ کے پیچھے سرکتی گئی جو ہمیں اپنی خیمہ گاہ سے نظر آتا تھا ـــــ

سرکتا جائے ہے رخ پہ نقاب ـــــ آہستہ آہستہ!

اس کا ایک حصہ چوٹی سے نیچے تک ایک سفید پٹی کی صورت میں بھورے

UrduPhoto.com

پہاڑ کی ڈھلوان کے ساتھ دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن یہ سرکتا جا رہا تھا۔ روپوش ہوتا جا رہا تھا—— پہلے وہ وہاں تھی —— شاہ گوری۔

اور پھر وہ وہاں نہیں تھی ——

ہمالیہ کے اندر کہیں اس کے درمیان میں وہاں ایک روایت ہے ایک بلند اور مقدس پہاڑ کے بارے میں ——

رات کی سیاہی میں برفوں کی سفیدی مدھم پڑتی تھی اور الاؤ کی روشنی اس مدھم کو موہوم بناتی تھی۔

گھروں سے دور —— ایک گاڈ فارسیکن جگہ میں —— جوان الاؤ کے گرد چٹکی کی ردھم کے ساتھ ناچتے تھے اور ان کے ساتھی خالی کنستروں کے دف بجا کر اپنی اداسی دور کرتے تھے۔ میں کیپٹن علی اور دیگر افسران کے ہمراہ وی آئی پی انکلوژر یعنی بیرک کی سخت سیڑھیوں پر بیٹھا کیمپ فائر کو تکتا تھا اور کوئی نہیں دیکھتا تھا کہ [illegible] نی کی عادت نہیں ہوتی تھی۔ یہ کورے دن تھا ——

بالتورو گلیشئر کے کنارے ایک خشک اور سرد اور بے جان پہاڑ کے اندر۔

چند بیرکیں۔ چند اگلو۔ ہیلی پیڈ۔ ایک برفانی ندی —— اور ہر حال میں خوش رہنے والے جوان ——

یہ کیمپ فائر ان کی خوشی کا اظہار تھا میرے لئے۔

سیاچین کی بلند ترین پوسٹوں پر خبر ہو چکی تھی اور وہاں سے پیام آتے تھے۔

سر آپ میری پوسٹ پر ضرور آئیں سر۔ صرف سات گھنٹے کا راستہ ہے سر —— سر کیا آپ ہیں سچ مچ —— ادھر کیسے آ گئے سر۔

کوئی چھوٹی سی بات ہی سنا دیں۔

ادھر کے بارے میں سفرنامہ لکھیں گے سر —— یہاں بائیس ہزار فٹ کی بلندی پر آپ کی کتابیں میرا ساتھ دیتی ہیں جناب ——

ہر دو چار منٹ کے بعد وہاں سے پیام آتے —— اور انہوں نے مجھے خوشی

UrduPhoto.com

دی اور بے پناہ تشکر دیا کہ یہ بے خوف لوگ مجھے وہاں بھی یاد رکھتے ہیں۔

رات ایک ایسے اگلو میں گزری جس میں گدے دار نرم بستر تھے ــــــ اسی لئے مجھے نیند نہ آئی ---- اگر سردی کا خیال نہ ہوتا تو یقیناً باہر نکل کر پتھروں اور سنگریزوں پر لیٹ جاتا اور مزے سے سو جاتا۔

صبح ہو گئی۔

دھوپ بہت تیز اور واضح تھی۔ پہاڑوں کی برف اُمڈی پڑتی تھی اور آنکھوں کو چندھیاتی تھی۔

ساڑھے دس بجے کے قریب میرے ساتھی بھی پہنچ گئے ---- ہم ایسے ملے جیسے مدتوں بعد ایک دوسرے کو دیکھا ہو ــــــ بہت تھکے ہوئے۔ تباہ حال، گمشدہ اور ڈرے ہوئے ــــــ پورٹر وحید گورے وِن کا راستہ نہیں جانتا تھا ــــــ

وہ شدید اندھیرے گورے تو سے چلے تھے اور بالتورو کی بھول بھلیوں میں کھو گئے تھے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ وہ خوفزدہ ہو کر بکھرنے لگے۔ ہر شخص بالتورو کے برف [illegible] کر آنے لگے تو انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اب کبھی راستہ تلاش نہیں کر پائیں گے ــــــ پھر خوش قسمتی نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں بالتورو سے باہر لے آئی۔ اسی لئے وہ بہت گمشدہ اور ڈرے ہوئے نظر آتے تھے۔

وہ اس خوفناک تجربے کے بعد بالکل مختلف لوگ ہو چکے تھے۔ بہت کم بولتے تھے ــــــ

پچھلے پہر بڑا ہیلی کاپٹر لالا پائیو کی جانب سے آیا اور ہیلی پیڈ پر اترا ــــــ گرد کا ایک طوفان۔ شور۔ چھت اڑتے ہوئے اور پھر ہیلی کا دروازہ کھلتا ہے اور بڑے بڑے ڈرم لڑھکتے ہوئے باہر آتے ہیں ــــــ میں بمشکل وہاں تک پہنچتا ہوں ---- پائلٹ کو خوش کرنے کے لئے سلام کرتا ہوں اور پھر ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے لگتا ہوں تو باہر دھکیل دیا جاتا ہوں اور ہیلی کاپٹر پیڈ سے اوپر اٹھتا ہے اور چلا جاتا ہے۔

"آپ کو فوری طور پر جمپ کرنا چاہئے تھے تارڑ صاحب ــــــ" ڈاکٹر انعام کو مجھ سے زیادہ افسوس ہو رہا ہے" پائلٹ نے انگلیوں سے اشارہ کیا تھا کہ چار

UrduPhoto.com

مسافر ـــ تو سب لوگ نے ادھر رش کیا۔ آپ ادھر چہل قدمی کرتے ہوئے سلام کرنے لگے تو ہیلی فل ہو گیا ـــ اسی لئے حوالدار نے آپ کو دھکا دے دیا کہ اب گنجائش نہیں ـــ"

"اب کیا ہو گا؟"

"شائد یہ ہیلی دوبارہ آئے ـــ ابھی واسو جائے گا ـــ اگر وقت ہوا تو ایک مرتبہ پھر آئے گا ـــ"

میں دل گرفتہ گورے دن میں ایک اور رات گزارنے کے خیال سے بیزار دھلتی دھوپ میں بیٹھا تھا کہ فون پر اطلاع آئی ـــ ہیلی آ رہا ہے۔

اور کوئی نہیں جان سکتا کہ ان لفظوں میں کیا سحر ہے کہ ہیلی آ رہا ہے ـــ

ڈاکٹر انعام نے میرا رک سیک اٹھا رکھا تھا اور بد آیات دیتا چلا جا رہا تھا ـــ پہلے وہ ڈرم لڑھکائیں گے۔ ان سے بچیں بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ جونہی پائلٹ اشارہ کرے آپ نے سب کو دھکے دے کر زبردستی ہیلی میں جمپ کر جانا ہے۔ [illegible] آواز آ رہی ـــ ہیلی آ رہا ہے ـــ" اور ہیلی کھٹ کھٹ کرتا بالتورو سے الگ ہو کر گورے کی طرف ایک خلائی جہاز کی طرح چلا آ رہا ہے۔

وہ ہیلی پیڈ پر تھوڑی دیر کے لئے معلق ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔

گرد اور ریت کا طوفان آتا ہے۔ ڈرم آتے ہیں۔ جونہی پائلٹ اشارہ کرتا ہے کہ صرف چار مسافر تو بہت سارے امیدوار امیدوں کے اس اڑن کھٹولے کی طرف بھاگتے ہیں .... میں ہیلی کے اندر ہوں۔

ڈاکٹر انعام بھی ایک کونے میں ہانپ رہا ہے۔

صوبیدار گنتی کرتا ہے ـــ "ایک مسافر کو اترنا ہو گا ـــ"

وہ میری طرف آتا ہے "آپ اترو ـــ"

"میں اتر جاتا ہوں ـــ" ڈاکٹر انعام میرا رک سیک مجھے تھما کر باہر جمپ کر جاتا ہے .... ہیلی بلند ہونے لگتا ہے ـــ ڈاکٹر انعام ہاتھ ہلا رہا ہے اور اس کے چہرے پر ایک طمانیت ہے .... کوئی میرا کندھا پکڑ کر زور سے دباتا ہے ـــ میرے

UrduPhoto.com

پہلو میں ڈاکٹر عمر اپنے آپ کو قدرے چھپاتے ہوئے ایسے بیٹھے ہیں جیسے کوئی شرارتی بچہ چوروں کے غار میں آ گیا ہو اور اسے خدشہ ہو کہ وہ پکڑا جائے گا——

"خان صاحب——"

"شی——" خان صاحب ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے چپ رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

ہیلی اور بلند ہوتا ہے اور گورے دن سے الگ ہو کر بالتورو کی وادی کے درمیان میں آ جاتا ہے——

"آپ کس طرح؟" میں پھر حیرت سے پوچھتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب جو کافی دیر سے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھے ادھر ادھر دیکھ کر سرگوشی میں بولے "میرا خیال ہے اب یہ مجھے اتار نہیں سکتے——"

"نہیں—— اس لیے نہیں کہ نیچے اردوکس نظر آ رہا ہے"

تھیں [illegible] گھاس کا سبز [illegible]

وہ پہاڑوں کو جب چٹانوں اور برفوں میں ایک [illegible] اس دن کو خیال میں لاتے ہیں جب وہ واپس جائیں گے اور زندگی سے بھرپور اردوکس کی بلندی اور سبز ڈھلوانیں دیکھیں گے—— وہاں گھاس ہو گی اور اس پر بہار کے کیڑے پتنگے اڑتے ہوں گے اور [illegible] تتلی بھلی لگے گی——

جب ہم پہنچے تھے تو وہاں دھوپ بہت ٹھنڈی تھی—— پتھر بھی سرد تھے اور گھاس میں گیلاہٹ تھی۔ اس صبح ہلکی برف باری ہوئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب میرے کندھے پر سے جھانک کر نیچے دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے اور ہیلی ایک سحر زدہ جن کی طرح ہمیں اٹھائے چلا جا رہا تھا۔ ایک مخصوص رفتار کے ساتھ اور ایک خاص ردھم کے ساتھ—— کھٹ کھٹ... ایک میکانکی تسلسل کے ساتھ—— وہ اپنے اندر بیٹھے مسافروں کے وجود سے غافل تھا اور ایک خاص ردھم کے ساتھ پرواز کرتا جا رہا تھا کیونکہ یہی اس کا کام تھا۔

ہماری آرزوئیں پوری ہو رہی تھیں۔ جس کی خواہش کی تھی وہ مل گیا تھا—— ایک فقرے کے اختتام پر ایک دن کی مسافت تمام ہوتی جا رہی تھی لیکن

——ہم بجھے دل سے بیٹھے تھے۔ کانوں میں ایک گہری ناخوشی کا سناٹا تھا——

"چوہدری صاحب——" ڈاکٹر صاحب نے اتنا کہا اور دائیں طرف کی کھڑکیوں کی جانب اشارہ کیا——وہاں ٹرانگو ٹاورز تھے——

وہاں نہیں' یہاں ہمارے قریب——اتنے قریب کہ ہم ان شاندار چٹانوں پر چلتے تھے.... پھر نیم لیس ٹاور کا چٹانی وجود تمام کھڑکیوں میں حاوی ہو گیا——میں آنکھ نہیں جھپکتا تھا.... جتنی دیر میں آنکھ جھپکتا اس نے پیچھے رہ جانا تھا——داستانوں میں سے ایک مینار.... جس پر کوئی شہزادی قید ہے——جس پر وہ پرندہ بسیرا کرتا ہے جس کے پنجوں میں سند باد جہازی ہے۔ وادی طلسم کے آگے ایک پردہ——ایک حجاب——

یہ ٹاور [illegible] سے زیادہ بلند ہے——

اتنا ابدی ہے کہ اس کا ایک فنا ہو جانے والا نام نہیں رکھا جا سکتا——

اس لئے——نیم لیس ٹاور——

پیچھے بالتورو [illegible] جہاں [illegible] پہاڑیاں [illegible] اور میرا یقین نہ تھا کہ ہم کبھی ان میں پیدل چلے تھے——وہاں سائے طویل ہو رہے تھے۔

بالتورو پر شام بہت پہلے آ جاتی ہے۔ اس کے چٹانی سلسلے روشنی کی راہ میں دیوار بن جاتے ہیں۔

"سورج نیچے چلا جاتا ہے
دور چٹانی افق کے پیچھے
جیسے وہاں نیچے کچھ بھی نہ ہو"

نیچے پہلے بالتورو سرکتا جا رہا تھا پھر وہ جیسے رک گیا۔ جیسے ایک صحرا کا کنارا آ گیا ہو۔ شہر ختم ہو گیا——ہیلی کاپٹر بھی ذرا نیچے ہو گیا——اور نیچے برالدو کی وادی کا آغاز ہو رہا تھا——

میں نے نیچے دیکھا نہیں لیکن میں جانتا تھا کہ یہ برالدو کی وادی کا آغاز ہے۔

ہیلی کاپٹر دراصل میری رگوں میں کھٹ کھٹ کرتا جا رہا تھا اور ان رگوں میں نقشے تھے راستے تھے اور میں جانتا تھا کہ اب یہ کس مقام پر پہنچ رہا ہے——

میں جیسے شاہ گوری کی قربت میں جا کر ہیلی کاپٹر سے الگ ہو گیا تھا اور اس کی چوٹی پر اکیلا رہ گیا تھا ـــــ جیسے بے نام مینار پر میں تھا اور ہیلی میرے قریب سے گزرتا تھا ایسے میں رنگوں میں روشن نقشے کے راستوں پر چلتا رہا۔ میرے نیچے برالدو ہے اور میں وہاں تھا اور سر اٹھا کر اس ہیلی کو پرواز کرتے دیکھتا تھا ــ ــ ــ یقیناً پائیو پیچھے رہ گیا ہے۔ میں اسے دیکھ نہ سکا تھا۔

میوزک کا بندوبست پائیو میں؟

جی جناب ـــــ استاد مایون خان بنسری بجائے گا اس کا لڑکا ڈانس کرے گا اور پھر سب موج کرے گا آئیں جناب ـــــ

پائیو کی رات میں الاؤ روشن تھے اور مشعلیں [جلتی] تھیں۔ درختوں کے جھنڈ کے نیچے سرخ اور [نیلے] خیموں کے درمیان میں اس کے ناچنے سے دھول اٹھتی تھی اور اس کے بدن کے ساتھ ساتھ ہمارے دل دھڑکتے تھے ـــــ ہم پر بلندی کا اثر ہو گیا تھا اور ہمارا یار زامبرا ناچ رہی تھی ـــــ

ا[illegible] جا[illegible]ر کی ہوا میں ذرا جھکا ہوا کھڑا ہوں اور اپنے آپ کو بمشکل سنبھالے ہوئے ہوں ـــــ اور نیچے برالدو کے پانی شوک رہے ہیں ـــــ یہاں سے ذرا [بے] ـــــ اور میں نے کہا تھا کہ میں ان راستے سے واپس نہیں جاؤں گا ـــــ اور میں نہیں گیا ـــــ میرے دل کے والو جس ردھم کے ساتھ میرے خون کو پمپ کر رہے تھے ہیلی کی کھٹ کھٹ بھی اس کے ساتھ آواز ملا کر چلتی جا رہی تھی ـــــ

ہیلی نے پہلی مرتبہ نوے درجے کے زاویے پر اپنا رخ بدلا ـــــ دائیں جانب کو روفون گزر گیا ہو گا ـــــ

ہم چپ تھے اور ڈرے ہوئے تھے ـــــ

ہم وہ قیدی تھے جنہیں عمر قید کی سزا ہو چکی تھی اور ہم اپنے عقوبت خانے سے فرار ہو گئے تھے ــ ــ ــ ہم چند روز کے لئے آزاد رہے اور پھر ـــــ پکڑے گئے۔ اب ہمیں واپس اسی عقوبت خانے میں لے جایا جا رہا تھا ـــــ

میں نے آنکھیں بند کر کے جاننے کی کوشش کی کہ رنگوں کے نقشوں پر اڑتا

UrduPhoto.com

ہوا بیلی کا پیڑ اب کہاں ہونا چاہئے تو —— اس کا سایہ پتھر اور برف کے ویرانے سے ادھر آخری بستی شمال کے آخری گاؤں اسکولے پر سرک رہا تھا ——

اسکولے ویران لگتا تھا لیکن جونہی میں اس کی پہلی کچی دیوار سے پرے ہوا ..... اس کی ایک ڈھلوان گلی میں آیا تو گویا اہل اسکولے بیدار ہو گئے ..... وہ گہری نیند میں تھے اور انہیں یہ احساس ہوا کہ باہر ہماری کچی گلی میں —— ایک حیران اور تھکا ہوا کوہ نورد داخل ہو رہا ہے اور وہ صرف اس لئے آیا ہے جب اس کی آنکھیں مدھم ہونے لگیں اور جب وہ اس بستر پر پڑا ہو جہاں سے آج تک کوئی نہیں اٹھا تو وہ اپنے گرد کھڑے بچوں کو اور ان کے بچوں کو بتا سکے کہ —— میں اسکولے میں تھا ——

اسکولے کا آخری گھر آیا —— اور یہ تہذیب کا آخری گھر تھا ——

آخری کھیت آیا —— اور اسکولے کے آخری کھیت کے بعد ایک اور جہان شروع ہو جاتا ہے اور اس جہان کے اندر وہ [illegible] جاتے ہیں جن کے ہاتھوں میں نور ہے اور [illegible] ہے

میں اس جہان سے واپس آ رہا تھا ——

اور یہی [illegible] وقت اسکولے پر سے پرواز کرتے ہوئے اپنے آپ کو کسی آئینے میں دیکھتا تو میں اپنے چہرے کو کہتا کہ تو کون ہے —— میں تجھے پہچانتا نہیں۔ تو کس دنیا کا باسی ہے کدھر سے آیا ہے اور آنکھوں میں یہ سرخی کیوں ہے اور تیری بے ترتیب داڑھی کی سفیدی ہے اور بدبو ایسی ہے تو یہ کہاں سے آئی ہے۔

میں شاہ گوری سے مل کر بستی میں واپس جا رہا تھا۔

پھر رنگوں کے نقشے مدھم ہونے لگے۔ ہیلی کاپٹر کی کھٹ کھٹ جو اندر سے آتی تھی' باہر آ گئی۔

میں نے نیچے دیکھا —— برالدو کے اوپر معلق اسکولے کا آخری گلاب رنگت کھمبہ گزر رہا تھا اور اس کے نیچے ایک سڑک تھی جو سکردو جا رہی تھی ——

میں بستی میں واپس آ گیا تھا ——

یا —— مجھے وہ پکڑ لائے تھے —— واپس لے جا رہے تھے —— لیکن وہ نہیں

UrduPhoto.com

جانتے کہ میں آئندہ برس پھر فرار ہو جاؤں گا ــــــ وہ نہیں جانتے۔

میں نے جھک کر اپنے بوٹوں کے تسمے کھول دیئے ــــــ

پچھلی شب میں نے شاہ گوری کو خواب میں دیکھا ــــــ

UrduPhoto.com

مستنصر حسین تارڑ کی کتابیں

خانہ بدوش
ہُنزہ داستان
نکلے تیری تلاش میں
سفر شمال کے
دیس ہوئے پردیس
نانگا پربت
اندلس میں اجنبی
نیپال نگری
یا[illegible]
پیار کا پہلا شہر
پرندے
قلعہ جنگی
بہاؤ
راکھ
قُربتِ مرگ میں محبت
جپسی

پکھیرو
کارواں سرائے
ہزاروں ہیں شکوے
پرواز
مُورت
کیلاش
گزارا نہیں ہوتا
چک چک
[illegible] بھائی [illegible]
سنو لیک
شہپر
ہزاروں راستے
سیاہ آنکھ میں تصویر
سُورج کے ساتھ ساتھ
شمشال بے مثال
شُتر مُرغ ریاست

UrduPhoto.com

RS: 375.00

www.sang-e-meel.com
ISBN 969-35-0523-9
9789693505238